محبت رنگ دے جاتی ہے
از قلم آن فاطمہ
(Part-2)

"کیا ہوا صاف نہیں ہوا کیا۔"

وہ اسے مسلسل اپنے کرتے کو ملتے دیکھ پریشانی سے گویا ہوا۔ پریسہ نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ناجانے کیا لگ گیا ہے پاپا نے اتنی محبت سے دیا تھا اور میں نے ایک لمحے میں ناجانے کیا لگوا دیا اس پہ مجھے شدت سے رونا آرہا ہے۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے آنسوؤں کو روکتے ہوئے بولی۔ عفیفہ نے اس کی جانب دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ہشش چپ کر جاؤ تمہیں تو ویسے بھی رونے کا بہانہ چاہیے پری کچھ نہیں ہوتا فلحال گھر چل کر دیکھے گے۔ مے بی کوئی ٹوٹکا وغیرہ استعمال کریں تو ہو جائے۔"

وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں بولی تو پری نے ساری سوچوں کو ایک جانب جھٹکتے اس کے ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"لاؤ یہ مجھے دے دو۔"

وہ عفیفہ کے ہاتھ سے رجسٹر لیتے ہوئے بولی۔اسی دوران رجسٹر نے پین نکلتے زمین بوس ہوا تھا مگر وہ دونوں اس چیز سے بے نیاز ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

میں نے کہیں سنا تھا کہ جب دو عورتیں آپس میں بات کر رہی ہوتی ہیں تو انہیں ارد گرد کا کوئی ہوش نہیں "ہوتا مگر آج دیکھ بھی لیا۔"

اپنے عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ ان دونوں کے بلاک سے باہر جاتے قدم بے ساختہ تھمے تھے۔ان دونوں نے نا سمجھی سے ایک نظر ایک دوسرے کو اور جھٹکے سے رخ موڑتے عقب میں دیکھا جہاں وہی لڑکا کھڑا انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔اسے دیکھ پریسہ کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی کیونکہ وہ کوئی نہیں بلکہ کینٹین والا لڑکا ہی تھا۔

"ایک منٹ مسٹر۔"

"اوہو مسٹر عاشر انصاری۔"

پریسہ شہادت کی انگلی اٹھا کر کٹیلے لہجے میں اس سے پہلے بات مکمل کرتی عاشر نے مسکراتے ہوئے درمیان میں ہی اس کی بات اچک لی تھی۔پریسہ نے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔

یہ عورتیں کس کو بولا آپ نے مسٹر۔آپ کو تمیز نہیں ہے مخاطب کرنے کی۔ایکسکیوز بھی کر سکتے تھے "آپ۔"

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ کو اس کا خود کو عورت کہنا بے ساختہ برا لگا تھا تبھی اظہار کرنے سے بھی بات نا آئی۔عاشر اس کی بات پہ مدھم سا مسکرایا۔

"دراصل محاورہ تھا ہی ایسا اسی لیے بول دیا اب عورتوں کی جگہ اگر لڑکیاں یا بچیاں بولتا تو یقیناوہ آپ کو طنز ہی لگتا کیونکہ کسی محاورے کے مطابق عورت کسی حال میں خوش نہیں ہو سکتی۔"

وہ دونوں ہاتھ اپنی جیکٹ کی جیبوں میں اڑستے شان بے نیازی سے گویا ہوا۔عفیفہ کی آنکھیں اس کی بات پہ تحیر سے پھیلی تھی البتہ پریسہ کے چہرے پہ بیزاری صاف رقم تھی۔

"بات کو فضول میں طوالت بخشنے کی ضرورت نہیں ہے روکا کس لیے تھا وہ بولیے۔خوب جانتی ہوں میں آپ جیسوں کو۔"

وہ تنفر بھری نگاہوں سے اس کا مسکراتا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کی باتوں پہ مسکراتے اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"اوئے مس کڈو چل بروبیہ پین گر گیا تھا بس وہی دینا تھا۔"

وہ اس کی ذہر خند بات کو سرے سے نظرانداز کرتے نرم لہجے میں بولتے پریسہ کو دل ہی دل میں نے تحاشہ حیران کر گیا مگر ایک بار پھر خود کیلیے کڈو لفظ سن عفیفہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی کیونکہ یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ پریسہ کو اس لفظ سے کس قدر نفرت تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں نے آپکو پہلے بھی یہ بات باور کروائی تھی اور اب پھر سے کروا رہی ہو کہ اپنی حد میں رہیں اپنی حد پار" "کرنے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی دھیمے لہجے میں غرائی۔اس کی غصے سے سرخ ہوتی ناک کو دیکھتے وہ ایک بار پھر کھل کر ہنس دی۔

"پری کیا ہو گیا ہے یار انہوں نے بس پین۔"

تم اپنی بکواس بند رکھو دیکھا نہیں تم نے کیسے ایک تو کڈو بول رہا ہے اور سونے پہ سہاگہ ہنسی جا رہا ہے کیسا" "ڈھیٹ انسان ہے۔

وہ اس کے لبوں کے گوشوں پہ موجود ہنسی دیکھتے تڑخ کر بولی جس کے لب ہنوز پھیلے ہوئے تھے۔

"اب کیا تمہیں اس کی ہنسی سے بھی مسئلہ ہے۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی ساتھ ہی اس کا ہاتھ دباتے اسے قابو رکھنا چاہا مگر اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

"ہاں مسئلہ ہے مجھے بہت بڑا۔ذہر لگ رہا ہے مجھے یہ شخص دیکھو ابھی بھی مسکرا رہا ہے۔"

اب کی بار پریسہ باقاعدہ روہانسی ہو چکی تھی۔عفیفہ اس کی بات پہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی اور ساتھ ہی اس کی جانب اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی تاکہ وہ پین دے کر وہاں سے جا سکے کیونکہ پری نے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کی مسکراہٹ ہی نوچ لیتی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

NovelsLounge.com

"مس کڈو مسکرانا سنت ہے۔"

وہ لبوں پہ آئی مسکراہٹ کو روکتے اس کی جانب جھکتے جتانے والے لہجے میں بولا۔اس سارے عرصے میں عفیفہ پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی کیونکہ پریسہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے مسلسل اپنی ایک ٹانگ ہلا رہی تھی معاًوہ مڑی تھی اور عفیفہ کے ہاتھ سے اپنا رجسٹر جھپٹتے اس کی جانب بڑھی جو دلچسپی سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ تک رہا تھا۔

"اگلی بار سے احتیاط کیجیے گا کیونکہ میں اپنے دوستوں کے علاوہ کسی کو یہ حق نہیں دیتی کہ وہ مجھے عجیب بے ڈھنگے ناموں سے مخاطب کرے۔"

وہ اس کے بازو پہ اپنا رجسٹر مارتے سپاٹ لب و لہجے میں بولتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس نے مسکرا کر اپنا بازو سہلاتے عفیفہ کی جانب دیکھا جو وہ پین اپنے بیگ میں رکھ رہی تھی۔

"ایم سوری دراصل پری اس نام سے بہت چڑتی ہے۔"

وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولی۔اس نے جواب میں اسے کچھ کہنے کی بجائے مسکرانے کا اشارہ کیا تھا۔عفیفہ اس کی حرکت پہ ناچاہتے ہوئے بھی کھل کر ہنس دی تھی اور اس سے ایکسکیوز کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔کسی نے یہ منظر نہایت چبھتی نگاہوں سے تکا تھا۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ منظر سے ہٹتا چلا گیا۔

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

لگتا ہے اس چھوٹی سی پری کو دوست بنا کر اسے مسکرانا سکھانا پڑے گا کیونکہ اس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ "
"کا بلکل ساتھ نہیں دیتی۔ یو جسٹ ویٹ اینڈ واچ مس کڈو۔

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے ہوئے بولا۔ لبوں کی تراش پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

عفیفہ جو ہنوز اس کی باتوں کو سوچ کر مسکراتے بے دھیانی میں کیفے کی جانب بڑھ رہی تھی کسی نے اچانک اس کی مومی کلائی کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اپنی جانب کھینچا تھا۔ اس سے پہلے کہ عفیفہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ پھٹی نگاہوں سمیت چلاتی صدام نے بروقت اس کے لبوں پہ ہاتھ جماتے لہو رنگ نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی تھی۔

"کس سے بات کر رہی تھی تم وہاں۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ عفیفہ نے کسمساتے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آذاد کروانا چاہا مگر وہ شاید چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"کہاں کی بات کر رہے ہیں آپ اور ہاتھ چھوڑیں میرا ہم یونی میں موجود ہیں۔"

وہ تڑخ کر بولی۔ صدام کو بھی بات کی نزاکت کا احساس ہوا تو خاموشی سے اس کی کلائی اپنی گرفت سے آذاد کر گیا۔

"میرا دماغ مت خراب کرو عفیفہ سیدھا سیدھا جواب دو مجھے جس سے اتنا ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی نگاہوں سے تو وہ منظر ہی نہیں ہٹ رہا تھا جب عفیفہ مسکراتے ہوئے اس لڑکے سے مخاطب تھی۔ عفیفہ کے دماغ کی گھنٹی اسی لمحے بجی تھی تبھی کسی نتیجے پہ پہنچتے دلکشی سے مسکرادی۔ صدام کو اس کی مسکراہٹ بے تحاشہ کھٹکی تھی۔

"اچھا وہ عاشر انصاری۔"

وہ بولتے بولتے مدھم سا ہنسی۔ صدام کو تو پتنگے ہی لگ گئے۔

"ہنسنے کو نہیں بولا میں نے تمہیں کون تھا وہ یہ پوچھ رہا ہوں۔"

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ضبط کرتے ہوئے بولا۔ عفیفہ کا شدت سے جی چاہا اس کی بے بسی پہ زبردست قسم کے قہقہے لگائے۔

بہت اچھا بندہ تھا صدام۔ قسم سے آپ جیسا تو بلکل نہیں تھا بہت سویٹ سا نائس سا نرم خو کیوٹ کول"

"بندہ۔ محبت کرنے والا بھی۔

"بکواس بند رکھو اپنی۔"

اس کی دھاڑ پہ عفیفہ بدک کر دیوار سے لگی اور اطراف میں نگاہیں دوڑاتے بے ساختہ تشکر بھرا سانس خارج کرتے ایک گھورتی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"کبھی یہ سب مجھے تو نہیں کہا تم نے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے دونوں اطراف پہ بازو حائل کرتے اس کی فرار کی تمام راہیں مسدود کر گیا۔ عفیفہ نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ اس کے ہاتھوں کو۔

کیونکہ اس میں ایک بھی خوبی آپ میں نہیں ہے۔ دوسری بات مجھے جھوٹ بولنا بلکل نہیں پسند۔ اس میں" "سے کوئی ایک بھی خوبی خود میں پیدا کر کے دکھائیں تو مان جاؤں۔

وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولتی اسے مزید شعلوں کی ذر میں دھکیل گئی مگر وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے مٹھیاں بھینچ گیا۔

"تم مجھے چیلنج کر رہی ہو۔"

اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے سرد مہری سے بولا۔ عفیفہ نے ہلکے پھلکے انداز میں دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور ذرا سا اس کی جانب جھکی۔

"چیلنج نہیں اوپن چیلنج مسٹر صدام۔"

وہ اپنے لہجے میں مضبوطی لئے بالکل اسی کے انداز میں دوبدو بولی۔ صدام کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ بکھری تھی جیسے اسے اس کا یہ انداز پسند آیا ہو۔

مجھے کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آپ جامعہ پڑھنے نہیں بلکہ میرے پہ نظر رکھنے آتے ہیں ہر جگہ" "میرے پیچھا کرتے ہوئے پہنچ جاتے ہیں۔

وہ تنک کر گویا ہوئی۔ صدام نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں پیچھا نہیں کرتا بس یہ دل بڑا دغا باز ہے تمہاری جانب ہی کھینچا چلا جاتا ہے۔"

وہ اپنے دل کا مقام سہلاتے شوخی سے بولا۔ عفیفہ اس کی بات پہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔

"اسی لیے ایسے دل پہ مجھے کوئی بھروسہ نہیں ہے کل کسی اور کی جانب کھینچا چلا جائے گا دغا باز جو ٹھہرا۔"

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولی۔ صدام نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے جھک کر اس کے گال کو لبوں سے مس کیا تھا۔ اس کی جرأت پہ عفیفہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"اب یہ دل صرف تمہارے معاملے میں دغا بازی دکھاتا ہے جانِ صدام۔"

اس کی غیر متوقع بات پہ عفیفہ کا دل ایک الگ پرلے پہ دھڑک اٹھا۔ وہ کپکپاتے ہاتھوں سے اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے سر جھٹک کر آگے کی جانب بڑھ گئی۔ صدام نے تاسف سے اس کی پشت کو تکا جو ہمیشہ کی طرح اس کے احساسات کی بے قدری کرتے وہاں سے جا چکی تھی۔

"کہاں رہ گئی تھی تم۔"

عناب کی آواز پہ عفیفہ نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ کہاں سے آ رہی ہے البتہ پریسہ اسے دیکھ کر ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"یہاں کس متعلق گفت و شنشید ہو رہی ہے۔"

عفیفہ تھکے تھکے انداز میں بولتے کرسی سے پشت ٹکا گئی اور پریسہ کی بوتل تھامتے لبوں سے لگا گئی۔

"ڈانس کے معاملے میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

جواب مریم کی جانب سے آیا تھا۔ عفیفہ خوشگواری کی کیفیت میں سرعت سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"اوہ واؤ کون کر رہا ہے اور سکھا کون رہا ہے۔"

وہ بھی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ اس سے پہلے کہ کوئی اسے جواب دیتا نزدیک آنے والے شخص کو دیکھ جہاں عناب کی آنکھیں چمکی تھی وہی پریسہ کے چہرے پہ ناگواریت چھا گئی۔ عفیفہ اسے وہاں دیکھ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی تھی۔

"ارے آپ بیٹھیں نا کوئی کام تھا کیا۔"

عناب چہک کر بولی۔ اب اتنا حسین لڑکا وہ بھی خود چل کر ان کے میز پہ آیا تھا اب بھلا وہ کیسے اسے دھتکارتی۔

"یہ تم کس خوشی میں اتنا چہک رہی ہوں۔ بھائی ہے وہ تمہارا۔"

پریسہ اس کی کمر میں چٹکی بھرتے ہوئے تنک کر بولی تو وہ اپنی کمر سہلاتے خاموشی سے نیچے بیٹھ گئی مگر پریسہ کے منہ سے اس کیلیے بھائی سن وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔

" بہن اتنے ڈیشنگ لڑکے کی بہن بننے سے قبل میں مر نا جاؤں۔"

وہ تڑپ کر بولتی ان سب کو حیرت کے سمندر میں غوطہ زن کر گئی۔

تمام لڑکوں کی نگاہوں سے اس کی حرکت مخفی نہیں رہی تھی تبھی چہرہ جھکاتے بمشکل مسکراہٹ کا گلہ گھونٹ گئے۔ ان تینوں نے اسے بھی اپنے ساتھ ہی کرسی پہ جگہ دی تھی۔

"میرے خیال میں سب سے آخر میں بریزہ اور ہادی کا کپل ڈانس فٹ رہے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم پین لبوں میں دابتے ہوئے بولی۔پریسہ نے مسلسل اس شخص کی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی آنکھیں نوچ ڈالے اب کی بار وہ کسی بھی صورت میں کسی کی بھی نگاہوں میں اپنی پوزیشن خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"بات وہی آجاتی ہے کہ ہمارے جیسے نلوں کو سکھائے گا کون۔"

ہادی اونگھتے ہوئے سر جھٹک کر بولا۔عاشر نے ایکدم کچھ سوچتے ان سب کی جانب دیکھا۔

"اگر تم سب کو کوئی مسئلہ نا ہو تو میں یہ کام کر سکتا ہوں مگر فنکشن کس کا ہے یہ تو بتاؤ۔"

عاشر نے بھی ان سب کی باتوں میں حصہ ڈالا تو عفیفہ نے خاموشی سے ان دونوں کی جانب اشارہ کر دیا۔البتہ باقی سب کی آنکھیں چمک اٹھی تھی اب بیٹھے بٹھائے کوئی سکھانے والا مل رہا تھا تو کیسے انکار کرتے۔

"تو ٹھیک ہے پھر آج فارس کے گھر پہ تم بھی ہم سے ملو۔باقی چیزیں وہی پہ ڈیسائڈ کر لیں گے۔"

ایکدم کسی نتیجے پہ پہنچتے عناب نے حکم صادر کیا تو کسی کو بھی اس بات میں کوئی دقت نہیں معلوم ہوئی تھی۔پریسہ کے ضبط کا پیمانہ اسی لمحے ٹوٹا تھا تبھی ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایک منٹ اگر یہ آج فارس کے گھر آئے گا تو میں نہیں جاؤں گی۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔عاشر کے لبوں سے مسکراہٹ اس کی بات پہ بھی غائب نہیں ہوئی تھی۔عفیفہ نے سخت نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"بی ہیو پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جتانے والے لہجے میں بولی تو پریسہ کو بھی اپنی جلد بازی کا احساس ہوا تھا۔

مس کٹڈ۔اوپس سوری مس پریسہ آپ پریشان مت ہو میں وہاں آپ کیلیے بلکل نہیں آرہا بلکہ اپنے دوستوں "کیلیے آرہا ہوں۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فارس نے اس کے گھر کا ایڈریس معلوم کرنے لگا۔پریسہ نے مٹھیوں کو سختی سے میچا تھا۔اس کے برعکس باقی سب نے حیرت سے پری کی جانب دیکھا جسے کون آرہا ہے کون جارہا ہے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا مگر آج وہ عاشر سے کس قدر چڑ رہی تھی۔عاشر جو پارکنگ ایریا کی جانب بڑھنے لگا تھا کچھ سوچ کر پلٹا اور واپس پریسہ کی جانب آیا تھا جو اب اپنا بیگ شانے پہ لٹکا رہی تھی۔

"اے کڈو مسکرایا کریں مجھے یقین ہے کہ آپ مسکراتے ہوئے خوبصورت لگتی ہونگی۔"

اپنے عقب سے آنے والی مسکراتی آواز پہ پریسہ کے اپنی بوتل کو تھامتے ہاتھ وہی ساکت رہ گئے۔اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا جو اب آنکھوں میں گوگلز لگاتے سر کو خم کرتے اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔لبوں پہ وہی مسکراہٹ جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

"یار کیا ہے یہ بندہ مطلب ہنس ہنس کر تھکتا ہی نہیں ہے۔"

بریزہ حیرت سے اس کی گاڑی کو نگاہوں سے اوجھل ہوتا دیکھ کر بولی۔پریسہ نے سر جھٹکا تھا۔

"اور ہم جیسے کچھ اس جیسی شفاف مسکراہٹ کو ہی ترس گئے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ کا اذیت سے بھرپور لہجہ ان سب کی سماعتوں میں گونجتے انہیں ساکت کر گیا۔ اگلے ہی لمحے پری ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی کیونکہ وہ بے دھیانی میں بولنے کی کوتاہی ضرور کر چکی تھی مگر اب سب کی نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس کر وہ سٹپٹا گئی تبھی ان سب کو پارکنگ لاٹ میں آنے کا اشارہ کرتے آگے کی جانب بڑھ گئی کیونکہ ابھی انہیں فارس کے گھر جانا تھا۔ کسی نے بھی اس کی حالت کی پیش نظر کوئی بھی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

****

میں بول رہی تھی کہ کسی پہ مت یقین کرو اب بیٹھے رہو یوں ہی منہ لے کر اپنے اپنے۔ ایک دن کا انسان بھلا "ہمارا دوست کیسے بن سکتا ہے تم لوگوں نے بہت آسانی سے اسے اپنا دوست مان لیا۔"

انہیں فارس کے گھر بھی اکٹھا ہوئے آدھا گھنٹہ ہونے کو آگیا تھا مگر اس کا نام و نشان کہی بھی نہیں تھا۔ فارس ہادی اور ارتضی ایک جانب کھڑے اپنی ہی بونگیاں مارنے میں مصروف تھے۔

"فارس تو رہنے دے تو ہلتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے دھرتی پہ بوجھ آگیا ہو۔"

ارتضی نے باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔ فارس نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور دوبارہ گانا چلاتے اس پہ شروع کر گیا۔ سب لڑکیوں نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"ارے مجھے تو مت گھماؤ کم از کم۔"

ہادی خود کو ان دونوں کے شکنجے میں دیکھ جھنجھلاتے ہوئے بولا تو ان دونوں نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یار ایسے تو مت دیکھو دولہا ہوں میں۔"

وہ مصنوعی شرماتے ہوئے بولا۔اگلے ہی لمحے وہ ان دونوں کے نیچے گرا کراہ رہا تھا۔

"بریزہ تجھے بھی ایک ہی نمونہ ملا تھا قسم سے۔"

عفیفہ اپنے دکھتے سر کو دباتے جمائی روکتے ہوئے بولی جواب میں وہ دھیما سا مسکرادی تھی۔کچھ ہی دیر میں ملازمہ نے چائے کے ساتھ دیگر لوازمات سے میز کو بھر دیا تھا۔اب وہ سب مکمل طور پہ اس سے انصاف کرنے میں مصروف تھے کہ اسی دوران کسی کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کرتے مریم نے جوں ہی ذرا سی نگاہیں اٹھائی تو سامنے کھڑے میکس کو دیکھ اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سمیت سب کی جانب دیکھا جو نہایت پرسکون تھے۔

فارس میں جب بھی تمہارے گھر آتی ہوں یہ تمہارا کتا اتنی بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے ہی کیوں گھورتا رہتا "ہے جیسے کچا چبا جائے گا۔"

وہ اپنے سے کچھ ہی فاصلے پہ میکس کو ہمیشہ کی طرح اتنی لمبی زبان لٹکائے بیٹھا دیکھ جھنجھلاتے ہوئے بولی جس کی نگاہیں ہمیشہ سے ہی اسے گھورتی ہوئی ہوتی تھی۔اسے کتا کہنے پہ ایکدم فارس نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔سب ہی اس بات سے اچھے سے باخبر تھے کہ فارس کو میکس کو کتا کہنا کس قدر گراں گزرتا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مریم بی بی آپ نے میکس کو کتا کہنے کی گستاخی سر زد کر دی ہے اب اس کا خمیازہ آپ کو میکس کا لقمہ اجل بن کر چکانا پڑے گا۔"

ہادی کی خوفناک منظر کشی پہ مریم نے دہل کر اس کی جانب دیکھا البتہ وہاں موجود چائے سے انصاف کرتے سب نے اس کی پھٹی ہوئی نگاہیں دیکھ بڑی دقت سے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"کیا معلوم میکس کو تم پسند آ گئی ہو مریم۔"

عناب معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔ مریم نے ایک خشمگین نگاہ اس پہ ڈالتے ایک بار پھر میکس کی جانب دیکھا جواب اپنے مخصوص انداز میں لمبی زبان کو اطراف میں پھیر رہا تھا۔ وہ کھسک کر فارس کے نزدیک ہو گئی جیسے اس کے نزدیک ہونے سے وہ اسے کچھ نہیں کہے گا۔

"اب کیا میں اتنی گئی گزری ہوں کہ کسی کت مم میرا مطلب میکس کو پسند آ جاؤں۔"

وہ فارس کی گھورتی نگاہیں خود پہ محسوس کر مسکینیت سے بولی۔ فارس نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میکس کو نہیں تو میکس کے مالک کو تو پسند آ سکتی ہو نا۔ ویسے میکس کو آدھے کپڑے پہننے والی لڑکیاں نہیں پسند اور نا ہی مجھے تو تم پر سکون رہو۔ دیکھو وہ پریسہ کے پاس کس قدر سکون سے بیٹھا ہے اسے ایسی لڑکیاں اپنی جانب متوجہ کرتی ہیں وہ بھی خصوصاً میرے لیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ لبوں پہ مسکراہٹ سجائے معنی خیز لہجے میں بولتے بیک وقت وہاں موجود ہر شخص کو ٹھٹھکا گیا تھا۔پریسہ کا ہاتھ جو مکمل انہماک سے میکس کی پشت پہ گردش کر رہا تھا وہی تھم گیا۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے فارس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ شرارتی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"گھٹیا انسان۔شکر کرو تمہیں دوست کے روپ میں ہضم کر رہی ہوں۔"

وہ اس کی جانب کشن اچھالتے ہوئے جسے اس نے بروقت تھام لیا تھا۔

اب اتنا بھی مت نفرت کا اظہار کرو تیسہ بیگم۔ہم تو سب سے زیادہ آپ کو ہی چاہتے ہیں۔ابھی بھی وقت "ہے سوچ لو۔"

وہ ڈرامائی لب و لہجے میں بولتے اسے مزید اشتعال میں مبتلا کر گیا تبھی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔فارس نے بروقت اس کے تیور بھانپتے وہاں سے دوڑ لگائی۔پریسہ نے میز سے پانی کا جگ اٹھاتے اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔اب پورے ہال میں وہ آگے آگے اور پریسہ اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

"تو صحیح دیہاڑی پہ لگا ہوا ہے میری جان۔"

ارتضی ہادی کے شانے پہ بازو حائل کرتے طنزیہ لہجے میں بولا جو یک ٹک بریزہ کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"تو تیری کیوں جل رہی ہے میری جان۔یہ دیہاڑی مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ جماتے دلفریبی سے گویا ہوا۔ارتضی نے اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے ایک اور کپ چائے کا انڈیلا اور خاموشی سے صوفے سے پشت ٹکا کر گھونٹ گھونٹ بھرنے لگا۔اسے چائے کا دیوانہ کہا جائے تو غلط نہیں تھا۔

"ارتضی بس کر جاؤ جب سے تم آئے ہو یہ اس وقت سے تمہارا تیسرا کپ ہے کتنی چائے پیو گے۔"

عناب کو اس کا بار بار چائے پینا شدید ناگوار گزرا تبھی ٹوک اٹھی۔اس کی بات پہ سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔فارس کے قدموں کو بھی بریک لگ چکی تھی۔

"اور میرے خیال میں جب سے تم آئی ہو تمہاری نگاہیں مسلسل اس کے چہرے کا ہی طواف کر رہی ہے۔"

ہادی کی طنز میں ڈوبی آواز سن ارتضی سکون سے آنکھیں موندے موندے ہی مسکرایا تھا۔ان سب کی توپوں کا رخ اپنی جانب مڑتا دیکھ وہ گھبرا گئی۔

"بریزہ بھابھی کے بعد پیشِ خدمت ہے عناب بھابھی۔"

فارس کی زبردست قسم کی ہوٹنگ پہ عناب کے وجود کا سارا خون اکٹھا ہوتے چہرے پہ سمٹ آیا۔ناچاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پہ ایک خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔سب لڑکیوں نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"فارس بکواس نا کیا کرو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جھنجھلاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے حقیقت میں فارس سے اس قدر بے باکی کی توقع نہیں تھی۔

"دیکھو لوگوں لڑکی ہنسی تو پھنسی۔"

ہادی ارتضی کے شانے پہ بازو حمائل کرتے ہوئے مزے سے بولا۔اس سے قبل کہ وہ کوئی جواب دیتا داخلی دروازے سے اندر آتے عاشر کو دیکھ ان سب کو وہی بریک لگی تھی۔

آئی ایم رئیلی سوری دراصل مجھے میری سسٹر کو ایمر جنسی میں کہی لے جانا پڑ گیا تھا مگر ابھی بھی دیری نہیں "ہوئی ہے شروع کریں پھر۔"

وہ فارس کے گلے لگتے معذرت خواہانہ لہجے میں بولا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ لوگ بھی ناچنے کی وقت پہ پہنچے ہیں ورنہ یہ بھی لیٹ لطیف ہی ہیں۔"

اس کے الزام پہ کہی نا کہی وہ سب تڑپ اٹھے تھے۔پریسہ اس کی نگاہوں میں آنے سے قبل ہی وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔عفیفہ نے حیرت سے عاشر کی نگاہوں کو اطراف میں گھومتے ہوئے محسوس کیا تھا۔

"ارے صدام تو۔"

فارس کی آواز پہ عفیفہ نے چونک کر داخلی دروازے کی جانب دیکھا جہاں وہ اپنی شاندار شخصیت لیے مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔اسے دیکھتے ہی صبح والا منظر اس کی نگاہوں میں گھوما تھا۔چہرہ بے ساختہ سرخ پڑا۔

"چلو اب کپلز ڈن ہو گئے صدام عفیفہ , بریزہ ہادی اور میں سنگل ہی کافی ہوں آگ لگانے کیلیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کپلز بناتے آخر میں فرضی کالر اکڑاتے ہوئے بولا۔ عفیفہ اس کی بات پہ بدک کر پیچھے ہوئی تھی۔ اب ہال میں مدھم سا گانا گونج رہا تھا۔

"چلیے میم۔"

اپنے سامنے پھیلی چوڑی ہتھیلی کو دیکھ عفیفہ کے دل میں کھلبلی سی مچی تھی۔ نا چاہتے ہوئے بھی اس نے اپنا نم ہاتھ اچھے سے ڈوپٹے سے مسلتے اس کی ہتھیلی پہ رکھ دیا تھا۔ صدام کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اس کرم نوازی کیلیے بہت شکریہ میم۔"

وہ اس کے ہاتھ کو دباتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی ہال کے بیچ و بیچ میں آ گیا تھا۔ پریسہ بھی زیادہ دیر اندر نا ٹھہر پائی تھی تبھی واپس اپنی جگہ پہ آ کر بیٹھ گئی۔ اسے دیکھتے عاشر کی نگاہیں چمک اٹھی تھی اور اس کی یہ چمک عفیفہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

"ہے مس کڈو۔"

وہ بغیر کسی کا لحاظ کیے اس کی جانب ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا تو پریسہ کا چہرہ صدام کی موجودگی میں اس کی حرکت پہ خوف سے پیلا پڑ گیا۔ اس نے گھبرا کر صدام کی جانب دیکھا جو پریسہ کے ساتھ ہلکا ہلکا گھومنے میں مصروف تھا۔ وہ خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھتی دانت کچکچا کر رہ گئی اور پھر وقتاً فوقتاً وہ اس کی مسکراتی نگاہوں کے حصار

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں رہی تھی جس کا اندازہ بخوبی ہوتا رہا تھا تبھی پورے وقت میں ایک جھنجھلاہٹ سی اس کے وجود پہ طاری رہی تھی۔

****

"باباجان کل نواب یہاں کیا کرنے آیا تھا وہ بھی رات کے اس پہر۔"

وہ جو مردان خانے میں جانے کیلیے نک سک سے تیار تھے اپنے نزدیک سے آنے والی سپاٹ آواز پہ ان کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی تھی۔واقدار یوسف زئی کے چہرے پہ الجھن اور گھبراہٹ ایک ساتھ نمودار ہوئی۔

"نن۔نواب یہاں پہ نہیں تو۔مجھے نہیں معلوم تم کب کی بات کر رہے ہو۔"

وہ اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہکلاتے ہوئے بولے۔شہرام کے لبوں پہ ایک تمسخرانہ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔وہ مضبوط قدم اٹھاتے ان کے نزدیک آیا تھا۔

"کیا آپ کو سچ میں نہیں معلوم کہ میں کس بابت بات کر رہا ہوں۔اتنی جلدی فراموش کر گئے آپ۔"

وہ کرخت لہجے میں بولتے ان کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔واقدار یوسف زئی کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

"شہرام ہم سچ میں جانتے کہ تم کس متعلق بات کر رہے ہو۔"

وہ اسے جتانے والے انداز میں بولے۔ان کی بات پہ شہرام کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا کل رات گیارہ بجے آپ کی ملاقات نواب سے باہر دالان میں جو بڑا سا پیڑ ہے وہاں نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس کے کہے کے مطابق واقدار یوسف ذئی نے اسے یہاں ملاقات کیلیے بلایا تھا تاکہ وہ پرخہ کے متعلق جان سکے۔اب یہ بھی کہ دیں کہ یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔"

وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔انہوں نے ناسمجھی سے شانے اچکائے تھے۔

"ہاں تو ام یہی کہے گا کہ امارے کو نہیں معلوم۔اماری تو اتنے دنوں سے کوئی ملاقات ہی نہیں ہوئی کسی سے بھی۔"

وہ الجھن آمیز لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گئے۔شہرام نے پرسوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ ایک الجھن سی رقم تھی۔اسے ایسا ہی محسوس ہوا کہ وہ اس بات سے بے خبر ہے تبھی حلق تر کرتے اثبات میں سر ہلا گیا۔دل ہی دل میں وہ نواب کی آخری سانسوں کو گنتا بپھر چکا تھا۔وہ کس قدر سکون سے اسے چکمہ دیتے فراموش ہو چکا تھا۔کیا اس کے دل سے شہرام کا خوف مٹ چکا تھا۔

"کیوں تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو شہرام سب ٹھیک ہے نا۔"

ان کی زیرک نگاہوں سے شہرام کا پریشان چہرہ مخفی نہیں رہ سکا تبھی نہایت سنجیدگی سے گویا ہوئے۔شہرام نے انہیں کسی بھی بات نا بتانے کے متعلق فیصلہ کرتے نفی میں سر ہلا یا تھا کیونکہ ابھی وہ کسی بھی بات کے متعلق خود بھی شیور نہیں تھا اسی لیے وہ کسی کو بھی اس سب میں الجھانا نہیں چاہتا تھا۔

"میں نکلتا ہوں بابا جان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے شکست خوردہ لہجے میں بولتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

شہرام بیٹا ناشتہ تیار ہے ام نے آج اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے بنایا ہے کھاؤ گے نہیں کیا۔ بھا بھی گئی ہے "اس کا مطلب یہ نہیں کہ امارے کو تیرے دکھ درد کا اندازہ نہیں ہے۔ آجا میرا بچہ۔

وہ اسے پچکارتے ہوئے بولی جواباً صدام نے بغور ان کی جانب دیکھا کی طبیعت اسے اب قدرے بہتر محسوس ہوئی تھی۔ وہ چاہ کر بھی انہیں انکار نہیں کر سکا۔ اس سے پہلے کہ وہ اندر کی جانب بڑھتا دھڑام کی آواز پہ ان سب نے گھبرا کر پیچھے رخ پھیرا جہاں باورچی خانے کے بیچ و بیچ پشمینہ اوندھے منہ گری پڑی تھی۔

"مینہ اماری بچی۔"

غنچہ بری طرح چیختے ہوئے اس کی جانب بڑھی اور حواس باختگی سے اسے سیدھا کرتے اس کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔ شہرام نے اس کی نبض سہلائی جو بہت ہولے ہولے چل رہی تھی۔

"انہیں اچانک کیا ہو گیا کل تک تو ٹھیک تھی چچی۔"

وہ پریشانی سے مینہ کا گال تھپتھپاتے ہوئے غنچہ سے مخاطب ہوا جس نے روتے روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔ شہرام نے اپنے دکھتے سر کو پس پشت ڈال کر اسے باہوں میں بھرتے قدم عجلت میں باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ اتنی دیر میں غنچہ بھی اچھی طرح خود کو چادر میں لپیٹتے باہر آگئی۔ اگلے ہی لمحے گاڑی تیزی سے حویلی کی حدود پار کرتی چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ کی مسافت طے کرتے وہ لوگ قریبی ہسپتال میں پہنچ چکے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

چچی آپ فکر مت کریں ہو سکتا ہے اس ٹینشن ذدہ ماحول کی بدولت یہ سب ہوا ہو۔ڈاکٹر چیک کر رہی ہے "

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔

شہرام روتی ہوئی غنچہ کو بازوؤں کے حصار میں لیتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

شہرام وہ ڈاکٹرنی ٹھیک سے کچھ نہیں بتاتی۔نا جانے اماری بیٹی کو کیا تکلیف ہے جس کا وہ اظہار نہیں"

"کرپا رہی۔امارے پاس صرف مینہ ہی امارا واحد رشتہ ہے ام اس کو کسی قیمت میں کھونا نہیں چاہتے۔

وہ روتے ہوئے اذیت سے بولی۔شہرام نے اسے بغیر کوئی جواب دیے خاموشی سے انہیں اپنے سینے سے

لگا لیا۔

"مسٹر شہرام آپ میرے ساتھ آیئے۔آپ پیشنٹ سے مل سکتی ہیں۔"

وہ سنجیدگی سے شہرام کو اپنی تقلید میں آنے کا اشارہ کرتے غنچہ کو اندر جانے کا اشارہ کیا تو وہ سرعت سے اندر کی

جانب بڑھی تھی۔

"بیٹھیے مسٹر شہرام۔"

انہوں نے شہرام کو کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود سنجیدگی سے وہ فائل کھول کر بیٹھ گئی جس میں پشمینہ کے

متعلق تمام معلومات موجود تھی۔شہرام نے ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھا تھا جن کے چہرے پہ ایک سرد پن

چھاتا جا رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے حیرت اس بات پہ ہے کہ سب کچھ جان کر بھی آپ بے خبر ہیں یا پھر شروع سے ہی کسی چیز سے واقف "

"نہیں۔

ان کی بات پہ شہرام کے چہرے پہ الجھے ہوئے تاثرات ابھرے۔

"میں کچھ سمجھا نہیں ڈاکٹر۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولا۔ڈاکٹر نے دونون ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھایا اور ان کی جانب جھکی تھی۔

"دراصل آپ کی وائف پشمینہ کی بلکل ارلی پریگنینسی ہے اور شاید وہ اس بات سے باخبر ہے۔"

ان کی بات پہ شہرام کے چہرے کا رنگ ذرد پڑ گیا۔وہ ساکت نگاہوں سے یک ٹک ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"پریگنینٹ۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی۔وہ سختی سے اپنے لبوں کو بھینچ گیا۔

مگر انہوں نے یہ سب ختم کرنے کی کوشش کی ہے شہرام۔شاید وہ یہ نہیں چاہتی یا کسی کی جانب سے کوئی "

"دباؤ۔

پوری بات اس کے گوش گزار کرتے ہی وہ فائل اس کی جانب بڑھا چکی تھی۔شہرام نے فق چہرے سمیت گردن جوں ہی فائل پہ جمائی تو اس میں لکھی تحریر پڑھتے اس کے وجود میں سے جیسے کسی نے جان نکال لی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے مم۔ میری جانب سے تو کوئی دباؤ نہیں ہے اور میں تو سرے سے ہی اس بات سے "

"بے خبر ہوں۔

"یہ بات تو اب آپ ہی اپنی بیوی سے جان سکتے ہیں میرا مقصد آپ تک صرف اس بات کو پہنچانا تھا۔ صد شکر تھا کہ آپ نے کچھ بھی ہونے سے قبل انہیں ہسپتال میں ایڈمٹ کروایا ورنہ آپ اس بچے کو کھو بھی سکتے تھے

"خیر اب آپ یہ بہتر جانتے ہیں کہ کیسے آپ نے ان سے اس بابت بات کرنی ہے۔

وہ شہرام کے اڑے اڑے حواسوں کو دیکھتے تسلی آمیز لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ شہرام کے چہرے کے تاثرات یک لخت بحال ہوئے تھے۔ وہ بمشکل مسکراتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی لڑکھڑاتی چال پہ قابو پاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ چلتے چلتے اس کی آنکھوں کے سامنے بارہا بار اندھیرا چھایا تھا۔ اس نے خود پہ ضبط کرتے جوں ہی کمرے میں قدم رکھا وہ غنچہ کے سینے میں چہرہ چھپائے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ نفرت کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں کوندی تھی۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے شہرام۔"

غنچہ اسے کمرے میں آتا دیکھ بے قراری سے اس کی جانب بڑھی۔

اسے لے کر باہر آئیں آپ گھر جا کر اس متعلق بات کرتے ہیں ہم بہت سے حساب چکتا کرنے باقی ہیں "

"ابھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ زہر خند لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جانے کا یقین کرتے ہی پشمینہ نے سہم کر ان کی جانب دیکھا تو غنچہ کی نگاہیں بھی اسی کے چہرے پہ جمی تھی۔

"مورے امارے کو بچالینا ان سے وہ امارے کو جان سے مار ڈالیں گے۔"

وہ ان کا ہاتھ تھام کر بھیگے لہجے میں بولتی آخر میں زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔غنچہ کے لبوں پہ بھی ایک شیطانیت بھری مسکراہٹ بکھری تھی۔

"اداکاری تو ام بہت خوب کر لیتے ہیں کیوں مورے۔"

وہ بائیں آنکھ دبا کر بولتی آخر میں ایک بار پھر کھل کر ہنس دی۔غنچہ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا۔

"چل اب اٹھ یہاں سے اس سے پہلے وہ واپس آجائے۔"

وہ اسے سہارہ دے کر اٹھاتے ہوئے بولی۔اس نے بری طرح ان کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"سب سے پہلے تو اس عذاب سے اماری جان چھڑوا تو مورے قسم سے ایک جھنجھٹ سے نکلتے اس عذاب میں ڈال دیا ہے تونے امارے کو۔ابھی تو ام کسی طرح اسے سمجھالے گا مگر جلد از جلد اسے ختم کرنا ہے۔آج بھی کوشش ناکام گئی ہے۔"

وہ بیزاری سے بولتے خود ہی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔غنچہ نے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے اسے تسلی دی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جوڑھیلے ڈھالے قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھ رہا تھا غیر معمولی ارتعاش پہ اس نے چونک کر جیب سے اپنا موبائل نکالا تو وہاں کسی ان نون نمبر سے آیا میسج پوری شان سے جگمگا رہا تھا۔اس نے سرعت سے میسج کھولتے اسے کوئی پانچ چھ بار پڑھا تھا۔

"2:00am blast(SH)"

"Yours wellwisher"

"یہ کون ہو سکتا ہے۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولتے ساتھ ہی اس نمبر پہ فون ملانے لگا مگر دوسری جانب سے سم ہی بند آرہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ غصے سے موبائل دیوار پہ مارتا کچھ سوچ کر ایکدم ٹھہر گیا۔

"اگر اس کا میسج دوبارہ آیا تو۔"

وہ سوچتے ہی نفی میں سر ہلا گیا۔اتنی دیر میں اسے دور سے ہی مینہ اور غنچہ آتے ہوئے دکھائی دیے تو اس کے چہرے پہ ازلی سرد مہری عود آئی۔وہ موبائل کو سختی سے مٹھی میں بھینچتے گاڑی کا اگلا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

اس حویلی کے مکینوں کو یوں بے بس بلکتا ترستا ہوا دیکھ سینے میں جل رہی آگ پہ ایک پھوار سی برستی ہے اور "یہ سب صرف تیری ہی بدولت ممکن ہوا ہے۔

وہ مینہ کی جانب دیکھتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی تو اس کے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔آنکھوں میں ایک شیطانیت سے ناچ رہی تھی۔اس کے برعکس شہرام کا دماغ مسلسل اس میسج کے

NovelsLounge.com

متعلق سوچنے میں مصروف تھا اس نے کچھ سوچ کر تیزی سے وہ میسج کسی کو فارورڈ کیا تھا۔کچھ کچھ ذہن اس کا اس جانب مائل ہو چکا تھا۔

وقت مینشن ہے مطلب جو بھی ہو گا اس دوران ہی ہو گا بلاسٹ مطلب کہ کچھ برا ہو گا مگر ایس ایچ کا مطلب"

"ایس مطلب سیو مگر ایچ اگر ایم ہوتا تو لازمی ہوتا مگر ایچ مطلب ہر اس پوری بات کا مطلب سیو ہر۔

پوری بات سوچتے ہی اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔سٹئیرنگ پہ موجود اس کے ہاتھ کپکپائے تھے۔

"پرخہ۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی۔آنکھیں لہورنگ ہوئی تھی۔اس نے تیزی سے گاڑی حویلی کی جانب دوڑائی تھی۔

****

"کہاں گئے تھے تم سب۔"

ان کی گاڑی کے پہیے جوں ہی بڑی حویلی کے دالان میں چڑچڑائے واقدار یوسف زئی جو پریشانی سے یہاں سے وہاں ٹہل رہے تھے عجلت میں ان کی جانب بڑھے اور متفکر بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔شہرام نے ان کی بات پہ گاڑی سے نکلتے سپاٹ نگاہوں سے غنچہ کے ساتھ لگی پشمینہ کو دیکھا تو وہ سمٹ کر مزید غنچہ کے ساتھ جا لگی البتہ دل ہی دل میں وہ بیزار ہونا نا بھولی تھی۔

"باباجان اندر چلیے سب بتاتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد مہری سے انہیں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔انہوں نے تعجب سے اس کی پیشانی پہ ابھری ہوئی رگوں کا ملاحظہ کیا تھا جو اس کے اشتعال میں ہونے کی نشانی تھی۔اس کے جاتے ہی اب ان کا رخ پشمینہ کی جانب تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے بہت عجیب سا برتاؤ کر کے گیا ہے۔"

وہ بغیر کسی بات کی تمہید باندھے سخت لہجے میں بولے تو انہوں نے ان کے انداز پہ تمسخر سے دل ہی دل میں قہقہہ لگایا تھا مگر جب بولی تو لہجہ ہنوز کانپتا ہوا تھا۔

معلوم نہیں امارے کو خان بابا۔وہاں سے آتے ہوئے بھی ان کا چہرہ ایسے ہی پھولا ہوا تھا۔گھور بھی ایسے "رہے تھے جیسے کوئی انہونی کام کر دیا ہو۔"

وہ چہرہ جھکاتے ازلی معصومیت بھرے لہجے میں بولتی انہیں ہلکا پھلکا کر گئی۔انہوں نے بے ساختہ آگے بڑھتے اس کا سر تھپتھپایا۔

تم جانتی ہو اچھے سے اس کو۔وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو سر پہ سوار کرتے سب کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتا ہے" مگر تم پریشان مت ہو ام ہمیشہ کی طرح اس کو سنبھال لیں گے آخر کو میرے آگے ہی اس کی زبان کو لگام لگتی "ہے بس۔

وہ اسے سمجھاتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ان کے منظر سے ہٹتے ہی پشمینہ نے سرعت سے اطراف کا جائزہ لیا ایک ٹھنڈی آہ فضا کے سپرد کرتے گلہ کھنکھارا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مورے خود کا اتنا معصوم ہونا امارے کو ہضم نہیں ہوتا اس قصے کو جلد از جلد ختم کر کے اپنا حصہ لو اور ہم کہی" "دور چلتے ہیں جہاں ان جیسے لوگوں کا سایہ بھی نا ہو امارے پہ۔

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتی اسے خائف کر گئی۔ان کا سر باقاعدہ نفی میں ہلتا دیکھ اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔

نہیں مینہ اتنے سالوں کی محنت کو ام یوں ایکدم سے مٹی میں نہیں ملا سکتے۔جلد بازی سے کام لینا درست " نہیں ہے۔امارے کو ایک ایک کو تڑپا کر مارنا ہے۔ان کی بدولت جو کچھ امارے نے سہا ہے وہ معافی لائق قطعی نہیں ہے اور اگر تو نے امارا ساتھ شروع سے دیا ہے امارے ہی اشاروں پہ چلی ہے تو اب بھی بس امارا ہی حکم "مان۔سب جیسے چل رہا ہے چلنے دے۔

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں نہایت سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ان کے لہجے میں نفرت کا ایک الاؤ سا تھا جو کسی کو بھی بھسم کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔پشمینہ نے ان کی آنکھوں کے ڈورے سرخ ہوتے صاف محسوس کیے تھے تبھی ہولے سے مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔وہ اس وقت سرگوشی کی کیفیت میں ایک دوسرے سے مخاطب تھے تاکہ غلطی سے بھی کوئی ان کے درمیان ہونے والی گفتگو نا سن لے۔

امارے کو سمجھ آ گئی مورے تو پریشان نا ہو۔جب یہاں تک پہنچے ہیں تو اپنا بدلہ بھی بہت جلد پورا ہو جائے" "گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ آنکھوں میں ایک چمک لیے پراسرار سے لہجے میں بولی۔غنچہ کے لبوں کے تراش پہ ایک کٹیلی مسکراہٹ ابھر کر سرعت سے معدوم ہوئی تھی۔

"بی بی جی اندر شہرام صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔"

اپنے نزدیک سے انے والی ملازم کی آواز پہ وہ سرعت سے ہوش کی دنیا میں لوٹتے ڈوپٹے کو مضبوطی سے تھامتے اپنا چہرہ ڈھکتے ایک دوسرے کی تقلید میں قدم اندر کی جانب بڑھا گئی۔اس کے ہاتھ میں موجود فائلیں اور پین غنچہ نے تھام لیا تھا اور اسے آنکھوں کے اشارے سے مزید ڈھیلا ڈھالا نظر آنے کا اشارہ کیا تھا۔پشمینہ نے فوری طور پہ ان کے حکم کی تعمیل کی تھی۔چند ساعتوں بعد وہ دونوں جوں ہی حویلی کا داخلی دروازہ پار کرتی اندر داخل ہوئی شہرام کو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے غیض کے عالم میں پورے برآمدے میں ٹہلتا پایا۔البتہ واقدار یوسف ذئی حیران پریشان کھڑے اس کے کھردرے تاثرات کا جائزہ لے رہے تھے۔ان کے اندر آتے ہی شہرام نے ایک خون آشام نگاہ پشمینہ کے جھکے سر پہ ڈالی اور تمسخر سے ہنس دیا تھا۔

اب بول بھی دو شہرام امارے کو عجیب و غریب وسوسے آرہے ہیں سب ٹھیک ہے نا اور اس قدر غصہ کس لیے ہو۔"

وہ اپنی حیرت پہ قابو پاتے سخت لہجے میں بولے جواباً اس نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے وہی روک دیا تھا۔

"آج آپ میرے معاملات میں نہیں بولیں گے باباجان۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولا تو وہ دونوں اب سچ مچ دم سادھ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہوا کیا ہے شہرام اماری تو سمجھ سے باہر ہے ہسپتال میں بھی تم نے کوئی بات نہیں کی۔امارا دل بیٹھا جا رہا"

"ہے۔

غنچہ وہ فائلز اور پین میز پہ رکھتی سینے پہ ہاتھ رکھتی اس کی جانب بڑھی اور اس کا بازو تھامتے ہوئے بولی۔

یہ آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں چچی جا یہ بات تو آپ کو اپنی بیٹی سے پوچھنی چاہیے کہ میں ایسا برتاؤ کیوں رکھ رہا"

"ہوں کیوں میں اسے گھور رہا ہوں اور کیوں میں اس سے سخت نالاں ہوں۔

وہ سرد لہجے میں پھنکارا۔مینہ نے دل ہی دل میں ان کی اداکاری کو بے ساختہ داد دی جو اس کی سائیڈ چھوڑتے اب شہرام کی جانب ہو چکی تھی۔اس کے یوں پھنکارنے پہ واقدار یوسف ذئی نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم اس سے ایسے بات نہیں کر۔"

بس باباجان بس میں نے کہا کہ آج آپ نہیں بولیں گے کچھ بھی نہیں بچپن سے اب تک خاموشی سے کسی" کٹھ پتلی کی مانند آپ کی ہی سنتا آیا ہوں ضبط کرتا آیا ہوں اپنی خواہشات کا گلہ گھونٹتا آیا ہوں مگر آخر کب تک۔اب نہیں اپنی حق تلفی اب میں قطعی برداشت نہیں کروں گا کبھی نہیں اسی لیے خاموش رہیے اور مجھے اپنی بیوی سے بات کرنے دیجیے آپ نے ہی اسے یہ حق دلوایا ہے نا اب میں بتاؤں گا اس جیسی شاطر اور چاپلوس عورت کو کہ بد دماغ ہونا کسے کہتے ہیں۔میں اس کی جان فنا کر دوں گا جان سے مار ڈالوں گا اسے میں اور "آپ مجھے روک نہیں سکتے کیونکہ میں اس کا شوہر ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بپھرے شیر کی مانندان سب کی سماعتوں میں صور پھونک رہا تھا۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔واقدار یوسف ذئی نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی زبان ان کے سامنے کبھی نہیں کھلی تھی اور آج کیسے وہ ان کے مقابل کھڑا زبان درازی کر رہا تھا۔وہ شدید طیش کے عالم میں گہرے گہرے سانس بھرتے اس کی جانب بڑھے اور اسی لمحے ان کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تھا مگر بیچ راہ میں ہی وہ بر فیلی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ان کا وہی ہاتھ سختی سے تھام گیا۔ان کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی۔

"گستاخی معاف باباجان مگراب نہیں۔اب نہیں۔"

وہ بگڑے تنفس سمیت انہیں باور کرانے والے انداز میں بولتے نرمی سے ان کا ہاتھ وہی چھوڑ گیا۔اس کی جرأت پہ غنچہ اور پشمینہ نے اپنے لبوں پہ ہاتھ جمایا تھا۔یہ وہ شہرام تو نہیں تھا جو خاموشی سے سب کا حکم بجالایا کرتا تھا یہ تو کوئی اور ہی شہرام تھا جس کیلیے اب شاید کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

"تت۔تم نے امارا ہاتھ روکنے کی کوشش کی ہے شہرام خان۔"

وہ ہانپتے ہوئے بے یقینی سے بولے۔شہرام کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ ابھری۔

جی آج میں نے آپ کو روکنے کی کوشش کی ہے اور افسوس ہے مجھے خود پہ کہ کاش میں نے بہت پہلے ہی یہ "

"کوشش کرلی ہوتی تو آج میری ہی ذات میری ہی آنکھوں کے سامنے یوں بے مول نا ہو رہی ہوتی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے ان سب کے لبوں پہ قفل لگوا گیا۔پشمینہ ایک جانب کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی کیونکہ شہرام کے بگڑے تیور اسے درست معلوم نہیں ہو رہے تھے اور اس لمحے اس سے زرا بھی بعید نہیں تھا کہ اسے جان سے ہی مار ڈالتا۔

"اس بچی کی حالت دیکھو بن باپ کی بچی پے وہ تم اس پہ یہ ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہو ام نے تمہیں اس کی نگرانی اس لیے نہیں دی تھی۔"

وہ مزید دکھ سے بولے۔شہرام نے۔مصنوعی افسوس سے اس کی جانب دیکھتے اسی جانب قدم بڑھائے۔

"مت کرتے اس کی شادی میرے سے۔مت جوڑتے مجھے اس جیسی عورت کے ساتھ اس بندھن میں مگر آپ نے کبھی مجھے اتنا عزیز رکھا ہوتا تو پھر نا جو میرے بارے میں سوچتے۔میں تو محض آپ کیلیے آپ کی خواہشات کی تکمیل کا ایک مہرہ ہوں جسے چلانا آپ بخوبی جانتے ہیں۔"

وہ گستاخانہ لہجے میں بولتے انہیں گڑبڑانے پہ مجبور کر گیا۔مینہ نے سرخ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔آنکھوں میں من من پانی بھرا ہوا تھا جو شہرام کو مزید اشتعال کی جانب دھکیل گیا۔

"دیکھو شہرام وہ اماری اولاد ہے تم اس کی کوتاہی تو بتاؤ ام اس کو سمجھائے گا اور امارے کو یقین ہے کہ وہ سمجھ جائے گی۔ایسے گھر خراب مت کرو اپنا امارے بچے۔"

وہ معاملے کو حل کرنے کی خاطر بولی مگر وہ سرعت سے ان کی گرفت سے ہاتھ آزاد کراتے ایک کڑی نگاہ مینہ کے جھکے سر پہ ڈال گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو سنیں پھر جانتے ہیں کیا کیا ہے آپ کی اس پاکباز بیٹی نے کیونکہ میرے نزدیک یہ کسی مکار عورت سے کم " نہیں۔اس نے غلط دوائیوں کو زیر استعمال میں لاتے اپنا حمل ضائع کرنے کی کوشش کی ہے۔میرے بچے کو "اس دنیا میں لانے سے قبل ہی جان سے مارنا چاہا ہے آپ کی اس قاتل بیٹی نے۔

وہ پشمینہ کے دونوں بازوؤں کو سختی سے اپنی گرفت میں لیتے تنفر بھرے لہجے میں دھاڑا اٹھا۔مینہ کو اس کی مضبوط انگلیاں اپنی بازوؤں میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔پشمینہ کا سانس سینے میں ہی کہی اٹک گیا۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے واقدار کی جانب دیکھا جن کی آنکھیں شہرام کی بات پہ لہورنگ ہوئی تھی۔

"بچے کی جان مطلب تم اس حویلی کے آنے والے سپوت کا نام ونشان مٹانا چاہتی تھی۔"

ان کی سرسراتی ہوئی بے یقین آواز پہ غنچہ تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی اور کھینچ کر اس کے چہرے پہ ایک تھپڑ مارا تھا۔مینہ کا دماغ اس اچانک ہوئی افتاد پہ سائیں سائیں کرنے لگا۔

کیسی گستاخ اولاد ہے اماری۔جس حویلی کے مکین نے تجھے اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا اتنا پیار دیا تو ان کی ہی جان" کی پیاسی بنی ہوئی ہے مینہ۔تو اماری اولاد نہیں ہو سکتی۔شہرام ڈاکٹرنی نے اب کیا کہا۔کیا مینہ اس مقصد میں "کامیاب ہو گئی ہے یا نہیں۔

وہ ڈوپٹے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روتے آخر میں شہرام کا بازو تھامتے ہوئے بولی۔

کوشش تو بہت کی تھی اس نے مگر کچھ کر نا پائی شاید میری ہونے والی اولاد بھی میری طرح بہت ڈھیٹ" "ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ذہر خند لہجے میں بولتے سر جھٹک گیا۔ غنچہ اسے ذبردستی کھینچتے ہوئے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے جاتے ہی شہرام نے اپنے دکھتے سر کو دباتے رخ ان کی جانب پھیرا جو چہرہ جھکائے ناجانے کونسی گہری سوچ میں غلطاں تھے۔

"باباجان بچپن سے اب تک آپ نے جو کہا میں نے سنا پھر اس پہ عمل بھی کیا۔ آپ کی کسی فرمائش کو رد کرتے میں نے آپ کو سر نہیں جھکنے دیا ورنہ تو آج کل بیٹے بہت بدنام ہے کہ اپنی خواہش کے آگے کسی کی نہیں سنتے مگر میں نے یہاں آپ کا مان رکھتے اپنی خواہشات کا خون کر دیا۔ چاہے پھر اس کیلیے میں تنہا بلکتا رہا ہوں آپ کو فکر نہیں تھی آپ بس کروفر سے اپنی انا کے زعم میں تھے جو صرف میری بدولت برقرار رہی۔ خود کو آپ پہ سے وار دیا میں نے باباجان اور ایک اچھا بیٹا بن کر دکھایا مگر اس دنیا کی نگاہوں میں میرے سے برا انسان شاید کوئی نہیں ہوگا۔ اس سب کے باوجود آپ کو میں کبھی بھی جان سے پیارا نہیں ہو سکتا چاہے میں آپ کیلیے اپنی جان ہی کیوں نا قربان کر دوں اسی لیے سوچا کہ کیوں نا گستاخی کر کے دیکھ لیا جائے برا تو دونوں صورت میں ہی ہوں نا میں اور کیوں نہیں ہوں یہ بھی بہت اچھے سے اذبر ہے۔"

وہ دھیمے پر درد لہجے میں بولتے لڑکھڑاتے قدموں سمیت اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ ابھی پشمینہ سے اس سب کے جواب بھی تو مانگنے تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے اس کے وجود پہ ایک تھکن سی اتر آئی کیونکہ وہ صوفے پہ بیٹھی رونے کا شغل فرمانے میں مصروف تھی۔ وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے مٹھیوں کو سختی سے بھینچتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے نزدیک پہنچا اور اس کی کلائی کو ایک جھٹکے میں کھینچتے اسے اپنے مقابل کیا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔شہرام کی اس اچانک حرکت پر پشمینہ کی قلعی میں ٹیس سی اٹھی مگر وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے لب بھینچ گئی کیونکہ اس بپھرے ہوئے انسان کے آگے فالوقت کچھ بھی بولنا اپنی جان نکلوانے کے مترادف تھا۔

"کیوں کیا یہ سب جواب دو مجھے اور سچ جاننا ہے مجھے کسی فریب میں رکھنے کی جرأت بھی مت کرنا ورنہ یہ جو منہ میں زبان ہے نا اس کے ٹکرے ٹکرے کر کے بے زبان جانوروں کو ڈال دوں گا۔"

وہ اس کے بازو کو مزید مضبوطی سے جکڑتے درشت لہجے میں بولا۔مینہ نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔

"مجھے مت دیکھو یوں پشمینہ مجھے جواب دو۔"

وہ اسے بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔جواباً اس نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔شہرام نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر اپنے خالی ہتھیلی کو۔

"سچ سننا ہے نا آپ کو سچ جاننا چاہتے ہیں نا آپ تو سنیں پھر میں ام نے ایسا کیوں کیا ہم نے ایسا اس لیے کیا کیونکہ تم ایسا نہیں چاہتے تھے امارے سے۔تمہارے نزدیک جب اماری ہی کوئی اہمیت نا تھی تو امارے بچے کی کیا ہوتی اسی لیے بہتر یہی تھا کہ اس کے آنے سے قبل ہی ام اس کی جان لے لیتے کم از کم وہ ساری زندگی کیلیے اس ایندھن میں تو نا جلتا جس میں شادی کے بعد سے اب تک اماری ذات مبتلا ہے۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی حلق کے بل دھاڑی۔اس جے گستاخانہ لہجے پہ شہرام کی پیشانی پہ بے تحاشہ بل نمودار ہوئے جس کی بدگمانیاں عروج پہ تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم اپنے گناہوں کا الزام میرے سر نہیں ڈال سکتی۔ نفرت مجھے تم سے ہے اپنی اولاد سے نہیں ہونی تھی کیونکہ میری خواہشات کی سب سے بڑی قاتل تم ہو نا کہ آنے کا بچہ۔ میں تو اتنی نفرت کے باوجود بھی تم سے غافل نہیں رہا تو اس ننھے وجود سے کیسے رہ سکتا تھا تم نے بنا کسی چیز کی تصدیق کیے اتنا بڑا قدم اٹھا لیا۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں پریشانی سموئے بولا۔ مینہ نے بیزاری سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک خالی پن کا عود آیا تھا یکلخت اس کے چہرے کے تاثرات اگلے ہی لمحے بگڑے تھے۔ اس نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میری اولاد بچ گئی ہے میرے لیے یہی بہت ہے مگر جیسے ہی یہ بچہ ہو گا اس کے بعد تم جیسی دوغلی عورت کیلیے اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہو گی۔ اگر بابا جان نے میرے اس فیصلے سے اختلاف کرتے اگر تمہیں یہاں رکھنا چاہا تو پھر میں چلا جاؤں گا مگر تمہیں اس نام و نہاد بندھن سے آزادی بخش کر۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اسے باور کراتے پیچھے ہٹا مگر ایکدم کچھ یاد آنے پہ دوبارہ اس کی جانب مڑا تھا جس کے چہرے کا رنگ فق ہو رہا تھا۔

"اس دوران ایک آنچ بھی نہیں آنی چاہیے اس پہ کیونکہ اگر اسے ذرا سا بھی نقصان پہنچا تو پھر جو نقصان تمہارا ہو گا نا اس کی تلافی پھر شاید تم زندگی بھر نا کر سکو۔"

وہ میز پہ رکھا اپنا سیاہ رنگ کا پین اٹھا کر اسے اوپری جیب میں ڈالتے تیز تیز قدم اٹھاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی پشمینہ نے زہر آلود نگاہوں سے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے اپنا سر جھٹکا تھا۔ نفرت کی ایک

All Rights Reserved By Novels Lounge

شدید لہر اس کے وجود میں اٹھی تھی۔ شہرام اپنی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتا بے دھیانی میں آگے کی جانب بڑھ رہا تھا جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔ اس کے پاس وقت بہت کم تھا۔ ناجانے ابھی کن کن رازوں سے پردہ اٹھنا تھا۔ اس نے بے ساختہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے سوچا۔

"کہاں جارہے ہو تم اب۔"

اپنے عقب سے آنے والی کرخت آواز پہ شہرام کا چہرہ تن گیا مگر اس بار اس نے واقدار یوسف ذئی کی بات کا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ کیونکر یہاں مزید ٹھہرتے اپنے لیے مشکلات پیدا کرنا۔ اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ آج جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ لازماً پرخہ والے معاملے سے جڑا ہے اور آج اس کا شاید نہیں یقیناً اس دنیا میں آخری دن ہونے والا تھا۔ وہ سر جھٹک کر حویلی کا خارجی دروازہ عبور کر گیا۔ واقدار کے چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں ابھری تھی۔ ان کیلیے یقین کرنا مشکل تھا کہ یہ وہی شہرام ہے جو کبھی بھی ان کی حکم عدولی نہیں کرتا تھا۔ ان کی بات کے مکمل ہونے کے قبل ہی ان کے آگے بچا چلا جاتا تھا۔ گاڑی کے نزدیک پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے نوفیل کا فون ملایا تھا۔

ناجانے یہ انسان وقت پہ فون کیوں نہیں اٹھاتا۔

وہ گاڑی کے بونٹ پہ زور سے ہاتھ مارتے کٹیلے لہجے میں بولا۔ دو تین بار مسلسل فون نا اٹھائے جانے پہ اس نے اپنی گاڑی کا رخ ہی آفریدی حویلی کی جانب کیا تھا۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

آفریدی حویلی پہ ایک خوشگوار شام اتری تھی۔لہراتے دراز قامت درختوں کی جھرمٹ میں عین وسط میں جگمگاتی حویلی ایک حسین منظر پیش کررہی تھی۔حویلی کے ملازمین اپنے اپنے کاموں میں محو تھے۔ایسے میں لالہ رخ جو باغیچے میں بیٹھی پھولوں کے ہار بنانے میں محو تھی کچھ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ آسمان پہ کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھی۔بارش ہونے کے امکانات کسی بھی وقت کے تھے۔اس نے روح کو معطر کر دینے والی ہوا میں ایک گہرا سانس بھرا اور چادر سے چہرے کو اچھی طرح سے ڈھکتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔اس کا رخ سید ھانوفیل کے کمرے کی جانب تھا تاکہ پرخہ کو بھی باہر اس باغیچے میں لا سکے۔

"لالہ رخ کہاں جارہی ہے تو۔"

زربی بی کی پکار پہ اس کے کمرے کو جاتے قدم وہی تھمے تھے۔اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"مورے ام بھاجائی کے پاس جارہے ہیں۔تمہارے کو کوئی کام تھا کیا۔"

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے نزدیک آئی اور نا سمجھی سے استفسار کیا تو وہ ہولے سے نفی میں سر ہلا گئی۔ان کے چہرے پہ تکلیف کے ابھرتے تاثرات دیکھ وہ پریشانی سے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی تھی۔

"مورے آپ ٹھیک ہو نا۔یہ چہرہ اتنا پیلا کیوں پڑ رہا ہے۔"

وہ ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی تفکر بھرے لہجے میں بولی تو وہ اسے تسلی دینے کی خاطر نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں ام بلکل ٹھیک ہے بس پورے جسم میں درد تھا۔تو جا اس کے پاس صبح سے میں بھی اس سے ملنے نہیں گئی۔"

وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتے محبت بھرے لہجے میں بولتے اپنی تمام تر توجہ اپنے سامنے رکھی ٹوپیوں کی جانب مبزول کرا گئی۔لالہ رخ اپنی جگہ سے اٹھتے پرخہ کے کمرے کی جانب چل دی۔اس کی پریشانی ختم تو نہیں ہوئی تھی مگر کسی حد تک کم ہو گئی تھی۔وہ جیسے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوئی وہ کھڑکی سے باہر تانکا جھانکی کر رہی تھی۔

"بھاجائی۔"

لالہ کی پکار پہ وہ ایکدم سے سہمتے اس کی جانب متوجہ ہوئی اور باقاعدہ دل کے مقام پہ ہاتھ جمایا تھا۔اب تو وہ ویسے بھی چھوٹی موٹی آہٹ پہ ڈر جایا کرتی تھی۔

"کیا ہوا تمہارے لالہ آ گئے کیا رخ۔"

وہ بے چینی سے اس کی جانب بڑھتے بے قراری سے بولی۔لالہ رخ اس کی بات پہ شرمندہ شرمندہ سا مسکراتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"لالہ تو نجانے کہاں چلے گئے ہیں اچانک مگر آپ ان باتوں کو چھوڑو اور امارے ساتھ چلو ام تمہیں اپنا باغیچہ دکھاتے ہیں جو امارے نے خاص طور پہ سجایا ہے اور اس سب کام میں لالہ نے اماری سب سے زیادہ مدد کی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چہک کر بولتی باقاعدہ اس کا ہاتھ تھام گئی۔ پرخہ کے چہرے پہ اس کی بات پہ ایک سایہ سا لہرایا۔ شہرام کی یاد شدت سے آئی تھی۔ وہ بھی تو اس کی خواہشات کے لیے سب کے آگے ڈٹ جایا کرتا تھا۔ اس بدولت نا جانے کتنی بار اسے خود کو زخمی ہونا پڑا تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچتے سختی سے لبوں کو بھینچتے نا چاہتے ہوئے بھی اس کی خوشی دیکھتے قدم باہر کی جانب بڑھا گئی۔ اب وہ مسلسل مسکراتے ہوئے اس سے باتیں کر رہی تھی جس کا جواب وہ بس ہوں ہاں میں دے دیتی۔ نوفیل اور لالہ رخ کے دیے گئے اعتماد کی بدولت وہ کچھ حد تک بہتر ہو گئی تھی مگر ابھی بھی دل ہی دل میں وہ سیاہ رات وہ فراموش نہیں کر پاتی تھی جو کسی آسیب کی مانند اس سے چمٹ کر رہ گئی تھی۔ وہ جوں ہی باغیچے میں داخل ہوئے وہاں کی خوبصورتی دیکھ ایک لمحے کو دھنگ رہ گئی۔ چاروں اطراف میں پھولوں کی بیلیں لگی ہوئی تھی درختوں کے عین وسط میں بستا چھوٹا سا باغیچہ دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا۔ لالہ رخ کو تو وہاں کوئی پورے دن بھی بٹھا دیتا تو وہ کبھی کسی سے شکایت نا کرتی۔ وہ تو گھنٹہ گھنٹہ بھر وہاں بیٹھ کر پھولوں کی مالا وغیرہ بنانے کی عادی تھی۔

"یہ کس قدر حسین ہے رخ۔"

وہ ستائشی لب و لہجے میں بولتی اسے دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ وہ کھل کر ہنستے وہی گول گول گھومنے لگی۔ یکا یک ایک منظر پہ اس کی آنکھیں ٹھٹھکی تھی۔ قدم خود بخود اس جانب اٹھے تھے جہاں ایک بڑے سے پنجرے میں بہت سے پنچھی قید تھے وہ خود کو اس جانب جانے سے روک نہ پائی تھی مگر زیادہ حیران کی اسے ایک جانب رکھے چھوٹے سے سنہری رنگ کے پنجرے کو دیکھ کر ہوئی کیونکہ اس نے مختلف رنگوں کی حامل

All Rights Reserved By Novels Lounge

دو انتہائی خوبصورت چڑیا چہچہا رہی تھی جیسے اس قید سے آزادی چاہتی ہو۔اس نے چونک کر اس پنجرے کو جیسے ہی چھوا اندر موجود پنچھی پھڑ پھڑانے لگے۔

"یہ لالہ نے رکھے ہوئے ہیں۔یہ باقی سارے اماری پسند کے ہیں مگر یہ والے دو لالہ نے شکار کر کے حاصل کیے تھے۔لالہ کو شکار کرنا بہت پسند ہے مگر وہ چاہ کر بھی ان دونوں کو کچھ کہ نا پائے تھے تبھی اسے یہاں سنبھال کر رکھ لیا۔"

لالہ رخ اسے مزید بھی کچھ بتا رہی تھی مگر اس کا دھیان تو فقط لالہ نام کی پکار پہ ہی تھم سا گیا تھا۔آنکھوں میں جلتی جوت نجانے کیوں بجھ گئی تھی۔اس کے بعد اس کا جی باغیچے میں بلکل نہیں لگا تھا۔وہ افسردگی سے واپس حویلی کے اندر آگئی۔لالہ رخ کو حیرت تو ہوئی مگر وہ خاموشی اختیار کر گئی۔اندر قدم رکھتے ہی اس کی نگاہ صوفے پہ بیٹھی تڑپتی ہوئی ذربی بی کی جانب اٹھی تو وہ بھاگتے ہوئے ان کے نزدیک پہنچی تھی۔

"مورے کیا ہوا مورے۔"

وہ ان کا گال سہلاتے ہوئے بولی تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"ارے کچھ نہیں ہوا امارے بچے بس درد ہے تھوڑا سا اور یہ تو ویسے بھی بڑھتی عمر کا تقاضا ہے۔یہ تو پھر ساتھ ساتھ ہی ہے نا۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولی۔اس دوران لالہ رخ بھی اندر آچکی تھی۔پرخہ کے ذہن میں ایکدم سے جھماکہ سا ہوا۔آنکھوں میں مخصوص چمک لہرائی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"رخ تو مورے کو لے کر کمرے میں جاؤ۔ام ابھی آتا ہے اور دیکھیے گا مورے آپ کی یہ تکلیف منٹوں میں
دور ہو جائے گی۔"

وہ نرم لہجے میں اسے تاکید کرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔رخ نے اس کی بات پہ عمل کیا تو وہ بھی کچن کی
جانب چل دی۔

"چھوٹی بیوی آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم ہے نہ آپ امارے کو بتائے ورنہ صاحب بہت غصہ
کریں گے کہ ہم نے آپ کو باورچی خانے میں کیوں آنے دیا۔"

ایک ادھیڑ عمر ملازمہ اپنی چھوٹی سی بی بی کو دیکھ متانت سے بولی مگر پرخہ نے نا سمجھی سے ان کی جانب
دیکھا۔اسے ان کا خود کو بی بی کہنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"پہلی بات دی جان آپ امارے کو بی بی مت کہیں آپ ہمارے کو آج سے پرخہ ہی کہہ کر مخاطب کریں گی
ورنہ امارے کو اچھا نہیں لگے گا اور آج جو میں یہاں کرنے آئی ہوں وہ صرف ام ہی کر سکتا ہے۔آپ بس
امارے کو وہ سب چیزیں دیتی جایئے جو میں مانگتی ہوں۔"

وہ ان ست گزارش کرنے والے انداز میں بولی تو وہ جلدی سے مان گئی۔اسی طرح ان کے ساتھ مل کر اگلے
بیس منٹ میں اس نے وہ قہوہ بہت اچھے سے تیار کر لیا تھا۔اسے ایک بڑے سے پیالے میں انڈیلتے اس کا رخ
اب ذربی بی کے کمرے کی جانب تھا۔

"بھلا کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی پرخہ۔ابھی دوا لیتے تو ٹھیک ہو جاتے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرزنشی لہجے میں بولی مگر پرخہ نے کوئی جواب نا دیا بلکہ ایک جانب رکھا چھوٹا سا پیڑھا اٹھاتے ان کے آگے رکھا تھا۔

دوا کا کیا ہے مورے وہ ہمیشہ کھانی پڑے گی مگر اس قہوے میں بہت شفا ہے یہ امارے کو مورے نے بنانا" سکھایا تھا۔کاش میں ان سے مل پاتی مگر امارے کو کوئی لے کر ہی نہیں جاتا اور آپ جانتی ہیں مورے کہتی ہیں کہ میری بیٹی کے ہاتھوں میں شفا ہے اس قہوے سے دیکھیے گا آپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گی۔یہ زیادہ کڑوا بھی "نہیں ہے۔میں ایسے بناتی ہوں۔

وہ ساتھ ساتھ انہیں پلاتے نم لہجے میں بول رہی تھی۔اس کے لہجے کا بھاری پن ان دونوں نے صاف محسوس کیا تھا۔ابھی تو وہ ان کی موت سے ہی باخبر تھی نا جانے جب اس راز سے پردہ اٹھنا تھا تو اس کی کیا حالت ہونی تھی۔وہ پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہی تھی۔

"ارے یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

نوفیل جو کسی ضروری کام کی بدولت صبح سویرے ہی کہی نکل گیا تھا اب واپس لوٹا تو اب سب کو ایک ہی کمرے میں بسیرا کیے دیکھ کر گویا ہوا۔جواباً لالہ رخ نے پوری بات اس کے گوش گزار دی۔

"مورے اگر آپ کہتی ہو تو ام ڈاکٹر پہ چلتے ہیں وہ علاج کریں گے آپ کا۔اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔"

وہ پریشانی کے عالم میں ان کی پیشانی چومتے ہوئے بولا تو وہ ہولے سے نفی میں سر ہلا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں پر خہ نے یہ قہوہ پلایا ہے اس سے دیکھو گی شفا ملتی ہے یا نہیں۔ تو پریشان نا ہو اور جانہاد ھولے صبح سے "

"تھکا ہارا اب لوٹا ہے۔

وہ اس کے بال سنوارتے ہوئے بولی تو وہ ایک نظر پر خہ پہ ڈال کر اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

جامیر ابیٹا اپنے کمرے میں جالالہ پلادیتی ہے امارے کو یہ۔

انہوں نے اس کی اداسی کو بھانپتے اسے منظر سے ہٹانا چاہا تو وہ لبوں کو آپس میں پیوست کرتے چھوٹے

قدم اٹھاتے باہر کی جانب چل دی۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ اسے اپنی گھڑی اتارتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اسے

دیکھتے مدھم سا مسکرایا تو وہ چاہ کر بھی مسکرا نا سکی۔

"کیا ہوا پر خہ سب ٹھیک ہے نا کسی نے کچھ کہا ہے کیا۔"

وہ اپنی چادر کھونٹے پہ لٹکاتے اس کی جانب مڑا جو انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔ اس کی جانب سے کوئی

جواب نا پا کر وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے نزدیک آیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما تھا۔

"کیا ہوا ہے اداس کیوں ہو۔ بات کیوں نہیں کر رہی امارے سے۔"

وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا تو اس کی آنکھوں میں نمی سی چھا گئی۔

مورے کے پاس جانا ہے امارے کو۔ آپ لے جائیں نا لالہ نہیں لے کر گئے تھے۔ ام جانتا ہے ان کو بھی اب "

اماری ضرورت نہیں ہے جیسے باباجان نے امارے کو مارنا چاہا ویسے ہی انہوں نے بھی گردن میں اٹکی ہڈی کی

"طرح ہم کو نکال باہر کیا ہے۔ امارے سے اب کوئی پیار نہیں کرتا۔ سب بھول گئے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔اس کا ستاہوا چہرہ دیکھ نوفیل نے ہولے سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"پرخہ ام دونوں چلیں گے نا بہت جلد اور کسی کے متعلق غلط سمجھنے۔"

غلط کو غلط ہی کہا جاتا ہے جب امارے گناہ کو گناہ کہا جاتا ہے تو پھر غلط بھی تو غلط ہی ہوتا ہے نا۔امارا اس میں کوئی" قصور نہیں ہے۔کیوں امارے کو چکی میں پیسا جارہا ہے۔"

وہ روتے ہوئے اپنی ہی قسمت پہ ماتم کناں تھی۔گھاؤ ہی اس قدر گہرا تھا جو بھولے نہیں بھلایا جارہا تھا۔نوفیل نے ایک تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔ابھی وہ اس حالت میں قطعی نہیں تھی کہ اسے کسی بھی قسم کا جھٹکا دیا جاتا ورنہ وہ اسے ایک سیکنڈ کی بھی دیری نا کرتے بریخنہ کی موت کے متعلق بتا چکا ہوتا۔

میں نے کیا کہا تھا تمہارے کو کہ جب میں پاس ہوں تو کسی تیسرے فرد کے متعلق بات نہیں کرو گی تم تو پھر" کیوں کسی شخص کو درمیان میں لایا جارہا ہے۔اپنی بات کرو اماری بات کرو مگر کسی کے متعلق نہیں ٹھیک ہے نا۔"

وہ اس کی متورم آنکھوں کو پونچھتے اس کی نم پیشانی پہ ہولے سے لب مس کرتے پیچھے ہوا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی اور سختی سے گالوں کو رگڑتے بمشکل مسکرا دی۔

"چلو پھر بتانا شروع کرو کہ آج سارا دن کیا کیا۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولتے اپنی آستین فولڈ کرنے لگا۔پرخہ نے بغور اس کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آپ کو پتہ ہے لالہ رخ ابھی امارے کو اپنے باغیچے میں لے کر گئی تھی وہ بہت خوبصورت تھا مگر امارے کو"

"ایک چیز اچھی نہیں لگی وہاں پہ۔

وہ بے دھیانی میں بولتے بولتے رکی تو اس نے ٹھٹھک کر اس کیجانب دیکھا جس کے چہرے پہ ناپسندیدگی صاف واضح تھی۔

"کیا نہیں اچھا لگا اماری پرخہ کو۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ کر بولا جواب اپنے لبوں پہ دونوں ہاتھ جما چکی تھی۔چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ چکا تھا۔وہ جلد بازی میں بول تو چکی تھی مگر نا جانے اس کی بات پہ اب وہ کیا ردعمل ظاہر کرتا۔

"نہیں کچھ بھی نہیں سب کچھ اچھا تھا۔"

وہ گڑبڑاتے ہوئے بے ساختہ تصحیح کر اٹھی۔

"جھوٹ نہیں پرخہ۔"

اس کی تنبیہی پکار پہ وہ گہرا سانس بھرتے اس کے نزدیک آئی اور سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایک بات کہوں آپ سے۔"

وہ یک ٹک اس کے چہرے کو تکتے ہوئے بولی جس کے لب اس کی بات پہ خوشگوار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"سو باتیں کہو سکون میرے۔"

وہ اس کی جانب جھکتے زندگی سے بھرپور لہجے میں بولتے اس کے دل کی دنیا میں ادھم مچا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ جو باہر باغیچے میں پنجرہ ہے جس میں آپ نے دو رنگ برنگے پنچھیوں کو قید کیا ہوا ہے۔وہ امارے کو اس قید میں بلکل اچھے نہیں لگے۔"

وہ ایک ایک لفظ سوچ سوچ کر بول رہی تھی تاکہ اس کی بات نوفیل کو ناگوار نا گزرے۔نوفیل نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ناپسندیدگی پھیلی ہوئی تھی۔

"ہاں وہ امارے دل کے انتہائی قریب ہیں مگر تمہاری خواہش بھی ام سے رد نہیں ہو گی تو چلو پھر۔"

وہ اپنی تمام تر مصروفیات رد کرتے اس کی جانب چوڑی ہتھیلی پھیلاتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔

"کہاں چلیں۔"

وہ بے دھیانی میں بولتے زبان دانتوں تلے دبا گئی۔نوفیل نے دلچسپی سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا تھا۔

"انہیں ایک نئے سرے سے زندگی دینے۔انہیں آذادی دینے۔اب تمہیں نہیں پسند تو پھر یہ بات تو کسی صورت رد نہیں ہو سکتی۔"

اس کی بات پہ پرخہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا یکلخت اس کے لبوں کے گوشوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ ابھری تھی۔اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی پہ رکھ دیا جسے نوفیل نے کسی اعزاز کی مانند تھامتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"چلو یہ کام بھی میں تمہارے کو سونپتا ہوں کر دو انہیں آذاد آج اس قید سے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے لاک سے پنجرہ کھولتے یہ کام بھی اسے سونپا تھا۔پر خہ نے ہنوز مسکراتے ہوئے نرمی سے اسے ہاتھ میں تھاما تو وہ مزید چپھانے لگی۔اسے یوں اپنی گرفت میں پھڑ پھڑاتا دیکھ وہ کھل کر ہنس دی تھی اور اس کی اسی ہنسی کے نوفیل خان صدقے اتار تارہ گیا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ان پنچھیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلیے اس قید سے نجات دلا دی تھی۔اس کے چہرے پہ بچوں جیسی خوشی تھی۔

"اب خوش ہو۔"

وہ پر خہ کو اپنے حصار میں لیتے بھاری لہجے میں بولا۔ان دونوں کی نگاہیں آسمان میں اڑتے پنچھیوں پہ ٹکی ہوئی تھی۔

"بہت زیادہ۔"

اس کی آواز کسی سرگوشی سے کم نا تھی۔

آئندہ دل میں کوئی بھی خواہش ہو نا پر خہ تو بلا جھجک میری سماعتوں میں اتار دینا میں جی جان لگا دوں گا اسے "

"پورا کرنے میں۔یہ امارا وعدہ ہے تم سے۔

وہ انگلیوں کے پوروں سے اس کے گال کو چھوتے گھمبیر لہجے میں بولتے پر خہ کے دل میں اپنے لیے عزت و احترام مزید بڑھا گیا تھا۔

"صاحب باہر شہر ام خان آئے ہیں اور وہ آپ کے ملنے کی خواہش ظاہر کر رہے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے نزدیک سے آنے والی آواز پہ نوفیل نے چونک کر پرخہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک سرد پن عود آیا تھا۔

"انہیں مردان خانے میں بٹھاؤ شیر دل۔"

اس نے سخت لہجے میں بولتے پرخہ کو اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔وہ خاموشی سے ایک بے قرار نگاہ اس پہ ڈالتے مریل قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔نوفیل نے بنا کسی دیری کے وہاں جانا مناسب سمجھا تھا۔

"تم یہاں خیریت۔وہ بھی اس وقت۔"

نوفیل نے اس کے گلے لگتے سامنے صوفے پہ جگہ سنبھالی تھی۔

دیکھو نوفیل تمہیدیں باندھنا مجھے نہیں پسند میں سیدھی بات کروں گا۔صبح مجھے ایک میسج موصول ہوا ایک الجھی ہوئی پہیلی سا میں نے تمہیں ہزار بال فون کیا مگر تم اٹھانا پسند نہیں کرتے اس میں کیا مطلب اخذ کروں۔امارا دماغ پھٹا جارہا ہے ام نے اس میسج کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور کچھ حد تک ہم اسے سلجھانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔"

وہ مزید بھی کچھ بول رہا تھا مگر نوفیل کے چہرے کے عضلات تنتے جارہے تھے۔صوفے کی ہتھی پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"2:00am blast(SH)"

"کہی اس میسج کی بات تو نہیں کررہے تم شہرام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نوفیل نے موبائل کی سکرین اس کی جانب کی تو شہرام کو اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔اس نے مٹھیوں کو اس قدر شدت سے بھینچا کہ ہاتھوں کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو گئ۔

"تمہیں بھی یہی میسج مطلب میرا شک درست ہے پر خہ۔"

وہ بگڑے تنفس سمیت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم صبح سویرے نواب کو بھی یہاں بھیج سکتے تھے تا کہ امارے کو خبر ہو جاتی۔"

وہ جتانے والے لب ولہجے میں گویا ہوا۔

کل سے نواب کا کچھ اتا پتہ نہیں ہے یہاں تک کہ اس کا نمبر بھی بند ہے۔نا جانے کیا ہونے والا ہے مگر جو بھی" ہونا ہے وہ اسی حویلی میں ہونا ہے رہی بات اس میسج کی تو لازماً یہ ہمارا کوئی خیر خواہ ہی ہے ورنہ اس قسم کے میسج "ہمیں موصول نا ہو رہے ہوتے۔

اس کی آنکھوں میں ایک مخصوص چمک لہرائی تھی۔

"پر خہ تم سے ملنا چاہتی ہے شہرام۔وہ اپنی مورے سے بھی ملنا چاہتی ہے۔"

نوفیل کی آواز پہ شہرام نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک واضح تنبیہ تھی۔

جب تک اس کے گنہگاروں کو اس کے سامنے نہیں لے کر آتا میں اس وقت تک اس کے سامنے نہیں جاؤں" گا اور رہی مورے کی بات تو میں اس کی حالت کی پیش نظر نہیں چاہتا کہ ابھی اسے اس متعلق کچھ بھی معلوم "ہو۔

NovelsLounge.com

اس کی بات بھی کسی حد تک درست تھی تبھی خاموشی اختیار کر گیا۔

"آج رات ہمارے دشمنوں پہ بہت بھاری گزرنے والی ہے اور میں سوچ چکا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ جہاں سے اپنی جیت کی تیاری کر رہے ہو اسی مقام پہ لا کر ایسی مات سے روشناس کرواؤں گی کہ زندگی تنگ پڑنے لگے گی۔ سانسوں کی روانی میں دقت پیش آئے گی۔"

وہ پر اسرار انداز میں بولتے نوفیل کو بھی اپنے ساتھ ہی مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ ایکدم کچھ یاد آتے ہی اس نے اپنی جیب سے پین نکالتے شہرام کی جانب بڑھایا تھا جو اس نے سرعت سے تھامتے اپنی جیب میں ڈالا تھا۔

"تم نے دیکھا وا قدار یوسف زئی اور پشمینہ کے پین کو۔"

وہ کچھ سوچ کر بولا۔ شہرام نے سہولت سے نفی میں سر ہلایا۔

"وقت نہیں ملا مگر اب دیکھو تم میری گاڑی سے لیپ ٹاپ منگوا دو ذرا۔"

وہ ان تین سیاہ رنگ کے پین کو موڑھے پہ رکھتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے ہوئے بولا۔ نوفیل نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"دشمنوں کو لگتا ہے ہم ہر معاملے سے بے خبر ہے مگر کیا شہرام خان بے خبر ہو سکتا ہے۔؟ وہ شاید شہرام خان کو فراموش کر گیا ہے اسے لگتا ہے کہ اپنی ماں بہن کے ساتھ اس نے مجھے بھی مار دیا ہے۔ جو شہر میں بیٹھ کر ایک ایک چیز پہ نگاہ رکھتا ہے تو کیا وہ ان چھوٹے موٹے دشمنوں سے بے خبر ہو گا۔"

وہ شاطرانہ مسکراہٹ سمیت بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام خان روز ملنے والی موت کے بعد دوبارہ ایک نئے سرے سے سر اٹھاتا ہے ایک نئے عزم اور طاقت "کے ساتھ"۔

نوفیل نے اس کے دماغ کے آگے سر خم کیا تھا جس کے چہرے پہ جیت کا جنون واضح تھا اور اس بات کو نوفیل سے بہتر کون جان سکتا تھا۔ اب انہیں بس رات کے دو بجے کا انتظار تھا جب اصل میں اس کے ہاتھ جیت کا تغمہ لگنا تھا۔ سب سمجھ رہے تھے کہ شاید وہ بکھر کر مسکرانا بھول گیا ہے مگر وہ تو کبھی بکھرا ہی نہیں تھا بلکہ وہ اس کے خلاف جال بننے والو کو اپنے بنائے گئے جال میں ہی اتارنے کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ مقابل کو فریب دینا بہت اچھے سے جانتا تھا۔

****

پورے گھر میں سناٹے کا راج تھا گھڑی رات کے بارہ بجا رہی تھی۔ سناٹے کی بدولت گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی۔ ایک جانب صوفے پہ لاپرواہی سے بیٹھا ارتضی سیب کھاتے ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا البتہ اپنی ماں کی نگاہیں وہ بارہا بار دروازے کی جانب محسوس کر رہا تھا اور ایسا کیوں تھا یہ بھی وہ بخوبی جانتا تھا تبھی تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"کیا ہو گیا ہے ماں اجائے گی وہ بچی تھوڑی نا ہے جو اتنی رات کو آپ اس کیلیے جاگ رہی ہیں۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا۔ انہوں نے جواب میں غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر لاپرواہ تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اتنی لاپرواہی بھی اچھی نہیں ہوتی ارتضی۔اس کی جگہ اگر تمہاری بہن ہوتی تو پھر کیا کرتے۔"

وہ کرخت لہجے میں بول کر سر جھٹکتے زمین پہ گرے کشنز اٹھانے لگی۔ارتضی نے ان کی بات پہ تمسخرانہ مسکراہٹ وہی روکی تھی اور ایک جھٹکے میں سیدھا ہو کر بیٹھا۔

میری پیاری ماں تو میں اپنی بہن کو گھر سے باہر اس وقت قدم بھی نا نکالنے دیتا اور دوسری بات نا ہی ہم لوگ" اسے بچپن سے اس قدر آزاد خیال بناتے۔ایک لڑکی اچھی لگتی پے آزاد خیال مگر ایک حد تک۔جب حدیں ٹوٹ جائیں تو پھر اللہ ہی وارث ہوتا ہے۔خالہ نے بچپن سے ہی اکلوتی اکلوتی کر کے اسے سر پہ چڑھا لیا ہے اور "ابھی بھی وہ خالہ کی اجازت سے ہی گئی ہے نا تو آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔

اسے اب شدید غصہ آیا تھا تبھی بغیر کسی لحاظ کے بولا۔وہ بھی اس کی بات سے کسی حد تک صحمت تھی۔

"مگر وہ اس گھر میں فلحال رہ رہی ہے ہماری ذمہداری۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی ارتضی ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہی ٹوک گیا تھا۔

"ماں ایک کپ چائے پلا دیں پلیز۔شزانامہ سننے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔"

وہ سر جھٹک کر بولتے دوبارہ اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کرا گیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے ارتضی یونی ختم ہونے والی ہے مگر لگتا ہے ساتھ عقل بھی ختم ہونے والی ہے۔"

اپنے عقب سے آنے والی اپنے دشمن اول کی سخت آواز پہ اس نے یوں ہی آڑھا ترچھا لیٹے لیٹے پیچھے کو گردن گرائی اور انہیں دیکھتے بائیں آنکھ دبائی تھی۔وہ دانت کچکچا کر رہ گئے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ڈیڈ آپ بھی کریں نا میری طرح بہت مزہ آتا ہے یقین کریں۔اب بھائی بہن تو دیا نہیں آپ نے مجھے کس کے ساتھ انجوائے کروں آجائیں آپ میرے ساتھ دونوں مل کر کرتے ہیں۔"

وہ ان کی جانب باہیں پھیلاتے ہوئے بولا۔

"تمہیں دیکھ کر شکر کر رہا ہوں کہ بہت اچھا کیا جو دوسری اولاد نہیں لی ہم نے۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے جھنجلا کر ون سیٹر صوفے پہ براجمان ہو گئے۔

"بہت گندی بات اپنی بیوی کا بھلا کر دیا آپ نے جو میرے بعد ہی فل سٹاپ لگوا دیا اور اب آپ کی بیوی ابھی سے ہی میری بیوی پہ تشدد کرنے کا سوچتی ہے مجھے بارہ لڑکوں کی دعائیں دے دے کر۔اٹس ٹوٹلی ان فیئر ڈیڈ۔"

وہ مصنوعی شکوہ کناں لہجے میں بولتے انہیں گڑبڑانے پہ مجبور کر گیا۔وہ ٹھیک ٹھاک شرمندہ کر کے رکھ دیتا تھا۔

"ویسے ماں آپ کی دعا ایک صورت میں قبول ہو سکتی ہے مگر ایک شرط پہ چھ بہن بھائی آپ مجھے لا دیں چھ پوتے پوتیاں میں آپ کو لا دوں گا۔رونق کی رونق اور آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔بارہ بچوں والی۔"

وہ نواز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا تو ان کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا۔اس سے قبل کہ وہ کوئی جواب دیتے بیل بجنے کی آواز پہ وہ ایک جست مین اٹھتے باہر کی جانب بھاگا تھا تاکہ شزا بیگم کا استقبال کر سکے۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

اوہ ہیلو ارتضی تم ابھی تک جاگ رہے ہو۔اوہ آپ دونوں بھی میں نے منع بھی کیا تھا خالہ کہ مجھے دیری"

"ہو جائے گی آپ سو جایئے گا۔

وہ اپنا بیگ میز پہ رکھتے ہوئے بے نیازی سے گویا ہوئی۔ارتضی نے بمشکل چہرہ جھکاتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی

تھی۔

تم اس گھر کی بیٹی ہو شزا تمہاری حفاظت ہمارے ذمے ہے اور اگر تمہیں ساری زندگی ارتضی کی بیوی بنا کر"

"میں یہاں لانا چاہوں تو یہ چیز قطعی برداشت نہیں کروں گی۔

وہ غیض بھرے لہجے میں بولی۔ارتضی کے مسکراتے لب ان کی بات پہ فوراً سے بیشتر سمٹے تھے البتہ شزا نے

ہونق پن سے ان کی جانب دیکھا۔ارتضی کو اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

ویٹ واٹ خالہ کیا ہو گیا ہے ارتضی کو میں نے کبھی اس نظر سے نہیں دیکھا وہ صرف میرا دوست اور کزن"

"ہے آپ پلیز اس بابت سوچتے اپنی بے لگام سوچوں کو بڑھاوا مت دیں۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔اس سارے قصے میں پہلی بار ارتضی زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔اس کی تو باچھیں

ہی کھل گئی تھی مطلب وہ شزا سے اس قسم کے جواب کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

"اوہ شزا یو آر مائی بیسٹ فرینڈ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شنزا کو ساتھ لگاتے نادیدہ آنسو پونچھ کر بولتے نائمہ کو دیکھ بائیں آنکھ دیا۔البتہ وہ صدماتی کیفیت میں شنزا کی جانب دیکھ رہی تھی جس نے ایک لمحے میں ان کی بچپن کی خواہش کا فالودہ بنا دیا تھا۔وہ اپنا بیگ اٹھاتے ان سب کو گڈ نائٹ بول کر زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

"ماں تمہاری خواہش تو رد ہو گئی ماں۔اب کیا ہو گا ری ماں۔"

اس کے جانے کے بعد وہ مستقل ہنستے لوٹ پوٹ ہوتے ان کا مذاق بنا رہا تھا اور وہ جلتے کڑھتے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"ایک یہی نمومہ ملا تھا اد دنیا میں لانے کیلیے۔"

نواز کی ناگوار آواز پہ نائمہ نے غصیلی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

مجھ اکیلی کو کیوں زمہدار ٹھہرا رہے ہیں۔ویسے بھی سب کہتے ہیں کہ یہ صورت میں مجھ پہ اور حرکتوں پہ "

"آپ پہ گیا ہے تو پھر نمونے کی اولاد نمونہ ہی ہو گی نا۔

وہ غصے سے بولتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔پیچھے وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

چچ چچ چچ ڈیڈ میری طرح آپ کی بھی کہی عزت نہیں ہے۔کاش شروع سے اپنی عزت بنوائی ہوتی تو آج آپ " کی بدولت میری بھی عزت ہوتی مگر خود تو رلے مینوں بھی ساتھ ہی رول دیتا ظالم باپ۔خیر کوئی گل نہیں

"تیرا غم میرا غم ایک جیسا صنم۔

وہ ذبردستی ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ان کے دونوں گالوں کو چومتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔نواز نے طیش بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو انہیں ہنستا ہوا انتہائی ذہر لگ رہا تھا مگر فلحال وہ افسوس کرنے کی بجائے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

****

ویسے آپ کا کیا خیال ہے مطلب اگر میں آپ سے اس متعلق پوچھو کہ شادی گھر والو کی مرضی سے کرنی" "چاہیے یا اپنی مرضی سے تو اس متعلق آپ کی رائے کیا ہو گی۔

وہ لڑکی شاید اپنا کوئی ولاگ بنا رہی تھی تبھی ان تینوں کے نزدیک آتے بڑے کونفیڈینٹ سے گویا ہوئی۔فارس نے چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ہاتھ کا مائیک بنائے اس سے یہ سوال کر رہی تھی۔فارس ایک جست میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ہائے مائے سیلف فارس شیخ آج اس ولاگ میں ایزا گیسٹ میں آیا ہوں تو اس بات کی گارنٹی میں دے سکتا" ہوں کہ آپ کا یہ ولاگ ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں نہیں بلکہ کڑوڑوں میں لوگ دیکھیں گے۔آخر کو میں جس چیز کو شرف بخشتا ہوں وہ تو آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہی ہے خیر آپ اپنا سوال ایک بار پھر سے دہرائیں "محترمہ۔

وہ مکمل طور پہ اپنا تعارف کرواتے آخر میں پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑستے ایک ادا سے بولا۔ہادی اور ارتضی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی سج دھج ہی نرالی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شادی گھر والوں کی مرضی سے کرنی چاہیے یا اپنی مرضی سے تو اس متعلق آپ کی رائے کیا ہو گی۔"

اس نے ایک بار پھر سے اپنا سوال دہرایا۔

"بس شادی ہونی چاہیے۔گھر والوں کی یا اپنی مرضی سے کیا ہوتا ہے۔"

ارتضی فارس کے کندھے سے اچک کر مسکراتے ہوئے بولا تو وہ لڑکی کھل کر ہنس دی۔فارس اس کی حرکت پہ دانت پیس کر رہ گیا۔مطلب اتنا اچھا موقع تھا فینس ہونے کا اور اس ٹھگ باز نے وہ بھی چھین لیا۔

"اچھا اس کے علاوہ ایک لڑکی میں آپ کس چیز کی ڈیمانڈ کرتے ہیں جسے آپ کی بیوی بننا چاہیے۔"

وہ ایک بار پھر فارس سے مخاطب ہوئی۔

"بس سانسیں چلتی ہو برابر باقی تو ہماری موجودگی ہی اسے حسین بنا دے گی۔"

وہ ایک بار پھر اچک کر بولتے قہقہہ لگا اٹھا۔فارس نے اگلے ہی لمحے اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"تو بھونک لے میری خیر ہے۔چل دفعہ ہو جا خبیث انسان تجھے تو ویسے بھی شادی کی بہت جلدی ہے ندیدے انسان۔"

وہ اس کے اوپر گرتے اس کی گردن پہ دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔وہ مسلسل قہقہہ لگا کر ہنس رہا تھا۔مریم نے حیرت سے ان دونوں کو ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوتے دیکھا تھا۔

"بس کر جاؤ فارس تم تو میکس سے بھی برے ہو۔کس قدر ڈراؤنی انکھیں لگ رہی ہیں تمہاری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی گھورتی آنکھوں پہ چوٹ کرنے والے انداز میں باقاعدہ جھرجھری لیتے ہوئے بولی۔فارس کے حرکت کرتے ہاتھ اس کی بات پہ تھمے تھے۔

"ویسے کاش یم یم تم میکس کی نگاہوں کی طرح میری نگاہوں سے بھی خوفزدہ ہوتی۔میں قدم بقدم چلتے تمہارے نزدیک آتا تو تم سہم جاتی۔ہائے کیا دن ہوتا وہ۔"

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھ کر جھکتے دلفریبی سے گویا ہوا۔مریم نے اس کی بکواسیات پہ خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"خیال کرنا فارس میاں کہی یہ مریم ڈر ہی نا جائے وہ بھی تم سے۔نا تمہارے پاس ڈرانے والی شکل ہے اور نا ہی عقل۔"

وہ ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتے بیزاری سے بولتے اپنی تمام تر توجہ عناب کی جانب مبذول کرا گئی جو اس سے نجانے کونسے راز و نیاز کرنے میں مصروف تھی۔فارس کی آنکھیں اس کی بات پہ کسی احساس کی تحت چمک اٹھی۔وہ ذرا سا اس کی جانب جھکا۔

"مطلب تم مانتی ہو کہ میں اچھا خاصہ ہینڈسم ہوں۔"

وہ شرارتی مسکراہٹ لبوں میں دبائے مزے سے بولا۔مریم اس کی بات پہ گڑبڑا کر سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"اب میری بات کا مطلب یہ بھی نہیں تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ خاصہ منہ بگاڑ کر بے ساختہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے بولی جیسے صرف اپنی تعریف کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا۔

"اٹس او کے یم یم ویسے بھی میں صرف اپنے مطلب کے ہی معنی اخذ کرتا ہوں۔"

وہ دلکشی سے مسکرا کر دایاں آئبرو اچکاتے بے نیازی سے بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ مریم نے ہونق پن سے اس کی پشت کو تکا جس کی باتوں کے مطلب بھی اسی کی طرح بے ڈھنگے ہی تھے۔

****

عفیفہ تمہاری شاپنگ مکمل ہوگئی پرسوں تو نکاح ہے ان کا۔ یہ نا ہو کہ کل جلد بازی میں کچھ خریدنا "پڑ جائے۔

عافیہ رات کے کھانے کیلیے سلاد تیار کرتے مصروف سے انداز میں گویا ہوئی۔ عفیفہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"نہیں آنٹی سب کچھ ڈن ہے آپ پریشان مت ہو۔ پری تمہیں کچھ چاہیے کیا اب یہ سمیٹ دوں۔"

وہ مسکرا کر انہیں جواب دیتے پریسہ کی جانب متوجہ ہوئی جو پوری دلجمعی سے پاستہ بنانے میں مصروف تھی۔ اس کے اثبات میں سر ہلاتے ہی وہ تمام چیزیں سمیٹنے لگی۔ ساتھ ہی ان تینوں نے مل کر رات کے کھانے کا میز لگایا تھا۔ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی پریسہ تو عادل کو بلانے ان کے کمرے کی جانب چل

All Rights Reserved By Novels Lounge

دی۔ عفیفہ نے اس کی پشت کو ایک نظر دیکھتے خاموشی سے کرسی کھینچی۔ اس سے قبل کہ وہ اس پہ براجمان ہوتی عافیہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"عفیفہ جاؤ صدام کو بلالاؤ کھانے کیلیے۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ پہلے تو اس نے انہیں ایسے دیکھا جیسے انہوں نے کوئی انہونی بات کر دی ہو مگر پھر جی کڑا کر کرسی کھینچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔ عافیہ نے دل ہی دل میں ان دونوں کا رشتہ سنور جانے کا شدت سے دعا کی تھی کیونکہ ان دونوں کا الجھا الجھا رویہ تو وہ شروع دن سے محسوس کر رہی تھی۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی اس کی نگاہ صدام کی جانب اٹھی جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بالوں کو سنوارنے میں مصروف تھا۔ اس پہ نگاہ پڑتے ہی صدام کے لبوں پہ ایک خوشگوار مسکراہٹ پھیلی تھی۔

"ارے تم کیوں آئی میں نیچے آنے ہی والا تھا۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔ عفیفہ نے اس کے مسکرانے پہ دل ہی دل میں دانت کچکچائے تھے۔

"ناچنے آئی ہوں۔"

وہ تڑخ کر بولی۔ جس کے ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ اسے مزید آتش فشاں بنا رہی تھی تبھی جو منہ میں آیا بول گئی۔ اس کی بات پہ صدام نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ گڑبڑا گئی۔

"تم نچوانے کے ساتھ ساتھ ناچتی بھی ہو۔ حیرت کی بات ہے ویسے بیگم صاحبہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ طنزیہ انداز میں بولتے اس کا پور پور سلگا کر راکھ کر گیا۔اس نے مٹھیاں بھینچتے بمشکل اپنے اشتعال پہ قابو پایا تھا۔

"میری بات کان کھول کر سن لیں میری اتنی اوقات نہیں ہے کہ میں آپ کو اپنے اشاروں پہ نچواؤں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے وارن کرنے والے انداز میں بولی اور دل میں خود کو کوسنا بھولی تھی بھلا کیا ضرورت تھی اوپر اس شخص کے پاس آنے کی۔اس سے پہلے کہ وہ غیض کے عالم میں وہاں سے نکلتی صدام کی آواز نے اس کے قدم وہی روکے تھے۔

مگر میں نے تو اپنا ذکر ہی نہیں کیا۔میں تو بس ایک سرسری سی بات کر رہا تھا۔اسے کہتے ہیں چور کی داڑھی" "میں تنکا۔

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولتے اس کے کندھے سے کندھا ٹکراتے بائیں آنکھ دبا گیا۔عفیفہ نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالتے تیز قدموں سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔صدام نے اس کے جاتے ہی پریشانی سے اپنے دکھتے سر کو مسلا اور خود بھی اس کی تقلید میں قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ڈائننگ ٹیبل پہ پہنچتے ہی ان سب نے اپنی اپنی جگہ سنبھالی تھی۔

"یہ تمہارے چہرے کو کیا ہوا ہے۔"

عادل پاستہ پلیٹ میں ڈالتے۔مصروف سے انداز میں صدام سے مخاطب ہوئے تو اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا اور ایک نگاہ عفیفہ پہ ڈالی تھی جو نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بس ڈیڈ آپ کی بہو کی کرم نوازگی ہے۔"

اس کی بات پہ جہاں سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا وہی عفیفہ بری طرح سٹپٹائی تھی۔سب کی نگاہوں کا ارتکاز اپنے چہرے پر محسوس کرتے اسے اچھے سے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ سب کچھ غلط معنی اخذ کر چکے ہیں۔

"صدام تم سے مجھے ایسی حرکتوں سے قطعی توقع نہیں تھی مگر تم ہمیشہ سے ہی میری توقع کے برعکس جاتے ہو۔"

عادل تنگ کر بولتے اسے گھورنا نہ بھولے۔

"میرا مطلب تھا کہ آپ کی بہو مجھے ہمہ وقت غصہ دلاتی رہتی ہے تو چہرہ تو سرخ ہو گا ہی نا۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے جتانے والے انداز میں بولا تو اب کی بار سٹپٹانے کی باری ان سب کی تھی۔

کچھ ہی دیر میں خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہیں عادل اور صدام تو لاؤنج کی جانب بڑھ گئے جبکہ باقی تینوں برتن سمیٹنے لگی۔

"آنٹی آپ جائیں ہم دونوں کر لیں گے۔آپ بابا کو چائے دے دیں جا کر۔"

عفیفہ ان کے ہاتھ میں ٹرے تھماتے ہوئے بولی تو وہ اثبات میں سر ہلاتے باہر کی جانب بڑھ گئی مگر سامنے سے آتے صدام کو دیکھتے ان کے قدموں کو بے ساختہ بریک لگی تھی۔

"ارے کہاں جا رہے ہو میں چائے لا رہی تھی وہ پی کر جانا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سنجیدگی سے بولی مگر وہ ان کا ماتھا چومتے ہولے سے نفی میں سر ہلا گیا۔اس کے وجود میں حرارت محسوس کر عافیہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔

"صدام تمہاری طبیعت ٹھیک ہے اتنے گرم کیوں ہو رہے ہو۔"

وہ تفکر بھرے لہجے میں بولتی ٹرے وہی سلیب پہ رکھ گئی۔ان سب کی توجہ بھی عافیہ کی بات پہ ان کی جانب مبذول ہو چکی تھی۔

نہیں کچھ نہیں ہوا اماں بس ہلکا سا سر درد ہے تبھی باڈی ٹمپریچر بڑھ گیا ہے آپ فکر مت کریں میں بس کچھ دیر"
"کی نیند لوں گا تو سکون آ جائے گا۔

وہ مدھم سا مسکرا کر ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی انہوں نے اپنا رخ عفیفہ کی جانب کیا تھا جو پہلو بدلتے اب ان کے عتاب سے خود کو بچانے کی کوششوں میں تھی۔

"پری آپ باہر جاؤ اپنے ڈیڈ کے پاس مجھے بات کرنی ہے عفیفہ سے کچھ ضروری۔"

وہ براہراست پریسہ سے مخاطب ہوئی تو وہ خاموشی سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔عفیفہ نے الجھی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"اب اسے میں کیا سمجھو عفیفہ۔یہ کیا طریقہ ہے۔"

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولی۔

"مگر آنٹی میں نے کچھ نہیں کیا۔آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ الجھن آمیز لہجے میں بولی۔عافیہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلا یا تھا۔

عفیفہ وہ تمہارا شوہر ہے اور شوہر سے اتنی لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے تمہیں تو ہمہ وقت اس کا خیال ہونا" چاہیے اس کا چہرہ پڑھ کر سب جان لینا چاہیے مگر ابھی تک تم دونوں کے درمیان یہ جو سرد مہری کی دیوار حمائل ہے نا یہ مجھے اب بے تحاشہ کھٹک رہی ہے۔صدام مجھے اب اپنی لائن میں آتا دکھائی دے رہا ہے مگر اب تمہارا "رویہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے متانت سے گویا ہوئی۔عفیفہ کا چہرہ ان کی بات پہ سپاٹ ہوا تھا۔اس نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

آنٹی وہ اب راہ راست پہ آرہے ہیں مگر میرے کردار کی میری ذات کی دھجیاں اڑانے والے بھی وہی تھے" میں کیسے وہ سب فراموش کر دوں میری ذات ان کے لیے ناقابل برداشت تھی جیسے مجھے کسی قسم کی اچھوت "کی بیماری ہو۔میرا کیا قصور تھا بھلا اس سب میں۔

وہ تلخ لہجے میں بولتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔عافیہ نے سرعت سے نفی میں سر ہلا یا تھا۔

اس متعلق کوئی بات مت کرو عفیفہ کیونکہ اگر رویہ شروع میں اس کا برا تھا تو تمہارا بھی برا ہی تھا۔تم نے اس" کے برے رویے کو اچھائی کی جانب نہیں دھکیلا بلکہ تم نے اس کے برے رویہ کو جواب میں اپنی بدتمیزیوں سے بڑھاوا دیا ہے۔مجھے آج بھی یاد ہے جب میں تمہیں کمرے میں چھوڑنے گئی تھی صدام کے تو تم نے مجھے کہا تھا کہ آنٹی اپنی بے عزتی کے جواب میں تم خاموش نہیں رہو گی اور تم خاموش نہیں رہی تم بولی برابر چوٹ

All Rights Reserved By Novels Lounge

یہ بولی ڈنکے کی چوٹ پہ بولی اور تمہیں شہہ دینے والی سب سے بڑی ذات میرے شوہر کی ہی تھی۔ٹھیک ہے میں تمہیں غلط نہیں کہتی مگر میں تمہیں ٹھیک بھی نہیں کہوں گی۔تم دونوں اپنی اپنی جگہ غلط تھے۔میں اپنی اولاد کو بھی غلط نہیں کہونگی کیونکہ وہ بھی تمہارے طرح ایک بہت بڑے ٹروما سے ہی گزرا ہے نا ہی میں تمہیں غلط بول رہی ہوں کیونکہ تمہارا دکھ بھی کوئی چھوٹا نہیں تھا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے بولتے وہی تھمی تھی۔عفیفہ یک ٹک ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی جنہوں نے اس عرصے میں پہلی بار اس سے اس متعلق بات کی تھی۔

"ایم سوری آنٹی۔"

وہ شرمندگی سے بولتے چہرہ جھکا گئی۔عافیہ گہرا سانس بھرتے نفی میں سر ہلا گئی اور ہولے سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا ہرگز نہیں تھا عفیفہ میں بس ایک ماں ہونے کی حیثیت سے تمہیں سمجھانا چاہ رہی ہوں کہ اگر وقت تمام زخموں پہ مرہم رکھنا چاہ رہا ہے زندگی سنور رہی ہے تو اسے سنورنے دو اسے ضائع مت کرو اس جھوٹی انا کے پیچھے کیونکہ رشتوں میں انا انہیں دیمک کی طرح کھا جاتی ہے۔کچھ اعتماد یا پسندیدگی وہ تمہاری جانب دکھا رہا ہے تو کچھ تم اس کی جانب پہل کرو۔زندگی کی گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے مگر جب ایک پہیہ ناکارہ ہی رہے گا تو پھر زندگی کیسے چلے گی بچے۔"

وہ نرمی سے بولتے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکا گئی۔عفیفہ نے سختی سے آنکھوں کو میچتے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آنٹی وہ بہت اچھے ہونگے مگر میں اس گھر اس سٹیٹس اور ان کی بیوی کہلانے کے شایان شان نہیں ہوں مجھے بس اس گھر سے چلے ہی جانا ہے سب ایک نا ایک دن ختم ہو جانا ہے تو پھر اس گاڑی کا چلانے کا فائدہ۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔اب کی بار عافیہ کو اس لڑکی پہ شدید غصہ آیا تھا تبھی سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرا مقصد تمہیں سمجھانا تھا میں نے سمجھا دیا۔تم سمجھتی ہو یا نہیں اب یہ تم پہ منحصر ہے۔یہ بچگانہ باتیں چھوڑو اور پریٹیکل ہو کر سوچو۔نہیں سوچ سکتی تو کوئی مسئلہ نہیں فیصلہ پھر بھی تمہارا ہی ہو گا اور اگر میرے بیٹے کو دیکھ سکتی ہو تو ٹھیک ہے نہیں تو اطلاع دے دو مجھے میں خود ہی اس کی دیکھ بھال کر سکتی ہوں۔"

وہ اشتعال آمیز لہجے میں بولی۔عفیفہ ایکدم ان کے بگڑے تیور دیکھ بوکھلا گئی تبھی ان کی بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر بھاگنے والے انداز میں زینوں کی جانب بڑھی تھی۔اس کے منظر سے ہٹتے ہی انہوں نے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے بے ساختہ تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"واؤ ماما کیا غضب کی اداکاری کرتی ہیں آپ تو آئی سوئیر آپ کو اداکارہ ہونا چاہیے تھا۔عفیفہ کے توطوطے اڑ گئے۔"

وہ عقب سے ہی ان کی گردن میں بازو حمائل کرتے کھلکھلاتے ہوئے بولی جواباً وہ بھی کھل کر ہنس دی تھی۔

"بہت ٹیڑھی ہڈی ہے سیدھا ہونے میں وقت درکار ہے۔خیر آپ نے صدام سے بات کی۔کیا بات ہوئی۔"

وہ تمام تر باتوں کو ترک کرتے بے چینی سے بولی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

ویسے اگران دونوں کوذراسی بھی بھنک پڑی ناکہ یہ ہم دونوں کی پلیننگ ہے تو یقین کریں انہیں لڑائی" کرنے کاایک اور موقع مل جائے گااور آپ پریشان مت ہو ہمارے پلین کے مطابق میں بھائی کی سماعتوں میں لڑکی کوپٹانے کی ترکیبیں ڈال آئی ہوں بھائی بیٹھے اب سوچوں کی وادیوں میں گم تھے ناجانے کونسے پلین پہ عمل درآمد کریں گے وہ۔ خیر جو بھی ہو ہمارااصل مقصد توان دونوں کو ساتھ دیکھنا ہی ہے نا۔"

وہ ان کے سینے سے لگتے ہوئے ہنس کر بولی جوابا اُنہوں نے اپنی نم آنکھوں کو پونچھتے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ ہولے سے لب مس کیے تھے جو اپنادرد بھلا کر نجانے کس طرح ان کے سامنے ہنستی تھی حالانکہ وہ ناجانے اسے کتنی بار چپکے سے روتاہوادیکھ چکی تھی۔ کیاان کی بیٹی اس قدر مضبوط تھی کہ اپنے آنسو چھپاناسیکھ چکی تھی وہ اس کے بالوں کو نرمی سے سہلاتے گہری سوچ میں غلطاں تھی۔ پریسہ نے ان کا ہاتھ تھامتے نرمی سے اپنے لبوں سے لگایا تھا۔

وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتی کمرے کادروازہ ہولے سے واں کرتے جیسے ہی اندر داخل ہوئی وہ اسے صوفے پہ سکون سے لیٹا دکھائی دیا تھا۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی اور ایک تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ صد شکر تھاکہ وہ خود ہی صوفے پہ لیٹ گیا تھا۔ بیڈ پہ لیٹنے کا کوئی سوشہ نہیں چھیڑا تھااس نے۔ وہ سرعت سے اپنے بالوں کی چوٹی بنانے میں مصروف ہوگئی گاہے بگاہے اس کی نگاہ سوئے ہوئے صدام کی جانب بھی اٹھ رہی تھی۔ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی اس نے بیڈ پہ جگہ سنبھالتے ہی سائیڈ لیمپ آن کیااور سوئچ بورڈ کی مدد سے بتی گل کرتے چت لیٹ گئی۔ چند لمحے عافیہ کی باتیں سوچ سوچ کر ہی سڑک

All Rights Reserved By Novels Lounge

گئے۔وہ کروٹ پہ کروٹ بدل رہی تھی بے چینی اس کے چہرے سے صاف عیاں تھی۔معاسوئے ہوئے صدام کا خیال آتے ہی اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی کسی چیز سے زوردار تصادم کی صورت میں اس کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔اس نے اپنا ماتھا سہلاتے سہم کر جوں ہی نگاہیں اوپر اٹھائی صدام اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اس پہ جھکا مسکراتے ہوئے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔عفیفہ کا سانس سینے میں ہی کہی اٹک گیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

وہ بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔صدام نے بھی سکون سے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے انگڑائی لی تھی۔

"بیڈ پہ انسان کیا کرنے آتا ہے یار۔"

وہ اس کے عجیب وغریب سوال پہ تنک کر بولا۔

"آپ تو وہاں سو رہے تھے نا صوفے پہ پھر بیڈ پہ کیا کرنے آئے ہیں صدام۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے کھسک کر اس سے دور ہوئی تھی۔

میں سونے آیا ہوں یہاں اور اب تم مجھ سے کوئی سوال نہیں کرو گی۔یار پہلے ہی بیمار بندہ ہوں تھوڑا سا تو" ترس کھاؤ۔"

وہ ملتجیانہ لب ولہجے میں بولا۔عفیفہ نے چند ساعتیں سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور ایکدم کسی فیصلے پہ پہنچتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ٹھیک ہے میں پھر صوفے پہ سوجاتی ہوں آپ یہاں لیٹ جائیں۔"

وہ اپنی بات بولتی اس سے قبل کہ صوفے کی جانب قدم بڑھاتی صدام نے کلائی سے کھینچتے اسے واپس بیڈ پہ بٹھایا تھا۔

آج سے ہم دونوں اسی بیڈ پہ سویا کریں گے اینڈ ناؤ نو مور آرگیومنٹس۔اتنے دنوں تک میرے ساتھ رہتے "

"زیادہ نا سہی مجھ پہ تھوڑا سا یقین تو ہو ہی گیا ہو گا تمہیں۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔آنکھوں میں لالی سی پیدا ہو رہی تھی۔اس کے وجود سے نکلتی حرارت عفیفہ سے شدت سے محسوس کی تھی مگر وہ چاہ کر بھی اس سے پوچھ نا پائی تبھی خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

مسٹر صدام آفندی شاید آپ بھول گئے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے یاد کروا دیتی ہوں۔آپ نے کہا تھا کہ جس "

"جس چیز یا جگہ پہ میرا نقش ہو گا اس سے آپ کو شدید نفرت ہو گی۔

اس کے لہجے میں ایک ان کہا دکھ ہلکورے کھا رہا تھا۔صدام گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

مسز صدام آفندی میں آج اپنے اس جملے کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں تو بات دراصل یہ ہے کہ اب سے جس جس "

"چیز پہ تمہارا نقش ہو گا اس چیز سے محبت کرنا اب مجھ پہ فرض ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نرم گرم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی سمت جھکا اور اس کے دائیں گال پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ عفیفہ اس کی اچانک حرکت پہ دم بخود رہ گئی۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ اسے کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ صدام ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر کے نیچے رکھتے چت لیٹ گیا۔

"مم۔ میں صوفے پہ۔"

"عفیفہ پلیز کین یو پلیز کیپ کوائٹ۔"

اس کی بیزار آواز پہ عفیفہ کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی نہیں کیا وہ اس سے خوشی سے بات کر رہی تھی۔

"خاموشی سے سو جاؤ فضول کے چونچلوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں کھا نہیں جاؤں گا میں۔"

وہ تند لہجے میں بولا۔ عفیفہ نے اب کی بار کوئی مزاحمت کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ خاموشی سے سکڑ کر کونے سے لگ کر بیٹھ گئی۔ اس کے برعکس نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس کی مدھم سانسوں کی آواز سن اسے اندازہ ہوا کہ صدام سو چکا ہے تبھی دل پہ بھاری پتھر رکھتے آنکھیں موند گئی۔

ناجانے رات کا کونسا پہر تھا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اسے کوئی پکار رہا ہو۔ بیڈ پہ ہلکی ہلکی جنبش سی ہو رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولی۔

"عفیفہ۔ عفیفہ۔"

یہ تو صدام کی آواز تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے کروٹ بدلتے اس کی سمت متوجہ ہوئی۔ وہ اس کا وہم نہیں تھا بلکہ اصل میں کمفرٹر میں لپٹا اس کا وجود بری طرح لرز رہا تھا۔ وہ ایک جھٹکے میں اپنی جگہ پہ اٹھ کر بیٹھی اور گھوم کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی سمت آئی تھی۔ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اے سی کا ریموٹ اٹھاتے سب سے پہلے اسے بند کیا اور وارڈروب سے کمبل نکالتے اسے اوڑھایا تھا۔اس کے کانپنے سے صاف ظاہر تھا کہ اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔

"مجھے بہت سردی کا احساس ہو رہا ہے۔"

اس کی آواز شدت سے کانپ رہی تھی۔ عفیفہ کو پریشانی سے آن گھیرا۔ وہ اس کے اوپر جھکی اور کمفرٹر کے اندر سے ہی اس کا ہاتھ نرمی سے سہلانے لگی جو نہایت گرم ہو رہا تھا۔

"صدام مم۔ میں کسی کو بلا لیتی ہوں آپ کی طبیعت۔"

"نن۔ نہیں مم۔ میں ٹھیک۔"

اس کے بعد اس کی آواز بلکل بھی نہیں آئی تھی۔ شاید نہیں یقیناً وہ سو چکا تھا۔ وہ جی کڑا کر اس کے پاس ہی بیٹھ گئی اور مسلسل آیت الکرسی کا ورد کرتے اس کے پھونکنے لگی۔ ساتھ ساتھ اس کا ایک ہاتھ مسلسل اس کا سر دبا رہا تھا۔اس کا وجود ابھی بھی لرز رہا تھا۔

چند لمحے یوں ہی گزر رہے یہاں تک کہ کمرے میں چھائی خاموشی سے تنگ آتے عفیفہ کو نیند کے جھونکے آنے لگے وہ وہی بیٹھے بیٹھے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔ صدام کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو اس نے اپنے چہرے سے کمفرٹر ہٹاتے سانس بحال کرنا چاہا مگر اپنا ہاتھ کسی کی گرفت میں محسوس کر وہ جی جان سے چونکا تھا۔اس نے ذرا سی گردن باہر نکالتے دائیں جانب دیکھا تو وہ تفکر سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ وہ شاید اس کے کسمسانے پہ نیند سے بیدار ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ کی طبیعت اب کیسی ہے۔"

اس کے لہجے میں ایک پریشانی سی تھی جو صدام کے وجود میں ایک نئے سرے سے خوشی دوڑا گئی۔بے قراری اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"میں بہتر ہوں اب تم سو جاتی۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ رات یوں ہی بیت جائے گی۔"

وہ آنکھوں کو انگلیوں سے دباتے شرمندہ شرمندہ سا بولا۔عفیفہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہر کسی کو اپنی طرح بے حس نہیں سمجھنا چاہیے ویسے بھی میں آپ کو طعنے دینے کا کوئی فضول موقع نہیں دینا" چاہتی تھی۔اس دن آپ نے میری تیمارداری کی تھی اج میں نے کر دی اب جب بھی میں واپس لوٹوں گی تو کم "از کم میرے سر پہ کسی کے احسانات کا بوجھ نہیں ہو گا۔

وہ دوائیوں والے ڈبے میں سے بخار کی دوائی نکال کر اس کی پھیلی ہتھیلی پہ رکھتے دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔اس دوران اس نے ایک بار بھی صدام کی جانب نہیں دیکھا تھا البتہ صدام کی نگاہیں اس کی سرخ ہوتی آنکھوں پہ ہی جمی تھی جس میں نیند کا خمار صاف واضح تھا۔وہ اس کے ماتھے کو چھو کر اس کے بخار کا اندازہ لگاتے واشروم کی جانب بڑھ گئی جو قدرے کم تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ ڈوپٹے کو حجاب کی صورت میں لپیٹتے باہر آئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایم سوسوری میں نے تمہاری نیند خراب کی۔ دراصل تمہاری آنکھیں ابھی بھی نیند کی وجہ سے بوجھل "ہیں۔"

وہ بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتے وضاحت دینے والے انداز میں بولا جس کے چہرے پہ صاف تھکن واضح تھی۔ عفیفہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا جس نے اس کی تلخ باتوں کو کس قدر آسانی سے نظرانداز کر دیا تھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کسی دن آپ کو میری وجہ سے جاگنا پڑ جائے پھر حساب چکتا ہو جائے گا۔"

وہ الماری سے جائے نماز نکالتے بلا سوچے سمجھے بولی۔ صدام نے معنی خیز مسکراہٹ سمیت بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے ایک گہری نگاہ عفیفہ پہ ڈالی تو ایک لمحے میں اسے اپنی کہی گئی بات کے مفہوم کا اندازہ ہوا۔ یکلخت اس کے وجود کا سارا خون سمٹتے اس کے چہرے پہ سمٹ آیا۔ بیڈ کی جانب بڑھتے اسے قدم من من بھاری لگنے لگے۔

"آپ انتہائی گھٹیا انسان ہیں ویسے۔"

وہ شرمندگی کا اثر زائل کرنے کی خاطر قہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے چیخ کر بولی۔ صدام کا بلند بانگ قہقہہ کمرے کی فضا میں گونجا تھا۔

ارے یہ سراسر الزام ہے میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں۔ ویسے اب میں سوچ رہا ہوں کہ اتنے دن میں کیوں" اس بیماری سے دور رہا مگر کوئی نہیں دیر آئے درست آئے۔ بس جیسے تم نے اس ساری بیماری میں میرا ہاتھ "تھاما ہے نا پوری زندگی کیلیے ایسے ہی تھام لو گی تو زندگی حسین لگنے لگے گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دلفریب لہجے میں بولتے اس کے وجود میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔ عفیفہ نے اس کی بے لگام نگاہوں سے نظریں چراتے بے ساختہ اپنی نم ہتھیلیاں مسلی تھی اور خاموشی سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔

"میرے خیال میں آپ کو آرام کر لینا چاہیے کیونکہ شاید آپ کی بیماری سر پہ چڑھ چکی ہے۔"

وہ کمرے سے جاتے جاتے بھی اس پہ طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔ صدام نے اس کے کمرے سے نکلتے ہی سکون سے لیٹتے آنکھیں موندی تھی۔اب وہ سوچ چکا تھا کہ اسے آگے کیا کرنا ہے۔بس جلد از جلد اس پہ عمل پیرا ہونا باقی تھا۔

عفیفہ میں نماز کیلیے اٹھی تو کمرے کی لائٹ ناجانے کب سے چل رہی تھی اور اب تک چل رہی تھی سب "ٹھیک تھانا۔

کچن میں داخل ہوتے ہی اس کی سماعتوں میں عافیہ کی آواز گونجی تو وہ لب بھینچ گئی۔

"جی آنٹی وہ بس صدام کو بخار تیز۔"

"کیسا ہے اب وہ۔ میرے ذہن میں ہی نہیں آیا بھلا میں اسی وقت پوچھ لیتی۔ میں ابھی دیکھ آتی ہوں۔"

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی تڑپ کر اس سے پہلے کچن سے باہر نکلتی عفیفہ نے انہیں تسلی دی تھی۔

"آنٹی میں نے دوا دے دی تھی وہ اب آرام کر رہے ہیں۔"

اس کے لہجے میں ناجانے ایسا کیا تھا کہ وہ وہی تھم گئی تھی اور مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کے گال پہ ہاتھ جمایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بہت اچھا کیا جو اپنے رشتے کو ایک موقع دیا دیکھنا یہی موقع تمہارے رشتے کو ایک نیا موڑ دے دے گا۔ بس "ایسے ہی خوش رہو۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولتے کچن سے باہر نکل گئی۔ عفیفہ نے ساکت نگاہوں سے ان کی پشت کو تکا جو ایک بار پھر بات کے غلط معنیٰ اخذ کر چکی تھی۔ وہ سختی سے آنکھوں کو میچ گئی۔

****

آسمان میں سیاہ بادلوں نے اپنا ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ چاند بادلوں سنگ چھپن چھپائی کھیلنے میں محو تھا۔ بجلی زوروں سے کڑکتے ماحول میں موجود ہولناکی میں اضافہ کر رہی تھی۔ ہوا کے زور سے لہراتے درختوں کی آواز فضا میں سرسراہٹ پیدا کر رہی تھی۔ ایک عجیب سی رات آفریدی حویلی میں اتری تھی۔ سب خاموش تھا بلکل ساکت جیسے کچھ بہت برا سوچے ہوئے ہو۔ دور کہی کتوں کے بھونکنے کی آوازوں پہ سب سہم کر اپنا دل تھام لیتے نا جانے کیا ہونے والا تھا۔ ایسے موسم میں وہ بھی بے چین دل سمیت کھڑکی سے لگ کر کھڑی تھی۔ نگاہیں گاہے بگاہے نا جانے کیوں آسمان کی جانب اٹھ رہی تھی۔ معاً بجلی کڑکنے کی آواز پہ وہ سہم کر اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ اسی دوران اپنے شانے پہ کسی کا ہاتھ محسوس کرتے اس نے بھیگی نگاہیں نوفیل کی جانب اٹھائی تو وہ الجھی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا سوئی کیوں نہیں ابھی تک۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے چہرے پہ بکھرے بالوں کو سنوارتے نا سمجھی سے گویا ہوا تو اس کی آنکھوں میں تیرتا پانی گالوں پہ لڑھک آیا۔

"وہ امارے کو بہت ڈر لگ رہا ہے نا جانے کیوں شاید موسم سے خوف آرہا ہے۔ دل بہت گھبرا رہا ہے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتے ایک بار پھر کھڑکی کے پار دیکھنے لگی۔ نوفیل نے تاسف سے اس کی جانب دیکھتے کھڑکی کے پٹ کو بند کیا اور اسے اپنے حصار میں لیتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے۔

جس چیز سے خوف محسوس ہو اس چیز کا چیپٹر کی بند کر دینا چاہیے۔ اعصابوں پہ حاوی نہیں کرنا چاہیے اور"

"ویسے بھی جب اماری ذات ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہے تو یہ ڈرنا ڈرانا چھوڑ دو۔

وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو چھوتے بھاری گھمبیر لہجے میں بولا تو پرخہ کی نم پلکیں سرخ عارض پہ جھک گئی۔ نوفیل نے ہولے سے اس کی پیشانی کو لبوں سے مس کرتے اس کا سر تکیے پہ رکھا اور خود نیم دراز ہوتے اس کے سیاہ گیسوؤں میں دھیمے دھیمے سے انگلیاں چلانے لگا۔

پتہ ہے پرخہ جو ڈرتے ہیں نا یہ دنیا اسے مزید ڈراتی ہے اس لیے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا سیکھو اور اگر پھر "

" بھی نہیں کر سکتی تو سب امارے پہ چھوڑ دو۔ یقین رکھو کچھ بگڑنے نہیں دوں گا میں۔

وہ ایک نظر گھڑی کو دیکھتے سرد لہجے میں بولا جو رات کا ڈیڑھ بجا رہی تھی۔ اس کے لہجے میں ایک آگ سی تھی جو کسی کو بھی جلانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اب وہ جان بوجھ کر بات کو طوالت بخشتے اسے سلانے کی تیاریوں میں تھا۔ کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد اس کی مدھم سانسوں کی آواز پہ اس نے چونک کر گردن پرخہ کی جانب

موڑی جو آنکھیں موندے پر سکون نیند سو رہی تھی۔ناچاہتے ہوئے بھی اس کے لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔وہ بے ساختہ جھکا اور اس کی پیشانی کو اپنے لمس سے مہکاتے سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی انگلیاں تیزی سے کسی کا نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھی۔چند ساعتوں بعد دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تھا۔

"ٹائم از اوور۔"

نوفیل کی بات سن شہرام استہزائیہ مسکرایا اور تیزی سے فون کاٹتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھا تھا۔چہرے پہ ایک کرختگی چھائی ہوئی تھی۔آنکھوں میں سب کچھ فتح کر لینے کی چمک ہاں آج وہ سب چیڑ پھاڑ کر دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

****

"چائے دے دی تھی تو نے اپنے خان بابا کو۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں گویا ہوئی۔مینہ جو کمرے میں داخل ہو رہی تھی ان کی بات پہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"مورے امارے سے آج تک کوئی کام خراب نہیں ہوا ہے۔تم یہ بات اچھے سے جانتی ہو۔ابھی بھی سب کام کر آئی ہوں چائے بھی دے آئی ہوں مگر زہر ڈال کر اور ساتھ پیارے باباجان کے نام کا ایک چھوٹا سا خط بھی لکھ ڈالا ہے تاکہ ان کے مرنے کے سب کو ان کے مرنے کی وجہ بھی معلوم ہو سکے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مغرورانہ انداز میں جتانے والے لہجے میں بولی۔ غنچہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس کے لب ستائشی انداز میں پھیلے تھے۔

"یہ بات تو امارے کو اچھے سے اذبر ہے۔ پھر چاہے وہ سب کی نظروں کا تارا بننا ہو خان بابا کو اپنا گرویدہ بنانا ہو۔ اپنی معصومیت سے سب کا دل جیتنا ہو کسی کو بھروسے میں لینا ہو اور بیمار پڑ کر شہرام کو اپنے قبضے میں کرنا ہو یا پھر پرخہ کی زندگی کا فیصلہ کرنا ہو سب کام تو نے بہت اچھے سے کیا ہے۔ اسی لیے تو امارے کو تجھ پہ فخر ہے۔"

وہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے بولی۔ ان کی بات پہ وہ دونوں بھرپور انداز میں مسکرا دی تھی مگر ان کی مسکراہٹ میں بھی فقط ایک ہی جذبہ تھا فقط نفرت کا۔

"مگر بدلہ ابھی بھی پورا نہیں ہوا۔ ابھی اتنی تکلیف کہاں ملی ہے ابھی تو تکلیف دی جائے گی سب ختم ہو گا ابھی تو درد کی شروات ہے درد کی انتہا جانے گے اب یہ سب لوگ۔"

وہ پراسرار لہجے میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔

"سب تیار ہے نا۔"

بلکل مورے سب کچھ تیار ہے کیونکہ آج اس کہانی کا آخری پہلو اور آخری دن ہے اس کے بعد بس جیت امارے مقدر میں آئے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد لب ولہجے میں گویا ہوئی۔اس کا لہجہ بھسم کر دینے والا تھا۔معاً باہر دالان میں گاڑی کے پہیوں کے ٹائر چرچرائے تھے۔ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"لگتا ہے وہ آگیا ہے۔"

اس کے سرسراتے لہجے پہ غنچہ نے ٹھٹھک کر اس کی سمت دیکھا تھا۔ان کی آنکھوں میں پنپتا سوال وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"پریشان مت ہو مورے۔شہرام بابو اس بلاسٹ میں ہی گم ہے ابھی اور نوفیل خان تو ویسے بھی سویا ہوا شیر ہے جو وقت پہ بلکل نہیں غراتا اس سے قبل ہمارا کام بھی ہو جائے گا اور ہم یہاں سے فرار بھی ہو جائیں گے۔"

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتی اپنے چہرے پہ نقاب لگاتی باہر کی سمت بڑھ گئی۔ناجانے کیوں جاتے جاتے بھی غنچہ ایک نظر واقدار یوسف زئی کے کمرے میں ڈالنا نہیں بھولی تھی۔

"ایک شکار تو ہم نے کر لیا اب دوسری کی باری۔"

اس نے بھی مضبوط لہجے میں بولتے قدم اس کی تقلید میں دالان کی جانب بڑھائے تھے۔ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے شخص کو دیکھ وہ دونوں پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

"سب تیاریاں پوری ہے نا۔کسی قسم کا کوئی شک تو نہیں۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولی مگر جواب میں اس کا سر نفی میں ہلتا دیکھ وہ سر جھٹک گئی۔مینہ مسلسل اس سے کسی نا کسی متعلق بات کر رہی تھی مگر وہ ہوں ہاں کرنے کے بجائے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ تم نے آج ٹوپی کیوں پہن رکھی ہے اور یہ منہ سے بول کیوں نہیں رہے تم امارے سامنے آج۔"

وہ کرخت لہجے میں بولی جواباً اس نے فرنٹ مرر کو سیٹ کرتے ہوئے سے گلہ کھنکھارا۔

وہ میم دراصل میرا گلہ خراب ہے ذرا سا اور چہرے پہ ٹوپی اس لیے ہیں تاکہ بیچ راہ میں بھی کوئی مجھے نا پہچان لے۔"

شاید گلہ خراب ہونے کی بدولت اس کی آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔اس کی بات سے وہ دونوں ہی کسی حد تک متفق تھی۔

یہ لو یہ بلیوٹوتھ تھامو۔نا جانے امارے کو شہرام کی چوری کرنے کیلیے کہاں کہاں خوار ہونا پڑا ہے اب یہ تم لگاؤ" "اور یہ ام لگائیں گے اسی سے ہی ہم رابطے میں رہے گے۔

وہ مسلسل اسے کسی نا کسی متعلق تنبیہہ کر رہی تھی۔کچے پکے راستوں سے گزرتے تقریباً اگلے دس منٹ میں ان کی گاڑی آفریدی حویلی سے کچھ فاصلے پہ رکی تھی۔غنچہ کی آنکھوں میں کیا کیا نا لہرایا تھا۔بچپن کی تلخ یادیں اپنی بہن کی چیخیں اس کا خون میں لپٹا وجود اس کے باپ کی بے یقینی سب کا اس سے تعلق توڑنا بیٹیوں سے نفرت۔اس کے قدم بے ساختہ لڑکھڑائے تھے۔آنکھوں سے چنگاریاں سی پھوٹنے لگی۔آج پورے بائیس سال بعد وہ اس مقام پہ دوبارہ کھڑی تھی جہاں سے اس نے سب کچھ تباہ و برباد نیست و نابود کرنے کی قسم کھائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"باجی ام نے تم سے وعدہ کیا تھانا۔اپنی جان لگادیں گے مگر واقدار یوسف زئی کو ایسی موت دیں گے کہ سانس سانس کو ترپے گا وہ۔"

وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتی آنکھوں کو میچ گئی۔

"چلیں مورے۔تم باہر ہی رہنااور اگر کچھ بھی گڑبڑ ہو تو امارے کو لازمی بتانا سمجھ گئے نا۔نوفیل کمرے میں نہیں ہو گا کیونکہ ام نے ان سب کو ایسا الجھایا ہے جس جال سے نکلنا ان کیلیے ناممکن سی چیز ہے۔رابطے میں رہنا اور امارے کو کمرے کے متعلق بتاتے رہنا۔اتنی بڑی حویلی کی بابت امارے کو تو بلکل نہیں معلوم۔"

وہ باور کرانے والے انداز میں بولتی درخت کی اوٹ میں ہو گئی تاکہ کسی کی نگاہوں میں نا آجائے۔

"جی بہتر میم۔"

وہ تابعداری سے بولا۔مینہ نے غنچہ کو لیتے چھوٹے چھوٹے قدم آگے کی جانب بڑھائے۔

"جوں ہی ام پچھلے دروازے پہ پہنچے گے تم بتیاں بجھا دینااور اس کے کمرے کی متعلق بتاناشروع کرنا۔"

وہ بلیوٹوتھ کے ذریعے ہی اس سے مخاطب تھی۔کچھ ہی دیر میں اس کے حکم کے مطابق اس نے بتیاں بجھا دی۔

"مورے ام دونوں اپنے مقصد کے بے حد نزدیک ہے۔ام سب کچھ کرلیں گے اس خاندان کا نام ونشان مٹادیں گے اتنے سالوں کی محنت ہے اماری اس سب میں رائیگاں نہیں جانے دیں گے روتے بلکتے ایک اس دن کا انتظار کیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کا ہاتھ سختی سے جکڑتے سر گوشی کی کیفیت میں خوشی سے بول رہی تھی ساتھ ساتھ اس کے بتائے گئے راستے پہ بھی چل رہی تھی۔

"جی میم بس یہی ہے پرخہ بی بی۔"

اس کی آواز پہ پشمینہ نے الجھ کر اس کی بات سنی کیونکہ یہ تو کوئی ہال نما کمرہ تھا۔اس کے چہرے پہ غصیلے تاثرات ابھرے تھے۔یکلخت چہرے پہ سرخی چھاگئی۔

لگتاہے تمہارادماغ چل گیاہے جو یہ فضول قسم کی بکواس بک رہے ہو۔امارے پاس وقت کی بے حد کمی ہے" دو بجنے ہی والے ہیں صرف دو منٹ ہیں اور امارے کو ان دو منٹوں میں ہی ان سب کے اعصابوں پہ دھماکہ "کرنا ہے۔

وہ حلق کے بل ناگواری سے دھاڑی۔یہ آدمی آخری وقت میں اس قسم کی فضول باتیں کرے گا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

دھماکہ تو ہوگا اور بہت ذور سے ہوگا مینہ بی بی مگر ہمارے نہیں بلکہ تمہارے سر پہ جس کی بازگشت شاید قبر" "تک جاتے جاتے بھی تمہاری سماعتوں میں ہوگی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی اپنے عقب سے آنے والی پراسرار تمسخرانہ آواز پہ اس کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔کانوں سے بلیوٹوتھ نکلتے زمین بوس ہوئی۔غنچہ کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی۔انہیں اپنے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے کیونکہ یہ آواز کسی اور کی نہیں بلکہ شہرام خان کی تھی۔اس نے جھٹکے سے گردن پیچھے کی جانب موڑی مگر اندھیرا ہونے کی بدولت وہ ڈھنگ سے اسے دیکھ نا پائی تھی۔

"شہرام۔"

اس کے لہجے میں پنہاں خوف اور کپکپاہٹ اس کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

جی میم شہرام خان۔دراصل یہ کھیل شہرام خان نے کھیلا ہے اور مجھ جیسا کھلاڑی چھوٹے موٹے کھیل نہیں" "کھیلتا۔اپنے بچھائے گئے جال میں خود ہی پھنسنا تمہیں مبارک ہو پشمینہ خان۔

وہ اس کے چہرے پہ جھکتے برفیلے لہجے میں پھنکارا۔پشمینہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔اگلے ہی لمحے شہرام کے چٹکی بجاتے ہی پوری حویلی روشن ہوئی تھی۔لائٹس آن ہوتے ہی ان دونوں کی نگاہیں اطراف کا جائزہ لیتے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔آنکھوں میں بے تحاشہ خوف اتر آیا۔اس نے گھبرا کر جوں ہی شہرام کی جانب دیکھا تو وہ اسی لباس میں موجود تھا جو کچھ دیر قبل اس کے ساتھ موجود لڑکے نے پہنا ہوا تھا۔

"خان بابا۔"

غنچہ کی سرسراتی آواز پہ پشمینہ نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو وہ قہر برساتی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔کچھ ہی دیر میں سپاٹ چہرے سمیت نوفیل خان کی وہاں آمد ہوئی تھی۔اس کی غیر متوقع آمد پہ پشمینہ کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ش۔شہرام وہ ام تو یہاں خان بابا کے پیچھے آئے تھے۔میں نے ان کو ابھی نواب سے بات کرتے سنا تھا پر خہ" کے بابت۔یہ اسے جان سے مادنے کی تیاری کر رہے تھے۔امارے کو لگا کہ شاید آپ حویلی سے دور ہونگے "تبھی ام خود ہی مورے کو لے کر تا کہ ان کو ایسا کرنے سے ٹوک سکیں۔

وہ سب کی نگاہوں کا ار تکاز اپنے چہرے پہ محسوس کرتے صفائی دینے والے انداز میں بولی۔شہرام نے سمجھنے والے انداز میں سکون سے صوفے پہ جگہ سنبھالتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائی تھی۔

"وہی خان بابا جسے تم ابھی چائے میں زہر ملا کر دے کر آرہی ہو۔"

اس کی سرد آواز پہ اس کا دل دھک سے رہ گیا مگر فلحال اسے بلکل بھی کمزور نہیں پڑنا تھا۔دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔نوفیل شہرام کی بات پہ کھل کر ہنسا تھا۔وہاں موجود باقی سب افراد ہونقوں کی طرح ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

ام ایسا کیوں کریں گے شہرام۔آپ امارے بارے میں اس قدر گھٹیا بات کیسے سوچ سکتے ہیں۔کیا ام جس" "تھالی میں کھا کھا کر بڑے ہوئے ہیں اسی تھالی میں چھید کرنے کا سوچ سکتے ہیں۔

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔اس دوران غنچہ بلکل خاموش تماشائی بنی اس کے ساتھ چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔واقدار یوسف زئی نے بے ساختہ صوفے کی ہتھی کو تھامتے سہارہ لیا۔ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جن سے انہوں نے سب سے زیادہ محبت کی وہ اس کو یہ دن بھی دکھائیں گے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پشمینہ کی بات پہ شہرام ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور مضبوط قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آتے اس کی ٹھوڑی کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا۔اس کے وجود میں ٹیسیں سی اٹھنے لگی۔

"تم نے جس تھالی میں کھایا ہے اسی میں چھید کیا ہے۔آستین کا سانپ نکلی ہیں آپ دونوں اور اس کی وجہ بھی تم ہی بتاؤ گی مجھے اور وہ بھی بلکل سچ اگر ایک لفظ بھی جھوٹ نکلا نا تو تمہاری جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گا میں پشمینہ خان۔ تمہیں کہا گا تھا کہ تم شہرام خان کی پیٹھ کے پیچھے سے وار کرو گی اور وہ خاموشی اختیار رکھے گا نہیں وہ سانس سانس کی کمی کر دے گا تڑپائے گا تمہیں وہ۔جانتا تو میں ایک ایک بات ہوں تمہارے متعلق بس اب اس کا اعتراف ان سب لوگوں کے سامنے ہو گا اور تم خود اپنے منہ سے کرو گی۔"

وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔غنچہ نے آگے بڑھتے ایکدم اس کی گرفت سے کھانستی ہوئی پشمینہ کی گردن آزاد کروائی تھی۔

"جواب چاہیے نا تمہیں تو پھر سنو جواب مگر جواب سننے سے قبل خود میں ہمت پیدا کر لینا شہرام خان کیونکہ یہ نا ہو کہ اتنی ہمت ہونے کے باوجود اماری بات سن کر تم ہوش و حواس کھو دو۔میں بتاؤں گی تمہیں سچ۔سارا کچھ بتاؤں گی سب کچھ ایک بات کی بھی ردوبدل کیے بغیر۔"

وہ لہورنگ نگاہوں سے شہرام کو گھورتے ہوئے تند لہجے میں بولی۔شہرام نے ستائشی انداز میں ان کی جانب دیکھا۔پشمینہ نے اس کی بات پہ ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔ایکدم اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔

"آپ کل بھی امارے کو لے کر غلط تھے اور آج بھی غلط ہیں شہرام خان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بولتے ساتھ ہی خان بابا کی جانب بڑھی تھی۔

"باباجان آپ اماری بات کا یقین کریں ام آپ کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں کیا۔ یہ سب نواب۔"

اس سے پہلے کہ وہ ان کا ہاتھ تھام کر اپنی بات مکمل کرتی اپنے منہ پہ پڑنے والے زناٹے دار تھپڑ کی بدولت وہ بری طرح لڑکھڑائی تھی۔ اس نے غائب دماغی کی کیفیت میں خان بابا کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے شہرام کی آواز پہ نواب کے ساتھ آنے والے لڑکے کو دیکھ پشمینہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنے لبوں پہ ہاتھ جما لیے۔ پرخہ کے لبوں سے خوف کے مارے چیخیں نکل گئی۔ نوفیل نے نا سمجھی سے اسے تھام کر سہارہ دیا۔

"نواب تو امارے ساتھ۔"

مات مبارک ہو تمہیں پشمینہ خان۔ نواب تو کبھی نا تمہارے ساتھ تھا اور نا ہی تمہارے قبضے میں۔ بس یہ "ہماری پلیننگ کا ایک حصہ تھا۔ نواب تم خود بتاؤ گے یا پھر۔

وہ نواب کی جانب دیکھتے ہنسا جس نے بری طرح اس لڑکے کو اوندھا زمین کی جانب دھکیلا تھا۔

ارے نہیں نہیں سر اس چیز کی زمہداری میں ہی لیتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے پشمینہ بی بی۔ تمہارے ناکام" ارادوں کا تو ہمیں بہت پہلے ہی پتہ چل گیا تھا بس اس وقت سے اب تک میں سر کے کہنے پہ تمہارے ساتھ تھا تمہارا ہمدرد بن کر مگر پھر جب تمہیں مجھ پہ شک ہوا ذرا سا تو تم نے مجھے اپنی قید میں لے لیا تاکہ میں شہرام خان سے مل بھی نا پاؤں اور آخر میں تمام الزامات میرے سر کر کے خود بری الذمہ ہو جاؤ مگر میں ایسا کیسے ہونے دے سکتا تھا۔ تمہارے ذہن میں شک ڈالنا تمہاری قید میں آنا تمہارے ظلم سہنا سب اس پلیننگ کا

All Rights Reserved By Novels Lounge

حصہ تھا۔پرخہ کے متعلق تمہاری اگے کی پلیننگ سے بھی میں بخوبی واقف تھا کہ تم رات کے دو بجے اسے مار کر اس صفحہ ہستی سے اس کا نام مٹانے والی ہو تو میں نے سوچا کہ اس سے پہلے کیوں نا تمہیں اس بک لسٹ میں ڈالا جائے اسی لیے بس سر کو وہ بلاسٹ والا میسج میں نے ہی کیا تھا کیونکہ ان سے دغا بازی کرنے سے بہتر تھا کہ میں اپنی جان لے لیتا۔آپ میرے مینٹر ہیں سر اور میں آپ کو دھوکا دینے کی متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ہاں آپ کے لیے مجھے موت کے دہانے پہ بھی جانا پڑا تو نواب کبھی اس بات سے نفی نہیں کرے گا۔یہ میرا وعدہ ہے آپ سے۔"

وہ نم لہجے میں شہرام کو سلیوٹ کرنے والے انداز میں بولا۔شہرام نے بنا کسی تردد کے اسے سینے میں بھینچتے اس کی پشت تھپتھپائی تھی۔پرخہ بے یقین سی پشمینہ کی جانب دیکھ رہی تھی بنا پلک جھپکائے۔اسے اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔پشمینہ کو اب اپنا ہر داؤ بیکار لگا تھا۔وہ چاہ کر بھی اپنا بچاؤ نہیں کر سکتی تھی۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی نواب تم نے امارے کو دھوکا دیا پشمینہ خان کو۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتی چیل کی طرح اس کی جانب لپکی تھی۔شہرام نے درمیان میں ہی اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اس کی کلائیاں پشت سے لگائی تھی۔چہرے پہ ازلی سرد مہری عود آئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اب۔ایک کہانی تم بننا چاہ رہی تھی مگر اب ایک کہانی میں نے ترتیب دی اور اس کے سارے کردار بدل دیے۔ تم مجھے بتاؤ گی کہ کیوں کھیلا اس قدر گھناؤنا کھیل تم نے کیوں رچائی اتنی بڑی سازش کون ہو تم کس بات کا بدلہ لیا ہے تم نے۔"

وہ اس کی کلائی کو جھٹکا دیتے ہوئے تنفر بھرے لہجے میں دھاڑا۔ نوفیل نے زہرخند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر ڈھیٹ ثابت ہوئی تھی۔ پشمینہ نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا اور ایکدم نا جانے اسے کیا ہوا وہ بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"بہت خوب شہرام خان بہت خوب۔ یہ نوفیل ٹھیک کہتا تھا کہ تم اتنے بھی لاپرواہ نہیں ہو جتنے دکھائی دیتے ہو اور رہی بات برباد کرنے کی تو ابھی تو میں نے تمہیں برباد کیا ہی نہیں ابھی تو کہانی کی اصل شروات ہونی ہے جب تمہیں اپنے اس نام ونہاد باپ کی سیاہ کرتوتوں کے بابت علم ہو گا نا جانے اس جیسے شخص کو ام نے عزت کیسے دے دی اتنا لمبا عرصہ۔"

وہ واقدار یوسف زئی کی جانب اشارہ کرتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو سب نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے۔

"مگر وہ سب بتانے سے قبل اتنا تو تم جانتے ہی ہو گے کہ تم اس انسان کی سگی اولاد نہیں ہو۔"

وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔ اس کا لہجہ اس مذاق اڑاتا تھا ایک لمحے کو ماحول میں سناٹا سا چھا گیا۔

"تم بات کو بدلو مت۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بپھرے شیر کی مانند دھاڑ اٹھا۔پشمینہ نے ترچھی نگاہوں سمیت اس کی اٹھی ہوئی انگلی کو اپنی گرفت میں لیا اور طنزیہ نگاہیں واقدار یوسف ذئی کی جانب اٹھائی جن کے چہرے کا رنگ فق ہوتا جا رہا تھا۔

بات نہیں بدل رہی بس بات پہنچا رہی ہو تمہارے تک۔اتنا تو تم جانتے ہو کہ تم ان کی سگی اولاد نہیں تبھی تو" آج تک اس جیسے احسان فراموش شخص نے تمہاری ایک بھی خواہش کا پاس نہیں رکھا بس اسے تو پشمینہ کی نظر آتی تھی اور آتی بھی کیوں نا پشمینہ تھی ہی اس قدر اچھی۔ تمہیں یہ بڈھا کچھ سمجھتا ہی نہیں ہے بس اپنے اشاروں پہ نچوانا جانتا ہے اور تم بھی اس ڈر سے اس کی ہر بات مان جاتے تھے کہ کہی یہ مخلص رشتے چھوٹ نا "جائیں تم سے۔ خیر کیا تم جاننا چاہتے ہو کہ تم کس کی اولاد ہو۔

اس کی اتنی لمبی تمہید پہ شہرام نے لہو چھلکاتی نگاہیں واقدار یوسف ذئی کی جانب اٹھائی جو ایک جانب لگ کر کھڑے باقاعدہ کانپ رہے تھے۔ان کا پورا وجود لرز رہا تھا۔

تم ایک رقاصہ کے بیٹے ہو جسے یہ شخص فقط اپنے گناہوں کے اذالے کیلیے اپنی حویلی میں لایا تھا۔تمہارا اس" قبیلے میں کوئی مقام نہیں تھا مگر اس نے تمہیں مقام دلوایا تاکہ اس کے ضمیر پہ جو بوجھ ہے وہ ہلکا ہو سکے۔گندا "خون ہو تم۔

وہ سفاکی سے اس کے وجود پہ کاری ضربیں لگا رہی تھی مگر وہ پھر بھی پتھر بنا کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے کھڑا ہوا تھا۔واقدار یوسف ذئی ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ گرے تھے۔پرخہ اپنے لالہ کو خاموش دیکھ بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بڑھی۔

نہیں امارے لالہ ہیں یہ۔ایسامت کہو یہ مورے کے بیٹے ہیں۔ مورے کہاں ہے باجی آپ ایسا کیسے بول سکتی"

"ہو۔لالہ آپ امارے لالہ ہو بس امارے لالہ۔

پرخہ ہذیانی کیفیت میں اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی سمجھانے والے انداز میں بولی۔شہرام نے ازیت سے آنکھیں موندتے گہرا سانس بھرنے کی کوشش کی مگر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کی آتی جاتی سانسیں کھینچ رہا ہو۔

"مورے کہاں ہے کیا تمہیں نہیں معلوم تمہاری مورے تمہارے غم میں اوپر جاچکی ہیں۔"

غنچہ اس کے بازو کو اپنی گرفت میں لیتے استہزائیہ لہجے میں بولی۔پرخہ نے بے یقینی کی کیفیت میں شہرام اور نوفیل کی جانب دیکھا تو وہ نگاہیں چرا گئے۔

"کیا ہوا تمہارے پیارے شوہر اور لالہ نے نہیں بتایا کیا تمہیں۔"

مینہ افسوس کرنے والے انداز میں بولی۔

لالہ مورے۔اماری وجہ سے۔نہیں مورے مورے کہاں ہیں آپ پلیز واپس آجائیں مورے۔ام تو آپ"

"سے مل کر رونا چاہتے تھے مگر آپ نے تو ساری زندگی کا رونا امارے کو دے دیا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے تکلیف ذدہ لہجے میں بولی۔نوفیل نے تڑپ کر اسے سنبھالا تھا جو سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"اس انسان کی وجہ سے صرف اس انسان کی وجہ سے ام نے اپنے سب رشتوں کو کھو دیا۔۔امارے لالہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

غنچہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی ملیار آفریدی کے سامنے جا کھڑی ہوئی جو سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"انہوں نے اس شخص کی بدولت اپنی بہن کا یقین نہیں کیا۔ صرف اس شخص کی بدولت عورت زات سے نفرت کرتے اس چار دیواری میں قید کر دیا امارے کو۔ بھا جائی تو ویسے بھی لالہ کے آگے کچھ نہیں بولتی۔ بس خاموش تماشائی بنی کھڑی رہتی ہے اور سب سے قریبی رشتہ جانتے ہو کونسا چھوٹا امارے سے اماری بہن اماری باجی۔ جان سے پیاری باجی جو امارے لیے ماں کے برابر تھی۔ اس شخص نے سب کچھ ختم کر دیا۔ اس کے بعد ٹھانی تھی ام نے اس آدمی سے اس کا ایک ایک رشتہ چھیننے کی اور آج ام اس میں کامیاب بھی ہونے جا رہا تھا مگر تم درمیان میں اگئے شہرام خان تم۔ اس لیے اب امارے کو امارے مقصد تک پہنچنے کیلیے سب سے پہلے تمہاری جان لینی ہو گی۔ تم مرو گے۔"

وہ اذیت ذدہ لہجے میں بولتے سرعت سے اپنی کمر میں بندھی پوٹلی میں سے پستول نکالتے شہرام پہ تان گئی۔ ملیار کی آنکھوں میں ناجانے کیوں الجھن نمودار ہوئی تھی۔ غنچہ کی حرکت پہ وہاں موجود ہر افراد کی دبی دبی چیخیں فضا میں بلند ہوئی تھی۔ پرخہ نے دونوں کانوں پہ ہاتھ جماتے سختی سے آنکھوں کو میچ لیا۔

****

"کون ہو تم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

واقدار یوسف ذئی کی سرسراتی آواز پہ غنچہ نے پستول نیچے کرتے طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔باقی سب کی منتظر نگاہیں بھی اس کے چہرے پہ جمی تھی جس کے چہرے پہ تکلیف دہ تاثرات رقم تھے۔

"شازمینہ خان تو یاد ہو گی نا تمہیں واقدار یوسف ذئی کی بہن غنچہ خان۔"

اس کے لبوں سے جوں ہی یہ الفاظ ادا ہوئے وقدار کے قدم بے ساختہ لڑکھڑائے تھے البتہ چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔انہوں نے خوفزدہ نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔اپنا آپ تو انہیں کسی مجرم سے کم نہیں لگا تھا۔اس نے تنفر سے مٹھیاں بھینچتے ان سب کی جانب دیکھا جن سب کے چہرے پہ ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے صرف وہ ہی باخبر ہے شازمینہ خان سے۔

"کون ہے یہ شازمینہ۔باباجان کون ہے یہ کیا آپ کسی کو جانتے ہیں۔"

وہ غصے کے عالم میں دھاڑا تھا۔اس کے دھاڑ آفریدی حویلی کی درودیوار کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔انہوں نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات ازحد پتھریلے ہو رہے تھے۔انہوں نے خاموشی سے ڈھیلے ڈھالے انداز میں چہرہ جھکا لیا۔غنچہ اس کی حرکت کو شدت سے محسوس کرتے تمسخر سے ہنسی۔

"یہ کیا بتائیں گے میں بتاتی ہوں ان کی ایک ایک ایسی بات جو یہ ناجانے کیا سوچ سوچ کر میری بہن سے کرتے رہے اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔اسے ختم کر دیا۔میری باجی کے قاتل ہیں یہ۔خونی ہے یہ انسان میں اسے جان سے مار دوں گی۔"

وہ ہذیانی کیفیت میں چلاتے اس سے پہلے کہ وقدار کی جانب بڑھتی ملیار نے سرعت سے اسے قابو کیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

چھوڑو امارے کو آپ سب قاتل ہو اس کے۔کسی نے نہیں سنی تھی اس کی سب نے اسے غلط ٹھہرایا کیونکہ " وہ ایک لڑکی تھی نا بھلا لڑکی کی بھی کوئی زندگی ہوتی ہے۔یہ دنیا لڑکیوں کیلیے بہت تنگ ہے۔جیتے جی مار دیتی ہے۔"

وہ زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔پشمینہ نے تنفر بھری نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں میں بھی نمی سی جاگی تھی مگر اپنے کیے پہ اسے ابھی بھی کوئی پچھتاوا نہیں تھا ہاں وہ پرسکون تھی۔شہرام نے ناسمجھی سے نوفیل کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ بھی ناقابل فہم تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔پرخہ ابھی بھی زربی بی کے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھی۔سب اپنی اپنی جگہ خاموش تماشائی بنے کھڑے غنچہ کے بولنے کے انتظار میں تھے معاً اس کی بھرائی آواز نے ماحول پہ چھائے سکوت کو توڑا تھا۔

شازمینہ خان اس حویلی کی سب کی بڑی بیٹی اماری جان سے پیاری بہن اپنے لالہ کی لاڈلی بابا جان اس پہ جان" چھڑکتے نہیں تھکتے تھے۔وہ تھی ہی اتنی حسین سونے پہ سہاگہ حویلی کی سب سے پہلی اولاد محبت ہی اتنی ملی تھی اسے مگر یہی محبت اسے کھا گئی ختم کر دیا اسے۔"

ماضی:

آفریدی حویلی میں ایک خوشگوار دوپہر اتری تھی۔آسمان پہ کالے بادلوں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ہر جانب روح کو معطر کر دینے والی ہوائیں وجود میں ایک الوہی سا احساس بخش رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"غنچہ چل اٹھ ام دونوں باڑے پہ چلتے ہیں وہاں لالہ بھی ہونگے انہیں سرپرائز کرتے ہیں۔"

چوبیس سالہ شازمینہ غنچہ کو زبردستی اٹھاتے ہوئے بولی تو اس نے منہ بسور کر اس کی جانب دیکھا۔

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے باجی لالہ جان سے مار ڈالیں گے تمہارے کو پتہ ہے بارے پہ کس کس قماش پہ لوگ"

اتے ہیں اور ہم حویلی کی عورتوں کو پردہ کس قدر ضروری ہے ام تو کبھی حویلی میں بھی کس غیر مرد کے سامنے

"نہیں گئے جو جاتا ہے مردان خانے میں ہی جاتا ہے۔ تم امارے کو بخش دو ام تو کبھی نہیں جائے گا وہاں۔

وہ اس کی بات پہ بدک کر اسے سمجھانے والے انداز میں بولی مگر ہمیشہ کی طرح من موجی شازمینہ نے کوفت

سے اسے دیکھ کر آنکھیں گھمائی اور اس کی چوٹی کھینچی تھی۔

جب ام بول رہے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کہے گا تو ڈر کیوں رہی ہو۔ تم جانتی ہو لالہ امارے کو کچھ نہیں کہہ "

سکتے۔ وہ ام سے ناراض بھی نہیں ہوتے اور ویسے بھی ام دونوں تو چہرہ ڈھک کر جائیں گے نا ان روایتوں میں

"کونسا ایسا لکھا ہے کہ پٹھان ہو تو زندگی جینا چھوڑ دو چلو اٹھو ام تمہیں لے کر چلتے ہیں۔

وہ ابھی بھی اپنے فیصلے پہ بضد تھی۔ غنچہ اس کی بات پہ تھک ہار کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو بھی۔ اتنا آہستہ کیوں کر رہی ہو سب۔"

وہ چڑ کر بولی جواب نا جانے کیوں اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"چادر لے آؤ میں۔ تم خطروں سے کھیلنے کا عادی ہو امارے کو ابھی یہ شوق لاحق نہیں ہوئے باجی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چیخ کر بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ خاموشی سے وہی کھڑی اس کا انتظار کرنے لگی۔ اگلے پانچ منٹ میں اس کی واپس ہوئی تو اس نے خود کو ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی چادر میں لپیٹا ہوا تھا۔ شازمینہ خود بھی بھورے رنگ کی چادر میں خود کو چھپائے ہوئے تھی۔ وہ دونوں اس موسم میں ہنستے مسکراتے باتوں میں مصروف باڑے کی جانب چل دی جہاں ایک بڑا سا باغیچہ تعمیر کیا گیا تھا۔ کبھی کبھی وہ ملیار کے ساتھ مل کر وہاں چلی جایا کرتی تھی مگر آج وہ خود کسی کام میں الجھا ہونے کی بدولت گھر نہیں تھا تبھی وہ دونوں اکیلے ہی اس جانب چل پڑی تھی۔

ناجانے کیا سوچ کر تم یہاں آگئی ہو باجی۔ وہ دیکھیں لالہ کے ساتھ ناجانے کون لوگ بندوقیں تھامے" "کھڑے ہیں۔ کہی کوئی لڑائی وغیرہ تو نہیں ہو رہی۔

غنچہ اپنے مطابق بات بناتے ہوئے بولی۔ اس نے ہولے سے اس کے سر پہ چپت لگائی تھی۔

ہمیشہ کچھ بھی بکتی رہا کرو۔ وہ لوگ لڑ نہیں رہے بلکہ بات کر رہے ہیں اور تم کو یہ بات اچھے سے ازبر ہے کہ " پٹھان قبیلوں میں بندوقیں ہاتھ میں تھام کر چلنا کتنی عام بات ہے۔ امارے کو پریشان نا کرو تم۔ ویسے میرے "خیال میں وہ بڑی حویلی سے آیا ہے نا۔ ہے تو بڑا ہینڈ سم۔ تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔

وہ اسے ٹھوکا مارتے شرارت سے کھلکھلا کر بولی جواب میں وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شرم کرلو کچھ باجی توبہ کروا گر یہاں کسی نے سن لیا تو ایک الگ ہی دھماکہ ہو جائے گا۔کوئی کسی کی نہیں سنے گا پھر۔خاموش رہو مہربانی کر کے۔امارے کو ویسے بھی لالہ سے ڈر لگ رہا ہے نا جانے وہ ام دونوں کو یہاں دیکھ کیسا برتاؤ کریں گے تمہیں تو سینے سے لگا لیں گے مگر امارے ساتھ نا جانے کیا کریں گے۔"

وہ سر جھٹک کر منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"ام کسی کی نگاہوں میں ہی نہیں آئے گے تم دیکھنا۔"

وہ گردن اکڑا کر شان بے نیازی سے گویا ہوئی۔معا اس کی نگاہ دائیں جانب اٹھی جہاں وہ آدمی حیرت سے آنکھیں چھوٹی کیے اسی کو گھور رہا تھا۔شازمینہ اس کی حرکت پہ سٹپٹا گئی۔اس نے سر کو ہولے سے جنبش دیتے غنچہ کی جانب دیکھا جس کی حالت بھی کچھ مختلف نا تھی۔اس دوران وہ آدمی وہی کھڑا کھڑا ان کی حرکت پہ مدھم سا مسکرایا تھا۔ان دونوں کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔وہ سرعت سے درخت کی اوٹ میں ہوئی تھی۔

"غنچہ یہ تو امارے کو ہی گھور رہا ہے۔"

شازمینہ اس آدمی کی حرکت پہ اچھا خاصہ گھبرا گئی تبھی اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی جسے اس نے جھٹکے سے چھڑوایا تھا۔

"بول رہی تھی کہ مت آؤ یہاں باجی اب اگر اس نے کسی کو کچھ بتا دیا تو جانتی ہو نا کیا ہو گا لالہ امارا کہی بھی آنا جانا بند کر دیں گے پھر ام صرف گھر کے ہو کر رہ جائیں گے۔ایسی صورتحال میں کوئی ام دونوں کا یقین نہیں کرے گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے دھیانی میں اپنے ہی مفروضے لگانے میں مصروف تھی جبکہ نا جانے کس سوچ کے تحت شازمینہ نے ہلکا سا جھک کر چور نگاہوں سے دوبارہ اس کو دیکھنا چاہا تو وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ سرعت سے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔ غنچہ نے صدمے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"تم وہاں کیا دیکھ کر مسکرا رہے ہو واقدار۔"

ملیار کی سخت آواز پہ واقدار نے بنا چونکے ہنوز مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ اس کے چند ایک دوستوں نے بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھا تو وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلا گیا۔ درخت کی اوٹ میں وہ دونوں پکڑے جانے کے خوف سے آنکھیں میچ گئی۔ پیشانی پہ پسینے کی ننھی منھی بوندیں نمودار ہو رہی تھی جسے انہوں نے ہاتھ کی پشت سے سختی سے پونچھ لیا۔

"اب وہ بتادے گا اور لالہ ہمارا قیمہ بنادیں گے۔"

وہ روہانسے لب و لہجے میں بولتی شازمینہ سے سخت نالاں دکھائی دے رہی تھی۔ شازمینہ نے لبوں پہ انگلی رکھتے اسے آنکھیں دکھا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ ان دونوں کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے بولنے کے منتظر تھے۔

"ارے کچھ نہیں بس امارے کو وہاں ایک چڑیا نظر آئی اس کا چھپن چھپائی کا کھیل اچھا لگ رہا تھا تو ہنس دیا اب کیا ہنسنے پہ بھی پابندی ہے۔ کبھی کبھی قدرت کے حسین نظاروں سے بھی لطف اندوز ہو جانا چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سرد بناتے ہوئے گویا ہوا۔ وہ سب اس کی بات پہ ہلکے پھلکے ہو گئے۔اس کے برعکس ان دونوں نے بے یقینی کی کیفیت میں ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یوں جھوٹ بولتے انہیں بچالے گا۔ناچاہتے ہوئے بھی شازمینہ کے لبوں پہ ایک خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ چہرے پہ نقاب ہونے کی بدولت غنچہ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ تو نا دیکھ پائی البتہ اس کی مسکراتی آنکھیں اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی مگر فالوقت اس نے کچھ بھی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔اس کے بعد وہ دونوں واپس گھر لوٹ آئی تھی مگر اپنا دل وہ ناچاہتے ہوئے بھی وہی چھوڑ آئی تھی حالانکہ یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ غیر مرد سے محبت ان کی روایتوں کے سخت خلاف ہے اور اس کی سزا صرف موت ہوتی ہے۔دن اسی معمول سے گزرنے لگے تھے۔زندگی اپنی ڈگر پہ چل رہی تھی۔اس واقعے کو بھی دو ہفتے بیت چکے تھے۔ غنچہ نے دوبارہ پڑھنے جانا شروع کر دیا تھا۔اس کے برعکس شازمینہ گھر میں رہتے اپنی مورے سے سلائی کڑھائی کا کام سیکھنے میں مگن تھی کیونکہ جتنا اس نے پڑھنا تھا وہ پڑھ چکی تھی۔یہ بات بھی انہی دنوں میں سے ایک دن کی ہے جب آسمان پہ اسی دن کی طرح حسین بادلوں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔آسمان پہ بجلی زوروں سے کڑک رہی تھی کہ اچانک بارش تیزی سے برسنا شروع ہو گئی۔یہ موسم انتہائی دلکش محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خود کو ایک بار پھر سے باڑے پہ جانے سے روک نہیں پائی تھی۔غنچہ تو گھر تھی نہیں کہ وہ اس کے ساتھ جاتی تبھی مورے کو ساتھ ہی باغیچے میں جانے کا بول وہ باڑے کی جانب چلی آئی اس امید کے تحت کے ہو سکتا تھا کہ ایک بار پھر اس کی ملاقات اس شخص سے ہو جائے جس پہ پہلی نظر میں ہی وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

دل ہار بیٹھی تھی۔اس کا دل بے ایمانی پہ اترا ہوا تھا۔آج اس نے معمول کے بر عکس سیاہ چادر میں خود کو لپیٹا ہوا تھا جو پیروں کو چھو رہی تھی۔ چہرے پہ آنکھوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔وہ دبے پاؤں چلتی برساتی کے نیچے آکر کھڑی ہوئی۔دائیں جانب ایک چھوٹی سی ندی بنی ہوئی تھی جس کے پاس ایک بڑا سا پتھر تھا۔وہ خاموشی سے اس پہ بیٹھ کر پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھ گئی۔اس دوران تیز ہوا کے جھونکے سے اسے علم ہی نہیں ہوا کہ اس کے چہرے سے نقاب کھلتے شانے پہ ڈھلک چکا تھا۔اس کے چہرے پہ بچوں جیسا اشتیاق تھا۔معاً ایکدم ذہن میں جھماکہ ہوتے ہی اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے نقاب کا سرا ڈھونڈتے چہرے پہ رکھنا چاہا تو اس دوران اس کی نگاہ درخت کے ساتھ پشت ٹکائے کھڑے واقدار کے چہرے سے جا ٹکرائی جو پر شوق نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی والہانہ نگاہیں اپنے چہرے پہ محسوس کر وہ بیک وقت لال پیلی نیلی پڑ گئی تبھی سرعت سے نقاب چہرے پہ رکھا تھا۔اس کی آمد پہ جہاں دل شاد ہوا تھا وہی اپنا چہرہ اس کی نگاہ میں آنے سے دل میں عجیب سی پریشانی بھی ہوئی تھی۔وہ ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے اس سے قبل کہ گھبرا کر وہاں سے جاتی اس کے لبوں سے ادا ہونے والے لفظ نے اس کے قدموں کو وہی جکڑ لیا تھا۔

"ام تمہارا پورے ایک ماہ سے روز اسی جگہ پہ انتظار کرتے ہیں کہ تم واپس آؤ گی اور ویسا ہی چھپن چھپائی والا کھیل امارے دل کو بھا جائے گا مگر تم آئی بھی تو پورے ایک ماہ کے جان لیوا انتظار کے بعد۔کیا کوئی اتنے آرام سے دل کے تہہ خانوں میں بس جانے کے بعد کسی کی جان لینے کی کوشش کرتا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ محبت پاش نگاہوں سے اس کی پشت کو تکتے حسرت بھرے لہجے میں بولا تو اس نے بے یقینی کی کیفیت میں لبوں پہ ہاتھ جما لیے۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔ہاں وہ چوری چھپے ہی سہی اپنے دل میں اس سے محبت کا اعتراف کر چکی تھی مگر اس نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا کہ مقابل کو بھی اس سے محبت ہو کیونکہ اس محبت کا ان کے خاندان میں کوئی مول نہیں تھا۔وہ دل مضبوط کرتے ایک جھٹکے سے مڑی۔

"آپ یہ کیا بول رہے ہیں آپ کو شرم نہیں آتی کیا۔کس قدر گھٹیا انسان ہیں آپ۔ام آپ کو آپکی یہ پہلی اور آخری غلطی سمجھتے معاف کر رہے ہیں دوبارہ ایسی کوئی غلطی مت دہرایئے گا۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی تو اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہوں ام نے تمہاری آنکھوں میں بھی اپنے لیے محبت دیکھی ہے پہلی بار میں ہی جب تم ستائشی نگاہوں سے مجھے تک رہی تھی۔تم کسی کے دباؤ میں آکر ام سے جھوٹ مت بولو۔"

وہ اس کی جانب دو تین قدم بڑھاتے ہوئے بولا۔شازمینہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔اس نے گھبرا کر بارش کا جائزہ لیا جو مزید تیز ہو چکی تھی۔وہ دل ہی دل میں ایت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔

"آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ام نے کبھی آپ کے متعلق ایسا نہیں سوچا۔"

وہ کپکپاتے لہجے میں جتانے والے انداز میں بولی۔واقدار اسے مسلسل اپنی بات جھٹلاتا دیکھ کھل کر ہنسا تھا۔وہ جانتا تھا وہ ان ریتی رواج سے ہی خوفزدہ ہے کیونکہ یہاں لڑکی کیلیے ویسے بھی پسند کی شادی موت کے مترادف ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دیکھو اماری بات سنو۔ تم ام پہ یقین کر سکتی ہو۔ امارے کو یہ بات معلوم ہے کہ تم بھی امارے کو پسند کرتی ہو بس اعتراف سے گھبرا رہی ہو۔ تم پریشان نا ہو میں ہوں نا سب ٹھیک کر دوں گا تمہیں اپنا بھی لوں گا تمہارا بس ہاتھ تھامنے کی دیر ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا یہ سوچ کر کہ اگر اس نے انکار کر دیا تو حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ بات بڑی حویلی بھی اتنا ہی ادھم مچائے گی مگر ایک مرد ہونے کی بدولت اسے ہمت کرنی تھی۔ شازمینہ نے گھبرا کر اطراف کا جائزہ لیا اور خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے ام۔ امارے خاندان کبھی اس رشتے کیلیے رضامند نہیں ہونگے۔ آپ فقط امارے کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں ورنہ جیسے ام کو یہ بات معلوم ہے ویسے آپ کو بھی پتہ ہے کہ یوں ہمارے قبیلوں میں اس طرح کی شادیوں کے سب کس قدر خلاف ہیں امارے کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔ واقدار نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔

"شاز کم از کم تم رو تو مت۔"

وہ بھاری لہجے میں بولتے اسے بے تحاشہ ٹھٹھکا گیا۔ اس نے تحیر کے عالم میں اس کی جانب دیکھا۔ وہ اس کے نام سے کیسے واقف تھا۔

"آپ کو امارا نام کیسے معلوم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

امارے لیے مشکل کام نہیں ہے یہ۔ خیر اگر کرنا چاہو تو تم امارا بھروسہ کرسکتی ہو ام اپنے گھر میں بات کرے" "گا امید ہے کہ بات بن جائے اور اگر اس طرح تمہارے گھر رشتہ آئے گا تو بات بہترین ہو جائے گی۔

وہ نرمی سے مسکراتے لہجے میں بولا۔ شازمینہ نے اس کی بار پہ خاموشی سے سر ہلایا تھا۔ اسے پہلی بار کسی نے اس نام سے پکارا تھا اور اسے بھی اپنا یہ نام بے حد پسند آیا تھا تبھی ہولے سے مسکرا دی تھی۔ چہرے پہ نقاب ہونے کی بدولت وہ اس کی مسکراہٹ نہیں دیکھ پایا تھا۔ شازمینہ انگلیاں چٹخا کر وقت کا خیال کرتے واپس مڑ گئی۔

اگر ممکن ہو سکے تو پرسوں پھر سے اسی مقام پہ آنا۔ ام تمہارا انتظار کرے گا امارے کو امید ہے کہ اگر" "تمہارے کو اماری ذات میں ذرا بھی دلچسپی ہوئی تو تم ضرور آؤ گی جیسے اج آئی ہو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔

اس کے گھمبیر لہجے پہ شازمینہ کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ وہ اس کے بن کہے ہی اس کے دل کی باتیں جان گیا تھا۔ وہ آنکھیں موندتے گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ اطراف میں چھائے خوشگوار موسم سے زیادہ تو اس کے دل کا موسم خوشگوار تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کی باتوں کو ذہن سے جھٹکتے آگے کی جانب بڑھتی سامنے کھڑی خود کو گھورتی غنچہ کو دیکھ اس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ گئی۔ اس نے گھبرا کر اطراف کا جائزہ لیا تو وہ ہنوز پیچھے ہی کھڑا تھا۔ اس نے تیز قدموں سے چلتے غنچہ کی کلائی تھامی اور تقریباً کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ ہی لے آئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو غنچہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حیرت زدہ لہجے میں بولی جواب میں اس نے کاٹ دار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

باجی جب تم اس آدمی کے ساتھ کھلم کھلا عشق کا اظہار کر رہی تھی۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں کر رہی ہو یہ "

"سب۔

وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔ شازمینہ نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"ام تمہاری بڑی بہن ہے ناکہ تم اس لیے ام پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دو غنچہ۔"

وہ سرد لہجے میں بولی۔ غنچہ نے گہرا سانس بھرتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

ام جیسے ہی کالج سے گھر آئے تو مورے پریشان بیٹھی تھی پوچھنے پہ پتہ چلا کہ تم غائب ہو اور امارے کو یقین "

"ہو گیا تھا کہ تم یہی آئی ہو گی اور دیکھو میرا شک درست نکلا تم یہی تھی باجی۔

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے اشتعال آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔ شازمینہ نے اس کی بات پہ شرمندگی سے چہرہ جھکاتے قدم آگے کی جانب بڑھا دیے۔

ویسے وہ تم سے کیا بول رہا تھا تم جانتی ہو نا کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی اسے دیکھ لیتا تو لالہ کیا کرتے۔ پھر بھی "
رسک لینے سے باز نہیں آ رہی تم باجی۔ کچھ تو سوچو تمہیں سب کے بارے میں سوچنا ہو گا ناکہ صرف اپنے
"بارے میں۔

وہ باور کرانے والے انداز میں بولی۔ شازمینہ نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا۔

مگر وہ امارے لیے حویلی میں رشتہ بھیجنے کو بھی راضی ہے تو پھر تو کسی چیز کی پریشانی نہیں ہونی چاہیے نا تم چپ "

"کر جاؤ اب جو بھی ہو گا وہ خود ہی دیکھ لیں گے تم چھوٹی ہو تو چھوٹی رہو ان سب معاملات میں مت پڑو۔

وہ اسے کھینچتے کھانچتے آگے کی جانب بڑھ رہی تھی اور غنچہ حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو اس پیار محبت کے چکر میں پڑتے اس قدر اندھی ہو چکی تھی کہ کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔

تم بے تحاشہ غلط ہو باجی۔ایسا کچھ نہیں ہو گا تمہیں کیا لگتا ہے وہ لالہ کے پاس رشتہ لے بھی آئے تو کیا لالہ " مان جائیں گے کبھی نہیں مانیں گے وہ اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ کبھی کبھی جو ان کے درمیان بات چیت "ہو جاتی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی۔کوئی خوشگوار تعلقات استوار نہیں ہے کسی کے درمیان۔

وہ کسی بھی طرح اسے قائل کرنا چاہتی تھی مگر شازمینہ تھی کہ کوئی بھی رسک مول لینے کو تیار تھی فقط واقدار کیلیے۔غنچہ نے ناگواری سے لب بھینچ لیے۔اس دوران وہ حویلی پہنچ چکی تھی۔

"کہاں سے آ رہی ہو تم دونوں۔"

ملیار کی سپاٹ آواز پہ ان دونوں نے سہم کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔شازمینہ ایک جھٹکے سے مڑی۔

وہ لالہ میں اپنی دوست کے گھر گئی تھی مگر پھر وہ امارے کو اپنا نیا باغیچہ دکھانے لے گئی۔امارے کو تو بہت مزہ "
"آیا وہاں جا کر سب کچھ نیا نیا سا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے بازو سے لگتے ہوئے بولی تو ملیار نے بے ساختہ ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ غنچہ نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔ صد شکر تھا کہ انہوں نے مزید کسی قسم کا سوال نہیں کیا تھا۔

غنچہ نے اس کے بعد بھی اسے سمجھانے کی اور اس سب سے نکالنے کی بے حد کوشش کی تھی مگر وہ تھی ان سب میں دھنستی ہی چلی جارہی تھی۔ اسے سب سے زیادہ پریشانی صرف شازمینہ کی تھی کیونکہ وہ اسے جان سے بھی بڑھ کر عزیز تھی کیونکہ مورے کے بعد وہی اس سے بے تحاشہ محبت کرتی تھی مگر شازمینہ کی محبت کے آگے وہ ہار گئی تھی اس نے خاموشی اختیار کرلی تھی۔ وہ کبھی کبھی اس کے ساتھ جایا کرتی تھی مگر وہ پیچھے ہی رہتی تھی۔ اج تک کبھی بھی واقدار کو اس بابت علم نہیں ہو پایا کہ شاز کے علاوہ بھی کوئی اس متعلق جانتا ہے اور ناہی شازمینہ نے بتایا تھا۔ اسی دوران اس کے رشتے آنا شروع ہو گئے۔ شازمینہ نے جب سے یہ سنا تھا وہ بولائی بولائی پورے گھر میں پھرتی کیونکہ وہ ایک لڑکی ہو کر گھر بات نہیں کرسکتی تھی اور واقدار کے والدین اس کی پسند کی شادی کرنے کو رضامند ہی نہیں تھے۔

وہ اب کیوں نہیں بھیج رہا تمہارے لیے رشتہ۔ تین ماہ سے تم چوری چھپے اس سے مل رہی ہو۔ ام کہتے تھے نا" کہ وہ جھوٹا ہے وہ کبھی سچ نہیں بول سکتا۔ وہ تمہیں فریب دے رہا ہے باجی اور تم اس کے فریب میں دھنستی "چلی جارہی ہو۔ میں بات کرتی ہوں اس سے۔ ایسا لگتا ہے اسے خود ہی غنچہ سے متعارف کروانا پڑے گا۔

وہ بگڑے تنفس سمیت تنفر بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔ روتی ہوئی شاز نے گھبرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں غنچہ وہ قصوروار نہیں ہے وہ خود پریشان ہیں امارے سامنے ناجانے کتنی بار اپنی بے بسی کا اظہار کر چکے ہیں۔تم ان کے سامنے ناجاؤ کیونکہ انہوں نے کبھی تمہیں دیکھا ہی نہیں اور ناہی میں نے انہیں آج تک بتایا ہے کہ اماری ایک بہن بھی ہے۔انہیں بس یہ ہی معلوم ہے کہ ملیار لالہ کی ام اکلوتی بہن ہے۔میں کل خود ہی ان سے بات کروں گی واضح تاکہ کوئی حل نکل سکے ام خود کو کسی اور کے نام نہیں لکھ سکتا۔ام صرف اور صرف واقدار کے ہیں۔ام نے ان کیلیے خود کی حفاظت کی ہے۔"

وہ ٹھوس لہجے میں بولتی گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو سختی سے ہاتھ کی پشت سے رگڑتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔غنچہ نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا اس سے زیادہ وہ اسے کچھ کہ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کی حالت بہت بری تھی۔غنچہ نے آگے بڑھتے اسے گلے سے لگایا تو وہ ضبط کے تمام بندھن توڑتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اس کے رونے پہ غنچہ اذیت سے آنکھوں کو میچ گئی۔وہ چاہ کر بھی فلحال کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

اگلے دن وہ خود میں تمام تر ہمت متجمع کرتے ایک بار پھر سے اس سے ملنے اسی جگہ پہ گئی تھی۔وہ جانتی تھی یا تو یہ آخری بار ہوگا یا ان کی زندگی کی ایک نئی شروات کی جانب ایک نئی سیڑھی۔وہ مریل قدموں سے چلتی آگے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ سامنے ہی اسے وہ دیوار سے پشت ٹکائے بیٹھا نظر آیا۔اس کی ہتھیلی سے بے تحاشہ خون نکل رہا تھا اور ہاتھ میں ناجانے کونسا مشروب تھا جسے وہ گھونٹ گھونٹ بھر کر پی رہا تھا۔وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بڑھی اور دونوں اس کے نزدیک بیٹھتے اس کے ہاتھ سے وہ بوتل چھینی تھی۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں یہ مشروب کس قدر برا ہے۔ام نے کبھی آپ کو کسی چیز سے انکار نہیں کیا مگر کم از کم اپنی زندگی کے ساتھ مت کھلوار کریں۔"

وہ بوتل اس کی نگاہوں سے دور پھینکتی تڑپ کر بولی۔آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔واقدار نے لہو رنگ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"زندگی تو امارے ساتھ کھیل رہی ہے جب بھی کچھ ٹھیک کرنا چاہتا ہوں کچھ نا کچھ غلط ہو جاتا ہے۔حویلی میں کوئی اماری بات سننے کو تیار نہیں بس زبردستی کسی کو سونپنا چاہتے ہیں مگر ام بھی اب کی بار کسی کی نہیں سنیں گے امارے کو بس تم چاہیے ہو بس تم۔ام کسی کے ساتھ شادی نہیں رچا سکتے۔"

وہ سختی سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولا۔اس دوران اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا اور آنکھیں بھی بار بار بند ہو رہی تھی۔شاز نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تو آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹتے گال پہ بہ گئے جسے اس نے سرعت سے پونچھتے ہچکی بھری اور اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"آپ ان کی بات مان لیں۔امارے کو کسی کی بددعاؤں کے زیرِ اثر اپنی زندگی کی شروات نہیں کرنی فرض کریں اماری شادی ہو بھی گئی تو امارے کو کوئی نہیں اپنائے گا پھر میں مزید تڑپوں گی۔آپ امارے کو بھلا دیں اور یہ سمجھ لیں کہ یہ اماری آخری ملاقات تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

یہ بات وہ ہی جانتی تھی کہ وہ یہ بات کس دل کے ساتھ بول رہی تھی۔اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

"تم تو ایسا مت کہو۔ام پہلے ہی بہت تھک چکا ہے مزید اماری اذیت کا سامان مت بنو۔"

وہ تھکے تھکے لہجے میں بولا۔لہجہ بھاری ہو رہا تھا جیسے وہ آنسو روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔شاز نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ام دونوں کی محبت کبھی مرے گی نہیں۔امارے دلوں میں ایک خوبصورت یاد کی طرح سمٹ کر رہے گی۔اس کا رنگ تاعمر امارے پہ چڑھا رہے گا۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ان خاندانی روایتوں نے آج ان دونوں نے اپنی اپنی جگہ توڑ کر رکھ دیا تھا۔واقدار نے جاتی ہوئی شاز کی کلائی کو سختی سے تھام لیا۔اس نے اذیت سے اپنی آنکھیں میچی تھی وہ جاتے جاتے اس کا لمس نہیں چاہتی تھی۔

"ایک آخری بار اپنی موجودگی کا احساس تو دلاتی جاؤ۔کیا پتہ اس کے بعد دیدار بھی نصیب نا ہو۔"

وہ اذیت ذدہ لہجے میں گویا ہوا۔شاز نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا اور اس کے بازو سے لگی بکھرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔وہ اس کے ساتھ لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"یہ بہت مشکل ہے امارے لیے بہت ذیادہ۔"

وہ اپنے لہجے میں ویرانی سموئے بولی تو واقدار نے بنا کسی دیری کے اسے سختی سے خود میں سمیٹ لیا تھا۔اس دوران وہ ایک دوسرے میں کھوتے محرم اور نا محرم کا فرق بھلا بیٹھے تھے۔وہ جتنا بکھرتی جا رہی تھی وہ اتنا ہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسے سمیٹتا جارہا تھا یہاں تک کہ آہستہ آہستہ شیطان بری طرح ان دونوں کے وجود پہ حاوی ہو گیا اور وہ اپنی اس تکلیف میں نا محرم کا فرق بھلاتے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر بیٹھے تھے۔

صبح سورج کی پہلی کرن اس کے چہرے پہ پڑتے ہی اس نے سختی سے آنکھوں کو میچتے مندی مندی آنکھیں کھولی تو کسی غیر معمولی پن کے احساس سے اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔اس نے گھبرا کر اپنے بائیں جانب دیکھنا چاہا لیکن وہ تو سختی سے کسی کے مضبوط حصار میں مقید تھی۔وہ کپکپاتے ہاتھ اپنے لبوں پہ جما گئی۔یہاں کا منظر دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔اس کا ذہن سنسنا کر رہ گیا۔ذہن مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

"نہیں۔یہ نہیں ہو سکتا۔"

وہ سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے ہذیانی کیفیت میں بڑبڑائی۔اس دوران اس کی ہلچل سے واقدار کی بھی آنکھ کھل چکی تھی۔اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔اس کی حالت جس جانب اشارہ کر رہی تھی وہ اسے جیتے جی مارنے کو کافی تھی۔ان دونوں کا شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"شازیہ۔"

اس سے پہلے کہ وقدار نا سمجھی سے بولتے اس کی جانب بڑھتا شاز نے غصے کے عالم میں اس کے چہرے پہ تھپڑ مارا تو وہ اس کی حرکت پہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔

بکواس بند گھٹیا انسان ہو تم۔ تم نے اماری عزت کے ساتھ کھلوار کیا ہے۔ تم برے انسان تھے۔ یہ کیا کر دیا" "میں نے۔ لالہ امارے کو جیتے جی مار دیں گے۔

وقدار جانتا تھا کہ وہ لڑکی ہے تبھی اتنا جذباتی ہو رہی ہے مگر اسے سمجھداری سے اس معاملے کو حل کرنا تھا۔

دیکھو شازیہ جو کچھ بھی ہوا ہے یہ سب لاعلمی کی حالت میں ہوا ہے مجھے کل کا کچھ بھی نہیں یاد شاز۔ میں نے" شاید زیادہ ہی پی لی تھی ام نے کبھی بھی تمہیں اس نگاہ سے نہیں دیکھا۔ غلطی کہی نا کہی ام دونوں کی ہی ہے ام "کسی ایک کو ذمہدار نہیں ٹھہرا سکتے۔

وہ سنجیدگی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بلک بلک کر رودی۔ واقدار نے تفکر سے اپنی پیشانی مسلی۔ اس کی سمجھ سے بالا تر تھا وہ اتنا بڑا گناہ کیسے کر سکتا تھا۔ وہ تو کبھی غلط کام کی جانب بھٹکا بھی نہیں تھا تو یہ سب۔ ایکدم اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا اسے تو اس کے دوست نے یہ مشروب دیا تھا مطلب کیا اس نے سب جانتے بھوجتے۔

اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے گھبرا کر شاز کی جانب دیکھا جو اب اپنی جگہ سے کھڑی ہو چکی تھی۔ وہ ابھی بھی سکتے کی کیفیت میں تھی۔ آنسو تواتر گالوں پہ بہ رہے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دیکھو شاز سمجھداری سے کام لو اگر تم ایسے برتاؤ کرتی رہی تو جس کو شک نہیں بھی ہونا اسے بھی ہو جانا ہے۔ پلیز ایسا کچھ مت کرنا جس سے ام دونوں کا کردار گندا ہو کیونکہ میں اپنے کردار پہ بات برداشت کر سکتا ہوں مگر تمہارے نہیں۔ میں جلد ہی کچھ کروں گا تم حوصلہ رکھنا اور امارا انتظار کرنا میرا یقین اگر کرنا چاہو تو ایک بار کر لینا۔ یقین کرو اس بار جان بھی دینی پڑے امارے کو مگر پھر بھی ام بابا جان کو منا لیں گے کیونکہ اپنے گناہ کا ازالہ امارے کو ہی کرنا ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولے۔ لہجے میں شرمندگی سی تھی۔ شاز نے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی اور خاموشی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی وہ ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ بیٹھا تھا۔

"اگر کل میں ہوش میں نہیں تھا مگر شاز تو تھی نا تو وہ مجھے اس گناہ سے روک سکتی تھی اور اب وہ اپنی غلطی ماننے کو بھی تیار نہیں ہے مگر کوئی بات نہیں میں ابھی بابا جان سے بات کرتا ہوں۔ ابھی بھی زیادہ کچھ نہیں بگڑا۔ گناہ کا ازالہ ممکن ہے توبہ بھی اسی دنیا میں کی جاتی ہے۔"

وہ گہرا سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لہجہ مضبوط تھا وہ اب کچھ بھی کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ اس نے سرعت سے چادر خود پہ اوڑھی اور مضبوط چال چلتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نا جانے وہ واپس گھر جا کر اب کس کس قسم سے سوالات کے جوابات دے گی اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ نا جانے یہ کیا ہو گیا تھا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات مکمل ہوتے صحن میں غنچہ کی سسکیاں اور باقی سب ساکت وجامد کھڑے تھے۔پورے صحن میں ایک جان لیوا سکوت چھایا ہوا تھا۔شہرام نے چونک کر واقدار کی جانب دیکھا جن کے چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔شہرام نے سختی سے اپنے لبوں کو بھینچ لیا۔اس کا وجود کسی نے جلتے ہوئے انگاروں پہ رکھ دیا تھا۔

"یہ قاتل ہے میری آپی کا یہ شخص میں اسے جان سے مار۔"

خاموش بلکل خاموش اب آپ کے منہ سے ایک بھی لفظ میں نے اپنے بابا جان کے خلاف سنا تو مجھ سے برا"
"کوئی نہیں ہوگا چچی۔

شہرام تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے دھاڑا تھا۔ملیار ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھا تھا۔پرخہ خاموش نوفیل کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے کھڑی تھی۔غنچہ اور پشمینہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے بابا کی جانب ہی تھا۔وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔کیا وہ گناہ کا فرق بھلا بیٹھا تھا۔

تم ابھی بھی اس شخص کی طرفداری کر رہے ہو شہرام۔جس نے کسی عورت کو زیادتی۔ہاں تم بھی تو کسی ایسی"
"ہی عورت کے بچے ہونا جسے نا جانے یہ کہاں سے اٹھا لایا۔

شہرام نے سپاٹ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو پے در پے اس کے وجود پہ کاری ضربیں لگا رہی تھی۔

پلیز بس پھپھو جان۔جو کچھ آپ نے ہمیں بتایا ہے اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ اور پھپھو شازا ایک" دوسرے سے محبت میں مبتلا تھے اور اس کے بعد جو بھی ان کے درمیان ہوا تو اس مطابق تو یہ نشے میں چور تھے نا مگر پھپھو تو اپنے پورے ہوش وحواس میں تھی نا۔ام یہ نہیں بول رہا کہ ساری غلطی پھپھو کی تھی مگر اگر

All Rights Reserved By Novels Lounge

بات برابری کی تھی تو پھر قصور تو دونوں کا ہوا نا آپ شروع سے صرف ان کو ہی کیوں قصور وار بول رہی ہیں اور جسے آپ زیادتی کہہ رہی ہیں ناوہ اصل میں باہمی رضامندی تھی اور کچھ نہیں۔پورے ہوش وحواس میں گناہ ہوا تھا۔"

اب کی بار نوفیل سرد لہجے میں پھنکارا۔غنچہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جو یکے بعد دیگرے رازوں سے پردہ اٹھا رہے تھے۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

اور ایک منٹ جب باباجان نے ان سے کہا تھا کہ وہ کچھ کریں گے تو پھر کیا ہوا تھا ایسا جو آپ اب تک ان سے نالاں ہیں چچی۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولا۔

باجی نے جب امارے کو یہ سارا قصہ سنایا تو ایک لمحے کیلیے ام سن ہو گئے تھے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی مفلوج ہو چکی تھی۔امارے کو سراسر کوتاہی اس کی ہی نظر آرہی تھی۔خیر باجی نے امارے کا منالیا کہ وہ حویلی میں بات کرے گا مگر جب ایک مہینہ گزرنے کے بعد باجی کی طبیعت بے تحاشہ بگڑی تو امارے ساتھ ساتھ مورے بھی گھبرا گئی تھی۔میں نے اس وقت تو مورے کو ٹال دیا مگر بعد میں قریبی دائی کے پاس جب میں ان کا علاج کروانے گئی تو ایک نئی مصیبت ہمارے سر پہ تیار بیٹھی تھی کہ باجی اس شخص کے بچے کی ماں بننے والی تھی۔میں نے بہت کہا کہ اسی وقت یہ بچہ ضائع ہو جائے مگر وہ کسی صورت تیار نہیں تھی۔دوماہ گزر گئے تین

All Rights Reserved By Novels Lounge

گزر گئے اور یہ ماہ گزرتے گزرتے چار ماہ ہو گئے مگر اس کا کہی نام ونشان نہیں تھا۔ یہ نہیں لوٹا۔ شاز باجی اسی کے غم میں ڈوب کر سوکھتی جا رہی تھی۔ امارے سے ان کی تکلیف دیکھی ہی نہیں جاتی تھی۔"

"امارے کو لگتا ہے سب ختم ہونے والا ہے غنچہ۔"

ایک رات ام دونوں اپنے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے تبھی وہ بھرائے لہجے میں بولی تھی۔ میں نے چونک کر ان کی جانب دیکھا مگر اس وقت تک وہ انکھیں موند چکی تھی۔ اس کے بعد میں نے اس سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا مگر اگلی صبح حویلی میں کہرام اس وقت مچا جب حویلی سے باجی غائب تھی۔ بہت تلاشا۔ روئی تڑپی۔ لالہ نے نا جانے کیسے کیسے القابات سے نواز دیا میرے پہ اس قدر پابندیاں لگ گئی۔ میں کہی بھی آ جا نہیں سکتی تھی۔ تقریباً ہفتے بعد نہر کے پاس سے کسی کی لاش ملی تھی اور ان سب کے مطابق وہ باجی کی لاش تھی۔ انہوں نے اس شخص کے نا آنے کے غم میں اس کے دھوکے کے غم میں خود کشی کو منہ لگا لیا۔ وہ مر گئی۔ وہ بدنامی کے ڈر سے مر گئی۔ اس دن کے بعد میں بلکل بدل گئی تھی۔ بس ایک چیز ٹھان لی تھی جیسے اس نے میری باجی کی عزت کو تار تار کیا ہے ویسے ہی اس شخص کی عزت بھی نیلام ہو گی۔ اسے بھی اسی دکھ سے متعارف کرواؤں گی بس اسی لیے موقع دیکھتے ہی میں نے اس کے چھوٹے بھائی سے محبت کا کھیل رچایا جیسے اس نے میری بہن کے ساتھ کیا تھا اور پھر شادی کر کے اس حویلی میں آ گئی جہاں یہ پہلے ہی اپنی بیوی کے ساتھ موجود تھا بریخنہ خانم کے ساتھ۔"

وہ اذیت سے بولتے بولتے تلخی سے ہنسی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ساتھ تم بھی تھے شہرام مگر امارے کو دھچکا اس وقت لگا جب معلوم ہوا کہ بریخنہ تو ماں ہی نہیں بن سکتی تو پھر " تم کس کی اولاد تھے میں سوچ کر رہ گئی مگر اس وقت اس بات کو بھی چھوڑ دیا آگے جو سوچ چکی تھی کہ مجھے کیا کرنا ہے خیر شادی کے دو سال بعد جب میرے ہاں پشمینہ کی پیدائش ہوئی تو شروع سے ہی میں نے اس کی ساعتوں میں تم سب کے خلاف ذہر بھرا تھا سب کے خلاف اور اس کے بڑے ہوتے ہوتے یہ نفرت بھی پڑوان چڑھتی چلی گئی اور میرے بدلے کی سب سے بڑی کڑی اماری بیٹی تھی جس نے یہ سب کرنے میں اماری مدد کی۔ تم سے محبت کا ناٹک تم سے شادی فقط ایک ڈرامہ تھا م دونوں ماں بیٹی کا اور یہ شخص تو ویسے بھی مجھے شاز کی کزن سمجھ کر بہت محبت سے پیش آتا تھا ہمیشہ اس نے اپنے بچوں سے پہلے پشمینہ کو ترجیح دی تم لوگوں کو پسِ پشت ڈال دیا اور اسی چیز سے ام نے فائدہ اٹھاتے یہ جانتے ہوئے بھی کہ تو کسی اور کو پسند کرتا ہے تیری شادی پشمینہ نے کرا دی تا کہ جس تکلیف کو اماری بہن نے محسوس کیا ہے وہ اس شخص کی اولاد بھی محسوس کرے اور بیٹی۔ "

وہ ایک بار پھر سے بولتی تمسخر سے ہنسی تھی۔ ان سب کو اس وقت اس عورت کا ذہنی توازن خراب لگا تھا جو اپنی بہن کے غم میں شاید ان نہج پہ پہنچ چکی تھی جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔

بیٹی کی عزت کو تم نے تار تار کر دیا یہ سوچ کر کہ میں نے تمہاری بہن کی عزت سے کھیلا ہے تم نے اماری " چھوٹی سی بیٹی کی عزت سرِ عام نیلام کر دی ایک عورت ہو کر۔ "

All Rights Reserved By Novels Lounge

واقدار کی سرسراتی نم آواز پہ جہاں پرخہ ساکت ہوئی تھی وہی شہرام اور نوفیل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی۔ یہ بات وہ ہی جانتے تھے کہ یہ سب جاننے کے باوجود وہ کس ضبط سے یہاں کھڑے تھے۔ واقدار کی آواز پہ وہ دونوں ماں بیٹی زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"ہاں برباد کردی ام نے تمہاری بیٹی کی زندگی مگر پھر بھی اس کی زندگی سنور گئی نوفیل کے ساتھ جڑ کر۔"

ان کے الفاظ اسے اپنے سینے میں کسی خنجر کی مانند چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔ وہ نوفیل کی جانب مڑی۔

نوفیل دیکھ یہ لڑکی۔ اس کا باپ تیری پھپھو کا قاتل ہے اور تو اسی کی داغدار بیٹی کو اپنا کر اس پہ احسان کر رہے "ہو۔ طلاق دو اسے ابھی کے ابھی۔ لالہ تم بولو اسے کہ یہ طلاق دے اسے۔

وہ پاگلوں کی طرح سب سے منت سماجت کر رہی تھی مگر سب حیرت سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے جو کبھی ہنس رہی تھی تو کبھی رو رہی تھی۔ پرخہ آنکھوں میں نمی لیے پشمینہ کی جانب بڑھی۔ پشمینہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ کیا کچھ نہیں تھا دکھ کرب بے یقینی۔

ام نے آپ کو اپنی باجی مانا۔ وہی عزت وہی محبت۔ آپ کو اپنے لالہ کے نکاح میں لانے کیلیے کس قدر جتن" کیے۔ رشتہ تو وہی تھا نا ام دونوں کے درمیان مینہ باجی جو چچی اور ان کی بہن کے درمیان تھا۔ ایک بہن نے اپنی بہن کے بدلے کیلیے جی جان لگا دی اور ایک نے اس پہ عمل پیرا ہونے کیلیے اپنی بہن کی زندگی ہی برباد کردی۔ کیوں کیا ایسا ام نے تو کبھی آپ کے ساتھ محبت میں کوئی جھول نہیں آنے دیا اور امارے کو تو یاد بھی "نہیں کہ آپ نے امارے ساتھ یہ کیا کب۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نم لہجے میں اس سے سراپا سوال تھی۔ پشمینہ نے بیزاری سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے ایک نظر پھر سے اس پہ ڈالی۔

"تمہارے کو معلوم بھی کیسے ہوگا پرخہ بی بی کیونکہ ام تو شروع سے تمہارے لیے تمہاری وہ بہن تھی نا جو جان دینے کو بھی تیار رہتی ہے۔ بس پلیننگ بہت دیر سے چل رہی تھی مگر عمل کرنے کا موقع امارے کو اپنی شادی والے دن ملا جب سب کی توجہ اماری جانب تھی اور تم باہر سے ہی اٹھوائی گئی۔ پھر اس کے بعد تمہارا واپس ملنا۔ بہت کچھ ہوا نا گھر میں۔ شہرام نے بہت تلاش کیا تمہارے مجرم کو ایک گاڑی کو لے کر شک نوفیل پہ بھی گیا تھا امارے شہرام صاحب کا مگر افسوس ام اس کام میں کامیاب نا ہو سکے کیونکہ اس کے بعد ان دونوں کی جوڑی مزید رل گئی تھی اور تم جانتی ہو تمہارے جوس میں زہر ملانے والا تمہارا باپ نہیں بلکہ مورے تھی۔ مورے نے ملایا تھا اس میں زہر تاکہ تم مرو اور امارے جلتے دلوں پہ ایک پھوار سی پڑے۔"

شہرام نے اس کی بات پہ اپنے جلتے دل پہ قابو پانے کی خاطر گہرا سانس بھرا کیونکہ ان سب باتوں سے وہ پہلے سے ہی واقف ہو چکا تھا۔

"اس کے بعد شہرام کو وہ نشے والا جوس دینا وہ بھی امارے بدولت تھا تاکہ شہرام کا شک نوفیل پہ جائے مگر وہ اس بات سے باخبر تھا کہ اس کام کیلیے اس حویلی میں بھی اماری ایک ملازمہ کام کرتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا شہرام اور امارے درمیان ساری دوریاں مٹتی چلی گئی اور شہرام بابو ہوش میں ہی نہیں تھے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نوفیل نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے تھے۔ شہرام نے کرب سے آنکھیں موندی تھی۔ بے خبری میں وہ اس رشتے کو آگے بڑھا چکا تھا مگر اس میں اس کی رضامندی ذرا سی بھی شامل نہیں تھی۔ اس سے قبل کہ پرخہ گھبرا کر گرتی نوفیل نے سرعت سے اسے تھامتے سہارہ دیا تھا جسکی آنکھوں میں ایک ویرانی سی رقم تھی۔ وہ تڑپ کر رہ گیا۔

اور پھر اس دن جب گھر میں نواب ام سے ملنے آیا تھا مگر امارے کہے کے مطابق اس نے شہرام کے سامنے "اس شخص کا نام لیا تاکہ شک سارا اس پہ جائے مگر افسوس یہاں بھی امارے کو ہی مات ملی تھی۔

کیونکہ تمہیں مات دینے والا کوئی اور نہیں بلکہ شہرام خان تھا۔ شک تو مجھے اسی دن ہو گیا تھا جب تم پرخہ کے " نکاح والے دن ذبردستی مجھے گھر آنے کا بول رہی تھی حالانکہ نواب نے کچھ دیر قبل ہی تم دونوں ماں بیٹی کو کسی کے گھر سے نکلتے دیکھا تھا۔ بس پھر تمہاری چال تو تمہی پہ الٹانے کیلیے میں نے یہ کھیل رچایا اور اب تمہارا کھیل ختم پشمینہ بی بی۔ اس شخص کو تو میرے کہے کے مطابق پرخہ کے ساتھ غلط کرنے کے جرم میں الٹا لٹکا کر پہلے جلایا جائے گا اور پھر وہی پہ اسے پھانسی دے دی جائے گی مگر تم دونوں کی سزا بھی میں ہی منتخب کروں گا۔"

وہ سرد لہجے میں غرایا۔ آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی۔ غنچہ نفی میں سر ہلاتے ملیار کی جانب بڑھی۔

لالہ آپ کچھ کیوں نہیں بولتے شاز کے بارے میں۔ بتائیں نا اس شخص کو سزا دلوائیں امارے سینے میں جل" رہی آگ ٹھنڈی کیسے ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وُہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔اس نے بری طرح اسے دور جھٹکا تھا۔

"کیا بولوں یہ بولو کہ آج تمہاری اس بہن کی بدولت ام نے اپنی سگی بیٹی کو کبھی پیار سے نہیں بلایا اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھایا یہ بولو میں۔قصوروار اگر یہ ہے تو قصوروار وہ بھی تھی تالی کبھی بھی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔"اس نے اپنی غلطی ماننے کی بجائے حرام موت کو گلے لگانا زیادہ بہتر سمجھا تھا۔

وہ اب کی بار ہانپتے ہانپتے ضبط ہار بیٹھے۔واقدار کے لبوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"نہیں لگایا اس نے حرام موت کو گلے۔میں نے بچالیا تھا اسے۔اور شہرام میری اور شاز کی اولاد ہے غنچہ خان جس بہن کی محبت میں تم اس حد تک گر کر یہ سب کر چکی ہوں اسی بہن کی اولاد کو تم نے رقاصہ کی اولاد بنادیا مطلب تم کہی نا کہی اپنی بہن کو ہی رقاصہ۔"

ان کی آواز پہ وہاں موجود ایک ایک افراد کو پوری حویلی کی عمارت اپنے سر پہ گرتی ہوئی محسوس ہوئی۔اس پورے عرصے میں شہرام بری طرح لڑکھڑایا تھا۔چہرے پہ بے یقینی سی در آئی تھی۔اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

"نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

غنچہ کا سر بے یقینی سے مسلسل نفی میں ہل رہا تھا۔

"ام نے بچالیا تھا اسے۔اس سے نکاح کر لیا تھا ام نے۔اسے ام نے بولا تھا کہ امارا انتظار کرے ام ضرور لوٹیں گے مگر اس نے امارا یقین نہیں کیا شہرام کی پیدائش کے ساتھ تین سال وہ امارے ساتھ رہی تھی بہت خوش

تھے ام حویلی چھوڑ دی تھی اس کی بدولت ام نے کیونکہ اس سب کی زمہدار وہ اکیلی نہیں تھی مگر ایک دن اچانک سیڑھیوں سے پھسل کر گرنے کی بدولت وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلیے ام دونوں کو چھوڑ کر چلی گئی اور اس کے بعد ام شہرام کو لے کر گھر لوٹا تھا واپس مگر اس بار اس حویلی میں کوئی نہیں تھا نا مورے نا بابا جان اور نا ہی شاز۔ صرف ان سب کی یادیں تھی۔اس کے کہے کے مطابق ہی ام نے جان بوجھ کر پورے گاؤں میں یہ بات پھیلائی تھی کہ وہ مر گئی ہے۔اس کے بعد میں نے دی جان کے کہنے پہ بریخنہ کو اپنایا تھا ایک ایسی عورت کو جو ماں نہیں بن سکتی تھی مگر اس عورت نے شہرام کو اتنی محبت دی اتنی محبت دی کہ شادی کے نو سال بعد اس ذات نے اس کی گود ہری کی تھی۔میں نے بہت توبہ کی تھی اپنے گناہ کی بہت زیادہ۔میں اس کہانی کا وہ کردار ہوں وہ نا چاہتے ہوئے بھی ظالم بن گیا۔یہاں تک کہ اپنے سگے بیٹے کی خوشیاں قربان کر دی۔جب ام نے غنچہ کی باتیں سنی تھی کہ پشمینہ شہرام کو پسند کرتی ہے ام نے شہرام کی ایک بھی سنے بغیر ان کا نکاح کر دیا اتنی چھوٹی عمر میں کہ کہی شہر جا کر وہ کچھ غلط قدم نا اٹھا لے یہاں تک کہ بریخنہ امارے کو روکتی رہ گئی مگر ام نے اس کی نہیں سنی بس پشمینہ کی سنی کیونکہ امارے کو اس میں نا جانے کیوں شاز دکھائی دیتی تھی اور اسی نے اماری بیٹی۔امارے کو معاف کر دینا پر خہ تمہارے بابا جان باپ کہلانے کے لائق۔

وہ تکلیف سے بولتے بولتے باقاعدہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھ گئے۔پر خہ چیختے چلاتے ان کی جانب بڑھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تم کسی رقاصہ کی اولاد نہیں ہو تم امارا اور شاز کا خون ہو شہرام خان امارا غرور ہو جس نے کبھی اماری انا کو ٹھیس نہیں پہنچنے دی۔"

وہ کپکپاتے لبوں سمیت بولے تو نوفیل نے بے ساختہ ان کے لبوں سے پانی کا گلاس لگایا تھا۔اس کے برعکس شہرام ابھی بھی ساکت وجامد تھا۔وہ کچھ بھی سوچ نہیں پا رہا تھا۔

غنچہ اور پشمینہ کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"میری باجی کا بیٹا۔"

"نہیں آپ کے مطابق ایک رقاصہ کی اولاد۔"

غنچہ تڑپ کر بولتے اس کی جانب بڑھی اور بے یقینی کی کیفیت میں اسے تھامنا چاہا مگر وہ سرعت سے ویران لہجے میں بولتے ان سے فاصلہ قائم کر گیا۔چہرہ آخری حد تک پیلا پڑ چکا تھا۔اس نے ایک نظر پشمینہ کو دیکھا جس کا ایک ہاتھ ناجانے کیوں اپنے پیٹ پہ تھا۔آنکھوں کے سامنے اپنی ازیت کا ایک ایک پل گھوما تھا اور اس وقت حویلی کا ایک ایک مکین اسے اپنا دشمن محسوس ہوا تھا وہ حویلی جس کے ہر فرد کیلیے اس نے اپنی ہر خوشی قربان کر دی اسی حویلی نے اس سے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا۔

"میں شہرام خان اپنے پورے ہوش وحواس میں پشمینہ خان کو طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کا سفاک لہجہ سب کو پتھرا کر رکھ گیا۔اس نے اسی لمحے پشمینہ کو خود پہ حرام کر لیا تھا۔پشمینہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہ قدم بھی اٹھا سکتا ہے۔

"نہیں شہرام وہ تمہارے بچے کی ماں۔"

بچہ تو ابھی بھی میرا ہے اور آئے گا بھی میرے پاس ہی کیونکہ اس بچے کو میں تم دونوں جیسی سازشی ماں بیٹی "کے پاس رکھ کر کسی نئے خونی کھیل کا حصہ نہیں بنانا چاہتا۔"

اس نے تنفر بھرے لہجے میں بولتے پتھریلی نگاہوں سے مینہ کی جانب دیکھا اور سختی سے اس کی کلائی تھامتے ذربی بی کا رخ کیا تھا۔اس کے چہرے پہ ایک حسرت سی تھی۔

آج سے اگلے نو ماہ تک یہ آپ کی سرپرستی میں رہے گی پھر چاہے آپ اسے جیسے مرضی رکھیں مگر میرے" بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔مجھے اپنا بچہ بلکل ٹھیک چاہیے۔بہت یقین سے آپ کو سونپ رہا ہوں اپنی "ماں کی جگہ پہ رکھ کر۔

بولتے بولتے اس کا لہجہ کپکپایا تھا۔ذربی بی نے نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔مینہ ایک جگہ پہ جم کر کھڑی تھی۔اسے تو سمجھ ہی نہیں لگی تھی ایک لمحے میں اس کی زندگی کیا سے کیا ہو گئی تھی۔

"نوفیل تم اس شخص کو لے کر گاؤں کے چوراہے پہ پہنچو۔میں ذرا ان کو ان کی اصل جگہ پہ پہنچا کر آؤں۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں نوفیل سے مخاطب ہوا اور ہنستی ہوئی غنچہ کی کلائی تھامتے باہر کی جانب بڑھ گیا جو مسلسل چیخ چلا کر مزاحمت کر رہی تھی۔سب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے ذہن پہ بہت برا اثر پڑا ہے۔نوفیل

All Rights Reserved By Novels Lounge

نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔اس دوران ملیار خود ہی واقدار کو سہارہ دیتے کمرے کی جانب بڑھ گئے تاکہ وہ کچھ دیر آرام کرسکے۔نواب نے بھی شہرام کی پیروی کی تھی۔

"پرخہ تم اس لڑکی کو۔"

مورے اماری بیوی یا بہن میں سے کوئی بھی اس گندی لڑکی کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔شہرام آپ کے حوالے "کرکے گیا ہے آپ ہی سنبھالیے ام نہیں چاہتا کہ کسی پہ بھی اس کا سایہ پڑے۔

نوفیل نے ان کی بات مکمل ہونے کے قبل ہی انہیں سختی سے ٹوک دیا تھا۔ذربی بی نے تاسف سے سر ہلاتے ملازمہ کو آواز دی اور اسے پشمینہ کو آخری والے کمرے میں لے جانے کا کہا تھا۔وہ اسے رکھنا تو نہیں چاہتی تھی مگر چاہ کر بھی شہرام کی بات کو رد نہیں کر سکی تھی تبھی اس بچے کی خاطر حامی بھر لی تھی۔نوفیل نے سر جھٹکتے اپنا رخ پرخہ کی جانب کیا جو ابھی بھی نم نگاہوں سے پشمینہ کو دیکھ رہی تھی جیسے ابھی بھی یقین کرنے کی کوششوں میں ہو۔

پرخہ تم کمرے میں جاؤ اور اس لڑکی کی صورت بھی دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے جب تک ام نہیں لوٹتے تم "مورے کے پاس ٹھہر سکتی ہو مگر رونا بلکل بھی نہیں۔"

وہ اس کے گال پہ بہنے والے آنسو صاف کرتے محبت سے بولا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہچکیوں سے رو دی تھی۔

"پرخہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے تنبیہی لہجے میں بولتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔اسی دوران گلہ کھنکھارنے کی آواز پہ اس نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں لالہ رخ کھڑی نم مسکراہٹ سمیت ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے ہنستے ہوئے اس کیلیے بھی اپنی باہیں واں کی تھی۔لالہ رخ بغیر کسی تردد کے اس میں آسمائی۔

"بس کسی نے نہیں رونا خاموش۔"

وہ ان دونوں کے سر پہ ہولے سے لب مس کرتا محبت سے چور لہجے میں بولا اور رخ کو پرخہ کو لے کر کمرے میں لے جانے کا کہا تھا۔لالہ رخ نے خاموشی سے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔پرخہ نے نا جانے کس سوچ کے تحت مڑ کر اس کی جانب دیکھا تو وہ مسکرا کر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا اور اس کی مسکراہٹ دیکھ وہ بھی ہولے سے مسکرا دیا تھا۔

ان کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی نوفیل کے چہرے کے تاثرات یکلخت سرد ہوئے تھے۔چہرہ سرخی مائل ہو گیا۔اس نے تنفر سے زمین پہ اوندھے منہ گرے وجود کو دیکھا۔

"ایک بھائی کی سزا سے پہلے تم ایک شوہر کی سزا کے مستحق ہو***انسان۔"

وہ ذہر خند لہجے میں دھاڑا تھا اور ٹانگ سے اس کے وجود پہ ایک ٹھوکر ماری تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس وقت تمام مرد حضرات گاؤں کے بیچ و بیچ ایک بڑے سے میدان میں جمع تھے۔لوگوں کا ایک ہجوم برپا تھا اور یہ سب شہرام کے حکم کی بدولت ہوا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ اس انسان کو سب کے سامنے سخت سے سخت سزا ملے تاکہ سب کو اس سے عبرت حاصل ہو اور کوئی بھی شخص ایسا کوئی گھٹیا کام کرنے سے قبل سوچ بھی نا۔

سر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ شخص کس قدر گھٹیا نکلے گا مطلب میں جب شوروم گیا تھا تو یہی شخص وہاں" موجود تھا مطلب یہ سب ہی ان کی پلیننگز کا حصہ تھا کہ میرے وہاں پہنچنے سے قبل ہی یہ شخص وہاں تیار بیٹھا تھا تاکہ یہ ہمیں گمراہ کر سکے اور اس نے نام بھی نوفیل خان کا لیا تھا تبھی میں اسے آپ کے فلیٹ پہ لے کر آیا تھا۔"

نواب اس کے ساتھ ہی دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑا حیرت و دکھ کے ملے جلے تاثرات سمیت بول رہا تھا اور شہرام کا چہرہ پتھریلا ہوتا جا رہا تھا۔اس کی نفرت میں ڈوبی نگاہیں اس شخص پہ جمی تھی جس کا چہرہ پہلے ہی خون میں آلودہ تھا۔اس نے متلاشی نگاہیں نوفیل کی تلاش میں گھمائی کیونکہ وہ رسی کا بندوبست کرنے گیا تھا۔معاً چند ساعتوں بعد ہی اس کی واپسی ہوئی تھی۔اس کے چہرے کے تاثرات بھی مختلف نہیں تھے اور یہ بات شہرام کو اچھے سے ازبر تھی کہ وہ کیسے خود پہ ضبط کر رہا ہے۔اس نے ایک نظر بائیں جانب کھڑے واقدار اور ملیار کی جانب دیکھا جن کے چہروں پہ دنیا جہاں کی تھکن آسمائی تھی۔وہ ان کی جانب دیکھتے تمسخر سے ہنسا اور سر جھٹک گیا۔اب کچھ لوگوں کی مدد سے اس کے بے سدھ وجود کو الٹا لٹکایا جا رہا تھا۔شہرام نے مضبوط

All Rights Reserved By Novels Lounge

قدم اس کی جانب اٹھائے تو اس کی آنکھیں سیدھا اس لڑکے کی آنکھوں سے جا ٹکرائی جس کی آنکھوں میں اب اپنی موت کو سامنے دیکھ بے تحاشہ خوف ناچ رہا تھا۔

"کک۔ کون ہو تم۔"

وہ مندی مندی آنکھیں کھولتے قدرے گھبرائے لہجے میں گویا ہوا۔ شہرام نے اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ایک جھٹکا دیا تو اس کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی۔

"تیری موت۔ تیرے برے اعمالوں کی سزا۔"

وہ ایک بار پھر اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے تنفر بھرے لہجے میں گرجا۔ اس لڑکے کے منہ سے دبی دبی سسکیاں نکلی تھی۔

"معاف کر دو مجھے میں تو بس ان کے کہنے پہ۔"

ان کے کہنے پہ تو خوف خدا بھول گیا۔ یہ تک فراموش کر دیا کہ اس ذات کو کیا منہ دکھائے گا جو اس قدر "گھناؤنا کام کیا گناہ کبیرہ تیری سزا یہاں بھی ہے اور وہاں تو بہت بڑی ہے تجھ جیسا انسان معاف کیے جانے کے قابل نہیں ہے۔"

وہ تنفر بھرے لہجے میں دھاڑا تھا۔ اس کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔ اس لڑکے نے سختی سے آنکھوں کو میچتے خوف سے مٹھیاں بھی بھینچ لی۔ نوفیل کو کوئی اشارہ کرتے وہ واپس مڑا اور اپنا رخ تمام لوگوں کے سامنے کیا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔سیاہ شلوار قمیض زیب تن کیے شانوں پہ لاپرواہی سے جھولتی سیاہ چادر چہرے پہ اس قدر سرد مہری تھی کہ مقابل ایک لمحے کیلیے سنسنا کر رہ جاتا۔

"یہاں آنے کا مقصد تو جان گئے ہونگے ناسب۔اس شخص کو دیکھے غور سے کیونکہ اس نے کسی لڑکی کی عزت کو اپنے قدموں تلے روندا ہے ایک لڑکی کی زندگی برباد کی ہے اس نے مگر اب نہیں۔جیسے کہ میں نے کہا تھا کہ جب بھی اس شخص کے بابت مجھے علم ہوا تو میں اس بات کو کبھی فراموش نہیں کروں گا تو آج اس کی موت آئی ہے کیونکہ میں اپنی بات سے مکرنے والا بلکل نہیں۔آج اس کو آپ سب کی نگاہوں کے سامنے الٹا لٹکانے کی وجہ صرف یہی ہے تاکہ سب کو اس بات سے عبرت مل جائے اور کوئی بھی کبھی بھی اس قسم کا کام کرنے کا سوچے بھی اور اگر پھر بھی کسی نے ایسا کام کیا تو اس کی موت اس سے بھی بدتر لکھی ہے اور اسے یہ سزا میں دوں گا۔"

وہ پیڑ پہ لٹکے لڑکے کی جانب اشارہ کرتے کھردرے لہجے میں پھنکارا۔اس کے لہجے سے سب کے دلوں میں ایک خوف سا اتر گیا۔سب لوگوں میں چہ مگوئیاں شروع ہوئی تھی۔اگلے ہی لمحے نوفیل نے ایک مٹھی کے برابر بھاری سا پتھر اٹھایا تھا اور کمان پہ نشانہ رکھتے سیدھا اس کے سینے پہ مارا تھا۔درد کے مارے اس کی آنکھیں باہر کو ابل پڑی۔اس نے اشتعال کے عالم میں پے درپے نجانے کتنے پتھر اس کی جانب اچھالے تھے۔شہرام نے بمشکل اس کا شانہ تھپتھپاتے رکنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس کا پورا وجود لہولہان ہو رہا تھا۔وہ ایک جھٹکے سے مڑا تھا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھا جہاں پر خہ پہلے ہی موجود تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ام وہاں نہیں جائیں گے۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔نوفیل نے اس کی بات کو سرے سے نظرانداز کرتے اس کی کلائی کو سختی سے تھاما اور قدم واپس میدان کی جانب بڑھائے تھے۔

"یہ ہے تمہارا گنہگار۔جو بھی سزا دینا چاہو دے سکتی ہو۔"

اس کے سرد وسپاٹ لہجے پہ پرخہ نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا۔شہرام کی نگاہیں اس کے چہرے پہ جمی تھی جس کے ہاتھ بری طرح کپکپا رہے تھے۔وہ بڑے بڑے قدم اٹھاتے اس تک پہنچا اور اس کے عقب میں آتے نوفیل کے ہاتھ سے اس کی بندوق چھینی تھی۔

"نن۔نہیں لالہ۔"

وہ تڑپی تھی۔شہرام نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے اس کی انگلی کو ٹریگر پہ رکھتے اس کی انگلی پہ اپنی انگلی رکھی تھی۔

"پرخہ گولی چلاؤ۔"

اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ کپکپا کر رہ گئی۔

"امارے کو ڈر لگ رہا ہے لالہ۔"

وہ آنکھیں میچتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔شہرام نے سختی سے لبوں کو بھینچا تھا۔

"گنہگار ہے وہ تمہارا زندگی برباد کی ہے اس نے تمہاری۔زندگی سنواری نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام نے اس کی سماعتوں میں سرد سی سرگوشی کی۔اگلے ہی لمحے اس نے اذیت سے ہچکی بھرتے ٹریگر پہ دباؤ بڑھایا تھا اور گولی بندوق سے نکلتے سیدھا اس کے سینے میں پیوست ہو گئی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے نواب کو رسی کھینچنے کا اشارہ کیا تھا۔منٹوں کا کام تھا اور اس لڑکے کی گردن ایک جھٹکے میں دوسری جانب لڑھک گئی تھی۔شہرام کے لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"مجھے معاف کر دینا میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔"

وہ نم سی سرگوشی کرتے پیچھے ہٹا تو پرخہ نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھامتے اس پہ اپنا چہرہ رکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔شہرام نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے سر پہ رکھتے تھپتھپایا تھا۔آگے کا کام نواب جانتا تھا تبھی اس کی لاش کو رسی سے اتارتے دو تین لوگوں کے سہارے سے اگے کی جانب بڑھ گیا کیونکہ اس متعلق شہرام اور نوفیل اسے پہلے ہی آگاہ کر چکے تھے۔

"لالہ صرف آپ نے اماری حفاظت کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔کسی نے بھی نہیں۔"

اس کے لہجے میں ایک اذیت رقم تھی۔شہرام نے سختی سے اسے سینے میں بھینچتے اس کے سر پہ ہولے سے لب مس کیے تھے۔

"امارے کو معاف کر دیں آپ ام نے آپ کو غلط سمجھا کبھی آپ کی طرفداری نہیں کی ہمیشہ آپ پہ اس پشمینہ کو فوقیت دی اور اس نے ہی مجھے ختم کر دیا۔وہ بہت بری تھی بھائی ام سمجھ نہیں پائے۔آپ امارے کو مار دیں ام اسی غم میں مر جائیں گے۔ام نے اپنے لالہ کے ساتھ۔ام نے نہیں سب نے انہیں برباد کر دیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔شہرام نے نرم مسکراہٹ سمیت اس کی پیشانی چومی تھی۔

"کسی کو میرے سوا کوئی ملا ہی نہیں پرخہ۔اس میں کسی کا قصور نہیں ہے قصور صرف میرا ہے کہ میں شاید خود کا ہی نہیں ہو سکا۔میں نے خود کو خود ہی ختم کیا ہے۔"

وہ تلخ لہجے میں گویا ہوا۔پرخہ نے بھیگی سرخ آنکھیں اٹھاتے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ شکستگی چھائی ہوئی تھی۔وہ سختی سے لب بھینچ گئی۔شہرام نے جلتی ہوئی آنکھیں میچی تھی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں واپس حویلی چلنا چاہیے۔چلو شہرام تم بھی۔"

نوفیل نے پرخہ کو مسلسل روتا دیکھ اس کے شانے کے گرد بازو پھیلایا اور شہرام کو بھی ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتے اس کی بات کو سہولت سے ٹال گیا تھا۔

"نہیں میں واپس اپنی حویلی جاؤں گا۔تم لوگ پریشان مت ہو میں بلکل ٹھیک ہوں۔تم پرخہ کو لے کر گھر جاؤ۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے پرخہ کو گال تھپتھپاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔زندگی نے اسے ابھی سے ہی تھکا دیا اور اس تھکن کا ملاحظہ وہاں کھڑے چار نفوس نے شدت سے کیا تھا۔اس کی گاڑی دھول اڑاتے ہوئے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔نوفیل پرخہ کو لیتے جوں ہی پلٹا سامنے کھڑے واقدار کو دیکھ وہ بے تحاشہ ٹھٹھکا تھا۔شہرام انہیں ساتھ لے کر ہی نہیں گیا تھا۔

"چلیں ام آپ کو چھوڑ دیتے ہیں حویلی۔چلیں باباجان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں متانت سے بولتے پرخہ کو لیتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔ جیپ میں جگہ سنبھالتے ہی اس نے پہلے پرخہ اور ملیار کو آفریدی حویلی اتارا تھا۔ اس کے بعد اس نے جیپ کا رخ بڑی حویلی کی جانب موڑا تھا۔ شہرام کی گاڑی بھی ان کے آگے آگے ہی رکی تھی۔ وہ بنا کسی کی جانب دیکھے گاڑی سے نکلتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ واقدار نے خاموش نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا اور تیز قدموں سے چلتے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ نوفیل نے ان دونوں کو دیکھ گہرا سانس بھرا اور واپسی کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ وہ چاہ کر بھی اندر نا جا پایا کیونکہ وہ چاہتا تھا ابھی وہ دونوں اپنے تمام تر اختلافات پہ نظر ثانی کر لیں۔

"شہرام۔"

وہ جوں اپنی چادر کو بازو پہ ڈالے تھکے انداز میں اپنی پیشانی مسلتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا اپنے نام کی پکار پہ وہی تھما اور چونک کر عقب میں دیکھا جہاں سے وہ اسی کی جانب ہی بڑھ رہے تھے۔ شہرام نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"شہرام۔"

وہ اس کی بے رخی پہ تڑپ کر بولے۔ شہرام نے ضبط سے ان کی جانب دیکھا جو اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"امارے کو معاف کر دو۔ معاف کر دو ام بہت برے ہیں۔ بہت زیادہ۔ تمہاری زندگی برباد کر دی صرف امارے وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ تم امارے کو معاف کر دو تا کہ ہم سکون سے مر سکیں کیونکہ اب تنہا زندہ نہیں رہا جائے گا۔"

وہ روتے ہوئے بولے۔ شہرام نے لہور نگ آنکھوں سمیت ان کے بندھے ہاتھوں کو تھامتے کھولا تھا۔

"کیا ہوگا آپ کی معافی سے بابا جان۔ کیا مجھے میرا بچپن واپس مل جائے گا جب آپ نے مجھ سے میرے خواب چھین لیے تھے جو خواب میں نے صرف دیکھنا شروع کیا تھا وہ آپ نے چھین لیے تھے۔ آپ نے سکھایا تھا نا کہ جب بھی کوئی بات ہو سب سے پہلے آپ سے شئیر کرنی ہے تو جب شئیر کی تو کیوں ختم کر دیا سب۔ فقط سولہ سال کی عمر میں آپ نے مجھ پہ اس لڑکی کی ذمہداری ڈال دی جسے میں نے کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ یہ سوچ کر کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ کیا اپنی اولاد دکھائی نہیں دی تھی آپ کو۔ میں نے بھی محبت ہی کی تھی۔ رویا تھا آپ کے آگے گڑگڑایا تھا پاؤں پڑا تھا کہ بابا جان صرف میری یہ خواہش پوری کر دیں آئندہ کچھ نہیں مانگوں گا مگر آپ نے نہیں کی تھی۔ نکاح کروا دیا تھا میرا۔ میری خوشیاں چھین لی آپ نے مجھ سے اس لڑکی کو چھین لیا مجھ سے جسے کھونے کا تصور ہی میرے لیے سوہان روح تھا۔ جس کی ہنسی سے خوش ہوتا تھا جب وہ روتی تھی تو درد مجھے ہوتی تھی۔ آپ تو اس سب سے گزرے تھے نا بابا پھر جب ایک انسان نے وہ تکلیف خود پہ محسوس کی ہو تو پھر تو وہ کبھی بھی اپنی اولاد پہ اس قسم کی تکلیف نہیں آنے دیتا۔ آپ نے کیسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دکھ بھرے لہجے میں بولتے بولتے تھما تھا۔ لفظوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کی آنکھیں بلکل خشک تھی بس درد تھا بے تحاشہ درد۔ واقدار مزید شدتوں سے رو دیے تھے آج اپنی اولاد کو دکھ دیکھ۔

"ام نے دیکھا تھا دکھ مگر تمہارا انہیں پشمینہ کا۔ میں نے اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا تھا مگر اس نے۔"

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے لڑکھڑائے تھے۔ شہرام نے سرعت سے انہیں سہارہ دیتے پلنگ پہ بٹھایا اور پانی کا گلاس بڑھتے ان کے لبوں سے لگایا تھا۔ دو تین گھونٹ بھرتے ہی انہوں نے بس کر دی تھی۔

آپ ان سب باتوں کو فالوقت مت سوچیں جو ہونا تھا ہو گیا میں نے اسے اپنی قسمت سمجھ کر قبول کر لیا"

"ہے۔

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ واقدار نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا جو ان سے نگاہیں چرا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھتا انہوں نے اس کی مضبوط کلائی کو اپنے شکنجے میں لیا تھا۔ شہرام نے ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا جو کچھ بولنا چاہ رہے تھے۔

"کیا ہوا بابا جان۔"

وہ نرم لہجے میں گویا ہوا تا کہ انہیں بلکل محسوس نا ہو کہ وہ ان سے اس وقت مخاطب نہیں ہونا چاہتا۔

شہرام تت۔ تم اس کے پاس لوٹ جاؤ۔ امارے کو بھول جاؤ صرف اسے یاد رکھو۔ تم تو ابھی بھی اسے چاہتے"

"ہو نا اسے مت چھوڑو تم جاؤ اس کے پاس۔

وہ اس کا بازو تھامتے ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوئے۔ان کی بات پہ شہرام کا دل دھک سے رہ گیا۔آنکھوں کے دریچوں پہ گزرے مناظر شدت سے لہرائے تھے۔اس کی روتی آنکھیں زچ کرتی باتیں۔اس کی سکوڑتی ناک اس کے وہی ہنستے گال اس کا الجھنا مگر جواب میں اس نے کیا کیا تھا۔اس نے تو اس سے اس کی زات کا غرور بھی چھین لیا تھا۔

"کیا اتنا آسان ہوتا ہے کسی کی محبت کو ٹھکرا کر دوبارہ اس کے پاس لوٹنا اور کیا یقین ہے کہ آپ کو قبول کرلے گا۔"

وہ سوالیہ لہجے میں گویا ہوا۔واقدار اس کی بات پہ اذیت سے مسکرائے تھے۔

"جن کی محبت سچی ہوتی ہے وہ تھوڑی بہت ناراضگی کے بعد مان جاتے ہیں وہ روٹھتے ضرور ہیں مگر آپ کو دکھانے کی خاطر مگر دل ان کا ساتھ نہیں دیتا۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولے۔شہرام نے ہولے سے مسکراتے سر جھٹکا تھا۔

"میں نے اپنی محبت کو دفنا دیا ہے بابا جان۔اس کی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودی ہے۔اسے رلایا ہے میں نے بہت اب میں چاہ کر بھی وہاں واپس لوٹ نہیں پاؤں گا اور میں لوٹنا بھی نہیں چاہتا جب اتنے سال گزار دیے اس کی یادوں کے سہارے تو باقی بھی زندگی بھی گزر جائے گی۔میں بٹا ہوا شخص ہوں بابا جان اور وہ بلکل پاک صاف میری اولاد کسی کے وجود میں سانس لے رہی ہے میں مجھ سے بٹا ہوا شخص اسے نہیں سونپ سکتا کیونکہ وہ اس لائق نہیں ہے۔وہ جس لائق ہے اسے وہ بہت جلد مل جائے گا کیونکہ میری ہر دعا میں سب سے پہلے

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہی ہوتی ہے اس کی خوشیاں ہوتی ہے۔سب سے دھوکا دے دیا اس ذات سے یہی امید ہے کہ وہ مجھے تنہا نہیں کرے گا۔"

وہ سپاٹ اٹل لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور انہیں آرام کرنے کی تلقین کرتے اندر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔واقدار کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہا تھا۔وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد کر چکے تھے۔اس کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ واقدار نے صاف محسوس کی تھی۔ایک عرصہ گزر گیا تھا وہ مسکرایا نہیں تھا اور وہ اس کی مسکراہٹ کے صدقے اتارنا چاہتے تھے مگر اس کی مسکراہٹ تو صرف ایک لڑکی ہی اسے واپس دلا سکتی تھی مگر کیا وہ اب بھی اس کی تھی۔

واقدار کے ذہن میں ایک سوالیہ نشان منڈلا رہا تھا۔انہوں نے سختی سے آنکھیں میچتے اس لڑکی کا نام ذہن میں یاد کرنے کی کوشش کی تھی۔

"پریسہ۔"

ان کے لبوں سے سرگوشی کی صورت میں یہ نام ادا ہوا تھا اور اندر کمرے میں موجود شہرام کی آنکھ سے اسی لمحے ضبط کے باوجود ایک آنسو ٹوٹتے اس کی شیو میں جذب ہوا تھا۔

****

اگلے دن کا سورج معمول کی نسبت نہایت خوشگوار تھا۔عناب نے کمرے کی کھڑکی کھولتے ایک نظر باہر کا جائزہ لیا جہاں آسمان پہ سیاہ بادلوں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔اس نے مسکرا کر اس خوبصورت موسم میں گہرا سانس

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھرا اور آنکھیں موندتے مسکرادی تھی۔اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے نو بجا رہی تھی۔صد شکر تھا ابھی یونی جانے میں ایک گھنٹہ پورا تھا۔پہلا لیکچر نا ہونے کی بدولت آج اس نے خود ہی دیر سے جانے کو ترجیح دی تھی۔الماری کھولتے اس نے ایک گرے رنگ کا فراک نکالا اور ساتھ سیاہ رنگ کی ٹائٹس لیتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔تقریباً پندرہ منٹ بعد فریش ہوتے وہ جوں ہی باہر نکلی۔اس نے اپنے کمر کو چھوتے بالوں کی دونوں جانب سے بریڈز بناتے پیچھے سے بال کھلے چھوڑنے کو ہی ترجیح دی تھی۔پلکوں پہ مسکارہ لگاتے اس نے لبوں کو گلابی رنگ سے رنگا تھا۔سیاہ رنگ کے ڈوپٹے کو شانے پہ ڈالتے وہ باہر کی جانب بھاگی تھی کیونکہ ساڑھے نو ہو چکے تھے۔

"عناب جلدی سے ناشتہ کرلے بیٹا۔"

اپنی امی کی آواز پہ اس نے وہی کھڑے کھڑے چائے کا کپ لبوں سے لگایا تھا۔انہوں نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو پہلے اٹھتی نہیں تھی مگر جب اٹھتی تھی تو پھر اسے بھاگنے کی پڑ جاتی تھی۔

"یہ کیا طریقہ ہے عناب۔"

ان کی سخت آواز پہ اس نے مسکینیت سے ان کی جانب دیکھا اور خاموشی سے کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔جانتی تھی کہ ابھی مزید کھڑی رہی تو وہ اس کی عزت کا جنازہ نکال دے گی۔ابھی وہ چائے پینے میں مصروف تھی ساتھ ساتھ انگلیاں تیزی سے موبائل میں حرکت کررہی تھی کہ باہر سے آنے والی آواز پہ اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔اس نے سرعت سے کپ میز پہ رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں ماما اب آپ نہیں ٹوکے گی میں جا رہی ہوں کیونکہ میں ان کی باتیں نہیں سن سکتی۔"

وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر منت کرنے والے انداز میں بولی۔انہوں نے اس کی حرکت پہ تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔عناب نے عجلت میں بیگ کاندھے پہ ڈالا اور باہر کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

"ارے عناب۔"

اس سے قبل کہ وہ باہر کی جانب قدم رکھتی ان کی آواز پہ عناب نے سختی سے آنکھوں کو میچ لیا۔چہرہ روہانسی ہوا تھا۔اب وہ جواب دیے بغیر بھی نہیں جاسکتی تھی کیونکہ یہ اس کی تربیت کے خلاف تھا تبھی وہ بمشکل لبوں کو پھیلاتی واپس مڑی اور ان کی جانب دیکھا جو دلکشی سے مسکراتے ستائشی انداز میں اس کا جائزہ لے رہی تھی۔عناب نے دل ہی دل میں خود کو کوسا بھلا کیا ضرورت تھی اتنا سجنے سنورنے کی وہ بھی آج ہی۔ان کو ویسے بھی ہزاروں رشتے نظر آجانے تھے۔

"آنٹی میں چلتی ہوں جامعہ سے دیری۔"

"ارے تھوڑی دیر تو میرے پاس بیٹھو نا آجاؤنا۔"

وہ دوستانہ لہجے میں بولتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔عناب کو مارے باندھے ان کی پیروی کرنی پڑی تھی۔اپنی ماں کو مسکراہٹ ضبط کرتے دیکھ وہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔انہوں نے بھی اندر کی راہ لی تھی۔عناب بیگ کو شانے پہ لٹکائے جی کڑا کر جوں ہی اندر داخل ہوئی وہ ایک بار پھر مسکرادی تھی۔

"ضرور کوئی نیا رشتہ لائی ہونگی کسی انکل کا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل ہی دل میں دانت کچکچا کر بولی کیونکہ ایسے تو ان کا یہاں چکر لگتا نہیں تھا بس جیسے ہی کسی بڑی عمر کا رشتہ آتا تھا وہ نکل آتی تھی پر پھیلا کر۔

وہ جلتے بھنتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی جوں ہی اندر آکر بیٹھی اس کی توقع کے عین مطابق ان کا تکیہ کلام اچھا رشتہ سننے کو مل چکا تھا۔ عناب نے میسنی سی شکل بناتے ان کی جانب دیکھا۔

"ماشاللہ اتنی بڑی ہو گئی ہے آپ کی بیٹی۔"

وہ سرتاپا اس کا جائزہ لیتے ستائشی لب و لہجے میں بولی۔ عناب نے خشمگین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جن کے منہ سے کبھی اس نے تعریف کے دو بول نہیں سنے تھے آج وہ اتنی لمبی لمبی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی وہ سب سمجھ رہی تھی ان کی حرکتوں کو۔ اس کا دل چاہا کہ اپنی جگہ سے اٹھے اور مودب انداز میں ان کا ہاتھ تھام کر گھر سے باہر کھڑا کر کے کہے آنٹی جان رشتہ نہیں چاہیے۔

کوئی رشتہ دیکھا کیا۔ ویسے لڑکیوں کا رشتہ دیکھنا بہت محال ہے۔ اب بھائی صاحب بھی نہیں ہے جن کے " توسط کچھ ہو جائے اور ادھر آپ ایک اکیلی جان بھائی ویسے ہی الگ ہو گیا ہے اور گھر کے حالات بھی درست "نہیں ہے کیسے مینج کر لیتی ہیں سب۔

وہ پے در پے ان سے سوالات کر رہی تھی اور عناب کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اس نے زہر خند نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا مگر اپنی ماں کے اشارے پہ وہی بیٹھے بیٹھے گہرا سانس بھر گئی۔ یہ لازماً اس کی ماں کے جلے مردے اکھاڑنے آئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ویسے بیٹا پڑھ لکھ تو رہی ہو اس کے علاوہ کیا شوق رکھتی ہیں آپ۔"

وہ اس کی کلائی کو تھام کر اپنی جانب کھینچتے چاشنی بھرے لہجے میں بولی۔ پہلے پہل تو وہ ان کی حرکت پہ حیران رہ گئی معا کچھ سوچتے وہ ان کی بات پہ مزید ان کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔ وہ تو اس کی حرکت پہ صدقے واری چلی گئی تھی۔

"بتاتی ہوں میں آپ کو اچھی طرح۔ ایسا بتاؤں گی کہ دوبارہ پوچھنے کی غلطی نہیں کریں گی۔"

وہ کڑھتے ہوئے بولی مگر دل میں سامنے بول کر اپنی ماں سے شامت تھوڑی نا بلوانی تھی۔ وہ ان کی جانب دیکھتے مسکرائی۔

آنٹی میں اپنے شوق اب آپ کو کیا بتاؤں پڑھائی گئی بھاڑ میں سب سے پہلے شادی کرنے کا بہت شوق ہے" مجھے۔ بس ایک بار شادی ہو جائے پھر دیکھیے گا اگلے سے چٹکیوں میں ہیوی بائیک نا نکلوائی میں نے تو نام بدل کر رکھ دینا میرا۔ اور گھر جمائی بناؤں گی اس گھر کی ساری زمہداری اس کے سر ہو گی ایسے ہی تھوڑی میں اس کے پاس چلی جاؤں گی بھاری معاوضہ چکانا پڑے گا اسے۔ کیا ہے نا دراصل سیاہ رنگ کی ہیوی بائیک لینا میرا خواب ہے اور اس سے بھی بڑا خواب ہے اس پہ اپنے بندے کے ساتھ بیٹھ کر لانگ ڈرائیو کر نا راتوں کو تنہا فضا میں بازو پھیلا کر ایک رومینٹک سا گانا لگا ہو قسم سے لطف آجائے گا اور تیسری اور سب سے بڑی اور اہم خواہش ان سب چیزوں کے بعد اپنی ساس کے بیٹے کو اپنی مٹھی میں کرنا اب اپنی ساس کو سڑانا بھی تو ہے۔ سب سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

بڑی خواہش تو یہی ہے۔میں اس قدر قصے کہانیاں سنتی ہوں مگر کبھی ٹرائے نہیں کیا سوچا کہ ٹرائے کروگی

"شادی کے بعد ساس نے تو ویسے بھی خوش نہیں ہونا بندہ خوش کرنے کی بجائے سڑا ہی لے۔

اس نے ہنستے ہوئے جیسے ہی اپنی بات مکمل کی وہ عورت سرعت سے اپنا بیگ سنبھالتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔عناب نے مصنوعی حیرت سے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ اس کی خواہشات سنتے گھبراہٹ واضح تھی۔

"ارے کیا ہوا آنٹی بیٹھیں یہاں مجھے تو ابھی آپ سے اتنی باتیں کرنی ہے۔"

وہ اس کا بازو کھینچ کر اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے دوستانہ لہجے میں بولی۔انہوں نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جسے انہوں نے خود ہی اپنے گلے کا پھندا بنایا تھا۔

"ویسے آنٹی آپ کی ساس کیسی تھی ضرور ایسی ہی ہوگی جیسا میں نے نقشہ کھینچا ہے۔"

وہ ہنس کر بولی۔

"نہیں وہ بہت اچھی تھی۔"

انہوں نے بے ساختہ اس کی تصحیح کی مگر صاف ظاہر تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہیں۔

"جھوٹ بول رہی ہیں کہ آپ کیونکہ جس کی آپ جیسی بہو ہو اس کی ساس اچھی کیسے ہو سکتی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولتی مزے سے بھنویں اچکا گئی۔ان کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔عناب مسلسل اپنی ماں کی گھورتی نگاہوں کو نظرانداز کرتے ان کو زچ کرنے کی کوششوں میں تھی۔وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ کیا گھٹیا بات کر رہی ہو تم اپنی بیٹی کو لگام دیں آپ۔زبان دیکھیں کس قدر چلا رہی ہے۔ایسی لڑکیوں کے رشتے نہیں ہوتے پھر۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔عناب نے دونوں ہاتھ سینے میں باندھتے تمسخر سے ان کی جانب دیکھا۔

"آپ سے کم زبان کے نشتر چلاتی ہوں میں اور رہی بات رشتے کی تو چاہیے بھی نہیں نا ہی آپ کو کوئی یہاں بلاتا ہے کہ آئیں اور بلا جھجک میری ماں کو کوئی نئی پریشانی دے جائیں اسی لیے واپسی کی راہ لیں اور آئندہ یہاں دکھائی مت دیجیے گا ہمیں آپ جیسی عورت سے کوئی رابطہ نہیں رکھنا۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولتی سنجیدگی سے انہیں باہر کا راستہ دکھا گئی۔

"باپ سر پہ نا ہو تو بیٹیاں ایسے ہی بگڑ جاتی ہیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو رہا ہے مجھے لڑکوں کے ساتھ پڑھتی ہے ضرور کوئی پھنسا لیا ہو گا خیال کریں اپنی بیٹی کا کوئی چاند نا چڑھا دے۔یہ نہیں ہوتا کہ گھر کے کام کاج میں ماں کا ہاتھ بٹاؤ باہر کوئی جاب دیکھو ان حالات سے بچنے کی خاطر بس اسے اڑانے کی فکر ہے ایسی لڑکیاں ہو نا تو پھر ہو گئی شادیاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جاتے جاتے بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے سے باز نہیں آئی تھی ایک لمحے کیلیے عناب کا چہرہ پھیکا پڑا مگر اگلے ہی لمحے وہ ضبط کرتے مسکرا دی تھی۔ان کے بڑبڑا کر وہاں سے نکلتے ہی عناب نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جو نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان تک آئی اور ان کا ہاتھ تھاما تھا۔

"مجھے آپ سے زیادہ نہیں چاہیے بس اتنا چاہیے کہ مجھ پہ یقین رکھیے گا ہمیشہ۔میں جو بھی کروں گی آپ کے علم میں لا کر ہی کروں گی ماما۔"

وہ ان کا گال چومتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس نے ایک نظر کلائی میں بندھی گھڑی کی جانب دیکھا جو سوا دس بجا رہی تھی۔وہ بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔دل ابھی بھی اس عورت کی باتیں یاد کرا داس ہو رہا تھا مگر وہ ان فضول باتوں کو سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی تبھی اپنا ذہن دوسری جانب مبذول کرا گئی۔

****

"بھائی آپ سچ میں سوچ چکے ہیں نا کہ آپ یہی کرنے والے ہیں۔بعد میں اپنی بات سے مکرنے کا کوئی جواز نہیں ہو گا پھر۔"

عفیفہ کے خاموشی سے گاڑی سے اتر کر اندر جاتے ہی پریسہ نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا تو وہ کل سے اب تک اس کی ایک ہی تکرار پہ چڑ کر رہ گیا۔نہیں مطلب کیا اسے اپنے بھائی پہ بھی یقین نہیں تھا۔

"پری اگر تم نے ایک بار مزید یہ سوال دہرایا تو میں تمہیں گاڑی سے باہر پھینک دوں گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی باتوں سے عاجز آتے تنگ کر بولا تو پریسہ کھل کر ہنستے گاڑی سے باہر نکل گئی۔اب تک بلکل عافیہ اور اس کے پلین کے مطابق ہی سب کچھ جا رہا تھا اور اسے اس چیز کی بے تحاشہ خوشی تھی۔وہ دونوں تو چاہتی ہی یہی تھی کہ عفیفہ اور صدام پرانی باتوں کو بھلا کر اپنی زندگی میں آگے بڑھے اور اب صدام نے آج عفیفہ کو منانے کی پلیننگ صرف پریسہ کے ساتھ شئیر کی تھی اور وہ جان بوجھ کر اسے مسلسل چڑا رہی تھی۔اس کے اندر جاتے ہی وہ اس متعلق سامان خریدنے گاڑی اگے کی جانب بڑھا لے گیا۔

"کہاں رہ گئی تھی میں تمہیں ہی دیکھ رہی تھی۔"

اس کے گیٹ عبور کر کے اندر آتے ہی عفیفہ نے ناسمجھی سے استفسار کیا تو وہ وہ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی اور اسے لیتے قدم کیفے کی جانب بڑھائے تھے۔وہ اسے فالوقت بھنک بھی نہیں پڑنے دینا چاہتی تھی۔

عناب جو لوکل ہی یونی پہنچی تھی کارڈ دکھاتے جوں ہی اندر داخل ہوئی اس کا رخ سیدھا کیفے کی جانب تھا کیونکہ وہ سب پہلے کیفے میں ہی اکٹھا ہوا کرتے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ آگے کی جانب بڑھتی عقب سے آتی مانوس سی بائیک کی آواز پہ اس نے چونک کر عقب میں دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔بائیک پہ ارتضی کے پیچھے بیٹھی شزا کو دیکھ اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔عناب جو سامنے کھڑے دیکھ ارتضی نے سنبھل کر ایک جھٹکے میں بائیک روکی تھی کہ شزا نے گرنے کے ڈر سے فوراً سے بیشتر اسے شانوں سے تھاما تھا۔عناب کی آنکھوں کو یہ حرکت بے تحاشہ چبھی تھی۔

"ارے خیال کرو بھئی تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شمزا کی جانب مڑتے ہنستے ہوئے بولا۔عناب کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔وہ اس کی پوری بات جانے بغیر ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں پہ ڈال کر مڑی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"کیا مطلب تمہارا کیا ہو گا۔"

وہ اس کے شانے پہ ہاتھ مارتے بائیک سے اتری تھی۔آج گاڑی نواز لے گئے تھے تبھی اسے مجبوراارتضی کے ساتھ آنا پڑا تھا۔

"میری ماں کو میری شادی کیلیے کون منائے گا باجی۔"

وہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے ہوئے اس کی بے خبری پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا تو وہ کھل کر ہنس دی تھی مگر عناب کی یوں اسے گھور کر جانے والی حرکت اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔اسے بلکل بھی سمجھ نہیں آئی کہ وہ ایسا برتاؤ کر کے کیوں گئی ہے کیونکہ آج تک اس نے بلاوجہ اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

"اسے کیا ہوا تمہاری دوست کو۔"

اس نے عناب کے جانے پہ ارتضی کے سامنے اظہار کیا تو ارتضی بھی چونک کر اس کی سمت متوجہ ہوا تھا۔ابھی تو یہی تھی وہ۔

"لگتا ہے کیفے کی جانب چلی گئی ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں گویا ہوا۔ شزا نے اثبات میں سر ہلاتے ڈیپارٹمنٹ میں اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ ارتضی بھی پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے عناب کے یوں جانے کو نوٹس میں ہی نہیں لیا تھا کیونکہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ان کے بارے میں کچھ غلط اخذ کرتے اندر جا چکی تھی ورنہ وہ اس کے منہ پہ دو لگانے کی بھی تاخیر نہیں کرتا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سنوارتے کیفے کی جانب بڑھا تھا۔

"آج تو بہت خوش دکھائی دے رہے ہو تم۔ ویسے آج بائیک پہ بھی بہت مزا آیا ہو گا تمہیں۔"

اپنے عقب سے آنے والی کھردری آواز پہ ارتضی کے بالوں میں حرکت کرتے ہاتھ تھمے۔ اس نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کیوں اس لہجے میں مخاطب تھی۔

"یہ کس لہجے میں بات کر رہی ہو تم مجھ سے اور کس بابت کر رہی ہو۔"

وہ فوراً سے پہلے سنجیدہ ہوا تھا۔ جو بھی تھا اسے عناب کا انداز نہایت ناگوار گزرا تھا۔

ارے اپنی عیاشی کر کے یاد بھی نہیں رہتا لوگوں کو کس قدر حیرت کی بات ہے نا کیسے وہ شزا تم سے چپک کر" "بیٹھی تھی اس وقت سکون مل رہا تھا کیا اور اگر یہی چیز میں کہ دو تو مجھے تو اسی وقت ٹال دیا جاتا ہے۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ چاہنے کے باوجود وہ اپنا لہجہ بھاری ہونے سے روک نہیں پائی تھی۔ ارتضی نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ہاں بہت مزا آیا یقین کرو اس کے ساتھ بیٹھ کر وہ سکون ملا ہے نا مجھے اور اب تو میں سوچ رہا ہوں کہ اس" سکون کو ساری عمر کیلیے اپنی زندگی میں شامل کر لوں۔ آئندہ مجھ پہ شک کرنے کی کوشش مت کرنا اگر میں

دوستانہ رویہ اختیار رکھتا ہوں مجھے تمہاری کوئی بات بری نہیں لگتی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے کبھی کچھ ناگوار نہیں گزرے گا میں ایسا لہجہ کسی کا بھی برداشت نہیں کرتا کسی کا بھی نہیں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے برفیلے لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں گویا ہوا۔عناب نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس نے کبھی اس سے اونچے لہجے میں بات بھی نہیں کی تھی اور آج۔اس کے حلق میں انسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔وہ بمشکل اثبات میں سر ہلاتے شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈال کر ڈوبتے دل سمیت وہاں سے اگے کی جانب بڑھ گئی۔اسے ارتضی سے اس قسم کے جواب اور رویے کی توقع قطعی نہیں تھی۔ارتضی نے بھی سر جھٹک کر اس کی تقلید کی تھی۔فارس نے طنزیہ نگاہوں سمیت انہیں آگے پیچھے آتا دیکھا تھا۔

"یہ تم دونوں ایک ساتھ آ رہے ہو خیریت ہے اور تم عناب اتنی لیٹ کیوں آئی ہو۔"

بریزہ نے اس کا بیگ تھام کر کرسی میں رکھا اور اسے ساتھ بٹھاتے ہوئے بولی۔عناب نے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"عناب بھابھی اوہ سوری بی بی آپ بتانا پسند کریں گی یا نہیں۔"

فارس جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے والے انداز میں بولا۔ان اپنے ایک کٹیلی نگاہ ارتضی پر ڈالی جو بغور اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

بھابھی تو میں ضرور بنوں گی فارس مگر افسوس تمہاری نہیں کسی اور کی کیونکہ آج میرا ایک رشتہ آیا تھا ماما کو پسند بھی بہت آیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل جلانے والے انداز میں بولتی مریم کے آگے رکھا چپس کا پیکٹ اٹھا کر بے نیازی سے کھانے لگی۔ بوتل پینے میں مصروف فارس کو زوردار قسم کا پھندہ لگا تھا۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ارتضی کی جانب دیکھا اور کھینچ کر اس کی گدی میں ایک تھپڑ مارا تھا۔ ارتضی کا چہرہ عناب کی بات پہ فوراً سے بیشتر پتھریلا ہوا جانتا تھا کہ یہ اسی بات کا بدلہ اتار رہی ہے۔

کردیا ناناراض بھابی کو کیسا بندہ ہے تو ایک ہیوی بائیک نہیں تحفے میں دے سکتا اسے۔ کیا تیری جان سے بڑھ "
" کر ہے ایک بائیک۔

وہ اسے شرم دلانے کی خاطر سر جھٹک کر افسوس کرنے والے انداز میں بولا۔ ارتضی نے بظاہر مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

تو کیسا بندہ ہے جو مریم کو ایک دو ڈھنگ کے کپڑے نہیں گفٹ کر سکتا۔ کیا تیری جان سے بڑھ کر ہے "
" کپڑے۔

ہادی نے مزے سے بولتے فارس کی بات اسی کو لوٹائی تو وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ مریم کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا جن کی بات چاہے جہاں مرضی سے شروع ہو ختم اس کے کپڑوں پہ ہی ہوتی تھی۔

تم اپنی بکواس بند رکھو ارتضی اور عناب معاملہ الگ ہے۔ بریزہ اس بے ہودہ شخص کو سمجھا لو جو شاید تمہارا "
" ہونے والا شوہر ہے ورنہ میں اس کا منہ توڑ دوں گی۔

وہ بگڑے تنفس سمیت جلے بھنے انداز میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارے یم یم اتنا اتاولی کیوں ہو رہی ہو تم حکم کرو یہاں بھی وہی معاملہ کر دیتے ہیں جو ارتضی اور عناب کے درمیان ہے۔"

وہ آنکھیں نچا کر بولتے مریم کا اچھا خاصہ زچ کر گیا۔

"اتنے برے دن نہیں آئے ابھی میری زندگی میں۔"

"اتنا شوخی نا ہو یم یم یہ نا ہو کہ یہ برا سایہ تمہاری زندگی میں ہر جانب سما جائے پھر تو ہر دن برا ہی ہو گا۔"

ارتضی اپنی بے عزتی پہ کڑھ کر بولا۔ مریم نے منہ کے زاویے بگاڑتے اس کی نقل اتاری تھی۔ اس کے برعکس ارتضی کی سنجیدہ نگاہیں اسی دوران پریسہ کے اچانک اشارے پہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

چل عفیفہ ہم گراؤنڈ میں چلتے ہیں موسم انتہائی دلکش ہو رہا ہے واک کرنے میں مزہ آئے گا چلو تم سب "بھی۔"

پریسہ کی مسکراتی آواز پہ ان سب نے گراؤنڈ کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ پریسہ ہی یہ بات جانتی تھی کہ وہ کس دل سے یہاں موجود ہے۔ یہ موسم دیکھ کر ہی ایک عجیب سا گھٹن کا احساس تھا جو اس کے رگ و پے میں سما رہا تھا۔ اس نے حلق تر کرتے آسمان کی جانب نگاہیں دوڑائی۔ اس کا دل اچانک اس قدر بھر آیا کہ شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ کسی الگ تنہا کونے میں بیٹھ کر وہ گھٹنوں میں چہرہ دے کر اپنے دل کا تمام غبار نکال دے۔ ناجانے آج کیوں دل بے چین تھا۔

"ارے صدام میاں کس سے فون میں مصروف ہو ہماری بھابھی تو یہاں ہے۔ کہی کوئی پھنسا تو نہیں لی۔"

فارس اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے بولا۔

"بیوی اگر اتنا وقت مجھ معصوم کیلیے نکال لے تو کیا ہی بات ہے کسی کو بھی فون کرنے کی نوبت نا پیش آئے۔"

وہ جلے کٹے دل سمیت بولا۔فارس کے ساتھ ساتھ ارتضی اور ہادی کا بھی قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"لو جی آج تک کنوارے شودے دیکھے ہیں جو بیوی کو ترستے ہیں مگر آج شادی شدہ شودے کو بھی دیکھ لیا جو بیوی ہونے کے باوجود بیوی کو ترس رہا ہے۔ویسے بھائی میری ہمدردی ہمہ وقت تیرے ساتھ ہے کیونکہ تیرا دکھ ہم سے کئی گناہ ذیادہ بڑا ہے۔خیر کس کا فون تھا۔"

وہ افسوس کرنے والے انداز میں بولتے آخر میں سوالیہ انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

"شہرام کو کال ملائی تھی اتنے عرصے بعد۔نا جانے کیوں دل کیا میرا۔"

اس کا لہجہ بجھا بجھا سا تھا۔پریسہ کے دل کو بے ساختہ دھکا سا لگا۔آنکھوں میں نمی سی جاگی تھی۔دماغ اسے بھول جانا چاہتا تھا اس سے نفرت پہ امادہ تھا اور دل وہ ہمک ہمک کر اس کے بابت جاننے کا خواہش مند ہو رہا تھا۔نا چاہتے ہوئے بھی اس کی ترستی سماعتیں صدام کی جانب مبذول ہوئی تھی۔

"اس نے اٹھائی ہی نہیں نا جانے کہاں غائب ہے ایسا لگتا ہے کبھی کبھی کہ شہرام کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔میں نے اپنے دوست کو کہی کھو دیا ہے۔"

پریسہ نے اس کی بات سنتے عفیفہ کو کھینچ کر اپنے ساتھ گراؤنڈ کی جانب قدم بڑھائے تھے تا کہ چہل قدمی کر سکے۔اب ان میں سے کوئی بینچ پہ بیٹھا تھا تو کوئی نیچے گھاس پہ براجمان تھا۔عفیفہ اور پریسہ ایک دوسرے

All Rights Reserved By Novels Lounge

سے باتوں میں مصروف چہل قدمی کر رہی تھی۔ عفیفہ نے اس کے چہرے کے تاثرات بھانپنے چاہے مگر اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔ وہ چاہ کر بھی اندازہ نہیں لگا پائی کہ اس کے دل میں کیا چل رہا ہے۔ موسم انتہائی حد تک سیاہ ہو رہا تھا۔ دن میں رات کا سماں تھا اور پریسہ کے دل کا موسم اس سے بھی زیادہ خراب ہو رہا تھا۔ اس کا دل بے تحاشہ گھبرا رہا تھا۔ اس نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا جو تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"اوئے میری شیرنی۔"

عفیفہ جو پریسہ کے ساتھ باتوں میں مصروف گراؤنڈ میں چہل قدمی میں مصروف تھی عقب سے آنے والی مانوس سی آواز پہ اس نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے چونک کر اپنی پشت پہ دیکھا جہاں مسکراتے چہرے سمیت صدام کھڑا بغور اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے الجھی نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا جہاں سب اپنے اپنے کاموں میں محو تھے۔ فارس ہمیشہ کی طرح کیمرہ مین بن چکا تھا۔

"یہاں کیا ہونے لگا ہے۔"

مریم نے الجھ کر بریزہ کو ٹہوکا مارتے استسفار کیا تو وہ اس کی بات پہ چڑ گئی۔

"ہاں صدام بھائی نے سب سے پہلے مجھے ہی تو بتایا تھا۔"

وہ کلس کر بولتے ان کی جانب بڑھ گئی تاکہ جو ہونے والا ہے وہ دیکھ سکے۔ صدام محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھتے مضبوط چال چل کر اس کے نزدیک آیا اور دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا ہو گیا۔ پریسہ نے اسے مسکراتا دیکھ مسکراہٹ دبائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ کیا کرنے والے ہیں صدام۔"

عفیفہ بظاہر مسکراتے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ صدام نے اس کی بات پہ ہنستے نرمی سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے گلہ کھنکھاڑا۔اب کی بار اطراف کے سب لوگ ان کی جانب ہی متوجہ ہو چکے تھے۔اتنے لوگوں کی موجودگی میں عفیفہ گھبرا گئی۔

میں پچھلے کئی دنوں سے اور کچھ راتوں سے "

"ایسے الفاظ کھوجنے میں لگا ہوں جو اس سکون کو بیان کر سکے جو مجھے تمہیں دیکھ کر ملتا ہے۔

وہ گھمبیر پر تپش لہجے میں بولتے ساتھ ہی ایک گھٹنے کے بل زمین پہ دوزانوں بیٹھا اور اس کی جانب گلاب کا پھول بڑھایا تھا۔عفیفہ اس کے پر حدت لہجے پہ دم بخود کھڑی اس کی صورت دیکھتی رہ گئی یہاں تک کہ آنکھوں میں نمی تیرنا شروع ہو گئی۔اس غیر متوقع صورتحال پہ اس کے وجود میں لرزا طاری ہو گیا تھا۔

آرام آتا ہے دیدار سے تیرے

مٹ جاتے ہیں سارے غم

ہے یہ دعا کہ تجھے دیکھتے

دیکھتے ہی نکل جائے دم

ارتضی نے بروقت موبائل میں گانا لگاتے ماحول مزید اچھا بنا دیا تھا جہاں تمام لڑکیوں نے زبردست قسم کی ہوٹنگ کی تھی وہی لڑکوں نے کاغذ کے پھول بناتے ان کے اوپر برسانا شروع کر دیے ساتھ ساتھ سب کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

منتظر نگاہیں عفیفہ کے چہرے پہ جمی تھی کہ کب وہ صدام کے ہاتھوں سے وہ پھول تھامے تھی جس کے چہرے پہ ناجانے کیوں ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا معاً عفیفہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہا تھا۔اس نے ذراسی نگاہیں اٹھاتے پریسہ کی جانب دیکھا تو وہ اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔ باقی سب کے چہرے پہ بھی ایسے ہی تاثرات رقم تھے۔عفیفہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یوں اتنے لوگوں کی موجودگی میں سرعام ایسی حرکت کرے گا۔

"عفیفہ کم آن یار۔"

مریم کی آواز پہ وہ سرعت سے ہوش کی دنیا میں لوٹی اور ایک نظر صدام کی جانب دیکھا جو جوں کا توں بیٹھا ہوا تھا۔منتظر نگاہیں اس کے چہرے پہ تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے کپکپاتے ہاتھوں سمیت نرمی سے اس کے ہاتھوں سے وہ پھول تھام لیا۔آنکھوں سے آنسو تواتر بہ رہے تھے۔لبوں پہ نم مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ایکدم پورا گراؤنڈ زبردست قسم کی ہوٹنگ سے گونج اٹھا۔صدام نے سرعت سے اسے اپنے ساتھ لگایا تو عفیفہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔اس نے کسمسا کر اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہا مگر مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔

"صدام چھوڑیں ہم یونی میں ہیں۔"

عفیفہ کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو وہ بھی اپنی بے اختیاری پہ شرمندہ ہوتے سرعت سے اسے چھوڑ گیا تھا مگر اس کے خفت سے سرخ چہرے پہ نظر پڑتے ہی وہ والہانہ انداز میں مسکرایا اور پلکیں جھپکتے بے آواز لبوں کو جنبش دیتے شکریہ کہا تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکرادی تھی۔عافیہ کی باتوں نے اس کے ذہن میں گہرا

All Rights Reserved By Novels Lounge

اثر ڈالا تھا تبھی وہ پریکٹیکل ہوتے اس حد تک سوچ پائی تھی۔ پریسہ نے ان دونوں کی جانب دیکھ دل ہی دل میں اپنی کامیابی پہ مسکراتے شکر ادا کیا تھا اور عافیہ کو مشن سکسیسفل کا میسج لکھتے سینڈ کیا تھا۔

****

وہ جب سے یونی سے لوٹی تھی ایک بار بھی کمرے میں نہیں گئی تھی۔ وہ مسلسل پریسہ کے ساتھ جڑ کر لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں جانے کے خیال سے ہی اس کی حالت غیر ہونے لگتی تھی۔ عافیہ بھی ناجانے کتنی بار اسے کمرے میں جانے کا بول چکی تھی کیونکہ ان دوستوں نے بریزہ اور ہادی کی چھوٹی سی مایوں کی رسم کا اہتمام کیا تھا جس کی بدولت تیاری بھی کرنی تھی مگر عفیفہ تو اپنی جگہ سے ٹس سے مس ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"عفیفہ چلو اٹھو وقت انتہائی کم ہے اور تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی جلدی سے اوپر پہنچو اور تم بھی پریسہ۔"

وہ ان دونوں کو سختی سے ہدایت کرتے دوبارہ افراتفری میں کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ پریسہ مسلسل مسکراتے اس کی کیفیت میں مستقل حظ اٹھا رہی تھی۔

"اب تم نے ہنسنا بند نہیں کیا نا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی کمینی انسان۔"

وہ صوفے سے کشن اٹھا کر اس کی جانب اچھالتے روہانسے لب و لہجے میں بولی تو پریسہ کھل کر ہنس دی۔

جاؤ بھئی سیاں جی کو اپنا دیدار تو کروا دو۔ وہ کیا ہے نا اس وقت کے کوئی دس چکر وہ تمہیں دیکھنے کی خاطر لاؤنج "کے لگا چکے ہیں اب بھائی کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بائیں آنکھ دباتے شرارت بھرے لہجے میں بولی تو وہ شرم سے سرخ پڑتی سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کوئی بیہودہ بکواس کر دیتی۔اس نے خود میں ہمت متجمع کرتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔دل انتہائی تیزی سے دھڑک رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی یک گونہ سکون سا اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا کیونکہ صدام کمرے میں کہی بھی نہیں تھا۔وہ خود میں پرانی خود سر عفیفہ کو اجاگر کرتے مضبوط قدم اٹھاتے اندر داخل ہوئی تھی۔

"حوصلہ کر عفیفہ تو تو ایسے ڈر رہی ہے جیسے وہ تجھے کھا آاا۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولتی اپنے ماتھے پہ ہاتھ مار گئی معاً اپنی کمر کے گرد کسی کی سر سراتی انگلیاں محسوس کر اس کے لبوں سے ایک مدھم سی چیخ نکلی تھی۔اس نے نچلا لب دانتوں تلے دباتے آنکھوں کو سختی سے میچ لیا۔

"بڑی دیر کر دی مہربان آتے آتے۔پورے تین گھنٹوں سے تمہارا منتظر ہوں۔اپنے عاشق کو اتنا تڑپانا نہیں چاہیے کیونکہ تڑپ جتنی بڑھتی ہے شدت بھی اتنی بڑھ جاتی ہے۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا تو عفیفہ کا پور پور سنسنا اٹھا۔صدام نے اس کا رخ اپنی جانب کرتے اس کی گردن کے گرد دونوں بازو حمائل کیے اور بغور اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا جو اب اپنی انگلیوں کو مسل رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"صدام مت کریں نا پلیز۔"

وہ دل ہی دل میں دانت پیستے ہوئے بظاہر مسکرا کر بولی۔اب اسے پیچھے تھوڑی ناپڑوانا تھا تبھی مسکرانا ضروری سمجھا۔

"میں نے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں بیگم۔"

اس کے لہجے میں نا جانے کیا تھا کہ عفیفہ کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا کیونکہ اب وہ شرارت سے لب دانتوں میں دبائے بغور اس کے اڑے اڑے تاثرات کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں پھر۔"

اس نے مضبوط بننا چاہا تا کہ وہ اس کی کمزوری سے فائدہ نا اٹھائے۔صدام نے ستائشی انداز میں اس کی پیشانی پہ پڑتے بلوں کا ملاحظہ کیا۔

تم تو اسی سے گھبرا گئی ڈرپوک انسان۔ابھی تو محبت کے نا جانے کتنے امتحان باقی ہے جان صدام جنہیں تمہیں" سر کرنا ہے۔حوصلے بلند کروا اپنے کیونکہ میرے ارادے بہت بلند ہیں۔"

وہ اس کے گال پہ شدت بھرا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا اور اس کا وہی گال سہلاتے گھمبیر لہجے میں معنی خیزی سے گویا ہوا۔س کے لہجے پہ عفیفہ کی لامبی پلکیں کپکپاتے سرخ عارض پہ جھک گئی۔وہ ہولے سے اس کی کنپٹی پہ اپنے لمس کا احساس جگاتے پیچھے ہٹا اور وارڈروب کی جانب بڑھ گیا تا کہ وہ تسلی سے تیار ہو سکے۔اپنا کرتا نکالتے وہ ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی عفیفہ نے حلق میں پھنسی سانس

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہی خارج کی اور سرعت سے اپنا پستہ رنگ کا فراک نکالا ان سب نے ایک جیسا پیروں کو چھوتا فراک بنوایا تھا بس رنگ مختلف تھے۔عفیفہ کا فراک پستہ رنگ کا تھا جس کے بس بازوؤں پہ بھی کام تھا باقی پورا فراک نہایت خوبصورتی سے ہلکا پھلکا ڈیزائن کیا گیا تھا۔فراک پہنتے ہی اس نے عجلت میں میک اپ کرنا چاہا مگر نگاہ اپنے وجود پہ موجود فراک پہ جم کر رہ گئی کیونکہ وہ انتہائی خوبصورت دکھ رہا تھا۔صدام کا خیال آتے ہی اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کرنے کو ترجیح دی تھی۔

تقریباً بیس منٹ بعد وہ جوں ہی فریش ہوتے باہر نکلا عفیفہ کا کانوں میں جھمکہ پہنتا ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔میک اپ تو وہ کر چکی تھی بس جیولری پہننا باقی تھا۔صدام نے بغور اس کا جائزہ لیا جو پیروں کو چھوتے فراک پہنے جس کے ساتھ اس نے گردن میں لائٹ سا لاکٹ اور کانوں میں بڑے بڑے جھمکے پہننے کو ترجیح دی تھی۔وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ اس کے لبوں پہ لگی گہری سرخ رنگ کی لپ سٹک پہ جم کر رہ گئی۔عفیفہ اس کی نگاہوں کا ارتکاز اپنے چہرے پہ محسوس کرتے سٹپٹا کر رہ گئی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی کلائیوں میں چوڑیاں بھر بھر پہنتی صدام نے مضبوط قدم اس کی جانب بڑھاتے اس کی مومی کلائی کو اپنی گرفت میں لیا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جواب ڈریسنگ کے دوسرے دراز سے دو نہایت خوبصورت کنگن نکالتے اس کی کلائی کی زینت بنا رہا تھا۔عفیفہ کے لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔اس کی والہانہ نگاہیں مسلسل اپنے چہرے پہ محسوس کرتے وہ عجیب سے احساس سے دوچار تھی تبھی اس سے اپنی کلائی چھڑواتے باہر جانا چاہا مگر صدام نے اسے نزدیک کرتے اس کی ناک سے ناک سہلائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہماری شادی کے بعد پہلی بار تم یوں سجی سنوری ہو جو مجھے کسی عنایت سے کم محسوس نہیں ہو رہا عفیفہ۔ کم از کم سراہنے کا موقع تو دو۔ مجھے تمہیں محسوس کرنے دو آج بس اتنی سی تمنا ہے۔ دیکھو میرے اظہار محبت کے بعد سے کس قدر نکھر گئی ہو۔ اگر گزرتے وقت کے ساتھ ایسے ہی نکھرتی رہی تو مجھے دیوانہ ہونے میں دو ہفتے بھی نہیں لگنے۔ دیکھو ذرا سکن کیسے گلو کر رہی ہے۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو اپنے انگلیوں سے سہلاتے جزبات سے بوجھل لہجے میں گویا ہوا ساتھ ہی اس کی پیشانی پہ اپنا پر شدت لمس چھوڑا تھا۔ عفیفہ کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ اس نے ایک جھٹکے میں اسے پیچھے کیا۔

"پیچھے ہٹیں صدام ہائی لائٹر لگایا ہے میں نے ہاتھ لگا لگا کر سارا گلو یہی پہ پورا کر دیں آپ۔"

وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھتے تنک کر بولی۔ اس کی بات پہ صدام کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا مطلب اس کے اظہار کا کیا وہ کسی کھاتے میں نہیں آتا تھا کیا۔ عفیفہ نے گھبرا کر ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا۔ اس کی یہ حرکت صدام کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی جس کے دونوں گال انتہائی لال ہو رہے تھے۔

"جب یہ میک اپ اتاروں گی نا تو اندر سے اصل والا گلو نکلے گا کیونکہ مرد کی ذرا سی توجہ ملتے ہی عورت نکھر جاتی ہے تو یہ تو پھر محبت ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے اسی دراز میں دوبارہ ہاتھ ڈالا اور وہاں سے سرخ رنگ کی مخملی ڈبیا نکالتے اس میں سے ایک ڈائمنڈ رنگ نکالی تھی۔ عفیفہ نے سرعت سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"کیا ہو گیا ہے صدام بس یہ کافی ہے آپ کیوں اتنا زیادہ کر رہے ہیں۔ بس یہ کنگن ٹھیک تھے رنگ بہت مہنگی۔"

"ارے یہ کنگن تو تمہاری منہ دکھائی تھی جو میں نے تمہیں دی نہیں تھی اور یہ رنگ میری محبت کیلیے ایک چھوٹا سا تحفہ قبول کیجیے اور یقین کریں محترمہ اپنے باپ کے پیسوں کا نہیں بلکہ اپنی کمائی میں سے لایا ہوں کیونکہ اب میں کوئی طعنہ افورڈ نہیں کر سکتا۔"

وہ دبے دبے لہجے میں جتانے والے انداز میں بولا۔ عفیفہ جانتی تھی اسے اس نے پہلی رات کا حوالہ دیا تھا۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی کھل کر ہنس دی تھی۔ صدام نے نرمی سے اس کے ہاتھ کی پشت سہلاتے اس پہ اپنا لمس چھوڑا تو یکلخت اس کے گالوں پہ گلال سا بکھر گیا۔ صدام بے خودی کی کیفیت میں اس کے چہرے کو تکنے گیا۔

"اب آپ کہیں گے آپ کی بدولت یہ گال لال ہوئے ہیں تو پہلے ہی آپ کی اطلاع کیلیے عرض ہے کہ میں نے بلش آن لگایا ہے تاکہ آپ کسی غلط فہمی کا شکار نا ہو۔"

وہ آئینے کی جانب رخ پھیرتی سکراہٹ دبا کر بولی تو صدام نے جھنجھلا کر ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ عفیفہ اس کا ناراض چہرہ دیکھ مدھم سا ہنس دی اور اس کی اسی کھنکتی ہنسی نے صدام کی سماعتوں میں

All Rights Reserved By Novels Lounge

جلترنگ بجائی تھی۔وہ جو اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کر رہا تھا وہی ٹھہر گیا مگر پھر اس سے ناراضگی کا خیال کرتے اس نے اپنا کام دوبارہ جاری کیا تھا۔

"اچھا اچھا سوری میں مذاق کر رہی تھی۔"

وہ دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے سرینڈر کر گئی۔صدام نے نرم سی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی اور خود پہ پرفیوم چھڑکتے وہی اس پہ بھی چھڑکا تھا۔

"میرے چہرے پہ آتا جاتا ہر رنگ صرف آپ کی بدولت ہے۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں اس بات کا اعتراف کرتی اسے دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"یہ بات تم نا بھی بتاتی تو مجھے اچھے سے ازبر ہے۔"

وہ اس کی پیشانی پہ ہولے سے چپت لگاتے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔عفیفہ اس کی بات پہ دلکشی سے مسکرا دی تھی۔وقت کا خیال کرتے صدام نے اسے لیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

****

"میرے خیال میں اب ہمیں نکلنا چاہیے۔میں گاڑی نکالتا ہوں عفیفہ تم پری کو لے کر آ جانا۔"

صدام نرمی سے انہیں بولتے عافیہ اور عادل سے ملتے باہر پورچ کی جانب بڑھ گیا۔عفیفہ نے اس کی بات پہ اثبات میں سر ہلاتے پریسہ کے کمرے کی راہ لی تھی۔

"تم ابھی تک تیار۔ارے واہ پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جو بے دھڑک اس کے کمرے میں داخل ہو رہی تھی اس کی تیاری دیکھ جہاں کی تہاں رہ گئی جو ماتھے پہ ٹیکا سیٹ کرنے کی تگ ودو میں تھی۔اس کی آواز پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کہاں تیاری ہو گئی یہ دیکھو تقریباً آدھے گھنٹے سے اسی کے ساتھ سر کھپائی جاری ہے مگر مجال ہے جو یہ لگ جائے۔بال خراب ہونے لگ گئے ہیں اب میرے۔اتنا تو مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ شادی پہ جاتے ہوئے ایک چیز تو اس کی تیاری میں دماغ خراب کرتی ہیں۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی۔عفیفہ نے نرمی سے اسے سٹول پہ بٹھاتے خود ہی اس کے ہاتھ سے ٹیکا تھاما تھا۔

"ویسے تم کیوں اتنا دمک رہی ہوں اوہ اب میں سمجھی۔"

پریسہ کی یکلخت نگاہ اس کے چہرے کی جانب اٹھی تبھی چہک کر بولتے بولتے تھمی۔عفیفہ نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"کسی بھی قسم کی فضول بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے پری ورنہ میں تمہارے یہ دانت توڑ دوں گی۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو پریسہ اس کی بات پہ خاموشی اختیار کرتے کھل کر ہنس ری تھی۔کچھ ہی دیر میں عفیفہ تھوڑی بہت جدوجہد کے بعد اسے ٹیکا لگانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

"ویسے میں کبھی سوچتی ہوں ابھی تو بریزہ کی مہندی کیلیے میں نے تمہارے ماتھے پہ یہ ٹیکا لگایا ہے۔کبھی اپنی مہندی پہ بھی تم ایسے ہی مجھ سے تیار ہو گی کتنا مزہ آئے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی عفیفہ کی باقی بات اس کے لبوں پہ ہی دم توڑ گئی کیونکہ اس کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ پریسہ نے بمشکل مسکراتے سر جھٹکا اور کھسہ پیروں میں اڑستے اسے ساتھ لیے نیچے کی جانب بڑھ گئی۔ عفیفہ نے اس کی پشت کو تکتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

عادل سب کس قدر اچھا ہو گیا ہے ہمارے بچے آپس میں اپنی لڑائیوں کو سلجھا چکے ہیں اب گھر گھر لگ رہا "ہے۔ میں نے بہت مان سے عفیفہ کو سمجھایا تھا اور شکر ہے اس نے میرا مان رکھ لیا ہے۔"

وہ تشکرانہ انداز میں گویا ہوئی تو عادل بھی ان کی بات پہ مسکرا دیے۔ اسی دوران ان کی نگاہ زینے اترتی پریسہ کی جانب اٹھی جو سی گرین رنگ کے پیروں کو چھوتے فراک میں انتہائی دلکش لگ رہی تھی۔ بالوں کو سٹریٹ کرتے درمیانی مانگ نکالی ہوئی تھی۔ کانوں پہ بڑے بڑے جھمکے اور ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ عافیہ کی نگاہیں نا جانے کیوں اسے دیکھ کر بھیگی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے عافیہ اب پری کو دیکھ کر رونے کا مقصد۔"

وہ پری کو اپنی جانب ہی آتا دیکھ عافیہ کو ڈپٹنے والے انداز میں بولے۔ انہوں نے بھیگی نگاہوں سمیت ان کی جانب دیکھا۔

عادل اس کا نام پری ہے نا تو پھر اس کے نصیب کیوں پریوں والے نہیں ہیں۔ میں کب اپنی پری کو ایسے ہی "دلہن بنا دیکھوں گی۔"

وہ آزردگی سے بولتے انہیں تاسف سے نفی میں سر ہلانے پہ مجبور کر گئی۔

آپ جانتی ہیں عافیہ اس نے ہم سے وقت مانگا ہے میری بیٹی اگر ابھی شادی جیسے بندھن میں نہیں بندھنا" چاہتی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ویسے بھی اس کی عمر ہی کیا ہے ابھی اکیس بائیس سال ذرا سا بڑھنے سے "اسے اپنے پیروں پہ کچھ کرنے دیں ان شااللہ اس ذات نے اس کے حق میں بھی کچھ بہترین لکھا ہو گا۔

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولے تو وہ چہرہ جھکاتے ہولے سے مسکا دی تھی۔پریسہ آتے ساتھ ہی ان کے گلے لگی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

پرنسز کو بھی بھلا کوئی حسین کہ کر تعریف کرتا ہے بیگم وہ تو ہوتی ہی حسین ہے۔میری گڑیا بھی انہی میں" "سے ایک ہے۔

عادل عافیہ کی بات پہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت سے گویا ہوئے اور ساتھ ہی پاس کھڑی عفیفہ کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرا تھا جو پر سکون سی انہیں دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"چلو اب جاؤ باہر وہ انتظار کر رہا ہے ابھی ہارن پہ ہارن دے گا غصے سے۔"

عافیہ انہیں آنے والے وقت سے آگاہ کرتے ہوئے بولی تو وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی تقلید میں تیز قدموں سے چلتی پورچ کی جانب بڑھ گئی۔ان دونوں کے بیٹھتے ہی صدام نے سنجیدگی سے گاڑی ہادی کے گھر کی جانب بڑھائی تھی کیونکہ تقریب کا اہتمام وہی کیا گیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھائی اپنی بیوی کو دیکھنا بند کریں اور گاڑی ڈھنگ سے چلائیں کیونکہ مجھے ابھی مرنے کا کوئی شوق نہیں "ہے۔"

پریسہ صدام کی جانب دیکھ دل جلانے والے انداز میں بولی جو بارہا بار عفیفہ کو دیکھ چکا تھا اور اس کی یہ حرکت پریسہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی تبھی مسکراہٹ دبا کر بولی۔ عفیفہ اس کی غیر متوقع بات پہ مسکراہٹ دباتے ونڈ سکرین کے پار دیکھنے لگی۔

"وہ جو ایک نند ہوتی ہے نا چھڈے باز جو لڑائیاں ڈلواتی ہے اپنے بھائی بھابھی میں وہ تم ہو پری۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا تو پریسہ کا منہ اس کی گوہر افشانی پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ عفیفہ کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔

ایک منٹ ایک منٹ اسے کچھ مت کہیں۔ لگام آپ کی اپنی نگاہوں کو نہیں ہے اور الزام آپ کسی اور کو "دے رہے ہیں۔"

عفیفہ کی غیر متوقع بات پہ اب کی بار جھٹکا لگنے کی باری صدام کی تھی مطلب وہ اپنے شوہر کی بجائے اپنی نند کی طرفداری کرنے کو ترجیح دے رہی تھی۔

ناجانے یہ کونسی قسم کی بھابھی ہے جو اپنی نند کے فعل سے خوش ہے میں نے ہمیشہ سب کو ناخوش ہی دیکھا "ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام کی بات پہ گاڑی کی فضا میں ان دونوں کا قہقہہ گونجا تھا۔ صدام نے خشمگین نگاہوں سمیت ان دونوں کی جانب دیکھا۔

"نند نہیں دوست کہیں بھائی۔"

پریسہ نے بے ساختہ اس کی تصیح کی تو وہ ناراضگی سے گاڑی کا گئیر بدل گیا۔ عفیفہ اور اس نے ایک دوسرے کو دیکھ سرعت سے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

****

"اتنا گھبرا کیوں رہی ہو بریزہ۔"

مریم اسے بار بار انگلیاں مسلتا دیکھ تلملاتے ہوئے بولی جس کی بدولت اسے ناجانے کتنی بار اس کا میک اپ کرتے ہوئے دقت پیش آئی تھی۔

دلہن ہوں میں مجھے اپنے گھر میں سجنا چاہیے تھا مگر یہاں ہادی کے گھر لانے کا کیا جواز تھا یہ سمجھ نہیں آرہا میں "پرسکون بھی نہیں ہوں ذرا بھی۔"

وہ جلے کٹے لہجے میں بولتی ان سب کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"ہاں ہنس لو تم سب بھی۔ میری حالت کا اندازہ تم لوگوں کو ہو ہی سکتا۔ مر جاؤ تم سب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سر جھٹک کر بولتی آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ گہرا سانس بھر کر رہ گئی اور آنکھیں موندتے دل ہی دل میں خود کو تسلی دینے لگی۔اب یہاں آ تو گئی تھی اسی لیے ہمت بھی اسے ہی کرنی تھی حالانکہ یہ ایریا اس کے گھر کے بلکل بیک سائیڈ پہ تھا جس کیلیے گھر کا دوسرا دروازہ لگتا تھا۔یہاں چاہ کر بھی کوئی نہیں آسکتا تھا مگر پھر بھی ایک خوف لاحق تھا اس کے دل میں۔کچھ ہی دیر میں پریسہ اور عفیفہ بھی پہنچ چکی تھی اور اب وہ سب مل کر بریزہ کو تیار کرنے میں مصروف تھی۔

"یار یہاں سے چبھ رہا ہے۔یہاں سے بھی لگ رہا ہے۔عفیفہ چوڑیاں تو آرام سے پہنا۔بالوں میں پن سکون سے لگاؤ کہ دماغ میں گھساؤ گی عناب۔"

"بکواس بند کرو تم اپنی۔موٹی تیار بھی ہو رہی ہے مگر ہزار نقص بھی ساتھ ساتھ نکل رہے ہیں زبان بند رکھنا اب اپنی۔"

مریم اسے جھاڑ پلاتے ہوئے بولی تو وہ مسکینیت سے ہنس دی تھی۔اگلے پندرہ منٹ میں وہ سب مل کر اسے تیار کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی کیونکہ مہندی کے لحاظ سے بلکل ہلکی پھلکی تیاری کرنی تھی۔پریسہ نے اس کی کلائی میں آخری چوری پہناتے تفصیل سے اس کا جائزہ لیا اور پیلے اور جامنی رنگ کا لہنگے ساتھ بالوں کو دونوں جانب سے کرل کیے ہلکے پھلکے میک میں انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔اس نے بے ساختہ اس کا گال چوم ڈالا۔

"فٹ بال بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہنستے ہوئے بولی تو بریزہ نے دھیمی سی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔کس قدر خوش تھی وہ چہرہ ایک الوہی سی چمک سے دمک رہا تھا۔ہاں من پسند شخص مل جانے کی خوشی ہی الگ ہوتی ہے۔اس نے دل ہی دل میں اس کا چہرہ دیکھ ماشااللہ اور خود ایک جانب ہو گئی۔وہ چاہ کر بھی ایک منٹ سے زیادہ اسے دیکھ نا پائی تھی۔

کتنے قسمت والے ہوتے ہیں نا جنہیں ان کی محبتیں مل جاتی ہیں تم جانتی ہو میں کبھی کبھی خود کو بد قسمت "کہاں کرتی تھی مگر آج مجھ سے بڑا خوشقسمت کوئی نہیں ہو گا کیونکہ مجھے وہ مل گیا ہے جس کی مجھے چاہ تھی۔"

وہ تشکر بھرے لہجے میں بولتے ان سب مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔پریسہ نے گہرا سانس بھرتے بمشکل اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلا تھا۔اس کا دل آج نا جانے کیوں بے حد اداس تھا مگر وہ اس اداسی کا سبب جاننے سے قاصر تھی۔معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان سب نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں صائمہ کھڑی ہوئی تھی۔آئینے میں ان کے عکس کو دیکھ نا جانے کیوں بریزہ کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی تھی مگر ان کے ساتھ ہی اپنے بابا کو دیکھ اس کا سانس بحال ہوا تھا۔

"بیٹا ہمیں کچھ وقت ملے گا اپنی بیٹی کے ساتھ۔"

"جی جی انکل تھوڑا کیوں آپ کا ہی وقت ہے اور بیٹی بھی آپ کی ہے جتنا مرضی وقت بیتائیں۔"

عناب انہیں شاہانہ انداز میں اجازت دیتے ہوئے بولی تو سب نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں اور مہندی پھر بریزہ کی جگہ تمہاری کر دیتے ہیں۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ اس پہ طنز کرنے والے انداز میں بولی تو وہ کھسیا گئی۔ان سب نے خاموشی سے باہر جانے کو ہی عافیت جانی تھی۔ان کے جاتے ہی وہ مضبوط چال چلتے اس کے نزدیک آئے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بابا آپ سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ بے چینی سے گویا ہوئی۔انہوں نے اس کا سر اپنے سینے سے لگاتے اس کا ماتھا چوما تھا۔

سب ٹھیک ہے بس آپ کی ماما آپ سے ملنا چاہتی تھی۔"

"مجھ سے۔

وہ بے یقینی کی کیفیت میں انگلی خود پہ رکھتے ہوئے بولی تو صائمہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔ان کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ اس کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری تھی۔

"اوہ رونا بلکل بھی نہیں اتنا خاص دن ہے میری بیٹی کا رونا نہیں بلکل بھی۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو ہولے سے تھپتھپاتے ہوئے بولے تو وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔کچھ ہی دیر میں وہ صائمہ کو ایک نظر دیکھ وہاں سے نکلتے چلے گئے۔بریزہ نے گہرا سانس بھرتے ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ ایک درد سا تھا۔وہ خود میں ہمت مجتمع کرتے چھوٹت چھوٹے قدم اٹھاتی ان کے نزدیک آئی اور ان کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔

"ماما۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہونے کی دیر تھی کہ صائمہ اپنا ضبط ہارتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ بریزہ نے مشکل سے ہی خود پہ قابو پایا تھا۔

"مت کہو مجھے ماما میں اتنے پاک رشتے میں بندھنے کے لائق نہیں ہوں بریزہ۔ میں بہت بری ہوں بہت زیادہ۔ میں نے ناجانے کیوں کس زعم میں آکر ساری زندگی تم سے اکھڑی اکھڑی رہی۔ تمہیں وہ محبت وہ مان بیٹی والا کچھ نا دے پائی جان بوجھ کر ایک ایک چیز کیلیے تمہیں ترساتی تھی۔ مجھے معاف کر دو میں نہیں چاہتی کہ تم اپنی نئی زندگی کی شروات میرے لیے دل میں کسی قسم کا بغض رکھ کر کرو۔ کوئی غلط بات دل میں لاؤ میں نہیں چاہتی۔"

وہ نم لہجے میں بولی تو بریزہ نے مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"ماما اگر آج آپ یہاں نا بھی آتی تو میں نے آپ کے بارے میں کبھی کچھ ایسا ویسا نہیں سوچا آپ میری ماں ہیں اور بیٹیاں اپنے ماں باپ کے بارے میں کبھی کچھ غلط نہیں سوچتی۔ میں بھی انہی بیٹیوں میں سے ہو مجھے خوشی پتہ ہے کس بات کی ہے کہ آپ میرے اتنے خاص دن میں میرے ساتھ اتنا اچھا برتاؤ کر رہی ہیں وہ محبت جس کیلیے میں ترستی رہی وہ مجھے آج مل جائے گی۔ مجھے آپ کا ساتھ مل گیا ہے۔ میں بے حد خوش ہوں ماما۔"

وہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولی تو صائمہ نے نرمی سے اس کی پیشانی چومی اور اسے لیتے واپس ڈریسنگ کی جانب بڑھی تھی۔ اسے سٹول پہ بٹھاتے انہوں نے اپنا بیگ وہاں رکھا اور اس میں کچھ تلاش کرنے لگی۔ بریزہ نا سمجھی سے ان کی حرکات کا ملاحظہ کر رہی تھی۔ چند ساعتوں بعد انہوں نے بیگ میں سے ایک ڈائمنڈ کا پینڈنٹ

All Rights Reserved By Novels Lounge

نکالتے اس کے گلے کی زینت بنایا تھا۔ بریزہ ساکت بیٹھی آئینے میں نظر آنے والا ان کا عکس دیکھ رہی تھی جن کے چہرے پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔ اگلے ہی لمحے اپنے ہاتھوں پہ ان کا لمس محسوس کرتے اس کی نگاہیں اس جانب گھومی تھی جہاں وہ اس کی کلائیوں میں کنگن پہنا رہی تھی۔

"ماما یہ تو آپ کے۔"

توکیا ہوا ماؤں کی چیزیں بیٹیوں کی ہی تو ہوتی ہے اب یہ تاعمر میری یاد کی طرح تمہارے ساتھ رہیں گی"

"بریزہ۔

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ بریزہ ان کی بات پہ ان کے سینے پہ سر رکھتے کھل کر ہنس دی تھی۔ اسے آج اپنا آپ ہواؤں میں اڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ آج اسے ہادی کے ساتھ ساتھ اس کی ماں بھی واپس مل گئی تھی جس کیلیے جتنا بھی شکر کیا جاتا کم تھا۔

****

"سجنا ہے مجھے سجنا کیلیے۔ سجنا ہے مجھے سجنا کیلیے۔"

ان سب کی نگاہیں بیک وقت فارس کی جانب اٹھی جو برش کی مدد سے اپنے بالوں کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ گنگنانے میں بھی مصروف تھا۔ ارتضی نے کھینچ کر اس کی کمر پہ ایک جھانپڑ رسید کیا تھا۔

"ابے چپ کر یہ لڑکیوں کا گانا ہے۔ کچھ لڑکوں والا گانا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولا۔ موبائل میں مصروف صدام نے ان سب کو دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا اور دوبارہ اپنے موبائل پہ جھک گیا۔

"اوہ ہاں سوری۔ میں ابھی گاتا ہوں۔ تینوں لے کے میں جاواں گا دل دے کے میں جاواں گا۔"

وہ گاتے گاتے ساتھ اپنے ڈانس کا فن بھی دکھانا شروع ہو چکا تھا۔ ان سب نے بیچارگی سے اس کی جانب دیکھا جو ایسے اچھل رہا تھا جیسے ہادی کی نہیں بلکہ اس کی شادی ہو۔

"واؤ ڈانس تو تم اچھا کرتے ہو نو ڈاؤٹ۔"

عاشر نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور اپنی چوڑی کلائی میں گھڑی باندھی تھی۔ فارس نے سر کو خم کرتے اس کے تبصرے کو کسی اعزاز کی مانند قبول کیا۔

"وہ کیا ہے نا بھائی میں ناچتا بھی بہت اچھا ہوں اور نچواتا بھی بہت اچھا ہوں۔ بس کبھی غرور نہیں کیا۔"

وہ فرضی کالر جھاڑتے گردن اکڑا کر بولا۔ معاً ان سب کی بیک وقت نگاہ ہادی کی جانب اٹھی جو صوفے سے پشت ٹکائے سکون سے سو رہا تھا۔ ان سب نے بے یقینی کی کیفیت میں ایک دوسرے کی جانب دیکھا مطلب جسکی شادی ہے وہ کس قدر سکون سے سو رہا تھا۔

"ہادی۔"

صدام نے آگے بڑھتے اس کا گال تھپتھپایا تو وہ جیسے ایک دم ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اور مندی مندی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہو گئے تم سب تیار۔ چلو اب میں بھی ہو جاتا ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے پاگل تیری ہی مہندی ہے نا آج پہلے کیوں نہیں تیار ہوا۔"

"پاگل جو ٹھہرا۔

تجھے نہیں پتہ صدام شروع سے ہی بونگا ہے۔"

"اس کا بس چلے تو مہندی کی رسم کرنے کسی اور کو بٹھا دے اور خود اپنی نیند پوری کر لے۔

صدام نے باقاعدہ اس کی عقل پہ ماتم کیا وہی ان سب کی ج جلی آوازیں سنتے اس نے بمشکل اپنے جبڑے بھینچے اور سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھتے باقاعدہ پھٹ ہی پڑا۔

بکواس بند رکھو تم سب۔ یہ خبیث انسان یہ دونوں میرے کمرے میں ڈیرہ ڈال کر ایسے بیٹھے ہیں جیسے گھر والوں نے بے دخل کر دیا ہوا نہیں ان کے گھر سے۔ دولہا میں ہوں کب سے ایک ہی بات بھونک رہا ہوں مگر نہیں کوئی بال بنا رہا ہے کوئی خراٹے لے رہا ہے کوئی نہار رہا ہے اور ادھر میں ہی بس نلوں کی طرح بیٹھا ہوا ہوں تا کہ کوئی میری بھی سن لے لیکن نا جانے کس طرح کے لوگ ہیں دولہے کو گولی مار کر خود ایسے سج رہے ہیں "جیسے آج انہیں کوئی پسند کرنے آ رہا ہے۔

وہ جھنجھلاتے ہوئے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا جو اسے باتیں سنا رہا ہے سب کا سر پھاڑ ڈالے۔ اس کی بات ختم ہوتے ہی فارس اور ارتضی نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ان کو چھوڑو تم بتاؤ کیا سنانا تھا تم نے انہیں۔"

صدام نے نرمی سے اسے مخاطب کیا جواب میں اس نے اپنی شلوار اس کے آگے کر دی تھی۔

"اس میں ناڑا نہیں ہے نکل گیا ہے وہ ڈالنا ہے۔"

اس کی غیر متوقع بات پہ ایک لمحے کیلیے ان سب نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے ان سب کے فلک شگاف قہقہے اسے خجل کر گئے۔اس نے خجالت سے سرخ پڑتے ان کی جانب دیکھا تو صدام اس کے ہاتھ سے چیزیں لیتے مسکراہٹ دبا کر اس کا کام سرانجام دے رہا تھا البتہ وہ دونوں ابھی بھی مسکرا رہے تھے۔تقریباً اگلے بیس منٹ میں ہادی بھی مکمل طور پہ تیار ان کے سامنے کھڑا تھا۔

"یار تو کیا ہے اتنا تیار ہو کر بھی کسی گٹر کا کیڑا لگتا ہے۔"

فارس کی بات پہ جہاں سب کے قہقہے چھوٹے وہی ہادی نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آج تو کم از کم بخش دو مجھے شادی ہے میری۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے منہ بسور کر بولا۔

ہاں کل کو تو کہے گا کہ آج تو کچھ مت کہو شادی کا پہلا دن ہے میرا پھر دوسرا اور پھر ایک دن تو کہے گا آج تو کچھ "

"مت کہو میں باپ بننے والا ہوں۔

ارتضی بے شرمی کی تمام حدیں پھلانگتے ہوئے بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولا تو سب ڈھیٹوں کی طرح قہقہے لگا کر ہنس دیے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"صاجزادے صاحب میرے خیال میں آپکی شادی ہے۔"

اسی دوران راحیل کمرے میں داخل ہوئے اوران سب کو ہنستا دیکھ سپاٹ لب ولہجے میں گویا ہوئے۔ہادی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جی ڈیڈ الحمداللہ میری ہی شادی ہے۔"

وہ سر کو خم دیتے ہوئے بولا تو راحیل نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو نیچے اتریں یا پھر آپ کی جگہ پہ میں بیٹھ جاؤں تیل لگوانے۔"

ان کے طنزیہ لب ولہجے پہ وہ خفت سے سرخ پڑتے سر کھجا گیا۔فارس نے چہرہ جھکاتے بڑی دقت سے مسکراہٹ ضبط کی۔

اور تم سب دوست ہونااس کے نیچے اتر کر کیٹرینگ کاکام دیکھ لو کسی کو کسی چیز کی ضرورت ناہو مگر نہیں نمبر" ون ویلے ہیں یہ لڑکے مجھے لگتا تھا جیسے صرف میں ہی اپنی اولاد سے تنگ ہوں مگر نہیں یہاں سب کے ماں باپ تم سب سے تنگ ہیں۔"

وہ فارس اور ارتضی کو ڈھیٹوں کی طرح ہنستا دیکھ تنک کر بولے تو ان کی مسکراہٹ ایک لمحے میں سمٹی تھی۔اب کی بار ہنسنے کی باری ہادی کی تھی۔کچھ ہی دیر میں وہ سب نکلتے نیچے کی جانب بڑھ گئے جہاں چھوٹی سی مہندی کی رسم کا اہتمام کیا گیا تھا۔ایک کونے پہ خوبصورت سا سٹیج بنایا گیا تھا جس کے چاروں اطراف میں

All Rights Reserved By Novels Lounge

مہندی کی مناسبت کے لحاظ سے رنگ برنگے پردے لٹک رہے تھے چاروں اطراف میں لگے برقی قمقمے انتہائی دلکش منظر پیش کررہے تھے۔ایک جانب لگا ڈی.جی جو لمحہ بہ لمحہ گانے تبدیل کرنے میں مصروف تھا۔

"بھائی ذرا یہ کرسی تو یہاں لگادیں۔"

فارس جو چنری کو گردن میں ڈالتے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ چونک کر پیچھے مڑا اور کرسی رکھنے میں اس کی مدد کی تھی۔

"ہادی بھائی کیٹرنگ والا بھائی دیکھا ہے نا جانے کہاں ہیں دکھ ہی نہیں رہا۔"

وقار کی جھنجلاتی آواز پہ اس کے لبوں پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ بکھری تھی۔اس نے ایک نظر فارس کی جانب دیکھا جس کی پشت دوسری جانب تھی۔

وہ دیکھ وہ اس لڑکی کی کرسی جو لگا رہا ہے وہ ہے جا ایک کھینچ کر لگائی میری طرف سے۔کام ڈھنگ سے ہی "نہیں ہوتا ان سب سے۔ایسے لوگ ہیں یہ۔

ہادی کی بات پہ وہ مٹھیوں کو بھینچتے اس کی جانب بڑھا اور کھینچ کر اس کی کمر پہ ایک مکہ مارا تھا۔

"تجھ سے کوئی کام ڈھنگ سے نہیں ہوتا ہزار بار تجھے بلایا ہے سنتا ہی نہیں ہے۔اوہ کیٹرنگ والے بھائی سن۔"

اگلے ہی لمحے غضب ناک فارس کا چہرہ اپنی جانب مڑتا دیکھ اس کی آواز حلق میں کہی دب گئی اس نے سختی سے لبوں پہ ہاتھ جماتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"فف۔فارس بھائی آپ۔مم۔میں نے کچھ نہیں کیا وہ ہادی بھائی۔کہاں گئے یہ سب۔"

وہ ہلکاتے لہجے میں بولتے مڑا مگر وہاں سے سب کو غائب دیکھ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

اے ڈبل بیٹری ایک ماری ناتو نے مجھے اب تو مجھ سے دو کھائے گا۔بھائی ہوں میں تیرا کوئی کیٹرنگ والا"

"نہیں۔

وہ اس کے سر پہ ایک چماٹ مارتے جھنجھلاتے ہوئے بولا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔کچھ ہی دوری پہ وہ سب اسے ایک جانب بیٹھے ہوئے دکھائی دیے تھے۔وہ بھی ان کی جانب بڑھ گیا۔

"لڑکیوں کو تاڑ رہے ہو نا تم سب۔ویسے ہمارا کینگ کہاں ہے وہ نہیں دکھ رہا۔"

فارس ان سب کی جانب دیکھتے مشکوک لہجے میں بولتے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گیا۔عاشر نے اس کی بات پہ مسکراتے سر جھٹکا تھا۔

یہاں لڑکیاں دکھ رہی ہیں تمہیں جنہیں ہم تاڑیں گے بندے نے پونڈی کرنی ہوتی ہے نا وہ یہاں نہیں کرتا"

"بلکہ یونی بہترین جگہ ہے۔

ارتضی بوتل پیتے ہوئے بولا۔ان سب نے کہی نا کہی اس کی بات کی تائید کی تھی۔

"کس قسم کے انسان ہو تم لوگ اپنی اپنی بیویوں کو کیا منہ دکھاؤ گے۔"

صدام نے شادی شدہ ہونے کی حیثیت سے انہیں لتاڑنا ضروری سمجھا۔فارس نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"جو منہ تو دکھا رہا ہے ہم بھی دکھالیں گے۔تیری والی برداشت کر رہی ہے نا ہماری والی بھی کرلے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس نے ہنستے ہوئے اس کی ٹھیک ٹھاک کر دی۔ صدام کے مسکراتے لب وہی سمٹے تھے وہی ان سب کے قہقہے چھوٹ پڑے۔

"صدام تو اب شادی شدہ ہے۔اس کی ہونے والی ہے اور ارتجی کا کہی نا کہی ہمیں علم ہے ہی تم لکھ کر دو مجھے کہ تمہیں کبھی کسی لڑکی نے اپنی جانب مائل نہیں کیا۔"

عاشر ان سب سے فراغت حاصل کرتے فارس کی جانب متوجہ ہوا جو سکون سے بوتل سے انصاف کرنے میں مصروف تھا۔اس نے چونک کر چپس کھانے سے ہاتھ روکتے اس کی جانب دیکھا اور ایکدم قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"کیا پوری جامعہ میں کسی کی شکل ایسی ہے کہ میں کسی کی جانب مائل ہو سکوں ہاں البتہ میرے پہ لاکھوں لڑکیاں فدا ہیں۔"

وہ فرضی کالر جھاڑتے گردن اکڑا کر بولا۔ارتضی نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو چھوڑنے میں سر فہرست تھا۔

"ہاں اور وہ لاکھوں لڑکیاں ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئی۔وہ کیا ہے نا اس کی شکل ہی ایسی ہے وہ ڈر کر واپس اوپر بھاگ گئی ہیں۔یہ کیا کسی کی جانب مائل ہو گا کوئی اسے ہی منہ نہیں لگاتی۔"

اس کے جلے کٹے لہجے پہ فارس نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو عاشر سمیت سب کھل کر ہنس دیے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

یار بی سیر یس سچ سچ بتاؤ۔ان دونوں کا تو اندازہ ہو گیا صدام کا تو ہمیں علم ہے ہی تم بتاؤ اب ہم تمہیں سننا "

چاہتے ہیں کہ تم کس قسم کے لونڈے ہو۔"

عاشر فارس کی جانب دیکھتے جتانے والے انداز میں بولا تو سب کی نگاہیں اب گھوم کر اس کے اوپر جمی تھی۔سب کہی نا کہی اس کے جواب کے منتظر تھے۔

"میں اور لڑکیاں۔میں بہت سخت قسم کا لونڈا ہوں یار۔"

وہ بولتے بولتے دھیما سا ہنسا معاً اپنے نزدیک سے آنے والی قدموں اور مدھم سی کھنکتی آواز پہ اس کی آنکھیں بے خودی کی کیفیت میں دائیں جانب گھومی تھی جہاں ایک لڑکی شرارے کے ساتھ گھٹنوں کو چھوتی قمیض پہنے جھکی ہوئی کسی بچے سے مخاطب تھی جس کی وجہ اس کے گھٹنوں کو چھوتے گھنے سیاہ بال آگے کی جانب لڑھک آئے تھے اور وہ اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھا۔وہ یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہا تھا معاً وہ اپنی بات مکمل کرتے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھی تھی اور بادلوں کی اوٹ سے نکلتا چہرہ دیکھ اگلے ہی لمحے فارس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔آنکھوں میں بے تحاشہ بے یقینی در آئی۔اس کے برعکس باقی سب کی نگاہیں اس کے کھلے منہ اور پھٹی پھٹی آنکھوں پہ جمی تھی۔

"مگر یہاں میں پگھل گیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے کھوئے کھوئے لہجے میں ڈھے جانے والے انداز میں بولا۔ان سب کی حالت اس کی بات پہ ایسی تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کیونکہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں مریم تھی۔وہ کھوئے کھوئے انداز میں وہاں سے اٹھا اور اس کی جانب بڑھا تھا۔

"اوئے یم یم۔"

مریم جو مسکرا کر عناب سے کوئی بات کر رہی تھی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اس نے چونک کر پیچھے دیکھا مگر وہاں کھڑے فارس کو دیکھ وہ پورے دل سے مسکرائی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔"

وہ اس کی نگاہوں کے ارتکاز سے گھبراتے ہوئے بولی۔ارتضی نے عقب سے ہی آتے اس کی گدی پہ ایک جھانپڑ رسید کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

"میں دیکھ رہا تھا کہ۔"

اس نے دلفریبی سے بولتے ایکدم سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔مریم نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتے آنکھیں گھمائی تھی۔جانتی تھی کہ وہ اسے دیکھ کر فلیٹ ہو چکا ہے تبھی تو زبان ساتھ نہیں دے رہی۔

"کیا دیکھ رہے تھے جلدی بولو نا وقت کی بہت کمی ہے میرے پاس۔"

وہ اسے ہنوز خود کو تکتا دیکھ جھنجھلاتے ہوئے بولی۔

"کہ تمہارے پاس پھٹے ہوئے کپڑوں کا سٹاک ختم ہو گیا کیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی غیر متوقع بات پہ جہاں وہ ارتضی اور عناب کے ساتھ قہقہہ لگا کر ہنس دیا وہی مریم نے آنکھوں کو سختی سے میچتے کھولا تھا۔

"فارس تم فرصت نکال کر بھاڑ میں کیوں نہیں چلے جاتے۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی تن فن کرتے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔عناب نے اس کے تعاقب میں جانا چاہا مگر ایک جگہ نگاہ پڑتے وہ بری طرح ٹھٹھکی تھی۔اس نے چونک کر ارتضی کا جائزہ لیا۔ہاتھوں میں بینڈز گلے میں چین اور شرٹ کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے۔مطلب وہ واپس اپنے پرانے حلیے میں لوٹ رہا تھا۔وہ غصے سے جبڑے بھینچ کر رہ گئی۔اس کی نگاہیں خود پہ ارتضی نے صاف محسوس کی تھی تبھی اپنی آستین کو بھی کہنیوں تک فولڈ کر لیا۔عناب نے ایک چبھتی نگاہ اس پہ ڈالی جس کی انگلیوں میں سیگریٹ بھی موجود تھا۔

"زہر لگتے ہیں مجھے سیگریٹ والے لوگ۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے جتا گئی تھی۔ارتضی نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"اٹس ناٹ مائین پرابلم مس کیونکہ اب میں کسی کو اچھا لگنے کیلیے سیگریٹ نہیں چھوڑ سکتا۔"

وہ اس کی جانب جھکتے پراسرار سی سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔عناب نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس میں اسے پرانے ارتضی کی جھلک صاف محسوس ہوئی تھی ہٹ دھرم اور غنڈے ارتضی کی۔

"آئی ہیٹ یو ارتضی یو نو واٹ آئی رئیلی ہیٹ یو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے بھیگے لہجے میں بولی۔ارتضی نے انگلی کی مدد سے اپنی گردن میں لپٹی چین کو گھمایا تھا۔جانتا تھا کہ اسے ان سب چیزوں سے کس قدر نفرت ہے مگر پھر بھی اس کا دل جلا رہا تھا۔

اظہار محبت سے قبل اظہار نفرت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کیا ہے نا محبت کی شدت دس گناہ مزید بڑھ جاتی ہے"

"اور مجھ جیسے پاگل اور شدت پسند شخص سے تم کسی بھی قسم کی توقع رکھ سکتی ہو۔

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے شکنجے میں لیتے اس کی ہتھیلی کھولتے ایک جھٹکے سے اپنی گردن میں لپٹی وہ چین اتارتے اس کی ہتھیلی پہ رکھ گیا تھا۔عناب حق دق کھڑی اپنی ہتھیلی پہ اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کر رہی تھی جواب اپنے کرتے کے بٹن بند کرتے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

آئندہ کبھی بھی کسی بے جان چیز کی خاطر مجھ سے نفرت کا اظہار مت کرنا عناب ورنہ خمیازہ تمہیں ہی بھگتنا"

"پڑے گا۔

وہ سرد مہری سے بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔عناب نے سختی سے مٹھی کو بھینچتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا اور بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھی تھی کیونکہ اب بریزہ کو رسم کرنے کی خاطر باہر لانا تھا۔

****

سٹیج پہ بیٹھے ہادی کی نگاہ اچانک ہی کسی سوچ کے تحت زینوں کی جانب اٹھی تو وہی جمی رہ گئی۔ان سب کے گھیرے میں آتی بریزہ کو دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اسی دوران فارس نے آنکھوں کے اشارے سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

ڈی جے کو کوئی اشارہ کیا تھا۔ بریزہ اس دوران سٹیج کے بلکل سامنے پہنچ چکی تھی۔ اس کے دونوں اطراف پہ عفیفہ اور مریم اس کا لہنگا دونوں ہاتھوں میں تھامے کھڑی تھی۔ اگلے ہی لمحے کھنکتی ہوئی آواز پہ عاشر کی نگاہ جیسے پریسہ پہ اٹھتے ساکت ہوئی تھی جو عناب کے ساتھ ہنستے آگے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر چل رہی تھی۔ وہ چلتے چلتے جوں ہی بریزہ کے آگے آکر کھڑی ہوئی ان سب نے حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھا جواب ہادی کے آگے ہتھیلی پھیلائے کھڑی تھی۔ ہادی نے الجھی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"پتیسہ بیٹا پریاں پیسے مانگتے ہوئے اچھی نہیں لگتی۔"

فارس نے اس دھیان اس جانب سے ہٹانا چاہا۔

میں نے تمہیں مخاطب کیا نہیں نا تو درمیان میں کیوں بول کر اپنی بے عزتی کروانا چاہتے ہو۔ عزت سے رہنا" "چاہتے ہو تو خاموش رہو کیونکہ ہم ہادی سے مخاطب ہیں۔

پریسہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے اس کے منہ کو قفل لگا گئی۔

"کیا چاہیے بھئی یہ ہاتھ تو مجھے پھیلانا تھا بریزہ کی جانب تم کیوں ہاتھ پھیلا کر آ گئی ہو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

"کیونکہ پہلے تم ہمیں ہمارا نیگ دو گے اس کے بعد ہم تمہیں تمہاری دلہن۔ اب بتاؤ شادی کی جلدی ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب انکھیں پٹپٹا کر گویا ہوئی۔ہادی نے روہانسا ہوتے اپنے دوستوں کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ کر شانے اچکا رہے تھے۔

"چلو ہادی اب دے دو نیگ انہیں۔شادی کی بھی تمہیں ہی جلدی تھی نا اب دو کھل کر نیگ۔"

صدام بھنویں اچکاتے ہوئے مزے سے بولا۔ہادی نے انہیں نیگ دے کر جوں ہی فارغ کیا۔اگلے ہی لمحے اس نے دلکشی سے مسکراتے بریزہ کی جانب ہاتھ پھیلایا تھا جسے بریزہ نے سرعت سے تھام لیا۔اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ ہادی نے صاف محسوس کی تھی۔اگلے ہی لمحے ماحول پہ چھائے فسوں کو ایکدم سے اونچی آواز میں بجنے والے گانے نے توڑا تھا۔ہادی اور بریزہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

پھولوں کا تاروں کا سب کا کہنا ہے۔

ایک ہزاروں میں میری بہنا ہے۔

ساری عمر ہمیں سنگ رہنا ہے۔

ایک ہزاروں میں میری بہنا ہے۔

ہادی نے تڑپ کر بریزہ کا ہاتھ چھوڑا وہی ان سب کے فلک شگاف قہقہے فضا میں گونج اٹھے۔

"کس قسم کا بے ہودہ انسان ہے یہ ڈی جے رشتہ بنا نہیں اور وہ پہلے ہی خراب کرنے پہ تلا ہوا ہے۔اللہ کرے اس کا رشتہ اس کی اس کزن سے ہو جسے یہ اپنی بہن مانتا ہو کمینہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا ہوا بولا۔فارس کے اشارے پہ ڈی جے نے ہنستے ہوئے گانا تبدیل کیا تھا۔ہادی نے گانا لگتے ہی سرعت سے دوبارہ اس کا ہاتھ تھاما تو وہ شرمندہ سی ہو گئی۔کچھ ہی دیر میں انہیں سٹیج پہ بٹھاتے مہندی کی رسم کا آغاز ہوا تھا۔

"ویسے میرے خیال میں مجھے ابھی بھی سوچ لینا چاہیے۔"

وہ بریزہ کی جانب جھکتے دلکشی سے گویا ہوا۔بریزہ نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"کس کے متعلق۔"

وہ اطراف میں نگاہ دوڑاتے دھیمے لہجے میں بولی۔

"رخصتی کے متعلق۔"

اس کی بات پہ بریزہ نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ہادی سر کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"یہ منہ اور مسور کی دال۔"

وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولی کیونکہ ایسا بھلا کہاں ممکن تھا۔

"اب ایسے گھورو تو مت ہونے والا شوہر ہوں میں تمہارا۔"

اس کی بات پہ بریزہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔ہادی بھی اس کی مسکراہٹ پہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

ہر چہرے میں آتا ہے نظر ایک ہی چہرہ

لگتا ہے کوئی میری نظر باندھے ہوئے ہے

وہ اس کی جانب جھکتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔ بریزہ کے چہرے پہ گلال سا بکھر گیا تھا۔اس کے پلکوں کی کپکپاہٹ ہادی کی نگاہوں سے مخفی نا رہ سکی۔

ویسے ایک بات کہوں بلکل فٹ بال لگ رہی ہو اور جب میری باتوں پہ سرخ پڑتی ہو تو سرخ رنگ کی فٹ" "بال لگتی ہو بلکل گول مٹول سی۔

اچانک وہ قہقہہ لگاتے ہوئے مزے سے بولا تو آس پاس کھڑے لوگ ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔اس کے قہقھے کو وہی بریک لگی البتہ بریزہ کی حالت ایسی تھی کہ اس کا منہ توڑ دے۔سب سے پہلے سب بڑوں نے رسمیں کی تھی۔ان سب کے بعد سب سے پہلے صدام اور عفیفہ سٹیج کی جانب بڑھے۔

"صدام۔"

عفیفہ کی پکار پہ بھی وہ اسے نظرانداز کرتے سٹیج کی جانب بڑھ گیا۔وہ جان گئی تھی کہ وہ ناراض کس بات پہ ہے۔

ان دونوں کو تیل لگاتے ہی ہادی نے ہاتھ ابٹن سے بھرا اور اگلے ہی لمحے صدام کے گالوں پہ مل دیا تھا۔

"یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔"

وہ اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیتے ہوئے گرجا۔

"میں نے کہا کوئی حسرت نا رہ جائے تیری شادی اب ہمارے سامنے ہی ہے کہ کیسے ہوئی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے دوسرے گال پہ بھی ابٹن لگاتے ہوئے بولا۔ پریسہ جو صدام کے موبائل پہ عافیہ سے بات کرنے میں مصروف تھی اس نے مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ فون رکھتے ہی اس سے پہلے کہ وہ واپس سٹیج کی جانب بڑھتی اپنی جانب آتی نازیہ کو دیکھ وہی رکی تھی جو مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کیسے لگ رہے ہیں دونوں۔"

وہ سٹیج کی جانب دیکھتے سوالیہ انداز میں اس سے مخاطب ہوئی۔

"بہت اچھے لگ رہے ہیں آنٹی نوڈاؤٹ۔"

اس نے کھلے دل سے ان دونوں کی تعریف کی تھی۔ نازیہ نے تمسخرانہ انداز میں ان کی جانب دیکھا۔

"اور اگر یہی بریزہ کی جگہ تم ہوتی تو بلکل اچھا نہیں لگتا۔"

ان کی بات پہ پریسہ کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس کے وجود سے جیسے کسی نے جان نکال دی تھی۔

"آنٹی آپ ایسے کیوں بول رہی ہیں۔"

وہ ڈوبتے دل سمیت بولی۔ یہ بات وہ ہی جانتی تھی کہ وہ یہاں ان کے پاس کیسے کھڑی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیونکہ تم مجھے پسند نہیں ہو اسی لیے بس مزید کوئی بات نہیں ہے۔ میرے لیے تو یہ سوچ ہی سوہان روح ہے" کہ میں تمہیں بریزہ کی جگہ سوچوں۔ بھئی خاندان میں ایک عزت ہوتی ہے وہ چلی جاتی کیونکہ تمہارا اور ہادی کو "کوئی جوڑ ہی نہیں تھا۔

وہ جتانے والے لہجے میں گویا ہوئی۔ پریسہ نے ان کی بات پہ بمشکل مسکراتے ان کی جانب دیکھا۔

آنٹی میں سمجھ نہیں پا رہی آپ میری ذات کو نشانہ بنا رہی ہیں یا میری ذات میں موجود کمی کو۔ میں نے ہمیشہ" آپ کی عزت کی ہے پلیز وہ باتیں مت کریں جس سے میری دل آزاری ہو کیونکہ آپ سراسر وہی سب "کر رہی ہیں۔

وہ بھیگے لہجے میں بولتی وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔ اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود موبائل بجا تھا۔ اس نے چونک کر دیکھا تو وہ صدام کا موبائل تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کی جانب بڑھتی فون ایک بار پھر سے آیا تھا۔ وہ وہاں کے شور سے گھبراتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے ایک ہاتھ میں فراک تھاما ہوا تھا جس کی بدولت اس کا سارا دھیان اپنے فراک کی جانب ہی تھا۔ باہر پہنچتے ہی ایک ٹھنڈی ہوا کا تروتازہ جھونکا اس سے ٹکراتے اسے جھرجھری لینے پہ مجبور کر گیا۔ باہر ہو رہی بارش کو دیکھ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بگڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ واپس اندر کی جانب بھاگتی فون ایک بار پھر سے بجا تھا اور نمبر بھی کوئی ان نون تھا۔ اس نے بنا کسی دیری کے فون اٹھاتے کان سے لگایا تا کہ مقابل کو اطلاع دے سکے۔

"ہاں بولو صدام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی دوسری جانب سے آنے والی آواز پہ اسے اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔وہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھی اگر ساتھ ہی پلر نا ہوتا تو وہ ضرور زمین بوس ہو جاتی۔اس کے لب کچھ کہنے کو کپکپائے تھے۔

بول بھی دو اب۔ناراض مت ہو کم از کم ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا چھوٹا سا تو موبائل اس میں ہی چکنا چور ہو گیا اب "
"پہلی فرصت میں تمہیں کال کی ہے۔

پریسہ ساکت وجامد کھڑی اس کی آواز سن رہی تھی بلکل وہی آواز جس کی وہ دیوانی تھی۔وہی لہجہ جو اس کا صدام کے ساتھ ہوتا تھا تو اس سے اسے اس قدر نفرت کیوں تھی۔وہ سوچ کر رہ گئی۔اس کا شدت سے جی چاہا کہ تمام ضبط ہارتے پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔زندگی ایک بار پھر اس کا زخم یوں تازہ کرے گی اسے اندازہ نہیں تھا۔

مت ہو ناراض مجھ سے ویسے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے ساری دنیا روٹھ گئی ہے کم از کم تم تو میرا ساتھ مت "
"چھوڑو۔

اس کا تھکا تھکا لہجہ سن پریسہ کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔اس نے تڑپ کر اس کی بات سنی۔اپنے چہرے پہ ہاتھ لگانے سے اسے اندازہ ہوا کہ اس کا چہرہ تو بلکل آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ناچاہتے ہوئے بھی اس کی ایک سسکی نکلی تھی جو کہ دوسری جانب موجود شہرام کی سماعتوں سے مخفی نا رہ سکی۔اس نے سرعت سے فون کان سے ہٹاتے نمبر کا جائزہ لیا تو وہ صدام کا بھی تھا تو پھر فون پہ موجود لڑکی کی آواز۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کک۔کون سن رہاہے۔"

شہرام کی سنجیدہ آواز پریسہ کی سماعتوں میں گونجی تو وہ سختی سے آنکھوں کو میچ گئی۔آنکھوں تواتر گالوں پہ بہ رہے تھے۔کچھ نازیہ کی باتوں کااثر تو کچھ اس کی آواز سارا غم ایک ہی بار میں ریلے کی صورت میں بہہ نکلا تھا۔

"جسے آپ کو سننے کا بہت شوق تھا۔"

وہ بمشکل اپنی سسکی دباتے ہوئے بھرائے لہجے میں بولی۔اس کی آواز سن شہرام کا پورا وجود جیسے کسی نے آگ کی بھٹی میں انڈیل دیا تھا۔اس کے ہاتھ بے ساختہ کپکپائے تھے۔

"کاش میں آپ کو یہ کہ سکتی کہ آپ ایسے ہی بولتے رہیں مجھے آپ کو سننا بہت اچھا لگتا ہے شہرام خان۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتی آخر میں اذیت سے ہنسی تھی۔شہرام نے دومنٹ خاموش رہتے صرف اس کی خاموشی کا سنا تھااور ایک پرسکون سا سانس خارج کیا۔

"اور کاش میں آپ کو یہ کہ سکتا کہ مجھے تو آپ کی خاموشی سے بھی عشق ہے۔

وہ بولا ضرور تھا مگر دل میں کیونکہ اسے بول کر وہ اسے کسی بھی قسم کا امید کا سرا نہیں تھمانا چاہتا تھا تبھی خاموشی سے کال کاٹ گیا۔ٹوں ٹوں کی آواز کے ساتھ ہی اس کا دل بھی بری طرح کرچی کرچی ہوا تھا۔وہ وہی گرنے والے انداز میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔اس کی آواز ابھی تک اس کی بے تاب سماعتوں میں گردش کر رہی تھی۔معاًوہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بارش برسنے کی آواز

All Rights Reserved By Novels Lounge

سن تیز قدموں سے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی جہاں بارش تیزی سے برس رہی تھی۔اس کا پوراوجود ہچکولے کھارہا تھا۔

"نفرت ہے مجھے تم سے بہت زیادہ نفرت۔اتنی ہی محبت تھی مجھے تم سے پھر کیوں تم نے ہی اسے مجھ سے چھین لیا۔بارش میں بیٹھ کر میں تمہارے سامنے گڑگڑائی تھی مگر اس پسندیدہ موسم میں ہی مجھ سے میرا پسندیدہ شخص بچھڑ گیا تھا۔تم محبت کی بات کرتے ہو مجھے تو اس کی نفرت کی بھی کوئی وجہ نہیں ملی۔نفرت ہے مجھے۔آئی ہیٹ یو۔"

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی۔دومنٹ کا سکوت ماحول پہ چھایا رہا معاً قدموں کی چاپ پہ اس نے ذرا سی گردن ترچھی کرتے دائیں جانب دیکھا جہاں عاشر دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑستے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔پریسہ نے سہولت سے آنسو صاف کرتے گہرا سانس بھرا۔کافی دیر ان دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی تھی۔

"اس بارش کے موسم میں ہی مجھ سے میرے ماں باپ چھینے گئے تھے میری چھوٹی بہن بھی۔گھومنے گئے تھے وہ سب مگر مسلسل بارش کی بدولت ان کے ساتھ حادثہ پیش آیا اور وہ جان کی بازی ہار گئے تو کیا میں اس سے نفرت کروں کیا میں بھی اسے الزام دوں کہ اس کی بدولت میرے گھر والے مجھے تنہا کر گئے۔دے دوں الزام میں بھی۔"

وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے بولا تو پریسہ نے ترحم بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ابھی بھی ایک نرم سی مسکراہٹ تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ایسی ترحم بھری نگاہوں سے مت دیکھو۔اچھا نہیں لگتا مجھے صاف بات ہے۔اس سے بہتر تو تمہاری نفرت بھری نگاہیں ہی ہیں بس کبھی مجھ پہ رحم مت کھانا۔"

اس کی بات پہ وہ نگاہیں چرا گئی۔عاشر نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"میں تم سے نفرت نہیں کرتی ہوں۔"

وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے بھاری لہجے میں بولی۔وہ کیسے کسی دوسرے شخص کو اس احساس سے روشناس کرواسکتی تھی جس سے وہ خود گزر رہی تھی وہ بھی تو کسی کی فضول کی نفرت سہتی آرہی تھی۔وہ کیوں کسی کو تکلیف دیتی تبھی اس کی تصحیح کر بیٹھی۔

"تو پھر اس موسم سے کیوں۔یہ تو قدرت کا اس قدر حسین نظارہ ہے۔"

اس کے برجستہ سوال پہ پریسہ کے لبوں پہ ایک بھولی بھسری مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔آنکھوں میں نمی چہرے پہ شکستگی عاشر کو وہ بلکل ٹوٹی بکھری لگی تھی جسے جتنا جوڑنا چاہو وہ اتنا ہی بکھرتی جائے۔

"قدرت کے انہی حسین نظاروں میں،میں ایک اپنے دل کے انتہائی قریب دلکش نظارے سے محروم ہوئی تھی بس اس کے بعد سے اب کوئی نظارہ حسین نہیں لگتا۔یہ بھی نہیں جس جس چیز سے محبت تھی مجھے اب وہ گھٹن میں مبتلا کرتی ہیں۔"

وہ نم لہجے میں آرزدگی سموئے بولی۔عاشر نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب گلہ کھنکھارتے اپنی آنکھوں کو ہولے سے صاف کررہی تھی۔معاًوہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی مگر اس کی مسکراہٹ نے اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

کی آنکھوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔وہ جانے کیلیے خاموشی سے واپس مڑی پھر کچھ یاد آنے پہ اس کی جانب پلٹی تھی۔

میں تم سے چاہ کر بھی نفرت نہیں کر سکتی کیونکہ میں کسی کو وہ درد نہیں دینا چاہتی جو درد پوری زندگی کیلیے مجھ "
"سے لپٹ گیا ہے اور میرے لیے ناسور بنتا جا رہا ہے۔بہت تکلیف دہ ہے یہ بہت زیادہ۔

وہ ویران لہجے میں بولتے مدھم سا مسکراتی لڑکھڑاتے قدموں سمیت اندر کی جانب بڑھ گئی۔عاشر نے ناسمجھی سے اس کی پشت کو تکا جواب ایک بار پھر اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔نا جانے وہ کس متعلق بات کر رہی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا مگر نا جانے کیوں اسکی بات سے دل پہ پڑا بوجھ ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔اس کے لبوں پہ ایک ہلکی پھلکی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

****

"بھائی یہ لیں آپ کا موبائل۔"

اس نے باتوں میں مصروف صدام کی جانب موبائل بڑھایا تو اس نے ناسمجھی سے اس کی سرخ پڑتی آنکھوں میں دیکھا اور ان سب سے معذرت کرتے اس کے گرد بازو کا حصار قائم کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے اور آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا بولا۔اس کے لبوں سے ایک سسکی نکلی تھی۔عفیفہ جو دور کھڑی بے چینی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی تیز قدموں سے چلتے ان کی جانب آئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ پریسہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی جواباً وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ان دونوں نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"بس ایسے ہی دل بھاری ہو گیا تھا۔"

وہ خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے بولی۔ان دونوں نے آپس میں خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔

"پریشان مت ہو آپ دونوں میں بلکل ٹھیک ہوں میں ابھی آئی۔"

وہ مسکرا کر انہیں تسلی دیتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے جاتے ہی عفیفہ نے بھی بے چینی سے اس کی تقلید میں جانا چاہا مگر صدام نے بروقت اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے قدم پیچھے کی جانب بڑھائے تھے۔

"کیا کر رہے ہیں آپ صدام۔"

وہ اس کے بازو میں چٹکی بھرتے ہوئے بولی۔

خاموش رہو تم ابھی پریسہ کے پیچھے بھاگی بھاگی جا رہی تھی اور میں جو نا جانے کب سے ناراض ہوں اس کا کیا"

"وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔

وہ تلملاتے ہوئے بولا تو عفیفہ نے مشکلوں سے مسکراہٹ ضبط کی۔صدام نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا اب بتائیں کیوں لائے ہیں یہاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولی تو صدام نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔عفیفہ کو ناجانے کیوں اپنے اطراف میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔صدام مضبوط قدم اٹھاتے اس کی جانب بڑھا اور اس کے دونوں اطراف دیوار پہ ہاتھ جمائے تھے۔عفیفہ نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جو نرمی سے اب اسکے جھمکے کو چھیڑ رہا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے اپنے ہاتھ میں موجود ابٹن اس کے گال پہ لگایا تو عفیفہ کا منہ اس کی حرکت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"صدام میرا میک اپ۔"

وہ صدماتی کیفیت میں گویا ہوئی جواباً اس نے اس کے مزید نزدیک ہوتے اس کے گال سے اپنا گال سہلایا تھا۔عفیفہ کا پور پور اس کے لمس پہ سلگ اٹھا۔اسی طرح دوسرے گال پہ بھی یہی عمل دہرانے کے بعد اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو حیا سے جھکی چلی جا رہی تھی۔اس نے ٹھوڑی سے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تو نگاہیں سیدھا اس کی ناراض نگاہوں سے جا ٹکرائی۔

"یہ کیا تھا صدام۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"یہ ہماری مہندی کی رسم تھی اپنی نا سہی کسی دوسرے کی تقریب میں ہی اپنا فنکشن انجوائے کر لو۔اسی طرح کے دن تم بلکل بارات کی دلہن کی طرح سرخ رنگ کا لباس زیب تن کرو گی اور پھر میں تمہیں کسی نئی نویلی دلہن کی طرح اپنے رنگ میں رنگ دوں گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی ناک سے ناک رگڑتے پر تپش گھمبیر لب و لہجے میں بولتے اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔ اس کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔ صدام نے اس کے سرخ عارض کو تکتے اس کی پیشانی کو اپنے پر حدت لمس سے روشناس کرایا تھا۔ عفیفہ دھڑکتے دل سمیت اس کا حصار توڑتے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔ صدام بالوں میں ہاتھ پھیرتے دلکشی سے مسکرا دیا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے جوں ہی واپس اندر آیا تو اندر کی حالت دیکھ وہ جھرجھری لے کر رہ گیا اور ہزار بار شکر ادا کیا کہ اس کی مہندی کی رسم نہیں ہوئی کیونکہ انہوں نے ہادی کو بری طرح ابٹن میں نہلا دیا تھا۔

چل اب اس کی دو تین انتہائی گندے پوز بنوا کر فوٹو شاٹ کرتا کہ اسے ٹیگ کر کے پوسٹ بھی تو کر سکے ہیش "ٹیگ بندر کی مہندی۔

فارس ارتضی کو اشارہ کرتے ہوئے بولا اور پیچھے سے جاتے اس کے دونوں بازوؤں کو قابو کیا تھا جو بری طرح ان کی گرفت میں مچل رہا تھا۔

ٹیرا یہ عشق میرا فتور تو جو بھی کہے بن جاؤں میں

چھایا ہے یوں تیرا سرور جس رنگ کہے رنگ جاؤں میں۔

چلو و یہ ایک ہمارا ڈی جے ادھر ہم اس کو نہلا رہے ہیں ابٹن میں ایک وہ سوتی روح نا جانے کس کے رنگ "میں رنگ رہا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس ڈی جے کی کلیکشن پہ تبصرہ کرتے ہوئے جلے دل سمیت بولا تو سب کھل کر ہنس دیے تھے۔ سٹیج سے نیچے صوفوں کے درمیان میز پہ کھانا رکھا ہوا تھا اور لڑکیاں اب آرام دہ ماحول میں کھانے لطف اٹھانے میں مصروف تھی۔

"اوئے عفیفہ یہ تیرے گال پہ۔"

اس سے پہلے کہ عناب چونک کر اس کی جانب دیکھتے اپنی بات مکمل کرتی بریزہ نے اس کے ہاتھ میں چٹکی بھرتے عناب کو آنکھیں دکھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتے بوتل کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔ ان سب نے اس کی حالت دیکھ قہقہہ ضبط کیا جس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔ وہ صدام کی جانب دیکھتے دانت کچکچا کر رہ گئی جو اسے دیکھتے اب دائیں آنکھ دبا رہا تھا۔ ان سب کو کھانا کھاتا دیکھ وہ سب بھی اب وہی آن ٹپکے تھے۔

قسم سے بول بول کر بھوک مزید بڑھ گئی ہے چلو یم یم ہاتھ ذرا تیزی سے چلاؤ اور ایک پلیٹ میں ذرا بھر کر" فرنی ڈال دو ایک میں پانچ چھ گلاب جامن رکھ دو ایک میں چاول کے ساتھ پالک ڈال دو اور بھی کچھ رہ گیا ہے تو "وہ بھی ڈال دینا۔

وہ مریم کو حکم دینے والے انداز میں بولا تو اس کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ فارس نے بھنویں اچکاتے اس کی جانب دیکھا جو بالوں کو جوڑے میں لپیٹ چکی تھی۔

"یہ سب کھائے گا کون۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانت پیستے ہوئے تلملا کر بولی۔

"آفکورس فارس شیخ یم یم اور یہ تم نے بال کیوں باندھ لیے اچھا بھلا صفائی ہو رہی تھی زمین کی۔"

وہ اس کی باتوں پہ سختی سے مٹھیوں کو بھینچ گئی۔ایک یہ آدمی اسے غصہ دلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ابھی بھی اس کی فرمائشیں ذور و شور سے جاری تھی۔

"ویسے میں نے سنا تھا کہ کسی کے گھر جا کر شیخ کھانا بہت ذور و شور سے ہے آج دیکھ بھی لیا۔"

مریم اس پہ طنز کرنے سے باز نا آئی۔فارس نے الجھن بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"شیخ اگر کھاتا ذور و شور سے ہے تو کھلاتا بھی ذور و شور سے ہی ہے آنا میری شادی پہ آگ لگا دوں گا۔"

وہ تفاخر بھرے لہجے میں بولتے سکون سے کھانے کی جانب اپنی توجہ مبزول کرا گیا۔سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔ایکدم نا جانے کس سوچ کے تحت عناب کی نگاہیں ارتضی کی جانب اٹھی تو وہ مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

کمینہ گھورتا ایسے ہیں جیسے مجھے اپنے نام لکھوایا ہو سونے پہ سہاگہ مجال ہے کہ نظر ملتے ہی نگاہوں کا رخ بدل لے ڈھیٹ انسان۔

وہ ہولے سے بڑبڑاتے کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی کیونکہ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس قدر شدت پسند انسان ہے جسے کچھ بھی کہنا اپنے ہی سر پہ اینٹ مارنے کے برابر ہے۔ارتضی اس کی حرکت پہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔جانتا تھا دل ہی دل میں اس کی زات پہ ہی تبصرے ہو رہے ہونگے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

****

"تم انہی سب سوچوں کے زیر اثر خود کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو شہرام۔آنکھ کے نیچے دیکھو کس قدر گہرا زخم ہے ناجانے بھرتا بھی ہے یا نہیں۔"

وہ اس کے چہرے کا معائنہ کرتے ہوئے تاسف سے بولا۔شہرام نے اس کی بات پہ تھکی تھکی سی سانس خارج کی تھی۔واقدار کی طبیعت خراب ہونے کی بدولت اسے بلکل بھی اس بابت نہیں بتایا تھا ورنہ وہ اسی بات کو سر پہ حاوی کر لیتے تبھی نوفیل وقتاً فوقتاً اسے آکر دیکھ جاتا ہے۔پر خہ بھی اس گزری رات میں ایک دو دفعہ آچکی تھی مگر پھر نوفیل اسے واپس لے جاتا اب پھر وہ اپنے کام سے ہوتے تنہا ہی اس سے ملنے آگیا تھا تبھی اسے جتانا نا بھولا۔

"میں کچھ نہیں سوچ رہا ہوں اب میں پر سکون ہو نوفیل تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو نوفیل اس کی بات پہ تمسخر سے ہنسا تھا۔

"جو تمہارے دل میں ہے ناوہ فلحال تمہارے چہرے پہ صاف دکھ رہا ہے مگر شاید تم بے حس ہو چکے ہو خیر اب ام چلتا ہے کسی بھی چیز کی ضرورت پیش آئے تو تم امارے کو کال کر سکتے ہو اور اگر امارے کو کال کرتے ہوئے تمہاری انا آگے آجائے تو بے شک اپنی بہن کو فون ملا لینا کیونکہ وہ تو تمہاری ہی بہن ہے جسے تم بلا جھجک کچھ بھی کہ سکتے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ باور کرانے والے انداز میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔شہرام نے سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔نوفیل اسے شانہ تھپتھپاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی شہرام کی سماعتیں ایک بار پھر سے اس فون کی جانب چلی گئی ہے۔اس نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر کھولا۔

میں جانتا ہوں اگر ابھی میں تمہارے ساتھ محبت کے دو بول بھی بول جاتا تو شاید تمہارے دل میں میرے" خلاف نفرت کا پودہ جو پروان چڑھ رہا ہے وہ ختم ہو جاتا جو میں نہیں کرنا چاہتا اس نفرت کا اب صرف بڑھنا ہے کیونکہ شہرام خان تمہاری محبت کے نہیں نفرت کے ہی لائق ہے۔میرے لیے تو اتنا ہی بہت ہے کہ مجھ جیسے "شخص کو تمہاری آواز دوبارہ سننے کی مل گئی۔میں تمہاری اسی آواز کے ساتھ پوری زندگی گزار لوں گا۔

وہ تلخی سے بولتے خالی خالی نگاہوں سے ادھ کھلی کھڑکی کے پار دکھائی دیتے آسمان کو دیکھنے لگا۔وہاں سے نکلتے ہی نوفیل نے اپنی جیپ کا رخ آفریدی حویلی کی جانب کیا تھا۔تقریباً دس منٹ کی مسافت طے کرتے اس کی جیپ جوں ہی حویلی کے دالان میں داخل ہوئی اندر ہو رہی غیر معمولی ہلچل پہ اس کے قدم نا جانے کیا سوچتے اندر کی جانب بڑھے تھے مگر اندر کا منظر اس کی آنکھوں میں روشنیاں سی بھر گیا جہاں وہ سب کے درمیان بیٹھی کھل کر مسکرا رہی تھی اتنے عرصے میں یہ پہلی بار تھا جو وہ اسے یوں مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔وہ تیز قدموں سے چلتے جوں ہی ان کے نزدیک پہنچا پر خہ کے چہرے پہ موجود تھکن کے اثار اس نے صاف محسوس کیے تھے مگر فلحال وہ اسے اپنا وہم سمجھتے نظر انداز کر گیا۔

"وہ لڑکی کہاں ہے۔"

نوفیل کی کھردری آواز پہ زربی بی کے ساتھ ساتھ ان سب نے بھی چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"اسے فلحال ام نے گیسٹ روم میں رکھا ہے مگر ہمہ وقت اس کے ساتھ ایک ملازمہ رہے گی کیونکہ اس کی حالت ایسی نہیں کہ اسے تنہا چھوڑا جائے اور دوسری بات کہ اس حالت میں وہ خود کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے ام سب کسی صورت رسک نہیں لے سکتے کیونکہ شہرام یہ ذمہداری امارے کو سونپ کر گیا ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تو پرخہ ان کی بات پہ سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گئی۔ نوفیل نے بغور اس کے چہرے کے تاثرات کو بگڑتے دیکھا تھا جو اب اپنی جگہ سے اٹھتے خاموشی سے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ وہ ان سب کو اشارہ کرتے اس کی تقلید میں اندر کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اسے کھڑکی سے باہر جھانکتی ہوئی دکھائی دی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتے عین اس کی پشت پہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آہٹ پرخہ پہلے ہی محسوس کر گئی تھی تبھی نگاہیں جھکا گئی۔

"امارے کو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی امارے سے ناراض ہے۔"

وہ عقب سے ہی اس کے گرد بازو حمائل کرتے اس کے شانے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوئے بولا۔ پرخہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس کا سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔ چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔ نوفیل نے حیرت سے اس کے دونوں شانوں پہ ہاتھ جماتے اس کا رخ اپنی جانب کیا اور ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

"کیا ہوا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی آنکھوں میں جاگ رہی ہلکی ہلکی نمی کو انگلی کے پوروں سے چھوتے تفکر بھرے لہجے میں گویا ہوا

جواب میں ایک بار پھر وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ نوفیل نے اس کی گردن ہلانے پہ ضبط سے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

پھر کیا مسئلہ۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا موبائل بجنے کی آواز پہ وہ چونک کر موبائل کی جانب متوجہ ہوا اور فون لیتے ایک جانب ہو گیا۔

ام نے تمہیں پہلے بھی یہ بات باور کرائی ہے کہ امارے کورات کے اس پہر فون مت کیا کرو اور جب ام نے " ایک بات بول دی ہے تو دوسری بار وہ غلطی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ امارے کو اپنی بات دہرانا بلکل نہیں پسند۔"

وہ درشت لہجے میں مقابل کو باور کرا رہا تھا اور یہاں پرخہ کی حالت غیر ہونے لگی۔ اس کے چہرے پہ خوف کے اثرات صاف واضح تھے۔ اس نے اپنی کپکپاتی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے ان کی لغزش پہ قابو پایا تھا۔ نوفیل فون سے فراغت حاصل کرتے جوں ہی واپس اس تک آیا تو اس کا زرد پڑتا چہرہ اسے پریشانی میں مبتلا کر گیا۔

"کیا ہوا ہے پرخہ۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کک۔کچھ نہیں ہوااامارے کو۔ام بلکل ٹھیک ہے آپ پلیز امارے پہ غصہ نہیں کرنا۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے بھرائے لہجے میں بولی۔نوفیل نے ماتھے پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا مگر جوں ہی شعور کی منزل تک پہنچا اس نے دھیمے سے ہنستے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"یار تمہاری شکل دیکھ کر امارے کو خواہمخواہ تم پہ پیار آنے لگتا ہے غصہ کیا خاک آئے گا۔"

وہ اس کی پیشانی پہ اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو وہ جھجک کر نگاہیں جھکا گئی تھی۔نوفیل جانتا تھا کہ کوئی نا کوئی بات تو لازم ہے تبھی اسے نرمی سے لیتے بیڈ کی جانب بڑھا۔اسے بیڈ پہ بٹھاتے وہ دو زانوں اس کے نزدیک بیٹھا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر سہلایا تھا۔

اب بتاؤ کیا بات ہے اور بلکل سچ بتانا ہے۔اتنا تو ام جانتے ہے کہ یہ جو ناک غصے سے پھولی ہوئی ہے وہ پشمینہ کی "بدولت ہے۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے بولا۔پرخہ نے بغور اس کی جانب دیکھا۔

لالہ کیوں اس کی اولاد کو اپنی اولاد کہہ رہے ہیں۔وہ اس عورت کی اولاد ہے امارے سے منسلک نہیں" "ہے۔اس نے اماری زندگی برباد کی ہے کیا بھروسہ ہے وہ بھی اپنی ماں اور نانی کی طرح کا نہیں نکلے گا۔

اس نے بھیگے لہجے میں اپنے خدشات اس کے سامنے رکھ دیے۔نوفیل نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھوں کی پشت کو لبوں سے چھوا تھا۔پرخہ نے اس کی حرکت پہ اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروانے چاہے مگر وہ گرفت مضبوط کر گیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چلوام تمہیں ایک مثال دیتا ہے صرف مثال ہی ہے اسے خود پہ رکھ کر سوچو گی تو ایک ایک سوال کا جواب تمہیں مل جائے گا۔اچھا اب فرض کر وام دونوں کا ہی کر لو۔اگر میں بہت برا ہوں بہت زیادہ جیسے پہلے تھا اس وقت تمہیں بھی پسند نہیں تھا نا میں۔ان حالات میں اگرام دونوں کی شادی ہو جاتی تو تم توامارے سے نفرت کرتی نا اور اگر اسی دوران ہمارا بچہ اس دنیا میں آتا اس وقت تم کیا اس بچے کو اس لیے مار دیتی کہ وہ اماری اولاد ہے تمہارا کچھ نہیں لگے گا وہ۔مطلب اگرام برا ہے اور تم اچھا ہو تو وہ بچہ برے سے ہی منسلک ہو گا اچھے سے نہیں ہے نا یہ کہنا چاہ رہی ہو نا۔"

اس کی بات پہ پرخہ نے تڑپ کر نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے نفی میں سر ہلا یا تھا۔

"ام کیوں اسے ماریں گے بھلا وہ امارا ہو گا نا۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولی۔نوفیل نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"بس اسی طرح اگر وہ پشمینہ اور شہرام کی اولاد ہے تو وہ شہرام کو بہت پیاری ہے۔وہ عورت بری تھی تو اس میں اس بچے کا کیا قصور۔وہ تو ابھی اس دنیا میں ایا بھی نہیں اسے تو اس دنیا کے بارے میں اس کے فریب کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تو کیوں اسے ذمہدار ٹھہرانا۔وہ جب اس دنیا میں آئے گا ناپرخہ تو اس کی پرورش اس کا باپ کرے گا شہرام خان کرے گا اور ام سب کو یقین ہے کہ اس کے بعد شہرام خان ہی پڑوان چڑھے گا۔اسے ام جس راہ پہ چلائیں گے وہ اسی راہ پہ چلے گا۔وہ غلط راہ کا مسافر بنے گا ہی نہیں کیونکہ اس کی کہانی میں اب تک کوئی برا آیا ہی نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ محبت سے اسے سمجھا رہا تھا اور پرخہ کی آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔نوفیل نے جوں ہی بات مکمل کرتے اس کی جانب دیکھا تو اسے روتا دیکھ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔اس نے اس کے آنسو نرمی سے پونچھے تھے۔

"ام بہت غلط۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی قے آنے کی بدولت منہ پہ ہاتھ جماتے سرعت سے واشروم کی جانب بڑھی تھی۔نوفیل نے تفکر سے اس کی جانب دیکھا جو اب واش بیسن پہ جھکی الٹیاں کر رہی تھی۔اس نے اس تک پہنچتے بے ساختہ اس کی پشت سہلائی جو اب نڈھال سی اس کے شانے سے لگی ہوئی تھی۔

طبیعت ٹھیک ہے نا ام کب سے پوچھ رہے ہیں۔کیوں ہو رہی ہے یہ الٹیاں ایسا کرتے ہیں ام مورے کو"

"بلاتے ہیں تم یہی بیٹھو۔

وہ اس کی پشت تکیے سے لگاتے اپنی پیشانی مسلتے زربی بی کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

"مورے آپ ذرا امارے ساتھ آئیں۔"

اس کے چہرے پہ بے چینی دیکھ انہوں نے قدم اس کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھائے مگر کمرے میں پہنچتے ہی نڈھال سی پرخہ کو دیکھ وہ سرعت سے اس کی جانب بڑھی اور اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر چیک کیا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے ابھی کچھ دیر قبل تو ٹھیک تھی بلکل۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پتہ نہیں مورے ہم تو آپس میں بس کچھ بات کر رہے تھے کہ اچانک اسے الٹیاں آنے لگی ام تو فوراً آپ کے پاس آیا کہ دیکھیں ایکدم سے نڈھال ہو گئی ہے رنگ بھی پیلا ذرد پڑ گیا ہے۔"

وہ مزید کچھ بھی بول رہا تھا مگر نا جانے کو زربی بی کے کان کسی انہونی کے خیال سے سائیں سائیں کرنے لگے۔انہوں نے خوفزدہ نگاہوں سے نوفیل کی جانب دیکھا جو الجھی نگاہوں سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"کیا ہوا آپ کے چہرے کا رنگ کیوں اڑ گیا ہے سب ٹھیک ہے نا مورے۔امارے کو سچ سچ بتائیں کہ پر خہ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے کیوں وہ اس طرح۔خیر ہم کسی دائی کو بلا لیتے ہیں۔"

اس نے ایک بار پھر اپنی بات پہ ذور دیتے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔زربی بی نے خاموشی سے چہرہ جھکاتے اس کی کلائی کو مضبوطی سے تھاما تھا۔

"اس پہر کونسی دائی آئے گی نوفیل۔تم اب اماری بات غور سے سننا تم نے پر خہ سے شادی کیوں کی تھی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولی۔نوفیل نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"یہ کیسا سوال ہے مورے ام نے بتایا تھا نا کہ اس کی حفاظت کیلیے ام نے اسے اپنایا ہے۔"

وہ انہیں یاد دلاتے ہوئے بولا۔زربی بی نے بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"دیکھو امارے کو یقین تو نہیں مگر امارے تجربے کے مطابق شاید پر خہ امید سے ہے تو اب یہ بچہ۔یہ امارا وہم بھی ہو سکتا ہے نوفیل۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بگڑے تنفس سمیت بولتے بولتے وہی تھمی اور بغور نوفیل کے تاثرات کا ملاحظہ کیا جس کا ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔زربی بی کے اطراف پہ اس کے ہاتھوں کی گرفت اگلے ہی لمحے ڈھیلی پڑی تھی۔انہوں نے پریشانی سے اس کا چہرہ تھامنا چاہا مگر وہ خود ہی فاصلہ قائم کر گیا تھا۔اس نے سختی سے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے گہرا سانس بھرا اور ایک نگاہ سوئی ہوئی پر خہ پہ ڈالی تھی۔وہ تیز قدموں سے چلتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔زربی بی نے پریشانی سے اس کی پشت کو تکا اور ایک نظر پر خہ پہ ڈالتے اس کے اوپر چادر اوڑھائی تھی۔

"اے مالک کاش میرا وہم وہم ہی رہ جائے اور ایسا کچھ نا ہو۔"

وہ بے اختیار ہی آسمان کی جانب ہاتھ پھیلا گئی۔نوفیل کیلیے یہ بات کسی صدمے سے کم نہیں تھی یہ بات انہیں اچھے سے ازبر تھی۔کسی بھی مرد کیلیے کسی دوسرے کی اولاد کو قبول کرنا آسان مرحلہ نہیں ہوتا۔وہ انہی سب سوچوں کے زیر اثر گہرا سانس بھرتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ان کے جانے کے چند ساعتوں بعد ہی وہ ہچکیاں بھرتی اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی تھی۔آنکھوں میں بے یقینی سی تھی۔اس نے اپنے لبوں پہ ہاتھ جماتے بمشکل اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹا تھا۔

"نن۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔اب وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔"

وہ ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی۔چہرے پہ جیسے صدیوں کی تھکن اتر آئی تھی معاً قدموں کی چاپ پہ وہ سرعت سے اپنا چہرہ صاف کرتی چادر اوڑھتی کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔چند ساعتوں بعد کمرے کی لائٹ بند ہوتے ہی وہ آنکھیں بھی سختی سے میچ گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کچھ ہی دنوں میں بلکل ایسا ہی اندھیرا چھا جائے گا اماری زندگی میں۔"

اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔اپنے نزدیک ہلچل کی آواز پہ وہ سانسیں روک گئی۔اس کے دل کی دھڑکن سست پڑی تھی۔وہ اب اس کے ساتھ ہی لیٹ رہا تھا۔پرخہ جو دل ہی دل میں اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی اپنی پیشانی پہ نرم گرم لمس محسوس کر ساکت رہ گئی۔

"ام جانتا ہے کہ تم جاگ رہی ہو۔"

اس کی بھاری گھمبیر آواز پہ پرخہ کا ضبط چھناکے سے ٹوٹا تھا اور وہ اس کے سینے سے لگتی اس کے گرد دونوں بازو حمائل کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔نوفیل نے اسے کھل کر رونے دیا تھا۔یہ بات وہ ہی جانتا تھا کہ وہ اس وقت خود پہ ضبط کس طرح کر رہا ہے۔

ام یہ نہیں برداشت کر سکتے۔امارے ساتھ جو بھی ہوا ام نے اسے ہی بہت مشکل سے قبول کیا ہے مگر اب"

"نہیں یہ نہیں۔

وہ روتے ہوئے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے بولی۔نوفیل نے نرمی سے اس کی آنکھوں کو پونچھتے اس کی آنکھیں چومی۔

ابھی ایسا کچھ نہیں ہوا پرخہ۔مورے نے کیا کہا کہ یہ ان کا وہم بھی ہو سکتا ہے تو پھر رونا کیوں۔رونا بلکل بھی" نہیں ہے اگر ایسا کچھ ہو جاتا ہے بالفرض تو بعد کی بعد دیکھی جائے گی اور اگر نہیں ہوتا تو پھر ام دونوں اپنی

"زندگی کی ایک نئی شروات کریں گے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے دونوں گالوں کو سہلاتے محبت بھرے لہجے میں بولا۔ پرخہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب آپ امارے کو چھوڑیں گے نہیں۔"

وہ سہمی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ نوفیل نے اس کے گالوں پہ اپنا لمس چھوڑا۔

"چھوڑنے کیلیے تھوڑی تھاما تھا تمہیں۔ اب جب ایک بار تھام لیا ہے نا یہ ساتھ تاعمر کا ہے اب۔"

وہ اس کے سر کے ساتھ سر ٹکراتے ہوئے بولا۔ پرخہ نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس نے تو سنا تھا کہ مرد کبھی کبھی کسی دوسرے کی اولاد کو قبول نہیں کرتا اور یہ تو پھر کسی کا گندا خون۔ تو پھر یہ مرد کا کونسا روپ تھا جو نرمی سے اسے قائل کر رہا تھا۔ اس کی انکھیں بھر آئی مگر یہ ابھی بھی وہم ہی تھا۔ اس کا دل شدت سے اپنے لیے نہیں اس کیلیے دعاگو تھا کہ ایسا کچھ بھی نا ہو۔ نوفیل نے اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا اور خود بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے نیم دراز ہو گیا۔ اب اس کی انگلیاں پرخہ کے بالوں میں حرکت کر رہی تھی اور ذہن میں وہ سوچ چکا تھا کہ صبح پہلی فرصت میں قریبی دائی نہیں تو ہسپتال لے جا کر پرخہ کا علاج کروائے گا تاکہ تمام شک وشبہات واضح ہو جائے۔ اس نے اس کی مدھم سانسیں اپنے سینے پہ محسوس کر نرمی سے لب اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ جمائے اور مزید سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔

****

"بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں سکون سے رہیں ناکام وام کرنے کیلیے ہم ہیں نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی کو صبح سے جاگ کر کاموں کے سلسلے میں کبھی یہاں تو کبھی وہاں گھوم رہا تھا وقار کی آواز سن مڑا اور خشمگین نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"ہم کون۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے طنزیہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔ وقار نے ہنستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی عقل پہ کوئی شبہ ہوا سے۔

ہم سے مراد میں ارتضی بھائی فارس بھائی عاشر بھائی اتنے بھائی ہیں وہ اسی لیے تو ٹھہرے تھے یہاں تاکہ آپ" کے نکاح میں مدد کروا سکیں۔ ویسے وہ ہیں کہاں ضرور ماما نے کوئی کام پکڑا دیا ہوگا انہیں۔ ماما بھی نا کسی کو بھی "کچھ بھی کہہ دیتی ہیں۔

وہ اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتے اس کی عقل پہ ماتم کرنے والے انداز میں بولا۔ ہادی نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو اس کے دوستوں کو بہت ہی کوئی معصوم اور سلجھی ہوئی چیز سمجھ رہا تھا۔

سو مر رہے ہیں وہ سب۔ سونے مرنے ہی تو آئے ہیں یہاں۔ رات دو بجے کے اب دس بج گئے مگر وہ سو ہی" رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے ان سب کی شادی ہے اور میں گھن چکر بنا ہوا ہوں۔ منحوس قسم کے لوگ ہیں "وہ سب کے سب۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ وقار نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا معاً اس کا فلک شگاف قہقہہ لاؤنج کی فضا میں گونجا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اب اندازہ ہو گیا ہے مجھے کہ جیسے آپ خود ہیں ویسے ہی آپ کے دوست ہیں۔"

وہ مستقل ہنستے ہوئے بولا تو اس نے جواب میں ماتھے پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا اور تن فن کرتے وہاں سے اندر کی جانب بڑھ گیا تاکہ انہیں جگا سکے۔

"اب تو جوتیاں بھی مارنی پڑی تو گریز نہیں کروں گا۔"

وہ دل ہی دل میں خود سے عہد و پیمان باندھ رہا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے متلاشی نگاہیں پورے کمرے میں دوڑائی جہاں اس کے دو کزنز اور بیڈ پہ ساتھ ہی عاشر سویا ہوا تھا۔ دائیں جانب نگاہ دوڑاتے ہی اس کی نگاہ ارتضی پہ آکر رکی جو سکون سے صوفے پہ نیند میں غرق تھا حالانکہ اس کا لمبا چوڑا وجود اس صوفے پہ پورا نہیں آرہا تھا۔ وہاں سے ہوتے ہی اس کی نگاہیں فارس کی تلاش میں گھومی تھی۔

یہ فساد کی جڑ کہاں ہے جو بول رہا تھا ہادی ہم صبح آٹھ بجے جاگ جائیں گے اور سارا کام بھی کم دیکھیں گے بس "تو آرام کری۔"

اس نے دانت پیستے ہوئے مٹھیاں بھینچی اور فارس کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی۔ بیڈ کے نیچے صوفے کے پیچھے دوسرے صوفے کے اوپر واشروم میں بھی نہیں تھا۔ اس نے تھک ہار کر گہرا سانس بھرا اور اپنا رخ ارتضی کی جانب کیا اور کھینچ کر اس کے منہ پہ ایک تھپڑ مارا تھا۔ وہ جو نیند کی وادیوں میں گم تھا ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہو گیا ہے کون صبح صبح آندھی طوفان بنا ہوا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نیند میں ہی گم اپنے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا۔

"آج شادی ہے میری ارتضی میاں۔"

ہادی دانت پیستے ہوئے بولا جواباً اس نے نیند میں ہی اونگھتے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا بہت بہت مبارک ہو۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتے وہی قالین پہ ہی کروٹ بدل کر ایک بار پھر سو گیا۔ ہادی نے ہونقوں کی طرح اس کی پشت کو دیکھا اور اپنا رخ عاشر کی جانب کیا جو ایک ہاتھ گال کے نیچے رکھا سو رہا تھا ساتھ ساتھ مسکرا بھی رہا تھا۔

"شادی میری ہے اور نیند میں مسکرا یہ رہا ہے اصولاً تو بریزہ کے خواب دیکھ کر مجھے مسکرانا چاہیے تھا۔"

وہ اپنا سر کھجاتے ہوئے بولا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر کھینچتے اسے زمین پہ پھینکا تھا۔

"ہائے میری کمر۔ بس میرے نکاح نامے پہ دستخط رہ گئے تھے وہ تو کرنے دیتے کم از کم۔"

وہ آہ و پکار کرتے ہوئے بولا۔ اس کے شور سے ارتضی کی آنکھ بھی کھل چکی تھی۔ ہادی نے خون آشام نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔

"ایک سے بڑھ کر ایک منحوس مارا دوست ملا ہے مجھے کوئی کام کا بندہ نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا ہوا بولا۔ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے ان کی نگاہیں فارس کی تلاش میں گھومی تھی۔

"وہ جو منحوسوں کا سردار ہے وہ کہاں ہے۔"

ارتضی اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔عاشر بھی اتنی دیر میں اپنی نیند بھگا چکا تھا۔

"میری شادی ہے آج میری شکل دیکھو میری غور سے۔بھول جاتے ہو تم لوگ بار بار۔"

وہ اب کی بار باقاعدہ روہانسا ہوا تھا۔

"ابے تو تو بکواس بند کر شادی نہیں ہو گئی دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو گیا جو بھونکی جا رہا ہے۔"

ارتضی اس کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار سے چڑ کر بولا تو وہ منہ بسور کر رہ گیا۔

"ویسے ہادی تو اس کھلے ٹیرس پہ بھی باربی کیو کا انتظام کبھی کر سکتا ہے۔کافی کھلا لگ رہا ہے۔"

ارتضی کی برجستہ بات پہ ہادی نے چونک کر اس جانب دیکھا اور سر جھٹکا تھا۔

پہلے میں نے مایوں کی رسم یہی کروانے کا سوچا تھا وہ چھت یہی سے نکلتی ہے نا کھلا ہے کافی مگر ڈیڈ نے منع "کر دیا کیونکہ یہاں وائرنگ کا مسئلہ ہونا تھا خیر آؤ تمہیں دکھاتا ہوں یہ میں نے بہت شوق سے بنوایا ہے۔"

اس کی چابی جیسے کسی نے ایک بار پھر سے گھما دی تھی تبھی انہیں لیتے گلاس ڈور کھولتے اندر کی جانب بڑھا مگر اندر قدم رکھتے ہی ان تینوں کی آنکھوں میں لہو اتر آیا کیونکہ وہی ایک جانب بڑی سی چارپائی بچھا کر اس پہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس بیٹھا سکون سے چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ معاً اس کی نگاہ دائیں جانب اٹھی جہاں وہ تینوں کھڑے اسے ہی گھور رہے تھے۔

"ارے آؤ آؤ دولہے میاں بسکٹ کھاؤ چائے شائے پیو اس موسم سے لطف اٹھاؤ قسم سے بڑا زبردست ڈیزائن کروایا ہے جس نے بھی کروایا ہے میرا تو مزہ ہی دوبالا ہو گیا۔ نیند بھی کیا خوب آئی ویسے۔ ٹھنڈی ہوا پر سکون سا ماحول۔"

وہ ان سب سے بے نیاز بنا اپنی ہی ہانک رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ دونوں اس پہ پل پڑے جبکہ عاشر اپنا موبائل نکالتے اب ان دونوں کی ویڈیو بنانے میں مصروف تھا ساتھ ساتھ اس لڑائی سے بھی لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"خبیث انسان میری شادی ہے آج۔"

وہ اس کی کمر پہ ایک دھپ لگاتے ہوئے بولا۔ ان سب نے اب خشمگین نگاہوں سے ہادی کی جانب دیکھا جو اب میسنی سی ہنسی ہنس رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے ہادی آگے آگے جبکہ وہ تینوں ان کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ نیچے کام میں مصروف نازیہ نے ان سب کے شور شرابے سے تنگ آتے باقاعدہ اپنے کانوں پہ ہاتھ جما لیے۔

****

"یہ پری کو کیا ہوا ہے کل سے جب سے شادی سے لوٹی ہے عجیب ہی برتاؤ کر رہی ہے۔"

عفیفہ جو صدام اور عادل کیلیے چائے رکھ رہی تھی چونک کر عافیہ کی جانب متوجہ ہوئی جس کے چہرے سے صاف پریشانی چھلک رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پتہ نہیں ماما کل بھی وہی اس کا موڈ مجھے آف آف لگا تھا مگر کل سے اب تک اس سے بات نہیں ہو پائی میری" رات کو اکر وہ بغیر کسی سے ملے بغیر کمرے میں چلی گئی۔ایسا کرتی ہوں کہ میں یہ چائے پاپا اور صدام کو دے کر اس کے پاس ہی جاتی ہوں۔"

وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے بولی اور چائے کپ میں انڈیلنے لگی۔عافیہ نے اس کی بات پہ ہلکے پھلکے انداز میں اثبات میں سر ہلایا اور خود رات کو جانے کی تیاریاں دیکھنے کچن سے باہر نکل گئی۔عفیفہ نے سب سے پہلے چائے عادل کو تھمائی۔

"شکریہ میرا بچہ۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولے تو وہ مسکرا کر ٹرے لیتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں صدام نا جانے لیپ ٹاپ کونسے ضروری کام کرنے میں محو تھا۔اس نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔

"صدام یہ آپ کی چائے۔"

وہ اس کی توجہ چائے کی جانب مبذول کراتے ہوئے بولی تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے مسکرا دیا۔اس سے قبل کہ عفیفہ اس کے نزدیک سے گزرتی اس نے سرعت سے اس کی کلائی تھام لی تھی۔

"کہاں چلی۔"

وہ حیرت بھرے لہجے میں بولتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔عفیفہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

میں پری کے پاس جا رہی تھی۔ کل سے نا جانے کیوں چپ چپ سی ہے۔ میں نے سوچا پوچھ لوں ہو سکتا ہے" "کل وہ آپ کے سامنے بتانے سے جھجک رہی ہو اور مجھے بتا دے۔

وہ پرسوچ لہجے میں گویا ہوئی۔ صدام نے سمجھنے والے انداز میں ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایکدم نا جانے کیا سوچتے اس نے کسی کو کال کرنے کیلیے فون اٹھایا مگر کال لوگ میں کسی ان نون نمبر کو دیکھ اس کی آنکھوں میں الجھن ابھری تھی۔ عفیفہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔

"کیا ہوا صدام۔"

عفیفہ نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"یہ نمبر کس کا ہے کیا کل پری نے کسی کو کال کی ہے میرے موبائل سے۔"

کیوں اس کے پاس اپنا نمبر نہیں ہے جو وہ آپ کے نمبر سے کرے گی۔ عجیب باتیں کرتے ہیں آپ" بھی۔ ہو سکتا ہے آپ کے موبائل پہ کسی کی کال آئی ہو اور اس نے اٹھالی ہو۔ آپ دیکھیں فون کر کے ہو سکتا "ہے آپ پہچان لیں اسے۔

وہ اس کی بات کے جواب میں چڑ کر بولی۔ صدام نے ایک نظر غور سے اس نمبر کو دیکھا جو اسے کچھ مانوس سا محسوس ہوا تھا۔ اگلے ہی لمحے صدام نے اس نمبر پہ کال ملائی تھی۔ دوسری جانب بیل جا رہی تھی مگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ عفیفہ نے اسے دیکھ کر بھنویں اچکائی مگر وہ نفی میں سر ہلا گیا۔ اس نے ایک آخری کوشش کے تحت ایک بار پھر کال ملائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیسے ہو صدام۔"

دوسری جانب سے آنے والی مردانہ آواز پہ صدام کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔اس نے ٹھٹھک کر عفیفہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ الجھن واضح تھی۔

"شہرام تم۔"

اس کے لبوں سے اس کا نام نکلتے ہی عفیفہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔پریسہ کی بھیگی آنکھیں اس کا خالی خالی لہجہ اسی لمحے ان دونوں کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔عفیفہ تیز قدموں سے چلتی پریسہ کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔صدام نے اس کے جاتے ہی کھل کر اس سے بات کرنے کا سوچا تھا۔ویسے بھی اتنا عرصہ گزر گیا تھا اس نے کھل کر اس سے بات ہی نہیں کی تھی۔عفیفہ نے اس کے کمرے کے باہر رکتے ناک کیا جو کچھ ہی دیر میں اندر کی جانب سے کھول دیا گیا تھا۔

"ارے تم۔کیا ہوا آجاؤ اندر۔"

پریسہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی۔عفیفہ نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور خاموشی سے کمرے کے اندر آگئی۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے اب۔"

وہ بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"بس کچھ حد تک بہتر ہے تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"

وہ چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوئی۔ عفیفہ نے تلخی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔ پریسہ نے اس سے نگاہیں چراتے وارڈروب میں چہرہ چھپالیا۔

"کل کیا ہوا تھا تمہیں پری۔"

اس کے غیر متوقع سوال پہ پریسہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا مگر اس کے چہرے پہ سرد مہری دیکھ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ گئی۔

"نن۔ نہیں کچھ بھی تو نہیں۔"

وہ بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلا گئی۔ عفیفہ نے بغور اس کی بھیگتی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں یہاں سچ سننے آئی ہوں پری جھوٹ نہیں۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔ پریسہ نے اسے خاموشی سے اس کی جانب دیکھتے کل والی نازیہ کی ساری باتیں اس کے گوش گزار دی۔ عفیفہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔ وہ عجلت میں اس کے نزدیک آئی۔

تم نے یہ کل کیوں نہیں بتایا پری ہم کل ہی ان سے بات کرتے یہ کیا طریقہ کار ہے جب اپنے بیٹے کی شادی" "ہو رہی ہے وہ بھی ان کی مرضی سے تو ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کسی کی دل آزاری کرنے کا۔

وہ درشت لہجے میں بولی۔ پریسہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چھوڑو عفیفہ خواہ مخواہ میں کل یہ بات کر کے کوئی بکھیرا کھڑا کرتی ہادی اور بریزہ کا اتنا خاص دن تھا کل میں اپنی بدولت وہ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی بس اب مجھ پہ واضح ہو گیا ہے کہ نازیہ آنٹی کو ضرور مجھ سے کوئی پرخاش ہے تبھی انہیں میرا موجود برداشت نہیں ہے۔"

وہ چہرہ جھکائے دھیمے لہجے میں بولی۔اس کے لہجے میں تھکن خود بخود سمٹ آئی تھی۔عفیفہ نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا۔جس کے نصیب میں ناجانے کیوں خوشی ایک بھی نہیں اور غموں نے پہاڑ توڑ دیے تھے۔پریسہ اس کی نگاہوں سے گھبراتے دوبارہ چیزیں سمیٹنے لگی۔

"تمہاری کل شہرام سر سے بات ہوئی تھی پری۔"

اس کی اچانک بات پہ عفیفہ نے سختی سے کرسی کو جکڑتے خود کو گرنے سے بچایا۔آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔اسے بلکل بھی توقع نہیں تھی کہ اس بات کو وہ یوں اچھالے گا۔کیا اس کے دل میں ابھی بھی اس کیلیے ذرا سا بھی رحم نہیں جاگا۔وہ چاہتا تھا تو صدام کو نہیں بتا سکتا تھا مگر پھر بھی جان بوجھ کر اس نے بتایا تاکہ میرے کردار پہ پھر سے بات آئے اور میں رسوا ہو جاؤں۔

وہ خالی الذہن کے ساتھ سوچ رہی تھی۔عفیفہ نے اس کے نزدیک پہنچتے اس کا رخ اپنی جانب کیا تو پریسہ نے اپنی بھیگی نگاہ اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جس کی آنکھیں خود بھیگی ہوئی تھی۔وہ ضبط کے تمام بندھن توڑ کے اس کے سینے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔عفیفہ نے خود پہ ضبط کرتے نرمی سے اس کے بال سہلائے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں ان سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی تم میرا یقین کرو اور بھائی کو بھی بتا دینا میں نہیں کرنا چاہتی تھی پلیز اب" کوئی بھی بات میرے کردار پہ نا کریں۔وہ بس مم۔میں باہر جا رہی تھی کل فف۔فون آیا کسی کا مجھے سچ میں نہیں معلوم تھا کہ یہ وہ ہیں۔یقین کرو اگر مم۔مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی فون نا اٹھاتی مگر میں نے اٹھا لیا عفیفہ اور ایک بار پھر شکست کھا لی میں ان کی آواز سنتے ہی خود اے ہی ہار گئی۔میں شہرام سے ہار گئی عفیفہ۔مجھے ان کی آواز سننی ہی نہیں چاہیے تھی۔میں ان سے نفرت کرنا چاہتی ہوں مگر مجھے نفرت ہو ہی نہیں رہی۔"

وہ اس کے سینے سے لگتے ہچکیاں بھرتے ہوئے بولی۔عفیفہ کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھی اس کی حالت اسے اس لمحے اسے قابل رحم محسوس ہوئی تھی۔اس نے گہرا سانس بھرتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

"پری میری بات سنو۔ادھر دیکھو پلیز حوصلہ کرو میری جان۔میں تمہیں کوئی تسلی نہیں دے سکتی کسی بھی قسم کی نہیں دوں گی مگر خدا کا واسطہ ہے انہیں بھول جاؤ موو آن کر لو پلیز بڑھ جاؤ اپنی زندگی میں آگے نوچ ڈالو ان کی یادوں کو خود میں سے۔مت رویا کرو کسی کیلیے خاص طور پہ اس کیلیے جس نے تمہارے ساتھ یہ سب کیا ہے۔تمہارے عزت نفس کو کچلا ہے وہ تمہارے لائق نہیں تھے یہ ہی سوچ کر بھول جاؤ۔"

وہ آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔پریسہ نے شکست خوردہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی اور کانپتے ہاتھوں سے اپنے گال پونچھ ڈالے۔عفیفہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اپنی جگہ سے اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں ٹھیک ہوں عفیفہ اب۔ تم پریشان مت ہو۔"

وہ دلکشی سے مسکراتے اسے تسلی دے رہی تھی یا اپنے آپ کو وعفیفہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"تم نے کپڑے نہیں نکالے اب تک۔"

وہ اس کا دھیان ہٹانے کی خاطر بولی۔ پریسہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نہیں جاد ہی آج شادی پہ۔"

"مگر پری۔"

پلیز عفیفہ پہلے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری موت جیسے انہی باتوں سے فرسٹریٹ ہو کر آجانی ہے۔ میرا" دماغ پھٹتا ہے ایک دکھ جاتا نہیں دوسرا آجاتا ہے ہر کسی نے تاک کر نشانہ مجھ پہ لگانا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی برداشت نہیں ہوتا جیسے آج نہیں ہو رہا۔ تم لوگ جاؤ اور اگر وہ سب پوچھیں تو ان سے کہ دینا کہ وہ بے رنگ "لڑکی تم لوگوں کی خوشیوں میں شامل ہو کر انہیں بے رنگ نہیں کرنا چاہتی۔

وہ اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے اپنی سسکی روکتے بھرائے لہجے میں بولتی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ عفیفہ نے بھیگی نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا اور سختی سے اپنی آنکھوں کو رگڑتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ صدام کی جانب اٹھی جو خود کسی سوچ کے زیر اثر تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے نزدیک آئی تھی۔ صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا کہا اس نے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بے قراری سے اس کی کلائی تھام کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے بولا۔ عفیفہ نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایکدم اس کے شانے پہ سر رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ صدام اس اچانک ہوئی افتاد پہ گھبرا گیا۔

"وہ آپ کی بہن ہے نا صدام لاڈلی ہے نا آپ کی تو آپ اس کیلیے کچھ کرتے کیوں نہیں ہے لوگوں کے چلتے منہ بند کروائے نا۔ کیوں ہادی کی ماما اس کی زات کو ہمیشہ نشانہ بناتی ہے کبھی قد کبھی رنگ کیا مسئلہ ہے ان کے ساتھ آخر وہ کیوں نہیں جینے دیتی ہماری پریسہ کو۔ کل بھی انہوں نے پریسہ کا فضول میں بریزہ سے موازنہ کیا۔ کیوں کرتی ہیں وہ ایسا۔ اس نے شادی پہ جانے سے انکار کر دیا ہے اور اب آپ بھی اسے جانے کا مت کہیے گا کیونکہ میرے خیال میں اس کا فیصلہ بلکل ٹھیک ہے۔"

وہ روتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ صدام کی ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو گئی اس نے چہرہ جھکاتے ہولے سے سر جھکا لیا۔ جواب میں اس کے پاس کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

"مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اس کی حالت۔ کل اس کی بات ہوئی تھی شہرام بھائی سے اور وہ ایک بار پھر سے بکھر گئی ہے ٹھکرا گئے ہیں نا اسے تو کیوں اب اسے جینے نہیں دے رہے خود سکون سے جی رہے ہیں تو اسے بھی سکون سے جینے دیں خدارا۔ خود خوشیاں اپنے نام لکھوا لی تو پھر اسے۔"

وہ ذہر خند لہجے میں چیخ کر بولی۔ صدام نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"عفیفہ اپنا لہجہ درست کرو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے ضبط سے اسے تنبیہ کی۔ عفیفہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا مطلب وہ ابھی بھی اپنی بہن پہ دوست کو ترجیح دے رہا تھا۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں صدام۔ میں جانتی ہوں دوستی بہت کچھ کرنے پہ مجبور کر دیتی ہے مگر یوں اس شخص کیلیے اپنی بہن کو پیچھے کر دینا یہ کہاں کا انصاف ہے کیا آپ نہیں جانتے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ وہ ظالم شخص ہماری پریسہ کی خوشیاں چھین۔"

"اگر یہاں ہماری پریسہ کی خوشیاں چھینی ہے ناتو وہ وہاں خوشیوں میں نہیں جی رہا۔ اصل قیامت تو اس پہ ٹوٹی ہے۔ وہ تڑپ رہا ہے تکلیف میں ہے۔ یہاں پری کے پاس ہم سب ہیں مگر وہاں اس کے پاس کون ہے مورے مر گئی ہے اس کی پچھلے دنوں۔ بہن کی عزت کو اس کی بیوی نے ہی تار تار کر وادیا۔ باپ عجیب دورا ہے پہ کھڑا ہے۔ وہ کس کو درد سنائے اپنا ہاں مانتا ہوں اس نے پریسہ کے ساتھ بہت غلط رویہ رکھا مگر جب پریسہ نے اس سے محبت کا اظہار کیا اس وقت وہ نکاح شدہ تھا اور میں جانتا ہوں اس نے ضرور پریہسہ کے دل میں اپنے لیے نفرت ڈالنے کی کوشش کی ہے مگر وہ بے وقوف یہ نہیں جانتا کہ وہ اس سے نفرت کرنے کی بجائے عشق کی راہ پہ چل پڑی ہے۔ اس نے مجھے ایک لفظ نہیں کہا پریسہ کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں ہو چھا تک نہیں اس نے۔ کچھ بھی نہیں۔ میں نے محسوس کیا ہے اس کا سمدرد دکھ اس کا رونا ایک سولہ سالہ لڑکا کیا ایک نکاح کی ذمہداریاں اٹھا سکتا ہے نہیں اٹھا سکتا وہ عمر تو ہنسنے کھیلنے کی ہوتی ہے مگر اس عمر میں اس پہ ظلم ہوا میں نے دیکھا تھا ایک ہنستے کھیلتے لڑکے کو چٹان بنتے ہوئے جب اس کے گھر والوں نے ذبردستی اسے نکاح نیسے بندھن میں

All Rights Reserved By Novels Lounge

باندھ دیا تھا۔جب وہ اپنی حویلی سے واپس لوٹا تھا وہ پرانا شہرام نہیں تھا وہ اکھڑ مزاج شہرام تھا جو بس پڑھتا تھا بس اطراف میں کیا ہو رہا ہے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔میں اس کی تکلیف پہ کڑھتا تھا کہ یہ کیوں چپ ہو گیا ہے مگر جب گھر والے کسی غیر کی خاطر اس کی خوشیوں کو قربان کر چکے تھے تو پھر وہ کیسے خوش رہ سکتا تھا بھلا۔اب اسی بیوی نے اس کی بہن کی عزت برباد کر دی اور اس نے طلاق دے دی اسے۔اب اس کا باپ الگ پچھتا رہا ہے وہ کیا کرے اس پچھتاوے کا۔وہ تو بکھر گیا ہے اسے کون سنبھالے گا عفیفہ۔جواب ہے تمہارے پاس بات کا۔"

وہ بولنے پہ آیا تو اس کے دونوں بازو سختی سے جکڑتے کھردرے لہجے میں بغیر سانس لیے بولتا ہی چلا گیا۔اس کا لہجہ بھیگ چکا تھا۔عفیفہ نے سختی سے دونوں ہاتھ لبوں پہ جما لیے۔اس نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں ہے نا کوئی جواب کیسے ہو گا جب ان سوالوں کے جواب وہ خود نہیں تلاش کر پایا تو تم کیسے دو گی۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا۔عفیفہ نے بھیگی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تو ہم پریسہ کو یہ سب بتا سکتے ہیں نا صدام۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوئی۔صدام نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ کبھی نہیں سنے گی وہ ہمارے منہ سے اس کا نام تک سننے کی روادار نہیں ہے میں نے کوشش کی تھی بتانے کی اسے مگر اس کا نام لیتے ہی اس نے مجھے خاموش کروادیا تھا۔اس کے بعد میں نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔تم بھی مت کرنا۔شاید زندگی نے ان کا ساتھ یہی تک رکھا تھا۔وہ خود ہی سنبھل جائے گی اور میں بھی شہرام سے ملنے کچھ دنوں میں ایبٹ آباد جاؤں گا۔"

وہ خالی خالی لہجے میں گویا ہوا۔عفیفہ کے وجود میں گھٹن کا احساس بڑھنے لگا تھا۔سامنے کا منظر بار بار دھندلا رہا تھا۔

"وہ بہت اذیت میں ہے صدام۔"

"وہ بھی بہت ازیت میں ہے عفیفہ۔جیسے تمہیں اپنی دوست کی تکلیف نہیں نا برداشت ویسے مجھے بھی نہیں برداشت۔پریسہ تو کچھ ماہ پہلے اس چیز سے ہمکنار ہوئی ہے۔شہرام نے تو اپنی آدھی زندگی اسی تکلیف میں گزاردی مگر دیکھو پھر بھی کتنا مضبوط ہے کسی چٹان کی مانند۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔عفیفہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا مگر اس وقت تک وہ کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔صدام کو پشیمانی نے آن گھیرا اسے کم از کم عفیفہ سے اس لہجے میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔بھلا اس سب میں اس کا کیا قصور تھا۔

"کوئی نہیں رات کو منالوں گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل ہی دل میں عزم کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ شہرام سے بات کر کے دل بے تحاشہ بھاری ہو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے اور اسے گلے سے لگاتے اس کا غم ہلکا کر دے۔ آنکھوں میں نمی کی لکیر سی جاگی تھی۔

****

"اب پتہ لگ رہا ہے نا کہ اس کی شادی ہے آج۔"

وہ سب اس وقت سٹیج پہ موجود تھے جب فارس نے اس کا شیر وانی کا کالر درست کرتے اس کا سینہ تھپتھپایا۔ ہادی گردن اکڑا کر رہ گیا۔

"یہ صدام کیوں نہیں آیا اب تک۔"

عاشر کی حیرت میں ڈوبی آواز پہ ان سب کو تجسس نے آن گھیرا تبھی نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھتے اطراف میں نگاہیں دوڑائی تھی معاً ان سب کی نگاہ بیک وقت انٹرس کی جانب اٹھی جہاں سے کریم کلر کی شلوار قمیض پہنے ساتھ واسکٹ پہنے صدام اندر کی جانب ہی آرہا تھا۔ ان سب نے ہی نکاح کی مناسبت کے لحاظ سے کریم کلر کی شلوار قمیض پہننے کو ترجیح دی تھی تبھی سب جاذب نظر آرہے تھے۔ وہ اپنے دھیان میں ہی اندر کی جانب آرہا تھا کہ اسی دوران راحیل عادل اور عافیہ کو بھی ساتھ ہی آتا دیکھ تیز قدموں سے نازیہ کو لیے ان کی جانب بڑھے تھے۔

"اتنی تاخیر کیوں کر دی آنے میں اور عفیفہ اور پریسہ کہاں ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نازیہ تعجب سے گویا ہوئی۔صدام نے جھٹکے سے اپنی لہو رنگ آنکھیں اٹھاتے ان کی جانب دیکھا۔ان کا یہ دوغلا روپ اس کی سمجھ سے بلکل باہر تھا۔

آنٹی دراصل وہ آپ کی ابھی تک کل کی باتیں نہیں ہضم کر پائی اسی لیے آج نہیں آئی۔وہ کیا ہے نا آپ تو باز" "آتی نہیں اس نے سوچا وہ ہی جانا ترک کر دے۔

صدام کی کھردری آواز پہ ان سب نے بیک وقت چونک کر نازیہ کی جانب دیکھا جن کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔

"کیا کہا تم نے پریسہ کو۔"

راحیل کے سخت لہجے پہ نازیہ نے گڑبڑا کر ان کی جانب دیکھا۔

انکل یہ وقت مناسب نہیں ہے میرا آپ کو بتانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ آپ مزید اصرار نا کریں۔میں بار" بار اپنی بہن کی عزت نفس کسی کے ہاتھوں بھی مجروح ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔آپ فلحال شادی انجوائے کریں "یہ باتیں بعد میں بھی ہوتی رہیں گی۔عفیفہ اپنی دوستوں کے ساتھ ہی ہے وہ آئی ہے آپ پریشان مت ہو۔

وہ نہایت سنجیدگی سے بولتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔عافیہ اور عادل کی گھورتی نگاہیں وہ خود پہ صاف محسوس کر سکتا تھا تبھی سر کھجا کر رہ گیا۔

"ہم اس کے ماں باپ ہیں شاید۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ماما بابا اس نے یہ سب باتیں مجھ سے نہیں عفیفہ سے شئیر کی ہیں عفیفہ نے آ کر مجھے بتایا ہے میں وہاں آپ کو بتا بھی دیتا مگر آپ اصرار کرتے اسے لانے پہ اسی لیے بہت زیادہ طبعیت خرابی کا بہانہ بنایا میں نے۔ اسکا یہاں فلحال یہاں نا آنا ہی مناسب تھا۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولتے مسکرا کر سٹیج کی جانب بڑھ گیا جہاں سب اسی کے منتظر تھے۔ وہ جانتا تھا کہ ضروران سب نے بھی وہی سوال پوچھنا ہے جس کا جواب وہ ان سب کو دے کر آیا ہے اور اس کی توقع کے عین مطابق ہادی کے سنجیدگی سے سوال کرنے پہ صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا اتنا اہم دن تھا وہ کسی بھی طرح اس کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"بہت مبارک ہو۔"

وہ مسکرا کر بولتے اس کے گلے لگا اور اس کی پشت کو تھپتھپایا تھا جواب میں وہ ہنوز اسے ہی تکتا رہا۔

"پری اور عفیفہ کہاں ہیں۔"

فارس کی آواز پہ صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"پریسہ کی طبیعت کچھ ٹھیک۔"

"صدام تم میرے ساتھ آنا ذرا۔"

اس سے پہلے کہ صدام مزید کوئی جھوٹ بولتا ہادی نے اس کا بازو تھامتے ذرا اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔ ان سب نے حیرت سے ان دونوں کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔ کچھ دیر میں ہی ان کی واپسی ہوئی تھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

اوران دونوں کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ ان کے درمیان بات کیا ہوئی ہے۔اس نے سٹیج پہ پہنچتے ہی گلہ کھنکھار کر وہاں موجود سب افراد کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ان سب نے چونک کر دولہے کی جانب دیکھا جو اپنے نکاح والے دن خود ہی کوئی اعلان کرنے والے تھے۔

"کیا ہوا ہے ہادی کیا کرنے والے ہو تم۔"

نازیہ اس کے پاس پہنچی حیرت بھرے لہجے میں بولی جوابا اُس نے نرمی سے اپنا بازو ان کی گرفت سے آزاد کراتے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔اس کے دیکھنے کا انداز ہی ایسا تھا کہ وہ نگاہیں چرا گئی۔

"ابے صدام کونسا ڈراوا دیا ہے اسے شادی اور بیوی کا جو یہ اعلان کرنے والا ہے۔بیچارہ شکل سے ہی ڈرا سہا لگ رہا ہے۔"

فارس اس صورتحال میں بھی مزاق کرنے سے باز نا آیا تو صدام نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ کھسیا گیا۔

"بہت افسوس کے ساتھ مجھے یہ اناؤنس کرنا پڑ رہا ہے کہ میں یہ نکاح اب نہیں کر سکتا۔"

اس کے برفیلے لہجے پہ نازیہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر موجود تھا۔سب لوگوں کی آپس میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئی تھی۔نازیہ نے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا راحیل کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا مگر ہادی کا چہرہ بلکل پتھریلا تھا۔صدام کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔اسے بلکل بھی توقع نہیں تھی کہ اس کے بتانے پہ وہ کچھ ایسا بھی کر سکتا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"صبح سے میری شادی ہے شادی ہے شادی ہے کہ کہ کر کان پکا دیے اب خود ہی نواب نے شادی کینسل کر دی۔ لگتا ہے بریزہ نے خواب میں آکر جوتیوں سے خاطر تواضع کی ہو گی تبھی بیچارہ گھبرا گیا۔"

فارس ایک جانب پلیٹ میں رکھے لڈو اٹھا کر منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔ عاشر نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جسے اتنی بڑی بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

"اس سے پوچھ نہیں کروانا نکاح تو ٹھیک ہے میں کروا لیتا ہوں ویسے بھی آج کل خواہش بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ چل لڈو کھاتے ہیں نکاح کینسل ہونے کی خوشی میں۔"

ارتضی دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے دلفریبی سے بولا ساتھ ہی پورا کا پورا لڈو منہ میں ڈالا تھا۔

"ویسے یہ جس قدر نکاح کا شودا ہے ناانکاریوں ہی تو بلکل نہیں کر سکتا۔"

اب کی بار عاشر کی پر سوچ نگاہیں بھی ہادی پہ ہی جمی تھی جس کے چہرے پہ نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔

****

"ہوا کیا ہے آخر کچھ بتاؤ گے مجھے۔"

نازیہ اس کا بازو تھامتے حیرت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا اور دوبارہ اپنا رخ تمام لوگوں کی جانب کیا جو سرگوشیوں میں آپس میں باتوں میں محو تھے۔ اس نے گلہ کھنکھارتے دوبارہ ان سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ ارتضی اور فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دراصل یہ دن میرے لیے بہت اہم ہے بہت اہم سے مراد بہت ذیادہ اس دن کا ایک ایک لمحہ میرے دل کے انتہائی نزدیک ہے مگر پھر بھی میں اس نکاح پہ راضی نہیں ہو پاؤں گا کیونکہ میری ایک بہت ہی پیاری دوست اس موقع پہ میرے ساتھ نہیں ہے اور پھر دوستوں کے بغیر تو ہر تقریب بے رنگ ہیں نا۔ ہر کا مجھے نہیں معلوم مگر میری زندگی کا یہ اہم دن پریسہ آفندی کے بغیر ادھورا ہے۔ ویسے بھی دوستوں کے بغیر ہر تقریب ہر موقع ہر دن ہر لمحہ حتیٰ کہ آپ کی زندگی ہی بے رنگ ہے تو فلحال کیلیے معذرت مجھے ایمر جنسی میں وہاں جانا ہو گا اور اسے یہاں لانا ہو گا کیونکہ یہ نکاح ہو گا تو اس کے آنے پہ ہی ورنہ بھول جائیں۔"

اس کی بات پہ پورا ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ وہ سب بھی عجیب سی کیفیت سے دوچار آنکھوں میں بے یقینی لیے اس کی جانب دیکھ رہے تھے جس کی بات کا مفہوم فالوقت سمجھنے سے قاصر تھے۔ راحیل کے چہرے پہ ایک نہایت خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ عادل اور عافیہ نے نم نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ نازیہ ان سب کو بمشکل مسکرا کر دیکھتی اسے کھینچ کر اپنے ساتھ اندر لے آئی۔ انہیں اس کا اس قسم کا مذاق بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"مسئلہ کیا ہے آخر تمہارے ساتھ ہادی یہ کیا طریقہ ہے میری جان نکالنے کا میں تو ڈر گئی تھی کہ پتہ نہیں تم نے کیوں انکار کر دیا۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ ہادی نے تلخی سے مسکراتے ان کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اور آپ ماما میں تو بس اتنی سی بات کی اور آپ ڈر گئی آپ کا دل ڈوب گیا مگر آپ تو اتنی کڑوی باتوں سے پریسہ کا دل توڑتی رہتی ہیں نہیں ہوا میرا اس کے ساتھ رشتہ اور اگر رشتے کی پیشکش کی تھی کسی نے انہیں تو وہ عادل انکل نے نہیں بلکہ پاپا نے کی تھی۔کیوں آپ پریسہ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہے۔اس نے کبھی کسی کا غلط نہیں چاہا کبھی کچھ نہیں کیا۔میں نے آپ کو پہلے بھی یہ بات جتائی تھی کہ وہ میری دوست ہے میری زندگی میں اس کی بہت اہمیت ہے ہم سب میں وہ چھوٹی ہے کسی کا پتہ نہیں میں نے اسے بلکل اسے ویسے ہی سمجھنے اور دیکھنے کی کوشش کی ہے جیسے وہ صدام بھائی کیلیے ہیں۔گھر بھر کی لاڈلی کو رول دیا ہے ہم سب نے مرجھا گئی ہے وہ صرف ہماری بدولت۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے غصیلے لہجے میں بولا۔راحیل نے خون آشام نگاہوں سے نازیہ کی جانب دیکھا جو اب اس سے نگاہیں چرا رہی تھی۔

"بتائیں ماما کیوں کرتی ہیں اس سے اس قدر نفرت۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے گویا ہوا۔نازیہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"مم۔میں نفرت نہیں کرتی مگر وہ مجھے تمہارے لیے نہیں پسند تھی تو بس۔"

"تو اب کب وہ میری زندگی میں شامل ہو رہی ہیں خاموشی سے وہ ایک جانب ہو گئی ہے یہاں تک کہ اس نے مجھے آپ سب کے سامنے بریزہ کا نام لینے کی ہمت دی تھی تبھی میں آج یہ ہمت کر پایا اور آج بریزہ کو اپنی

All Rights Reserved By Novels Lounge

زندگی میں شامل کرنے والا ہوں مگر آپ تو نا جانے کونسے نفرت کے دھاگے باندھے جا رہی ہیں کبھی اس کے قد پہ نشانہ کبھی اس کی ذات پہ نشانہ اس لیے اب میں نے سوچ لیا ہے۔"

وہ اٹل لہجے سے بولتے بولتے وہ رکا تو نازیہ کے ساتھ ساتھ راحیل نے بھی ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

کہ میں بریزہ سے بھی نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ لڑکی جو میری زندگی میں صرف میری دوست کی حیثیت رکھتی ہے اسے ہی آپ نہیں بخش پا رہی کل کو میری بیوی کی جسامت پہ بات کرنے سے بھی آپ باز نہیں آئے گی۔ وہ ذرا سی موٹی ہو گی تو آپ کو وہ دنیا کی سب سے موٹی لڑکی لگے گی میں اس کی ذات پہ کبھی کوئی بات برداشت نہیں کر پاؤں گا اسی لیے جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ ہی ٹھیک ہے۔"

وہ قطعیت بھرے لہجے میں بولا۔ نازیہ نے پریشانی سے راحیل کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ بھی طمانیت رقم تھی۔

"آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے راحیل یہ کس طرح اپنی ماں سے بات کر رہا ہے۔"

وہ شکایتی لب و لہجے میں بولی۔ انہوں نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا جو ابھی بھی ہادی کی بات کا مقصد سمجھنے سے قاصر تھا۔

وہ جو بھی بول رہا ہے بہت اچھا بول رہا ہے مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ یہ اتنی سمجھداری والی بات کر کیسے سکتا ہے کیونکہ مجھے تو اس سے کوئی خاص توقع نہیں تھی۔"

وہ تعجب سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔ ہادی نے انہیں دیکھ کر بے ساختہ دانت کچکچائے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پاپا آپ کو ماما کو سمجھانے کیلیے بلایا ہے میری بے عزتی کرنے کیلیے کل کو آپ میری بیوی کے سامنے بھی نہیں
بخشیں گے۔"

وہ منہ بسورتے سر جھٹک کر بولا۔راحیل نے آگے بڑھتے اسے گلے سے لگایا تھا اور اس کی پشت تھپتھپائی تھی۔

کیونکہ اولاد شادی شدہ بھی ہو جائے تو اپنے ماں باپ کیلیے پھر بھی بچہ ہی رہتی ہے اور آج جو تم نے کیا ہے نا"
مجھے ویسے بھی تم پہ بہت فخر محسوس ہو رہا ہے۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولے تو ہادی ان کی بات پہ کھل کر ہنس دیا تھا۔نازیہ نے چونک کر اس کی جانب
دیکھا تو ہادی کی نگاہیں بھی اس کی جانب اٹھی تھی۔

پلیز اب وہ آئے تو اچھے سے ٹریٹ کیجیے گا وہ آپ کی محبت کی بھوکی نہیں ہے مگر کسی کی نگاہ میں ناپسندیدگی"
دیکھ دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔اس کی جگہ آپ کی اپنی بیٹی ہوتی اور اس کے ساتھ ایسا ہوتا تو پھر سوچیں سمجھے اور
میرے لوٹنے تک خود کو سنوار لیں۔"

وہ ان کی پیشانی چومتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔باہر سب مہمان سکون سے بیٹھے تھے۔اس نے فارس اور ارتضی
کی جانب دیکھتے تھمز اپ کا اشارہ کیا تھا۔

"مطلب اب پکا تیری شادی کینسل ہے کیونکہ پریسہ تو آئے گی نہیں۔"

فارس کمینگی سے مسکراتے ہوئے بولا تو ہادی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تقریب تو لازمی ہو گی اور آج ہی ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"مگر کیسے پریسہ کیسے آئے گی اس نے تو صاف انکار کر دیا ہے اور اسے لائے گا کون۔"

ارتضی کی آواز پہ ہادی نے سینے پہ ہاتھ باندھتے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"اس کے دوست کون ہیں ہم۔"

وہ سوالیہ انداز میں بولتے بھنویں اچکا گیا۔

"ہم۔"

ان دونوں کے لبوں سے بیک وقت نکلا تھا۔صدام نے بغور اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔

"اس نے اپنی دوستی کا حق کئی بار نبھایا ہے تم کب نبھاؤ گے۔"

اس کی بات پہ یکلخت ان سب کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

مطلب ہم جائیں گے اسے لینے۔

وہ ناسمجھی سے گویا ہوا۔ہادی نے شانے اچکاتے ان کی جانب دیکھا تو وہ سب فاتحانہ انداز میں مسکرا دیے تھے۔

"واؤ نیو ٹرینڈ تم دلہن کو لانے کی بجائے دوست کو لینے جا رہا ہے۔"

عاشر کی ستائشی انداز پہ ان تینوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔

جب دوستوں میں جان بستی ہو نا پھر یہ سب کرنا ہی پڑتا ہے۔فولومی۔بریزہ کو فون پہ میں اطلاع دے چکا"

"ہوں وہ سب بھی چل رہی ہیں ہمارے ساتھ۔

وہ عجلت میں بولتے باہر کی جانب بھاگا تھا۔ان سب نے بھی اس کی پیروی میں قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے جہاں وہ سب لڑکیاں ایک گاڑی میں خود ہی بیٹھ چکی تھی جسے بریزہ مریم ڈرائیو کر رہی تھی۔ان سب نے فارس کی گاڑی میں جانے کو ترجیح دی تھی۔اگلے ہی لمحے بیک وقت آگے پیچھے دو گاڑیاں وینیو کی حدود کو پار کرتی چلی گئی۔

"کیا لگتا ہے وہ آئے گی۔"

ان کے جاتے ہی عفیفہ نے گاڑی کو تکتے مسکراتے صدام کو مخاطب کیا جس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ نا بھی آنا چاہے مگر یہ شیطان کی ٹولی اسے لے آئے گی۔"

وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے بولا۔عفیفہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی۔وہ دونوں خود ہی ان کے ساتھ نہیں گئے تھے کیونکہ اگر وہ جاتے تو ضرور پریسہ انہیں دیکھ کر کمزور پڑ جاتی۔

"ویسے تم پہ تو آج میں نے نظر ہی نہیں ڈالی۔کیسے کھلا ہوا پھول لگ رہی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ اس سے پہلے کہ اندر کی جانب بڑھتی صدام نے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اس کی جانب جھکتے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تھی جو اس کے کہے کے مطابق سرخ رنگ کا فراک پہنے ہوئی تھی۔عفیفہ نے گھبرا کر اطراف کا جائزہ لیا۔

"صدام کیا ہو گیا ہے آپ کہی بھی شروع ہو جاتے ہیں۔"

وہ اس کے بازو پہ چٹکی بھرتے اڑے اڑے حواسوں سمیت بولی۔صدام نے نرمی سے اسے نزدیک کرتے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جس کی پیشانی پہ پسینے کی ننھی منھی بوندیں نمودار ہو رہی تھی۔

"تو اس میں کیا مضائقہ ہے اپنی ذاتی بیوی سے رومینس کر رہا ہوں حلال ہو مجھ پہ تم۔"

وہ اس کی ناک سے ناک سہلاتے ہوئے بولا تو عفیفہ نے چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے حلق تر کیا جس کی آنکھوں میں جذبات کا سمندر آباد تھا۔وہ بے ساختہ نظریں چرا گئی تھی۔صدام اس کی حرکت پہ کھل کر ہنس دیا تھا۔

بیوی ہوں تو کیا کہی بھی شروع ہو جائیں گے۔رومینس کرنے کی بھی ایک حد ہونی چاہیے کہ کہاں کرنا چاہیے۔"

وہ جھنجھلا کر بولتی سختی سے دونوں ہاتھ لبوں پہ جما گئی۔آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔صدام نے مسکراہٹ دبا کر اس کی جانب دیکھا جو اب مسلسل اس کی گرفت سے نکلنے کی تگ و دو میں مصروف تھی۔

"اچھا تو تم مجھے اجازت دے رہی ہو کہ میں کمرے میں جا کر کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹ کو اپنی انگلی میں لپیٹتے اسے کھینچ کر بھاری لہجے میں بولا۔ عفیفہ نے سرعت سے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔ صدام نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا جواب اندر کی جانب قدم بڑھا رہی تھی معاً وہ وہی تھمی مڑی اور شرارتی نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا۔

مجھ سے ایسے اجازت طلب کر رہے ہیں جیسے میں انکار کروں گی تو آپ باز آجائیں گے کرنی تو آپ نے اپنی "من مانی ہی ہے۔"

وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ اس کی بات کے جواب میں اس سے پہلے کہ صدام قہقہہ لگاتے خطرناک تیوروں سمیت اس کی جانب بڑھتا عفیفہ بھاگنے والے انداز میں عجلت سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ صدام اس کی ہوشیاری پہ اپنے خالی ہاتھ مسل کر رہ گیا۔ معاً اس کی باتیں سوچتے اس کے لبوں پہ ایک خوش کن مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

****

مجھے تم سے بہت محبت ہے۔ محبت نہیں محبت نہیں مجھے تم سے عشق ہے اور یہ عشق اس حد تک تجاوز کر چکا" ہے۔ میرا دل کرچی کرچی ہو رہا ہے اور یہ دل ٹوٹنے کی آواز میری روح پہ لگے زخموں کو مزید گہرا کر رہی ہے۔ اسے مزید اذیت سے دوچار کروا رہی ہے۔ میرے دل میں موجود تڑپ کو مزید بڑھا رہی ہے۔ دل ٹوٹنے کی آواز بے حد بری ہے مگر میں ہر آتی جاتی سانس پہ یہ ہی محسوس ہوتا ہے کہ تم لوٹو گے ضرور لوٹو گے اور میں اس وقت تک تم سے محبت کرنا چاہتی ہوں میں ایسی محبت کرنا چاہتی ہوں کہ میری ایک سرسری سی

All Rights Reserved By Novels Lounge

نگاہ بھی تمہارا اندر تک سب بھسم کردے۔میری ایک مسکراہٹ بھی تمہارے وجود کو جلادے میں ایسی نفرت کرنا چاہتی ہوں مگر جیسے کچھ محبتیں ناکام ہوتی ہیں ویسے یہ نفرت بھی ناکام ہے میں چاہ کر بھی اس دل میں تمہارے لیے وہ نفرت نہیں جتا پا رہی جو مجھے کرنی چاہیے۔جس کے تم حقدار ہو۔کیوں یہ عشق یہ محبت نفرت میں نہیں بدل جاتی۔بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں تم سے مگر اب وہ سب میرے آنسو کہیں گے کیونکہ "تمہارے خلاف زبان بولنے سے ہی انکاری ہوتی ہے۔

اس نے لکھتے ساتھ ہی قلم بند کرتے ڈائری پہ رکھا اور ساتھ ہی اس کی آنکھ سے بیک وقت دو تین آنسو ٹوٹتے اس صفحے کے عین وسط میں گرے تھے۔

"آپ کو میرے ایک ایک آنسو کا حساب دینا ہوگا۔"

وہ اذیت سے بولتی سختی سے ڈائری کو بند کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ڈائری کو دراز میں رکھتے اس نے کھڑکی کے دونوں پٹ تھامتے انہیں بند کرنا چاہا مگر پورچ میں بیک وقت گاڑیاں رکنے کی آواز سن اس کی آنکھوں میں الجھن ہیدا ہوئی تھی۔اس کا دل ناجانے کیوں خوف سے دھڑک اٹھا کیونکہ ابھی تو تقریب شروع بھی نہیں ہوئی ہوگی تو ان لوگوں کی واپسی بھی نہیں ہوئی ہوگی۔اگلے ہی لمحے نیچے سے آنے والی عجیب وغریب آوازوں پہ پریسہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔اس نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا اور گالوں کو سختی سے رگڑ کر چہرے پہ پانی کے دو تین چھپاکے مارتے تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ کا گھر کا اسے گھر لائیں گے۔اس سے پہلے کہ وہ بھاگ کر زینے اترتی لاؤنج میں موجود نفوس کو دیکھ اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی جبکہ منہ کھلا کا کھلا۔ان سب نے اس کی آنکھوں میں حیرت اور بے یقینی بھانپتے ایک دلکش مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔

"تم سب یہاں۔"

وہ بس اتنا ہی بول پائی کیونکہ وہ سب تو نکاح کی مناسبت سے ہی تیار تھے۔

"بلکل ہم یہاں تم تو آئی نہیں ہم نے سوچا ہم ہی چلے جاتے ہیں۔"

ہادی مسکراتے لہجے میں گویا ہوا۔پریسہ نے الجھ کر یوں اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہو رہا ہو۔

"جلدی کرو پتیسہ ایک تمہاری وجہ سے کھانا مزید دو گھنٹے لیٹ ہو گیا ہے اب تو تمہارے ہاتھ کا کھا کر ہی جاؤں گا۔"

فارس کو ہمیشہ کی طرح اپنا کھانا یاد آیا تھا تبھی اپنا رونا روتے ہوئے بولا۔

"وہاں جو اس کے نکاح کی خوشی میں اتنا سارا کھانا بنا ہے وہ تو نے ہی تو ختم کرنا ہے۔چل اب فضول مت ہانک جو کام کرنے آیا ہے وہ کر بس۔"

ارتضی اس کے پاؤں پہ پاؤں مارتے غصیلے لہجے میں بولا تو وہ کچھ خجل سا ہو گیا۔پریسہ ہونقوں کی طرح کبھی کسی کی جانب تو کبھی کسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے۔

"کیا ہو گیا ہے پری ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔"

بریزہ کی برجستہ بات پہ اس کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔اس نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر پرسکون تھی یہ پوچھتے ہوئے۔

تم سب کا دماغ ٹھکانے پہ ہے وہاں نکاح ہے تم دونوں کا اور تم سب یہاں پہنچے ہوئے ہو یہ کس قسم کی گھٹیا" "حرکت ہے مجھے تم لوگوں نے یہ توقع ہرگز نہیں تھی۔

وہ انہیں جھاڑ پلاتے ہوئے بولی۔ارتضی اور فارس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو ایک تو خود شادی پہ نہیں آئی تھی اور اب انہیں ہی سنا رہی تھی۔

"اور جو تم نے کیا وہ تو بہت اچھا تھا نا پری۔اس کیلیے تمہیں تو گولڈ میڈل سے نوازنا چاہیے۔"

ارتضی کی سرد آواز پہ پریسہ نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا اور بے ساختہ نگاہیں چرا گئی۔

دیکھو ارتضی ان سب باتوں کا یہاں کیا مقصد۔تمہیں یہ نہیں کرنا چاہیے تھا پلیز واپس جاؤ اور مجھے پیاری" "پیاری سے تصاویر بھیج دینا میری طبیعت پہلے ہی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔بہت مشکلوں سے اس نے اپنے آنسوؤں پہ پل باندھا تھا۔

"کیوں کر رہی ہو یہ سب پری۔"

مریم نے اس کا ہاتھ تھامتے استفسار کیا تو اس نے اپنی بھیگی نگاہیں اسکی جانب اٹھائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کھو گئی ہے کہیں پری مریم۔ یہ پری نہیں ہے یہ وہ بے رنگ لڑکی ہے جو اپنی شناخت ایک سراب کے پیچھے بھاگتے بھاگتے کھو چکی ہے۔ اب واپسی کا راستہ نہیں دکھ رہا۔"

اس کے نم لہجے پہ ایک لمحے میں وہ سب سنجیدہ ہوئے تھے۔ مریم نے گہرا سانس بھرتے اسے سینے سے لگایا تو وہ ضبط ہارتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ فارس نے ایکدم کچھ سوچتے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔

"جب جانتی ہو کہ وہ فقط ایک سراب ہے تو کیوں اس کے پیچھے بھاگ رہی ہو۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ پریسہ نے آنسو پونچھتے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نہیں بھاگ رہی یہ دل بھاگ رہا ہے اور میرا میرے دل پہ ذور نہیں ہے۔ میں اس کا نام سنتے ہی پاگل ہونے لگتی ہوں مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے عنقریب میں ختم ہو جاؤں گی ختم ہو جاؤں گی۔"

وہ اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے تکلیف سے بولی تو اس کی تکلیف اپنے دل پہ محسوس کرتے وہ سب تڑپ اٹھے تھے۔ ان سب نے ہی اسے چھوٹی ہونے کی بدولت بلکل کسی بچے کی طرح ٹریٹ کیا تھا ہمیشہ اسے ان سب کی لاڈلی کہا جائے تو کچھ غلط نہیں تھا اور اب ان سب میں سے اس کی زندگی ہی اس قدر کھو کھلی ہو گئی تھی۔

"ادھر بیٹھو۔"

ارتضی نے اس کے دونوں بازوؤں سے تھامتے صوفے پہ بٹھایا اور گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

جانتی ہو محبت سے بھی زیادہ آپ کو اپنی عزت نفس عزیز ہونی چاہیے پری۔جب آپ کو آپ کی عزت کی" نہیں عزیز تو پھر کیا فائدہ اس محبت کا۔محبت کا مقام ہو یا عشق کا عزت آلویز کمز فرسٹ۔اسے بھول جاؤ کیونکہ جب کوئی چیز آپکو ملنی ہوتی ہے تو صرف ایک دعا کی دیری پہ ہی مل جاتی ہے اور کچھ چیزوں کیلیے ہمیں تاعمر بس تڑپنا ہی پڑتا ہے اسی لیے ابھی سے سنبھل جاؤ۔آج تک اس کے ساتھ تمہاری جتنی بھی تلخ کلامی ہے نا وہ یاد کرو اس کی بری عادتیں اس کی غلط باتیں ہر وہ چیز جو تمہارا دل اس کی جانب سے ہٹادیں۔میں یہ نہیں کہتا کہ محبت ختم ہو جائے گی مگر تم موو آن ضرور کر جاؤ گی۔ابھی تمہاری عمر اتنی زیادہ نہیں ہے کہ تم کسی کیلیے اپنے ماں باپ کو زندگی بھر کا روگ دے جاؤ۔دے نیڈز یو لٹل گرل اینڈ پلیز موو آن۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولا تو پریسہ کی آنکھ سے یکے بعد دیگرے آنسو نکلتے اس کے گالوں پہ بہ گئے جسے وہ سرعت سے پونچھ گئی تھی۔عناب نے گہری نگاہوں سے ارتضی کی جانب دیکھا جس سے اسے اس قسم کی گہری باتوں کی بلکل بھی توقع نہیں تھی۔

"اب کسی کیلیے رو کر اپنی فیملی کو پریشان کرو گی۔"

وہ اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلاتے ہوئے بولا۔چند ساعتوں کیلیے پریسہ نے ٹھہر کر اس کی جانب دیکھا جو ہاتھ پھیلائے اس کا منتظر تھا۔اس نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کی ہتھیلی پہ رکھ دیا۔ارتضی کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی اس کی بھیگی مسکراہٹ دیکھ مسکرا دیے تھے۔

"ڈیٹس لائک آ گڈ گرل۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی ناک دبا کر بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پریسہ نے مسکراتی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

چلو اب جلدی سے تیاری پکڑو میرے نکاح میں دیری ہو رہی ہے۔ ویسے بھی بہت مشکلوں سے خود پہ ضبط" کیا ہوا ہے۔ بھلا اب مجھ سے زیادہ صابر انسان بھی کوئی ہو گا اتنی تیار شیار آپکی دلہن پہلو میں کھڑی ہو مگر نکاح نا "ہوا ہو۔

ہادی اپنے دکھڑے روتے ہوئے ڈرامائی لہجے میں گویا ہوا تو وہ سب کھل کر ہنس دیے تھے۔ پریسہ نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

"ہادی میں نہیں جاؤں گی پلیز۔ میں باقی باتیں تم سب کی مان گئی ہوں مگر میں وہاں نہیں جا پاؤں گی۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوئی۔ ہادی نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا۔

کیا بولا تھا تم نے عفیفہ کو کہ تم اپنی بے رنگ ذات کی بدولت کسی کی زندگی کو بے رنگ نہیں کرنا چاہتی یہی" کہا تھا مگر تمہیں شاید یہ بات معلوم نہیں ہے کہ جو لوگ دوسروں کی زندگی میں صرف رنگ بھرنا جانتے ہو "ان کی ذات بے رنگ کیسے ہو سکتی ہے پتیسہ۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے سنجیدگی سے بولا تو پریسہ نے بے یقینی کی کیفیت میں بھیگی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔ اسے اس لمحے ان سب کی دوستی پہ فخر سا ہوا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ ذرا ایک گرما گرم چائے کی آواز تو لگاتی جانا تمہارے تیار ہونے تک ہم وہ ہی پی لیں گے۔اور اگر ساتھ "کوئی سنیکس وغیرہ ہو تو مزہ دوبالا ہو جائے گا۔"

فارس چٹخارہ بھرتے ہوئے بولا۔مریم نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا۔

"قسم سے اول نمبر کا کمینہ ہے تو فارس۔"

"بہت شکریہ میری جان اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

وہ سر کو خم کرتے اس کی بات کو کسی اعزاز کی مانند قبول کر گیا تھا۔ان سب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا اتنی دیر میں پریسہ نے ملازمہ کو ان سب کیلیے چائے کا انتظام کرنے کا بول دیا تھا۔

"چلو پری جلدی سے ہم بھی تیاری پکڑیں۔"

عناب اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی معاً اسی لمحے ارتضی کی نگاہ اس کی پشت کی جانب اٹھی تھی اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے بمشکل خود پہ ضبط کیا تھا۔اس سے باتوں میں مصروف عناب کی نگاہ غیر ارادی طور پہ ارتضی کی جانب اٹھی مگر اس کی لہو رنگ نگاہوں کو دیکھ اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹ گئے۔اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹکتے پریسہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ارتضی کی کھردری نگاہیں ہنوز عناب کی پشت پہ ہی جمی تھی۔

****

"کہاں رہ گئے وہ سب گئے کو بھی گھنٹے سے اوپر ہو گیا ہے۔"

عافیہ ساتھ بیٹھی عفیفہ سے مخاطب ہوئی تو اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"ماما پریشان مت ہو وہ بس پہنچنے والے ہیں صدام کی بات ہوئی ہے ابھی۔"

وہ انہیں تسلی دینے والے انداز میں بولی۔اسی لمحے باہر سے آنے والی پٹاخوں اور ڈھول کی بے تحاشہ آواز پہ اس نے مسکین سی صورت بنائے ان کی جانب دیکھا۔

"یہ لیں آپ نے نام لیا اور آفت کی ٹولی حاضر۔"

وہ ہنس کر بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔عافیہ نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جہاں فارس اور ارتضی نے مل کر ہادی کو کندھوں پہ بٹھایا ہوا تھا ساتھ ساتھ وہ بھنگڑا ڈالنے میں مصروف تھے۔جس کی بدولت ہادی مسلسل اسے جھڑکنے میں بھی مصروف تھا۔

اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے صدام بنا ویڈیو اور اس اینگل سے بنائی کہ ہیش ٹیگ بندر کی شادی لکھتے ہی "ڈھیروں ویوز آجائیں۔

وہ اس کی حالت کی پرواہ کیے بغیر ایک بار پھر کھل کر بھنگڑا ڈالنے میں مصروف ہوگئے۔اس سب کے برعکس ہادی اونچی آواز پہ ان سب کو لعن طعن کرنے میں مصروف تھا۔

کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد ان دونوں نے تمیز کا مظاہرہ کرتے اسے سٹیج پہ چڑھایا تو وہ دانت پیس کر رہ گیا۔اب وہ سب آپس میں ڈھول کی آواز پہ ہلہ گلہ کرنے میں مصروف تھے۔

"چلو اب بس کرو نکاح کی تقریب کر لینی چاہیے مولوی صاحب بھی اب بیٹھ بیٹھ کر اکتا گئے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

راحیل نے انہیں وقت کا احساس دلایا تو وہ سرعت سے تمیز کا مظاہرہ کر گئے تھے۔ راحیل اور بریزہ کے بابا مولوی کی تقلید میں ان کے کمرے کی جانب بڑھے تھے تاکہ نکاح کی تقریب ہو سکے۔ تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد ان کی وہاں سے واپسی ہوئی تھی اور اب مولوی ہادی کے ساتھ ہی براجمان ہوتے نکاح کے کلمات ادا کر رہے تھے۔ نکاح ہوتے ہی ہر جانب مبارکباد کا شور بلند ہوا تھا۔ ہادی نے نکاح ہوتے ہی تشکر سے مسکراتے آنکھیں موندی تھی۔ یہ دن بھی کہی نا کہی پریسہ کی بدولت اس کی زندگی میں آیا تھا اگر وہ اسے ہمت کرنے پہ نا اکساتی تو آج شاید وہ یوں ہی خاموش رہ جاتا اور اس کی محبت بھی یوں ہی خاموشی سے کہی دفن ہو جاتی۔

"بربادی مبارک ہو میری جان۔"

فارس اسے سینے سے لگاتے ہوئے ہمدردی کرنے والے انداز میں بولا تو اس نے کھینچ کر اس کے پیٹ پہ ایک پنچ مارا تھا۔

وہ اس کی حرکت پہ کراہتے کھل کر ہنس دیا تھا۔

"اب تو دیدار کرواد و میری بیوی کا مجھے۔ اب کھل کر دیکھ سکوں گا اسے کب سے دیکھ دیکھ کر جی بہلا رہا تھا۔"

عفیفہ جو اسے مبارکباد دینے سٹیج پہ چڑھی تھی اس کی بکواس پہ اسے آنکھیں دکھا کر رہ گئی۔

"یہ سب مرد نکاح کے بعد بے شرم کیوں ہو جاتے ہیں۔"

عفیفہ تنک کر بولتے سر جھٹک گئی۔ صدام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو ایک بار پھر غلط وقت پہ غلط بات بول گئی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی وہ میسنا سا مسکرا دی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس کا جواب تم صدام سے بہتر لے سکتی ہو۔"

ارتضی کی معصومانہ بات پہ اس نے کٹیلی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا جو سب کے سب اس کی بے اختیاری پہ ہنس رہے تھے۔ وہ خجل ہوتے سٹیج سے اتر گئی۔ اس کے جاتے ہی ان سب کا بلند بانگ قہقہہ وہاں موجود ہر افراد کا دل دہلا کر رکھ گیا۔

"اٹینشن ایوریون وی آر انٹروڈیوسنگ یو اوور پریٹیئسٹ برائڈ بریزہ ہادی خان۔"

وہ سب آپس میں باتوں میں محو تھے کہ اچانک آنے والی مریم کی آواز پہ ان سب نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے انٹرس کی جانب دیکھا جہاں گاڑی کے چاروں شیشوں سے وہ پریسہ مریم اور عناب باہر نکلی ہوئی تھی۔ مریم کے ہاتھ میں مائیک تھا البتہ پریسہ اور عناب کے ہاتھوں میں کلرز تھے جنہیں وہ ہوا میں اڑا رہی تھی۔ ان سب کی آنکھیں اس منظر کو دیکھ کھلی کی کھلی رہ گئی۔

"یہ تو ہم سب سے بھی ایڈوانس نکلی یار۔"

فارس ستائشی انداز میں ان سب کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ اگلے ہی لمحے گاڑی درمیان میں ایک جھٹکے سے رکی تھی اور گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے بریزہ اپنا شرارہ سنبھالتے ایک ادا سے باہر نکلی اور چلتی ہوئی گاڑی کے بونٹ تک آئی۔ ان سب نے مل کر زبردست قسم کی ہوٹنگ کی تھی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

ڈی جے نے اسی لمحے موقع کی مناسبت کے لحاظ سے میراسیاں سوپر سٹار گانا بھی لگادیا تھا۔ہادی نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا جواب ایک اداسے اپنی آنکھوں سے گوگلز نکال رہی تھی۔چند ساعتوں بعد ہی وہ چاروں بھی اس کے اطراف میں آکر کھڑی ہوگئی۔نازیہ اور صائمہ نے تو بے ساختہ اس کی بلائیں لے ڈالی۔

"کیا ہوا ہادی میاں ایک ہی وار میں خلاص ہوگئے کیا۔"

اب مائیک پریسہ کے ہاتھوں میں تھا تبھی ہنستے ہوئے چٹکی بجاکر بولی تو وہ سٹپٹاتے ہوش کی دنیا میں واپس آیا اور سر کھجاتے میسنی سی ہنسی ہنس دیا۔

بہت اچھا لگتا ہے

جب تم مجھے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرتے ہو

مجھے کسی ننھے بچے کی طرح سمجھاتے ہو

!بہت اچھا لگتا ہے

جب تم مجھ پہ اپنا حق جتاتے ہو

اور مجھ سے کہتے ہو کہ تم میری ہو

!بہت اچھا لگتا ہے

میں جب ضد کرتی ہوں، یا روٹھ جاتی ہوں

مجھے تم اپنی محبت سے مناتے ہو

All Rights Reserved By Novels Lounge

بہت اچھا لگتا ہے!

تم سے تمہاری محبت کا اقرار سننا، جسے میں اپنا حق سمجھتی ہوں

بہت اچھا لگتا ہے!

مجھے تم سے محبت کرنا

کیونکہ میری محبت کا واحد حاصل ہو تم۔

بریزہ کی محبت سے پر اور دھیمی مسکراتی آواز نے ہادی کی سماعتوں میں چاشنی سی گھول دی تھی۔اس کے لبوں کی تراش پہ ایک نہایت ہی خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔وہ بولتے بولتے قدم بقدم چلتے ان سب کے سنگ سٹیج کی جانب آگئی تھی اور بغور اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔اس نے خوبصورت سی مسکراہٹ سمیت اپنی چوڑی ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی تھی جسے اس نے نرمی سے تھام لیا۔ہادی نے بنا کسی دیری کے اسے سٹیج پہ بٹھاتے خود بھی اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ کوئی ہم سے اس قدر محبت بھی کرتا ہے۔"

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مزے سے بولا۔ بریزہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور مسکراہٹ دبائی۔

"یہ سب چیزیں میں تم سے تو توقع کرنے سے رہی اب کیونکہ تم ہو ایک نمبر کے نلے اسی لیے اپنی شادی کو یادگار بنانے کی خاطر مجھے ہی اپنا عمل دخل اس میں شامل کرنا پڑا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانت پیستے ہوئے جتانے والے لہجے میں بولی۔ ہادی نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اسے مسلسل گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔

"حد ادب لڑکی تمہارا شوہر ہوں میں اب۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا تو بریزہ سر جھٹکتے اس کی بات کو ہوا میں اڑا گئی تھی۔

خیر عمل دخل شامل کرنا ہے نا اس شادی میں تم اپنے حصے کا کر چکی ہوں اب تم میری باری کا انتظار کرو میری" "جان۔ لازماً تمہیں وہ عمل دخل نے حد پسند آئے گا۔

وہ والہانہ انداز میں بولتے اس کی جانب جھکا اور بائیں آنکھ دباتے دلکشی سے ہنس دیا۔ بریزہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو اب اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے اسے سہلا رہا تھا۔ بریزہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ ان دونوں کو یوں باتوں میں مصروف دیکھ ارتضی اور فارس نے بیچارگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا معاً اسی دوران ارتضی کی نگاہ سٹیج سے کچھ دوری پہ کھڑے وجود کی جانب اٹھی تو اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے ناگواری اتر آئی۔ وہ شرٹ کے آستین کہنیوں تک فولڈ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس جانب بڑھا۔ عناب جو موبائل میں کوئی فنی میم پڑھتے مسکرا رہی تھی خود پہ سایہ ہونے کی بدولت اس نے ٹھٹھک کر نگاہیں جوں ہی اوپر اٹھائی سامنے کھڑے ارتضی کو دیکھ اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا جس کے تاثرات خطرناک حد تک بگڑے ہوئے تھے۔

"کس سے باتیں کر کے مسکرا رہی ہو تم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد لہجے میں بولا۔ عناب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی حالت پہ کھل کر ہنس دی۔

"جس سے بھی بات کرو تم سے مطلب۔"

وہ تند لہجے میں بولتے اس سے پہلے کہ وہاں سے آگے کی جانب بڑھتی ارتضی نے اس کی کلائی کو سختی سے تھامتے ایک جانب قدم بڑھائے تھے۔ عناب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا یہ کیا بیہودہ حرکت ہے۔"

وہ غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔ ارتضی نے سکون سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے اس کی جانب دیکھا۔

"ابھی تم نے میری بیہودگی دیکھی کہاں ہے عناب۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے کھردرے لہجے میں جتانے والے انداز میں بولا۔ اس کے بدلے لہجے پہ عناب کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ اس بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"تم اتنے لوگوں کی موجودگی میں مجھے یوں کھینچ کر لائے ہو۔ شاید تمہیں اپنی عزت کی پرواہ نہیں ہے مگر مجھے ہے کیونکہ میں ایک لڑکی ہوں مگر ویسی قطعی نہیں جو تمہارے دبدبے میں آجائے۔"

وہ سختی سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔ اس کا انداز واضح تنبیہی تھا۔ ارتضی نے اپنے مخصوص انداز میں آبرو اچکاتے اس کی جانب قدم بڑھائے تو عناب کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

لگتا ہے کچھ زیادہ ہی عزت پیاری ہے تمہیں اپنی تبھی تو اس قسم کے بیہودہ لباس پہنتے تمہیں ذرا بھی دقت "

"نہیں ہوئی۔

وہ اس کے دونوں اطراف میں دیوار پہ ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے بر فیلے لہجے میں

بولا۔ عناب کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس لباس میں کیا بیہودگی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

دیکھو ارتضی میں جو مرضی پہنو جیسے بھی کپڑے پہنوں جب میری ماما میرے گھر والوں کو مسئلہ نہیں ہے تو تم "

"کس حق سے آبجیکشن اٹھا رہے ہو۔ فضول میں پھپھو کا کردار ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی۔

مجھے مسئلہ ہے عناب تم کیا پہنتی ہو مجھے اس سے بہت مسئلہ ہے اسی لیے اج کے بعد تم اس قسم کے لباس "

نہیں پہنو گی اور رہی بات پھپھو بننے کی تو مجھے شوق نہیں ہے تمہاری پھپھو بننے کا تم سے تو بس ایک رشتہ استوار

"کروں اور بہت جلد کروں گا پھر تمہیں میرے سارے آبجیکشنز درست لگیں گے۔

عناب نے اس کی بات پہ سختی سے آنکھیں میچ کر کھولی مگر اس کی آخری بات پہ عناب کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ

مسکرایا تھا۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولتے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ پتھریلا تھا۔

"پہنو گی میں سو بار پہنوں گی بار بار پہنوں گی اور ہمیشہ پہنوں گی تم اپنی بکواس بند۔"

"عناب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے بدتمیزی کے تمام ریکارڈ توڑتی ارتضی درشت لہجے میں اسے ٹوک اٹھا۔

میں نے پہلے بھی یہ بات تمہیں باور کرائی ہے کہ اپنا لہجہ کم از کم میرے ساتھ درست رکھا کرو۔ مجھے یہ بدتمیزیاں بلکل نہیں بھاتی۔ مجھے مجبور مت کرو کہ ایک سیکنڈ میں تمہیں سیدھا کر دوں اور جلدی سے جو یہ تمہاری گردن کے نیچے کٹ ہے نا اسے بال کھول کر ڈھکو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

وہ کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھتے تحکم بھرے لہجے میں بولا۔ عناب کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری تھی۔ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر ہٹ دھرمی سے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے وہی کھڑی رہی۔

میں خود تمہارے بال کھول نہیں سکتا کیونکہ میں تم پہ ابھی کوئی ایسا حق نہیں رکھتا مگر اب میں وہ کروں گا جو تمہیں شاید بلکل بھی پسند نا آئے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے اپنی جیب سے سگریٹ نکالتے اسے سلگا گیا تھا۔ عناب نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اسے ہمیشہ سگریٹ کے نام کا ڈراوا دیا کرتا تھا تاکہ وہ اس کی بات مان جائے۔

"کوئی بات نہیں عناب پر سکون رہ تیرے سامنے ہی پیے گا نا باہر تو نہیں جائے گا نا آج یہی پینے دے اسے۔"

وہ دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتے ہوئے بولی۔ ارتضی نے ایک نظر اس ہٹ دھرم لڑکی پہ ڈالی اور ایک نظر اس کے سائیڈ جوڑے پہ۔ اگلے ہی لمحے وہ عجیب سے انداز میں مسکرایا اور سگریٹ لبوں میں دباتے ایک گہرا

All Rights Reserved By Novels Lounge

کش اس کے منہ پہ چھوڑتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ عناب اس کی حرکت پہ مسلسل کھانستے ساکت رہ گئی۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ اس نے بے بسی سے اس کی چوڑی پشت کو تکا اور پیر پٹخ کر رہ گئی۔

"نا جانے کیوں یہ پرانا ارتضیٰ بنتا جا رہا ہے۔ ہمیشہ اپنی منواتا ہے میں بھی اب بات نہیں کروں گی اس سے۔"

وہ غصے سے بڑبڑاتے اپنا جوڑا کھولنے لگی معاً اس کی نگاہ نزدیک ہی دیوار پہ نصب آئینے کی جانب اٹھی تو وہ اس جانب بڑھی تھی۔ جوڑا کھولتے ہی بالوں کا تو بم ہی پھٹا ہوا لگ رہا تھا مگر اب کوئی تو حل نکالنا تھا تبھی بالوں میں جلدی جلدی سے انگلیاں چلاتے اس نے دونوں جانب سے ذرا سے بالوں کو لیتے انہیں پنوں میں مقید کیا تھا اسی بدولت پن انگلی میں گھستے اسے انتہائی تکلیف سے دوچار کروا گئی۔ اس نے بھیگی نگاہوں سے اپنی انگلی کو دیکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا معاً وہ سر جھٹکتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"ارے جوڑا کیوں کھول لیا اور یہ انگلی پہ کیا ہوا۔ خون کیوں نکل رہا ہے۔"

وہ جوں ہی سٹیج کے نزدیک پہنچی پریسہ کو نازیہ کی کسی بات کا جواب دے رہی تھی اس کی جانب مڑتے حیرت بھرے لہجے میں بولی۔ اس کی آواز اتنی اونچ ضرور تھی کہ سٹیج پہ کھڑے ارتضیٰ کی سماعتوں سے ٹکرا گئی تبھی اس نے فاتحانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ بس ایسے ہی جوڑے کے کھینچاؤ کی وجہ سے سر درد ہونے لگا تھا اسی لیے کھول لیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے ارتضی کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔اس کی آنکھوں میں دکھ تاسف شکوہ کیا کچھ ناتھا مگر ارتضی کیلیے اتناہی بہت تھا۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ اگر وہ سیگریٹ ہونٹوں میں دبائے باہر جائے گا اگلے ہی لمحے عناب محترمہ سیدھی ہو جائے گی اور یہی ہوا تھا۔عناب کے دیکھتے ہی اس نے سیگریٹ ایک جھٹکے سے زمین پہ پھینکتے اسے بھاری بوٹ تلے مسلا تھا۔عناب نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"یم یم۔"

فارس نے لڈو کی تھال لے کر گھومتی مریم کو آواز دے کر اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا تو وہ ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھتے وہی چلی آئی۔

"یہ ایک لڈو تو دینا ذرا۔"

وہ مسکین سی صورت بنائے بولا۔مریم نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

فارس کھانے کے علاوہ بھی تمہیں کوئی کام ہے اس دنیا میں۔جب دیکھو یہ کھانا ہے وہ کھانا ہے گٹو کہی"

"کے۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی جواب میں فارس نے آنکھیں پٹپٹاتے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں ہے ناچوبیس گھنٹے تمہیں تکتے رہنا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔ مریم کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے سمٹی تھی۔ ارتضی نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھتے ایک جست میں اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"یہ دیکھا بول رہا تھا نا میں یہ چاپلوس آدمی ہم سب کو ماموں بنا رہا ہے اور ہماری پیٹھ پیچھے مریم کو اپنے بھانجوں کی مامی بنانے کی تیاری کر رہا ہے۔"

ارتضی اس کی بات پہ غور کرتے اس کی گدی پہ کھینچ کر ایک تھپڑ مارا تھا۔ اس اچانک افتاد پہ وہ بلبلا کر رہ گیا۔

"ابے بکواس بند رکھ میں تو بس اسے خوش کر رہا تھا تا کہ وہ خوش ہو کر مجھے لڈو دے دے۔ میں نے کہی سنا تھا کہ لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسانا ہو تو ایسی میٹھی میٹھی باتیں کرنی چاہیے۔"

فارس اس کی بات پہ تڑخ کر بولتے آخر میں مسکینیت سے ہنس دیا کیونکہ مریم کی قہر آلود نگاہیں اسی پہ جمی تھی۔

"ہو آر یو فارس۔"

مریم اپنی بے عزتی کے جواب میں تلملاتے ہوئے سوالیہ لہجے میں بولی۔

"آئی ایم ناٹ سپیشل مریم، آئی ایم جسٹ لمیٹیڈ اڈیشن۔"

وہ مغرورانہ انداز میں بولتے کندھے جھٹک گیا۔ مریم کا منہ اس کی بات پہ کھلا کا کھلا رہ گیا جواب دونوں ہاتھوں کو بالوں سے سنوارتے سٹیج سے نیچے اتر رہا تھا۔ پریسہ نے تاسف سے ان سب کی جانب دیکھتے جوں ہی سیڑھی پہ قدم رکھا ہیل پہننے کی بدولت اس کا پاؤں بری طرح اس کے فراک میں اٹکا۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین کو

All Rights Reserved By Novels Lounge

سلامی پیش کرتی عاشر نے سرعت سے اس کی کلائی تھام کر اسے سہارہ دیا تھا۔پریسہ نے گہرا سانس بھرتے چونک کر اس کی جانب دیکھا تو وہ سرعت سے اس کی کلائی چھوڑ گیا تھا۔

"ایم سوری وہ بس۔"

اس نے وضاحت پیش کرنی چاہی۔

"تھینکیو ابھی تم نا تھامتے تو شاید میں گر جاتی۔"

وہ مسکرا کر بولتی سہولت سے اس کی پریشانی دور کر گئی تھی۔عاشر نے پر سکون سانس فضا کے سپرد کیا کہ آج ان میں کسی قسم کی تلخ کلامی نہیں ہوئی تھی۔

"میں تمہیں گرنے نہیں دیتا کیونکہ آفٹر ال وی آر فرینڈز۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا تو پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس نے ہاتھ کا پنچ بناتے اس کی جانب کیا ہوا تھا۔پریسہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے ناجانے کیا سوچ کر اس نے نرمی سے مسکرا کر اس کے پنچ پہ اپنا پنچ مارا تھا۔دور کھڑے صدام اور عفیفہ نے حیرت سے ان دونوں کو آپس میں مسکراتے دیکھا تھا۔

****

تمہارا دماغ درست ہے ہادی یہ کیسے ممکن ہے بھلا۔فضول کی بکواس نا کیا کرو۔ہر کام بس جلد بازی میں چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نازیہ اس کی بات سنتے ہی بھڑک اٹھی تھی تبھی جھنجھلاتے ہوئے بولی۔ہادی نے بھنویں اچکاتے راحیل کی جانب دیکھا جو لاپرواہی سے شانے اچکا گئے تھے۔

اس نے اب کی بار اپنا رخ بریزہ کے ماں باپ کی جانب کیا۔

انکل آنٹی دیکھیں نکاح ضروری رسم تھی ہو گئی اب جب ہم ایک دوسرے کو قبول کر چکے ہیں تو پھر رخصتی "میں کیا مضائقہ ہے۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا۔انہوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

ہمیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے بیٹا مگر وہ جسے آپ نے قبول کیا ہے ناوہ کبھی نہیں مانے گی اور ہمارے درمیان" بات بھی تو بعد میں رخصتی کی ہوئی تھی ناتو پھر یہ سب۔ہم نے اس سے بات کی ہے مگر وہ آگے سے بھڑک "گئی ہے۔اس طرح ناراضگی تم سے ہی ہو گی اس کی۔

انہوں نے اپنی بات بھی سامنے رکھی تو اس نے بے ساختہ اپنی پیشانی مسلی تھی۔بات تو ان کی سو فیصد درست تھی کہ بریزہ کو منانے کا کام سب سے پہلے تھا کیونکہ وہ جتنی اپنے فیصلوں میں اٹل تھی یہ بات ہادی سے بہتر بھلا کون جان سکتا تھا۔

"اب میں کیا کروں میرا ایمان جو ڈگمگا رہا ہے۔"

وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے بڑبڑایا۔ان سب نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ کہا کیا آپ نے بیٹا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صائمہ کی آواز پہ وہ کھسیانی ہنسی ہنستے نفی میں سر ہلا گیا معاً کچھ سوچتے اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔

"انکل کیا میں اس سے بات کروں۔"

وہ سوالیہ انداز میں بولتے بھنویں اچکا گئے۔انہوں نے چند ساعتوں کیلیے کچھ سوچا اور کندھے اچکاتے بے نیازی سے اثبات میں سر ہلا گئے۔ہادی نے ایکدم گہرا سانس بھرتے خود میں ہمت مجتمع کی اور خود باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

کمرے کا دروازہ ہلکے سے واں کرتے اس نے ذرا سی گردن اندر ڈالی تو ان پانچوں نے بیک وقت خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے بریزہ سے بات کرنی ہے۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔اس کی بات پہ نا چاہتے ہوئے بھی وہ پریشان حال بریزہ کو وہی چھوڑتے ہادی کو ایک زبردست گھوری سے نوازتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ان کے جاتے ہی ہادی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا اور مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"مسکراؤ مت میرے سامنے۔"

وہ تنک کر بولتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ہادی سر کھجا کر رہ گیا۔

بریزہ میں نے اتنی بھی کوئی انہونی بات کر دی کہ تم یوں منہ پھلا کر بیٹھ جاؤ اور ویسے بھی کس نے کہا تھا کہ "محبت کا اظہار اتنے دلکش طریقے سے کرو کہ میں مزید دیوانہ ہو جاؤں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے دلفریبی سے بولا۔

"میرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو پتہ نہیں کیا سوچ کر تمہارے لیے وہ غزل پڑھ لی۔"

وہ تلملا کر بولی۔ہادی کا بلند بانگ قہقہہ ماحول کو خوشگوار بنا گیا۔اس نے نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔

"یار نکاح ہو گیا ہے رخصتی میں کیا مضائقہ ہے اب میں بے رحم بلکل نہیں ہوں جو تمہارے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی ہیں۔"

وہ اس کی ہاتھ کی انگلی میں نرمی سے انگوٹھی پہناتے ہوئے دھیمے لہجے میں بول رہا تھا اور وہ یک ٹک کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"مگر ہم میں یہ طے نہیں پایا تھا ہادی۔رخصتی سے پہلے ہمارا اس بات کو طے کرنا ضروری تھا۔"

بریزہ نے اس کی بات کا اثر زائل کرنے کی خاطر بے بسی سے اسے یاد دلایا۔

"ضروری یہ ہے کہ اب تم میری بیوی ہو اور میں تمہارا شوہر اور یہ جو انگوٹھی میں نے تمہیں پہنائی ہے نا جانتی ہو میں نے کب لی تھی جب پہلی بار مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ بریزہ میری زندگی میں کچھ تو اہمیت رکھتی ہے۔اب جب میں نے پورے حق سے تمہیں اپنی زندگی میں شامل کر لیا ہے تو آج سے تمہیں بھی یہ بات ازبر رہنی چاہیے کہ تم آج سے ابھی سے اس لمحے سے صرف میری ہو صرف میری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی ہاتھ کی پشت کو نرمی سے چھوتے حلاوت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔ بریزہ نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک نرمی سی چھلک رہی تھی۔اس لمحے وہ اسے بلکل بھی غیر سنجیدہ ہادی نہیں لگا تھا۔

"اب تو مان جاؤ رخصتی کیلیے۔"

ایکدم نا جانے اسے کیا ہوا وہ مصالحتی لب و لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔اسے ہنسی تو بہت آئی مگر اسے تنگ کرنے کی خاطر ضبط کر گئی۔

"سوری ہادی میں رخصتی نہیں چاہتی تم بھی آئندہ اس قسم کی بات مت کرنا مجھ سے۔"

وہ جھلاتے ہوئے بولی۔وہ جو اس کے لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ دیکھ چکا تھا دل ہی دل میں اس کی اداکاری پہ داد دے کر رہ گیا۔

"چلو پھر پیار محبت کی باتیں ہی کر لیتے ہیں۔ثواب ملتا ہے۔"

وہ آنکھیں میچ کر بولتے اس کے گرد حصار قائم کر گیا۔

"پیار محبت مائی فٹ۔"

وہ دھڑکتے دل سمیت اس کا حصار توڑتے پیچھے ہوئی۔

اوئے خبردار جو مجھ سے دوبارہ اس لہجے میں بات کی تو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس پہ شوہر ہونے کا مصنوعی رعب ڈالتے ہوئے بولا۔ بریزہ نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے اس کی پیشانی کو چھو کر چیک کیا تھا۔

"یہ کیا تھا محترمہ۔"

چیک کر رہی تھی کہ کہی بخار تو نہیں جو مجھ پہ حکم چلا رہے ہو۔

وہ دل جلانے والے لہجے میں بولی۔ ہادی نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

"شوہر میں ہوں تمہارا تم نہیں۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے کروفر سے کھڑا ہوا۔

اور میں تمہاری بیوی وہ بیوی جس کے سامنے ایک شوہر کی بھی نہیں چلتی اور پھر جب شوہر تمہاری طرح کا ہو"

"تو بھول ہی جاؤ۔

وہ مسکراہٹ دبا کر بولتے اس کا دل جلا کر راکھ کر گئی۔ جواب میں اس نے جھک کر اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ بریزہ جو اس سے کسی چڑنے والے جواب کی توقع رکھ رہی تھی اس کی حرکت پہ دم بخود رہ گئی جواب قمیض کی آستین فولڈ کرتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"کہاں چلے۔"

وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتے نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

رخصتی کی تیاری کرنے کیونکہ جس بات کا اقرار تمہاری زبان کی کرپارہی اس کا اظہار تمہاری آنکھیں بخوبی "
"کرچکی ہیں۔

وہ محبت سے پر لہجے میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی بریزہ نے مسکرا کر آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھااور پھر کچھ ہی دیر میں اس کی رخصتی کردی گئی تھی وہ ہادی کے سنگ ہمیشہ ہمیشہ کیلیے اس گھر سے رخصت ہوچکی تھی جہاں وہ ہمیشہ پیار کو ترسی تھی توجہ کو ترسی تھی مگر اب جب وہ ملا تھا تو اس کا وقت اس گھر میں گزرچکا تھا۔سب لوگ اس اچانک رخصتی پہ حیران پریشان رہ گئے تھے بس فارس ارتضی اور باقی سب ہی اس بات سے آگاہ تھے کہ یہ رخصتی کیوں انجام پائی گئی تھی وہ بھی اس قدر اچانک۔

"آج تونے ثابت کردیا ہے کہ تو سچ میں ترسی ہوئی مخلوق ہے۔"

یہ کوئی تیسری سے چوتھی بار تھا جب رخصتی کے دوران ان دونوں یہ بات ہادی سے کہی تھی مگر آج اس نے بھی ان کی بات کو سرے سے کسی کھاتے میں نہیں لیا تھا کیونکہ وہ جو چاہتا تھا وہ تو ہو ہی گیا تھا۔اس کا دل آج بے تحاشہ خوش تھا کیونکہ جسے اس نے چاہا تھا اسے اس قدر آسانی سے پالیا تھا۔اس نے محبت کے نام پہ اتنے لوگوں کو رلتے دیکھا تھا روتے بلکتے تڑپتے دیکھا تھا۔بے ساختہ ہی اس کی نگاہیں پریسہ کی جانب اٹھی جو بریزہ کے کان میں جھکی کچھ کہہ رہی تھی۔اس کا دل ایکدم ہی اس کی جانب سے اداس ہوا تھا۔اس نے اس گاڑی سے نکلتے اپنا رخ پریسہ کی جانب کیا۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ نے اسے اپنے مقابل دیکھ نا سمجھی سے استسفار کیا۔

آج ایک بھائی اپنی بہن کو یہ دعا دے رہا ہے پری کہ جس محبت کو تم سراب سمجھتے اسے لا حاصل سمجھتی ہو ناوہ "محبت ایک دن تمہارا حاصل ضرور بنے گی۔"

وہ اس کا سر تھپتھپاتے بھاری لہجے میں بولتے اسے ساکت کر گیا۔پریسہ کا سر کسی ٹرانس کی کیفیت میں نفی میں ہلا تھا۔وہ ایسی دعا تو نہیں چاہتی تھی۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ہادی کی جانب دیکھا جو اس کا سر تھپکتے دوبارہ گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔پریسہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

****

وہ لوگ جب سے ہادی کے گھر سے لوٹے تھے اس وقت سے اب تک عفیفہ کمرے میں ہی نہیں آئی تھی اور اس کی چاپلوسیاں وہ بخوبی سمجھ رہا تھا۔انہیں لوٹے گھنٹہ ہونے کو آیا تھا تبھی وہ ضبط ہارتے تن فن کرتے باہر کی جانب بڑھا اور ریلنگ سے جھکتے نیچے کا جائزہ لیا تھا جہاں وہ سکون سے نماز پڑھنے میں مصروف تھی۔عافیہ نزدیک ہی بیٹھی اپنا کوئی کام کر رہی تھی۔

"پورے دن کی نمازیں عفیفہ محترمہ نے آج ہی تو پڑھنی ہے۔"

وہ جلتی نگاہوں سے اسے دیکھتے تیز قدموں سے زینے پھلانگتے اس کی جانب بڑھا معاً اسے دعا میں مصروف دیکھ اس نے عافیہ کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"آج تمہیں تمہاری ماں کی یاد کیسے آگئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کا اشارہ اس کے نزدیک بیٹھنے کی جانب تھا۔ صدام ان کی بات پہ خجل سا ہو گیا۔

"بس آپ سے باتیں کرنے کا جی چاہ رہا تھا۔"

وہ خوشامدی لہجے میں بولا تو انہوں نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس کی حرکات و سکنات بخوبی ان کی نگاہوں میں تھی۔

"ماما اس گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے یہاں وہاں ٹہلتے کتنے خوبصورت لگیں گے نا۔کافی رونق ہو جائے گی نا۔"

وہ جائے نماز پہ بیٹھی عفیفہ کو جان بوجھ کر سنانے والے انداز میں عافیہ سے مخاطب ہوا جو پریسہ کے کپڑوں پہ لیس لگا رہی تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے مجھے تو ویسے بھی بہت خواہش ہے پوتے پوتیوں کی۔بس جلدی سے اب تم ہمیں دادا دادی بنا دو۔"

ان کا چہرہ تو جیسے صدام کی بات سن کھل اٹھا تھا تبھی چہک کر بولی۔ صدام نے ان کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے ان کے شانے پہ سر رکھا۔

"مگر ایک مسئلہ درپیش ہے ماما دراصل یہ خواہش پوری کرنے کیلیے مجھے آپ کی ایک عدد بہو درکار ہے کیونکہ یہ والی تو صبح سے شام تک آپ سے چپکی رہتی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔عفیفہ اس کی بے ہودہ باتیں سن کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔اس نے جان بوجھ کر اپنی دعامزید لمبی کر دی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کھینچ کے لاؤنج سے ہی باہر دھکیل دے جو اس قسم کی بکواس کرنے سے اپنی ماں کے سامنے بھی باز نہیں آ رہا تھا۔

"لگتا ہے میرا بیٹا شرم وحیا کہیں بیچ آیا ہے کہ ماں سے کس قسم کی بکواس کرتے ہیں۔"

وہ جانتی تھی کہ وہ عفیفہ کو تنگ کر رہا ہے تبھی اس کے کان کھینچتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولتے طنز کرنے سے باز نہ آئی۔عفیفہ کے وجود کا سارا لہو اس کے چہرے پہ سمٹ آیا۔اس نے دل ہی دل میں شدت سے اس کے وہاں سے جانے کی دعا مانگی تھی۔

وہ کیا ہے ماما یہ بہت نازک صورتحال ہے اس میں ہم دونوں کو کہیں نا کہیں بے شرمی دکھانی ہو گی ورنہ آپ کو"
"بس دوسروں کے پوتے پوتیاں دیکھ کر ہی ٹھنڈی آہیں بھرنی پڑے گی فیصلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔

وہ مصنوعی افسردگی سے بولتے سکون سے صوفے سے پشت ٹکا گیا۔عفیفہ نے عافیہ سے چھپتے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ اسے دیکھتے ڈھیٹائی سے دائیں آنکھ دبا گیا۔عفیفہ نے سٹپٹاتے دوبارہ اپنی دعا کی جانب توجہ مبذول کروالی۔

"یہ باتیں تم جسے سنا رہے ہو نا بہتر ہے کہ سیدھی طرح اسے ہی سنالوں مجھے کبوتر بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتی اپنی چیزیں سمیٹ کر اندر کی جانب بڑھ گئی ان کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی وہ اپنی جگہ سے کھسکتے اس کے نزدیک ہوا تھا۔

"عفیفہ بی بی ساری نیکیاں یہی سے نہیں ملے گی کچھ نیکیاں شوہر کی خدمات کر کے بھی کمانی پڑتی ہے۔"

اپنے نزدیک سے آنے والی بھاری آواز پہ عفیفہ کے ہاتھ کپکپا کر رہ گئے۔اس نے سٹپٹا کر اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے جائے نماز تہ کرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"فضول میں میری عبادت میں خلل ڈال دیا۔"

وہ حجاب کھولتے سر جھٹک کر بولی جس کی بدولت اس کے جوڑے میں مقید بال کھلتے کمر پہ بکھر گئے تھے۔صدام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا معاًاسے مسکراہٹ دباتا دیکھ اس کے اعصاب تنے تھے۔اس نے قدم اس کی تقلید میں کمرے کی جانب بڑھائے۔

دیکھو فضول میں ہی اتنا سج دھج کر میرے سوئے ہوئے جذبات بھی تم جگاتی ہو اور اس کے بعد ذمہدار بھی میں ہوتا ہوں اٹس ناٹ فئیر ڈارلنگ اپنی غلطی کسی دوسرے کے سر نہیں ڈالنی چاہیے۔میں نے کبھی تمہاری "جانب پہل نہیں کی تم جان بوجھ کر مجھے اپنی اداؤں سے گھائل کرتی ہو۔

وہ اسے آئینے کے سامنے کھڑا دیکھ طنز کرنے سے باز نا آیا۔اس کی بات پہ عفیفہ دانت پیس کر رہ گئی۔

بس کر جائیں جس قدر ترسے ہوئے آپ ہیں نا اس کا اندازہ پچھلے کچھ دنوں سے مجھے بخوبی ہو چکا ہے۔میرا "منہ مت کھلوائیں اگر اپنی عزت چاہتے ہیں تو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تنک کر بولی۔

"ہاں ابھی تمہارے بجائے پڑوس کی شمائلہ کا نام لوں گا تو برداشت تمہیں بھی نہیں ہونا۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتے اسے مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گیا۔

"اب یہ شمائلہ درمیان میں کہاں سے آ گئی ہے۔"

وہ جھنجھلا کر بولتے مٹھیاں بھینچ گئی۔

"دیکھا جل گئی نا خیر چلو بھئی اب ان باتوں کو چھوڑو اور آؤ میرے ساتھ۔"

وہ اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے اسے لیتے سٹڈی روم کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ اس نے نا سمجھی سے صدام کی جانب دیکھا جو مسکرا کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا معاً کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں بے یقینی کی کیفیت میں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ چہرے پہ ایک خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی کیونکہ سامنے ہی دیوار پہ اتنے بڑے بڑے ہیپی برتھ ڈے کے حرف آویزاں تھے۔ اطراف میں غباروں دیوار پہ چسپاں تھے۔ وسط میں ہی ایک میز رکھا ہوا تھا جس میں گلاب کی پتیوں کے عین وسط میں دل کی شیپ کا کیک رکھا ہوا تھا۔

یہ۔ یہ سب کیا ہے مطلب آپ کو کیسے علم ہوا اور میرے بھی ذہن سے نکل گیا تھا کہ آج میری سالگرہ ہے۔"

وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے ہنس کر بولی۔ صدام نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم شاید بھول رہی ہو کہ اس گھر میں تمہاری ایک دیوانی بستی ہے جسے تمہارے متعلق ایک ایک بات کا علم ہے۔"

وہ اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو وہ نم نگاہوں سمیت ہنس دی تھی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کچھ ایسا سوچ سکتے ہیں۔کچھ ہی لمحوں کی توقف کے بعد انہوں نے ایک ساتھ مل کر کیک کاٹا۔عفیفہ کے چہرے پہ الگ ہی رونق قائم تھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ سب۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولتے بولتے رو دی تھی۔صدام نے نرمی سے اسے خود میں سمیٹتے اس کی مانگ پہ اپنے لب رکھے تھے۔وہ مزید ہچکیوں سے رو دی تھی۔

"کیوں نہیں سوچ سکتی تھی۔"

"کیونکہ آپ کا رویہ شروع سے ایسا تھا میرا دل ابھی بھی ڈرتا ہے صدام کہ جیسے سب کچھ بدل جائے گا۔"

وہ اذیت سے بولی تو صدام نے اس کا چہرہ نرمی سے اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی آنکھوں پہ نرمی سے اپنا لمس چھوڑا تھا۔

"آج نئی شروات کا دن ہے عفیفہ۔پرانی باتوں کا ذکر نہیں ہونا چاہیے بس آج سے ایک بات یاد رکھنا کہ جس صدام سے ماضی میں تم ملی تھی وہ ایک بکھرا ہوا شخص ہے اور جس صدام سے مستقبل یا حال میں تم ملو گی وہ صرف تمہارا ہے صرف اور صرف تمہارا حق ہے اس پہ جسے تمہاری محبت نے سمیٹ دیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سر سے سر ٹکراتے محبت بھرے لہجے میں اپنی محبت کا یقین بخش رہا تھا۔ صدام نے چمچ پہ ذرا سا کیک لیتے اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے بنا کسی تردد کے کھالیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ وہی چمچ بے دھیانی میں اپنے منہ میں ڈالتا عفیفہ نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"کسی نے مجھ سے کبھی کہا تھا کہ وہ کسی کی کھائی ہوئی چیز بلکل نہیں کھاتا۔"

اس کی بات پہ صدام نے مسکراہٹ ضبط کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"کسی کی کھائی ہوئی چیز کہا تھا تم تو میری جان ہو۔"

وہ اس کے گال کو چھوتے وہ چمچ منہ میں ڈال لیا تھا۔ عفیفہ نے سرخ پڑتے اس کی بات پہ سرعت سے چہرہ جھکا لیا۔ اس سے قبل کہ صدام ایک بار پھر اس کی جانب بڑھتا عفیفہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک لیا تھا۔

"کسی نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ جس جس جگہ یا چیز پہ میرا نقش ہو گا اس سے اسے نفرت ہو گی۔"

وہ نم لہجے میں شکوہ سموئے بولی۔ صدام نے شرمندگی سے سر کھجاتے اس کی جانب دیکھا۔ اس بات کا اثر زائل کرنے کی خاطر اس نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے سر سے سر ٹکرایا تو وہ دم سادھ گئی۔

آج صدام آفندی اپنے پورے ہوش و حواس میں اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ جس چیز جس جگہ پہ بھی عفیفہ صدام آفندی کا نقش ہو گا اسے اس سے کبھی نفرت ہو ہی نہیں سکتی بس ایک چیز ہی ہو سکتی ہے اور وہ ہے "دیوانگی کی حد تک محبت۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پیشانی کو اپنے لمس سے مزین کرتے گھمبیر لہجے میں بولا تو عفیفہ نے اس کی بات پہ سسکی بھرتے اس کے سینے پہ سر رکھتے آنکھیں موندی تھی۔ صدام نے اس کے سر پہ اپنی ٹھوڑی رکھتے شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا اور نرمی سے اس کا سر سہلاتے خود میں سمیٹ لیا تھا۔

****

گھر آکر چند ضروری رسومات کے بعد اسے ہادی کے کمرے میں پہنچادیا گیا تھا۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ کمرے میں دوڑائی تو پھولوں کی مہک سے اندازہ ہوا کہ وہ یہ تیاریاں پہلے ہی کر چکا ہے مطلب اس کے ذہن میں تھا رخصتی کی بابت۔ اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔ نازیہ جو مسکرا کر اسے بیڈ پہ بٹھا رہی تھی اسے حیرت سے دیکھ کر رہ گئی جو کے چہرے کے تاثرات از حد بگڑے ہوئے تھے۔ بریزہ کو جگہ اور وقت کا احساس ہوا تو بمشکل اپنا غصہ دباتی مسکرا کر ست جھٹک گئی۔ نازیہ بھی اسے دیکھتے ہولے سے مسکرا دی تھی۔

"میں تمہارا آرام دہ لباس واشروم میں لگا رہی ہوں چینج کر لینا۔"

وہ محبت سے بولتی اس کا گال تھپتھپاتے واشروم کی جانب بڑھ گئی کچھ ہی دیر میں وہ وہاں سے باہر نکلی تو اسے کمرے کا طائرانہ جائزہ کرتے دیکھا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ان کے کمرے سے نکلتے ہی بریزہ نے ایک نظر مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز قدموں سے چلتے دروازے تک پہنچی اور کھینچ کر دروازہ بند کیا تھا۔

"تمہیں بھی ناکوں چنے نا چبوا دیے تو میرا نام بھی بریزہ ہادی نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل ہی دل میں عزم کرتی سب سے پہلے کمرے میں موجود کھڑکی کی جانب بڑھی اور اس کی چٹخنی بھی چڑھائی تھی۔اس کام سے فراغت حاصل کرتے وہ آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور مسکرا کر گنگناتے ہوئے جیولری اتارنے لگی۔

کیا بول رہے تھے تمہاری خوبصورتی نے یہ فیصلہ کرنے پہ مجبور کیا ہے۔ جھوٹا فریبی انسان اس کا تو قیمہ میں" بناؤں گی سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو۔اب جب پوری رات کمرے سے باہر رہے گا تو قسم سے مجھے تو لطف ہی "آجائے گا۔

وہ دانت پیس کر بولتی بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ فریش ہوتے جوں ہی باہر نکلی۔کمرے میں ہنوز خاموشی کا راج تھا۔اس نے ایک بار تفصیلی نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی تھی۔

معاً دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس کے لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ باہر کھڑے ہادی نے اس کی چالاکی پہ مٹھیاں بھینچتے دو سے تین مرتبہ دروازے پہ دستک دی مگر بریزہ کا شاید دروازہ کھولنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"بریزہ یار یہ کیا بدتمیزی ہے۔دروازہ کھولو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جھنجھلا کر بولتے ایک بار پھر دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ بریزہ نے مسکرا کر دل ہی دل میں نفی میں سر ہلایا اور قدم دروازے کی جانب بڑھائے اور جانتے بوجھتے اپنی چوڑیاں ہلائی تھی۔ ہادی کو یہ سوچ ہی کڑھنے کیلیے کافی تھی کہ وہ جاگ رہی ہے مطلب وہ جان بوجھ کر دروازہ نہیں کھول رہی۔

وہ وہاں سے نکلتے تیزی سے زینے پھلانگتا کھڑکی کی جانب بھاگا مگر وہاں بھی لاک دیکھ اصل کوفت تو اسے اس وقت ہوئی تھی۔

"بدلے ایسے لے رہی ہے جیسے میں نے اس کی بھینس چرائی ہے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کھڑکی پہ مکہ مار کر رہ گیا۔ اب مہمانوں والے گھر میں وہ اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ اگر کسی کو معلوم ہو جاتا کہ پہلے دن ہی بیوی نے کمرے سے نکال دیا تو اس کی عزت کیا رہ جاتی۔ ابھی وہ یہ سب سوچنے میں محو تھا کہ موبائل پہ آنے والے کال کی سمت متوجہ ہوا۔ بغیر دیکھے ہی اس نے غصے سے فون کان سے لگایا تھا مگر دوسری جانب سے آنے والی آواز سن اس کا دماغ بھک سے اڑا۔

"ہاں کیسی گزر رہی ہے میری جان۔"

فارس کی مسکراتی آواز پہ اس نے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"کنڈی کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

وہ کھڑکی کھولنے کی تگ و دو میں مصروف تنک کر بولا۔ فارس اس کی غیر متوقع بات پہ بھونچکا رہ گیا۔

"ہیں! ابے کونسی کنڈی بھائی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے نہایت چونک کر ارتضی کی جانب دیکھا جو خود موبائل کان سے لگائے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ان دونوں کے چہروں پہ الجھن بھرے تاثرات رقم تھے۔جواب میں اس نے مختصر تمام قصہ ان دونوں کے گوش گزار دیا۔فارس اور ارتضی کچھ لمحے تو اس کی بات پہ جہاں کے تہاں رہ گئے مگر اگلے ہی لمحے ان کے چھت پھاڑ قہقہے نے اسے موبائل کان سے ہٹانے پہ مجبور کر دیا تھا۔اس نے دل ہی دل میں کوئی ہزار بار خود کو لعن طعن کی تھی۔

"دفعہ مر جاؤ تم لوگ۔ غلطی ہو گئی مجھ سے جو تم لوگوں کو بتادیا ہے میں نے۔"

وہ تیز لہجے میں بولتے اس سے پہلے کہ کال کاٹتا فارس نے سرعت سے بولتے اس کو ٹوکا تھا۔

ابے گھونچو انسان جو تیرے کمرے کا دوسرا دروازہ پردے کے پیچھے خفیہ دروازہ اس سے جانا۔ عقل کیا" "گھاس چرنے گئی ہے۔

اس کی برجستہ بات پہ ہادی کے ذہن میں ایکدم جھماکہ سا ہوا۔اگلے ہی لمحے وہ اپنی بے وقوفی پہ سر پیٹ کر رہ گیا تھا

"کس قدر بیوقوف ہوں میں یہ آئیڈیا میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا۔"

وہ سرگوشی میں فون پہ بات کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ قدم بھی لان میں درخت کی بیل کے ساتھ بنی سیڑھیوں کی جانب بڑھا رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیونکہ تو بے تحاشہ بیوقوف ہے اگر عقل مند ہوتا تو کیا ہی بات تھی۔ جاہل انسان فضول میں ہمارا وقت بھی اپنے ساتھ برباد کر دیا۔"

وہ اسے زبردست قسم کی جھاڑ پلاتے سرعت سے کال کاٹ گیا۔ ہادی نے اس کی باتوں کو سرے سے جھٹکتے تیزی سے زینے چڑھنا شروع کیے۔ اس کے دل میں اس کے سامنے کا سوچ کر ہی تتلیاں سی اڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ دروازے کے نزدیک پہنچتے ہی اس نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور جیب سے چابی نکالتے دروازہ کھولا تھا۔ اگلے سیکنڈ میں چڑر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے جوں ہی اندر کمرے میں قدم رکھا۔ اے سی کی ٹھنڈی ہوا کی بدولت وہ جھرجھری لے کر رہ گیا۔ بیڈ پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھیں جگمگائی تھی کیونکہ وہ کمفرٹر تانے سکون سے موبائل استعمال کرنے میں مصروف تھی مگر اسے سادہ سے حلیے میں دیکھ وہ دانت پیس کر رہ گیا۔ اپنے پیروں کو جوتے کی قید سے آزاد کرتے ہی وہ دبے قدموں سے بیڈ کی جانب بڑھا۔ اس کے موبائل پہ نظر پڑتے ہی اسے اندازہ ہوا کہ وہ ان چاروں سے بات کر رہی تھی۔

"مجھے افراتفری میں رخصت کروا کر لے کر آیا ہے اوپر سے تم لوگ اکر کمرے کا جائزہ لو گے تو پریشان رہ جاؤ گے یہ جو سوچی سمجھی سازش رچائی ہے اس نے میرے خلاف۔ اب خوب مزے آرہے ہونگے۔ نئی نویلی دلہن ہونے کے باوجود باہر مہمانوں میں سو رہا ہو گا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مزے سے بولتی گروپ میں وائزر یکارڈنگ سینڈ کر رہی تھی اور ہادی انتہائی قریب سے اس کے سادہ سے چہرے کو تکنے میں محو تھا معاً اس کے کان کے نزدیک جھکا اور گہری سانس بھرا مگر وہ موبائل میں مصروف بے نیاز بنی لیٹی ہوئی تھی۔ ہادی دانت پیس کر رہ گیا۔

"مزہ تو اب تمہیں آئے گا میری جان کیونکہ یہ دولہا میاں اب اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ ہی سوئے گا۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ بریزہ نے کسی کی گرم سانسوں کی تپش اپنے کان میں محسوس کر اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے پیچھے دھکیلا۔

"تم تو پیچھے ہو کر بولو مجھے کونسے مزے صحیح مزے تو باہر جو مخلوق ہے اس۔"

وہ بولتے بولتے رکی اور ٹھٹھک کر بائیں جانب دیکھا جہاں وہ پوری شان سے براجمان مسکرا کر اسے تکنے میں مصروف تھا اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ارتضیٰ کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے چیخ مارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا دل بری طرح کانپ رہا تھا۔

"تت۔ تم کہاں سے آئے اور یہاں کیا کر رہے ہو۔ تم تو باہر تھے نا۔"

وہ ہونقوں کی طرح بولی۔ ہادی نے دلکشی سے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور مصنوعی شر ربار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے قدم اس کی سمت بڑھائے۔ بریزہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اس نے ایک نظر بند دروازے اور کھڑکی پہ ڈالی۔

"تمہیں کیا لگا کہ تم یہ حرکتیں کر کے مجھے میرے عزائم سے پیچھے ہٹنے پہ مجبور کر سکتی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دائیں بائیں دیوار پہ اس کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولتے اس کے گال پہ جھکا تھا۔ بریزہ نے آنکھوں کو سختی سے میچتے اس کی جانب دیکھا جواب اس کی جانب دیکھتے شرارت سے مسکرا رہا تھا۔

دور رہو مجھ سے تم کمینے انسان۔ پہلے تو رخصتی کروالی اور یہاں تمام تیاریاں کر کے بیٹھے ہوئے ہو تمہاری ان "تیاریوں کو گٹر میں نا ملایا تو میرا نام بھی بریزہ نہیں۔ ویسے تم آئے کہاں سے ہو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اسے پیچھے کی جانب دھکیلتی چٹک کر بولی۔ ہادی نے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"یار ساری باتیں ایک جانب۔ کم از کم کچھ تو دیکھنے کا حق مجھے سونپتی۔"

وہ تاسف زدہ لہجے میں بولا۔ بریزہ کے لبوں پہ دل جلانے والی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"یہی تو مزہ ہے اب تم دیکھو اس روز والے چہرے کو ہی۔"

وہ مزے سے بول کر اس سے پہلے آگے کی جانب بڑھتی ہادی نے ایک جست میں اس کی کلائی تھام کر دیوار سے لگا یا تھا۔ بریزہ نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں جذبات کا ایک سمندر موجزن تھا۔

تم شاید یہ بات فراموش کر رہی ہو بریزہ بیگم کہ میں نے اس سادہ سے چہرے والی لڑکی سے ہی محبت کی ہے" اور اتنی محبت کی ہے جس کا اندازہ تمہیں اس بات سے بخوبی ہو جانا چاہیے کہ تمہاری شکل اس لائق تھی بھی "نہیں پھر بھی میں نے محبت تم سے ہی کی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ محبت سے چور لہجے میں بولتے بولتے آخر میں شریر ہوا تھا۔ بریزہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اسے دور جھٹکتی تن فن کرتی بیڈ پہ جا کر بیٹھ گئی ہادی نے ہنستے ہوئے قدم اس کی جانب بڑھائے جس کا چہرہ حد درجہ پھولا ہوا تھا۔ اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے اس کی پشت پہ لب رکھے تھے۔ بریزہ کے وجود میں اس کے لمس سے سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"دور ہو کر بیٹھو اور مجھے کچھ کھانے کو دو مجھے بھوک لگی ہے بہت۔"

وہ کھسیاہٹ سے بولتے خشک لبوں کو تر کر گئی ہادی نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا ورنہ دل تو شدت سے چاہ رہا تھا کہ اس فٹ بال کا گلہ دبا دے۔

"کیا کھاؤ گی بولو۔"

وہ خود پہ ضبط کرتے گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا۔ بریزہ نے چہک کر اس کی جانب دیکھا اور سکون سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ ہادی نے نرم گرم نگاہوں سے اس کا بچوں والا یہ انداز دیکھا تھا۔

کیا آرڈر کرنے لگے ہو؟ اچھا تو پھر ایک پزا منگوالو میڈیم منگوا لینا ہاں تمہارے اور میرے لیے بہت ہو گا اور "ونگز بھی منگوانا اور ہاں سپچ پاستہ تو مسٹ تمہیں پتہ ہے نا مجھے کس قدر پسند ہے۔

وہ دمکتے چہرے سمیت بولتی اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ گئی۔ ہادی نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"بریزہ شاید آج ہماری شادی ہوئی ہے تمہیں کیا ذرا سی بھی شرم نہیں آ رہی مجھ سے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ خود کو یہ کہنے سے روک نا پایا۔ بریزہ نے عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھا اور ہنستے ہوئے اس کے شانے پہ ایک ہاتھ جڑا تھا۔

"ہاااا۔دوستوں میں بھلا کیا شرمانا۔"

وہ ہنس کر اس کی بات ہوا میں اڑاتے سر جھٹک گئی۔ہادی نے مسکینیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"مگر میں تو تمہارا اب شوہر بھی ہوں۔"

اس نے یاد دلانا چاہا۔ بریزہ مزید کھل کر ہنس دی تھی۔

پہلے دوست پھر شوہر اور میرے خیال میں پہلا رشتہ نبھانا بہترین ہیں۔تم اب یہ فضول کی باتوں کو چھوڑو اور"

"جلدی سے وہ سب آرڈر کرو جو میں نے بولا تھا۔کھلاتے ہوئے تمہاری جان ہمیشہ سے جاتی ہے۔

اپنی اس قدر بے عزتی پہ وہ کڑھ کر رہ گیا تبھی سرعت سے اس کا بتایا ہوا میل آرڈر کیا تھا۔

"اب۔"

اس نے سوالیہ نگاہیں بریزہ کی جانب اٹھائی جو شاید وارڈروب میں گھسی کچھ تلاش کر رہی تھی۔ہادی کو ایسا محسوس ہی نہیں ہوا کہ وہ پہلے دن کی دلہن ہے جس قدر سکون سے وہ الماری میں جھکی ہوئی تھی۔چند ساعتوں بعد وہ جوں ہی مڑی اس کے ہاتھ میں ہادی کا بیگ تھا جسے اس نے لا کر اس کی جانب بڑھایا۔ہادی نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"سر نعمان کا لیکچر کل ہے نا اور اسائنمنٹ کی آخری تاریخ بھی کل کی ہے رائٹ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بیگ اس کی جھولی میں رکھتے اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔ہادی نے بہت مشکل سے خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے تھے۔یہ لڑکی اب کا ضبط آزمارہی تھی۔اس نے مرے مرے انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

چلو پھر شروع ہو جاؤ اپنی اسائنمنٹ کے ساتھ ساتھ اب تم میری بھی بناؤ گے کیونکہ آج نکاح کی رسم کے بعد" میں گھر جا کر یہ بنانے کا ارادہ رکھتی تھی مگر تم نے اپنی ضد میں آکر رخصتی کروالی جس میں سراسر تمہارا قصور "ہے تو اب اس کوتاہی کا ہرجانہ تمہیں ہی بھگتنا ہے چلو پھر شروع ہو جاؤ۔

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ہادی نے دومنٹ کیلیے نہایت سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس نے اس کی کلائی جکڑتے اپنی سمت کھینچا تو وہ اپنی پہلو میں آن گری۔ہادی کی نگاہوں میں دیکھتے دھیمے سے اس کی آنکھوں کو چھوا تو وہ سٹپٹا گئی۔اس کی نگاہوں کی تپش سے بریزہ کا چہرہ جلنے لگا تھا۔اس کی چلتی زبان کو بھی بری طرح بریک لگ چکی تھی۔ہادی نے مسکرا کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا اور اسے خود کے انتہائی نزدیک کیا تھا۔

"ہادی۔"

بریزہ کا سانس سینے میں ہی کہی اڑ گیا۔

کیا ہوا بیگم سانس سینے میں ہی اٹک گیا کیا۔میں نے سوچا جب میں نے ہرجانہ بھرنا ہی ہے تو تم بھی دروازے" "کو لاک کرنے کا ہرجانہ بھر لو۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولتے اس کے گال پہ جھکا اور دونوں گالوں پہ دھیمے سے اپنا لمس چھوڑا۔ بریزہ نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا اور سرخ چہرے سمیت اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ہادی نے ہنس کر اٹھتے اس کی کلائی کو تھاما اور اس دروازے کی جانب قدم بڑھائے تھے جہاں سے وہ ابھی اندر آیا تھا۔ بریزہ نے ہونقوں کی طرح اس دروازے کو دیکھا اگلے ہی لمحے نا چاہتے ہوئے بھی وہ کھل کر ہنس دی تھی کیونکہ وہ منظر ہی انتہائی دلکش لگ رہا تھا۔ہادی نے اس کی مسکراہٹ کو رگ وجاں میں اترتا محسوس کیا تھا۔اس نے بنا کسی دیری کے سرعت سے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ بریزہ اس کی حرکت پہ سٹپٹاتے مزاحمت کرتی رہ گئی مگر مقابل کی گرفت قابل ستائش تھی۔

"اس اسائمنٹ کو گولی مارو پہلے اس اسائمنٹ کو تو سر کر لوں جس کی مجھے جلدی تھی اور نیک کام میں ویسے بھی دیری نہیں کرنی چاہیے۔"

اس کی بات پہ بریزہ کے پور پور میں سرد لہریں دوڑ گئی۔اس کی حالت کی پیش نظر وہ بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیا جو ابھی کچھ دیر قبل شیرنی بنی پھر رہی تھی اب وہ بھیگی بلی بنی ہوئی تھی۔

****

"آج تم نے عاشر سے کھل کر بات کی مجھے بے حد خوشی ہوئی۔"

وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں بیٹھی باتوں میں محو تھی ساتھ ساتھ پاستے سے بھی خوب لطف اندوز ہو رہی تھی۔پریسہ نے اس کی بات پہ ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا اور قصداً مسکرائی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہاں بس نا جانے کس بات کی سزا میں اپنے ساتھ ساتھ سب کو دے رہی تھی مگر اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ " کسی کو نا کردہ گناہ کی سزا دینی ہی نہیں چاہیے۔ وہ بہت اچھا انسان ہے میں شاید لوگوں کو پرکھنے میں غلطی کر جاتی ہوں۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولتے دھیما سا مسکرائی۔ عفیفہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور اطراف میں نگاہیں دوڑائی تھی۔ وہ لوگ یونی سے گھر لوٹے تھے کچھ وقت پہلے ہی۔ عافیہ کچن میں موجود تھی اور عادل لان میں چہل قدمی کرنے میں مصروف تھے۔ صدام آفس کسی ضروری کام کی بدولت گیا تھا تبھی عفیفہ نے اس سے بات کرنے کا سوچا تھا۔

بلکل ٹھیک کہا تم نے کسی کو اس گناہ کی سزا نہیں دینی چاہیے جو اس نے کیا ہی نا ہو۔ وہ دل کا کافی اچھا انسان" ہے اور تم نے محسوس کیا ہے تمہیں دیکھ کر اس کے چہرے پہ رونق سی آجاتی ہے۔"

عفیفہ کی برجستہ بات پہ پریسہ نے ٹھٹھک کر اسکی جانب دیکھا۔ اس کے چہرے پہ پھیلتی ناگواری عفیفہ نے شدت سے محسوس کی تھی تبھی لب بھینچ گئی۔

"تمہاری اس بات کا مقصد۔"

وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔ اس کے اچانک رد عمل پہ وہ بوکھلا گئی۔

"میرا تو کوئی مطلب نہیں تھا میں تو ایسے ہی تمہیں بول رہی تھی کہ تم دونوں ساتھ میں اچھے دکھتے ہو۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔ پریسہ نے دانت پہ سختی سے دانت جماتے سر جھٹکا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"عفیفہ آج تم نے یہ بات کرلی ہے آئندہ مت کرنا جب تم میرے حالات سے واقف ہو پھر بھی یہ بات کر رہی ہو۔"

وہ اذیت سے بولی۔ عفیفہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے تھے۔

"دیکھو پری اس میں کوئی مضائقہ تو نہیں ہے نا۔ کبھی نا کبھی تو آگے کی زندگی کے بارے میں سوچنا ہی ہے۔ تم حال میں نہیں لوٹ پا رہی تم ابھی تک ماضی کے انہی دردناک پنوں میں بسر کر رہی ہو جو غلط ہے تمہیں ان اوراق کو کرید کر اپنی زندگی سے نکال باہر کرنا چاہیے مگر تم انہیں مزید دل کے تہاں خانوں میں ڈال رہی ہو یہ سراسر حماقت ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ پریسہ اس کی بات پہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

"میں کوشش کر رہی ہوں عفیفہ زندگی کو سمجھنے کی مگر ہار جاتی ہوں اور مجھے یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی دقت نہیں کہ میرا چاہنا اس حد تک ہو چکا ہے کہ ان سے عشق میں ملنے والی ہار سے بھی مجھے عشق ہے اس سے زیادہ نا میں کچھ بول سکتی ہوں نا تم میں کچھ سننے کی ہمت ہے۔"

وہ نم لہجے میں گویا ہوئی۔ عفیفہ نے اسے بغور دیکھا جو اس دکھ میں ہی گھلتی جا رہی تھی۔ چہرے کی رنگت بھی اسی بدولت خراب ہوتی جا رہی تھی۔

"تم اپنا بلکل خیال نہیں کرتی پری۔"

وہ اس کے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے چہرہ جھکا لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ان کے خیال سے فرصت میسر ہو تو اپنا خیال کروں نا۔میری زندگی بس اسی شخص تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔"

وہ تکلیف سے بولتی پھیکے پن سے مسکرادی۔عفیفہ اس کی بات پہ ساکت رہ گئی۔ساکت تو دروازے پہ ایستادہ صدام بھی رہ گیا تھا۔

"جب اپنے دل میں اس شخص کی خاطر نفرت پیدا کر ہی نہیں پا رہی تو پھر ایک بار تسلی سے بیٹھ کر ہماری بات ہی سن لو شہرام بھائی کی متعلق۔"

اس نے بہت ہمت کرتے اس سے اس بابت بات کرنے کا سوچا۔اگلے ہی لمحے پریسہ کے چہرے پہ سختی در آئی۔اس نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں سننی مجھے ان کے بارے میں کوئی بھی بات۔نام بھی نہیں سننا ان کا۔تم بار بار ان کا نام میرے سامنے لینے سے گریز کیا کرو اور وہ اگر تمہارے بھائی بن چکے ہیں تو پھر میرے سے دوستی کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

وہ سرد لہجے میں بولتی عفیفہ کو سن کر گئی۔اس کا لہجہ اس قدر پتھریلا تھا کہ عفیفہ بھی ایک لمحے کو سٹپٹا کر رہ گئی۔اسے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی پہ پاگل ہونے کا گمان ہوا تھا جسے اس کے خیالوں سے بھی فرصت نہیں تھی۔چوبیس گھنٹے اس شخص کو سوچتے رہنا جیسے اس کی عادت بن چکی تھی مگر جوں ہی کوئی اس کے سامنے اس شخص کی بات بولتا تھا تو اس کی نام ونہاد نفرت جاگ جاتی تھی۔وہ پریسہ کو تاسف سے دیکھتی رہ گئی جو صوفے سے ہتھی پہ ناخن کھرچنے میں مصروف تھی۔صدام نے بے ساختہ اپنی پیشانی مسلی اور سختی سے لبوں کو

All Rights Reserved By Novels Lounge

بھینچتے بمشکل خود کو ہشاش بشاش ظاہر کرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔اس دوران عافیہ اور عادل بھی لاؤنج میں ہی آ چکے تھے۔عادل نے پہلے ہی فون کر کے وقت پہ صدام کو گھر بلا لیا تھا کیونکہ ان کے مطابق انہیں صدام سے کوئی ضروری بات کرنی تھی تبھی وہ عاجزی سے ان کی بات مانتے گھر لوٹ آیا تھا۔عفیفہ اور پریسہ نے بھی ان سب کو دیکھ خاموشی اختیار کر لی تھی۔

"ارے یہ چہرہ کیوں اس قدر سرخ ہو رہا ہے پری۔"

عافیہ پریشانی سے اس کا چہرہ تھامتے ہوئے بولی۔ان کی بات پہ پریسہ نے لبوں کو تر کرتے ان کی جانب دیکھا۔

"وہ ماما کل شادی پہ میک اپ کیا تھا تو شاید اس کا سائڈ افیکٹ ہو گیا ہے۔"

وہ انہیں تسلی دینے والے لہجے میں بولی۔صدام اور عفیفہ نے بیک وقت چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور دونوں ہی ایک دوسرے سے نگاہیں پھیر گئے۔

"تو کیوں کرتی ہو میک اپ میری بیٹی تو ایسے ہی اتنی پیاری ہے اسے کیوں ان چیزوں کی ضرورت پڑنے لگی۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولتی اس کا گال تھپتھپا گئی۔پریسہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا۔

"ماما آپ کی اتنی پیاری بیٹی کے نصیب کیوں نہیں پیارے ہوئے۔"

وہ فقط سوچ کر رہ گئی۔آنکھیں جلنے لگی تھی۔

"بابا آپ نے جلدی بلایا مجھے خیریت ہے سب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام ان کی باتوں کا رخ دوسری جانب موڑنے کی خاطر چونک کر انہیں مخاطب کیا جواب میں انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور ایک نظر سب کی جانب دیکھا جن کی منتظر نگاہیں ان کے چہرے پہ جمی تھی۔

"ہاں ایک نہایت ضروری بات کرنی تھی۔ میرا ایک دوست ہے اس نے ہماری پری کیلیے اپنے بیٹے کا رشتہ مانگا ہے لڑکا جرمنی میں رہتا ہے ویل سیٹلڈ ہے میں جب کام کے سلسلے میں وہاں گیا تھا تو اس سے ملا بھی تھا۔ بہت پیارا بچہ ہے۔"

وہ مزید بھی کچھ بول رہے تھے مگر پریسہ کے کان ان کی بات پہ سائیں سائیں کرنے لگے۔ اس کی سماعتوں میں جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا تھا۔ وہ فق چہرے سمیت بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھ رہی تھی جو اب صدام سے محو گفتگو تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی عفیفہ نے سختی سے اس کا ہاتھ تھامتے نفی میں سر ہلایا اور اسے باز رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"مگر بابا جرمنی خاصا فاصلہ آجائے گا ہماری درمیان۔ آپ یہی کہی قریب میں۔"

"فاصلہ بس رستوں میں ائے گا صدام دلوں میں تو نہیں نا۔"

صدام کی بات کے جواب میں وہ برجستہ بولے اور ان کی بات میں کوئی مضائقہ بھی نہیں تھا اور ویسے بھی لڑکے کو پہلے دیکھنے میں کوئی حرج ہی نہیں تھا تبھی ہولے سے اثبات میں سر ہلا گیا۔ اس دوران کسی نے بھی اس کی رضامندی جاننے کی تو کوشش کی ہی نہیں تھی۔ اب اس کی بے یقین نگاہیں عادل سے ہوتے صدام پہ آن ٹھہری تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بابا ایم سوری ٹو انٹرپٹ یو بٹ۔"

وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولتی کچھ ساعتیں ٹھہری۔عفیفہ اور عافیہ کے دل کی دھڑکن رک سی گئی اس کے چہرے پہ سرد مہری دیکھ۔عفیفہ نے گہری نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"جرمنی تو میں ضرور جاؤں گی۔"

وہ بولتے بولتے مسکرائی تھی۔عادل اور عافیہ کے چہرے پہ اس کی بات پہ مسکراہٹ چھا گئی۔انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس رشتے پہ رضامندی ظاہر کر گئی ہے۔صدام اور عفیفہ کو اس کے چہرے کے خالی پن سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"مگر کسی سے بندھ کر نہیں بلکہ بلکل آزاد اپنے دم پہ۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔ان دونوں کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔اب کی بار ان چاروں کے چہرے پہ ناسمجھی رقم تھی۔

بابا مجھے ابروڈ جانا ہے فیشن ڈیزائننگ کیلیے۔آپ کی رضامندی درکار ہے اور پھر پلیز انکار مت کیجیے گا۔اب تو"

"آپ کے مطابق وہاں آپ کے دوست بھی ہیں تو کام آسان ہو جائے گا۔

وہ کس قدر سکون سے یہ بات کر رہی تھی ان سب کو اس کے سکون پہ رشک سا آنے لگا۔

"تمہارا دماغ درست ہے پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

سب سے پہلا مسئلہ صدام کی جانب سے ہی آیا تھا۔پریسہ نے آنکھوں کو سختی سے میچ کر کھولا وہ جانتی تھی کوئی بولے نا بولے صدام لازمی بولے گا کیونکہ وہ ساتھ والی سوسائٹی میں کبھی اسے اکیلے جانے نہیں دیتا تھا یہ تو پھر ابروڈ تھا۔

"بھائی آپ مجھ پہ یقین کر سکتے ہیں۔"

وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کر گئی۔صدام نے شرر بار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو ایک بار پھر بات کو غلط رخ دے گئی تھی۔عافیہ کی آنکھیں تو اس کی بات پہ ہی بھر آئی تھی۔

"یقین مائی فٹ پری اینڈ شٹ یور ماؤتھ تم کہی نہیں جا رہی اینڈ ڈیٹس فائنل ناؤ نو مور آرگیو منٹس۔"

صدام شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لب و لہجے میں بولا۔اس دوران عادل کی نگاہیں خاموشی سے اس کا طواف کرنے میں مصروف تھی۔شاید وہ کچھ جاننا چاہ رہے تھے۔

ٹھیک کہ رہا ہے صدام بات یقین یا بے یقینی کی نہیں ہے تم گھر میں سب سے چھوٹی ہو پری تمہیں نگاہوں "سے دور کرنا نہیں بلکل بھی نہیں میری جانب سے سختی سے انکار ہے۔"

عافیہ نے بے دردی سے اس کی بات رد کر دی تھی۔عادل نے بغور اس کی متورم آنکھوں کو دیکھا جس میں ایک درد سا ابھر آیا تھا۔ان کا دل فوری طور پہ پسیجا تھا۔

"ٹھیک ہے میں آپکی بات مان لیتا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عادل کی سنجیدہ آواز پہ جہاں عافیہ اور صدام نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا وہی پریسہ کے چہرے پہ رونق چھاگئی تھی۔وہ اب ان کے بولنے کی منتظر تھی جن کے چہرے پہ کئی ساعتوں کیلیے سوچ کی پرچھائیاں تھی۔

"تھینکیو بابا تھینکیو سو۔"

"مگر میری بھی اس کیلیے ایک شرط ہے پری۔"

وہ اس کی بات کو سرعت سے کاٹتے ہوئے بولے۔پریسہ کی چلتی زبان کو وہی بریک لگی تھی۔اس نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا کیونکہ اب اسے بازی پلٹتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

جب بھی آپ کی وہاں سے واپسی ہوگی پھر آپ کو بغیر کوئی بہانے سے اسی شخص سے شادی کیلیے رضامند ہونا" پڑے گا جس کے ساتھ میری مرضی سے ہوگی۔اگر آپ کو میری شرط منظور ہے تو پھر میں بھی آپ کی بات "ماننے کو تیار ہوں مگر اگر آپ ایسا بھی نہیں چاہتی تو پھر مجھ سے بھی کوئی امید مت لگائیے گا۔

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولے۔پریسہ نے نم نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔ان کی بات پہ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دل کوئی مٹھی میں جکڑ رہا ہو۔

بابا پلیز ایسے تو مت کہیں نا میں وہاں سے کچھ بن کر لوٹوں گی تو شادی میں تو نہیں نا وہ سب صرف کردوں" "گی۔بھائی آپ بولیں نا پلیز۔

اس نے روتے ہوئے انہیں قائل کرنا چاہا مگر وہ تو جیسے ظالم بنے بیٹھے تھے۔اس کی بات پہ کان دھرنے کے بجائے رخ موڑے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کی بات نا ماننے کی قسم اٹھا رکھی ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں بلکل بھی کچھ نہیں بولوں گا میں تو تمہارے تنہا وہاں جانے پہ بھی رضامند نہیں ہوں نا جانے بابا نے کیسے" اجازت دے دی۔ بابا آپ ایسے کیسے اجازت دے سکتے ہیں کیا آج کل کے حالات سے آپ واقف نہیں ہیں۔ میں اتنا بڑا رسک اپنی بہن کو لے کر کم از کم مول نہیں لے سکتا۔"

ان دونوں کی باتوں پہ پریسہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔ اس کی آنکھ سے دو آنسو ٹوٹتے خاموشی سے گال پہ بہ گئے۔ شدت سے دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

"میری شرط منظور ہے یا نہیں۔"

عادل کی سنجیدہ آواز پہ پریسہ نے نم پلکوں کی جھالر اٹھاتے ان کا چہرہ جانچا جہاں نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"میں تیار ہوں بابا۔"

اس کے شکست خوردہ لہجے پہ عفیفہ کا دل بند ہوا۔ وہ جانتی تھی کہ اس بے کس حوصلے سے اس کام پہ رضامندی ظاہر کی ہو گی۔ پریسہ نے وہاں سے واپس لوٹ کر ان سے بات کرنے کا سوچا تھا کیونکہ ابھی غصے میں ہونے کی بدولت وہ کسی کی بھی نہیں سن رہے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ عادل کبھی بھی اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے تبھی اپنا دل مضبوط کیے اس فیصلے پہ ہامی بھر لی تھی۔ عادل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور ایک نظر سب کے تاثرات کا جائزہ لیا تو سب شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"اپ اچھا نہیں کر رہے عادل میں کیسے اس کے بغیر رہوں گی میں تو اس کی فکر میں ہی گھل گھل کر مر جاؤں گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پری آپ اپنے کمرے میں جائیں اور اپنی پیکنگ کرنا شروع کریں میں ایمر جنسی ٹکٹ بک کروا کر پہلی فلائٹ سے آپ کو جرمنی روانہ کروں گا۔ ویسے بھی پڑھائی تو مکمل ہو ہی گئی ہے ڈگری کا حساب میں دیکھ لوں گا۔"

عافیہ کے بھرائے لہجے کو نظر انداز کرتے انہوں نے پریسہ کو حکم صادر کیا تھا۔ پریسہ نے ان کی بات پہ اپنی ہچکیوں کا گلہ دباتے تیز قدموں سے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ ہاں وہ اس دنیا سے دور جانا چاہتی تھی مگر اتنی جلدی بھی نہیں۔ اس نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا تھا۔ آنکھوں کے دریچوں پہ یکے بعد دیگرے ان سب کا چہرہ لہرایا تھا۔ صدام تو ان کی بات سن کر بھڑک ہی اٹھا۔

"بابا پلیز وہ جانا چاہتی ہے آپ کیوں بے رحم بن رہے ہیں۔ ظالم مت بنے۔ وہاں کون اس کا خیال رکھے گا۔"

وہ بگڑے تنفس سمیت بولا۔ عدیل نے سکون سے اسے واپس جگہ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تمہیں کیا میں الو کا پٹھا لگتا ہوں جو بغیر سوچے سمجھے اس کے بابت کوئی فیصلہ لے لوں گا۔ تمہاری بہن ہونے سے قبل وہ میری بیٹی ہے میری اولاد ہے اور مجھے تم سے کئی گناہ زیادہ عزیز بھی ہے۔ میں اس کا اچھا برا سوچ سکتا ہوں۔ کیا لگتا ہے میں اس کی حالت سے بے خبر ہوں۔ کیا میں نہیں جانتا کچھ بھی۔ سب جانتا ہوں میں کب وہ ہنستی ہے کب روتی ہے کب اداس ہے جب خوش ہے سب کچھ اور آج جو اس کی حالت ہے نا وہ ایک باپ کے دل پہ ضربیں لگاتی ہے۔ میں باپ ہونے کی حیثیت اسے کچھ سمجھا نہیں سکتا مگر وہ کسی کی سننے کو تیار بھی نہیں ہے۔ کیا ان صورتحال میں وہ سنبھل جائے گی نہیں سنبھلے گی اس کی حالت مزید بگڑتی جائے گی

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیونکہ یہاں اسے وہ زخم ملے ہیں جن کا مندمل ہونا بہت ضروری ہے۔اگر آپ سب کو اس کی ذات سے ذرا سی بھی محبت ہے اس کی سلامتی چاہتے ہیں تو امید ہے کسی کو میرے فیصلے سے اختلاف نہیں ہو گا۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ان سب کے لبوں کو قفل لگا تھا۔صدام جو سمجھتا تھا کہ عادل ان سب باتوں سے بے خبر ہیں وہ تو مزید باریک بینی سے اس سب صورتحال کا جائزہ لیتے رہے ہیں۔

"رہی بات وہاں رہنے کی تو وہاں میرے دوست کی فیملی اور میرے کزن کی فیملی بھی رہائش پذیر ہے وہاں رہتے ہوئے اسے کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔آپ اس سب کی فکر چھوڑ دیں اگر میں اسے بھیج رہا ہوں تو تمام انتظامات کروا کے ہی بھیجوں گا۔اب پری کا دل بوجھل مت کیجیے گا رو دھو کر۔ مسکرائیے تاکہ کچھ پل تقویت کے مل سکیں۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ان کے جاتے ہی صدام ڈھے جانے والے انداز میں صوفے سے سر ٹکا گیا۔عفیفہ نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور مریل قدموں سے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس کا دل اس کے جانے کا سن کر ہی بوجھل ہو گیا تھا مگر عادل کی باتیں بھی سو فیصد درست تھی وہ سب بھی تو یہی چاہتے تھے کہ پری کسی بھی طرح بس زندگی کی جانب لوٹ آئے۔اس کے لیے انہیں عادل سے اتفاق کرنا بے حد لازم تھا تبھی سب خاموشی اختیار کر گئے تھے۔ناجانے اب زندگی کونسا رخ لینے والی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

****

"مورے مورے۔"

ذربی بی جو صحن میں بیٹھی سبزی کاٹنے میں محو تھی لالہ رخ کے چلانے پہ ان کے ہاتھ سے چھری چھوٹتے ٹوکری پہ جا گری۔انہوں نے سرعت سے بائیں جانب دیکھا جہاں سے لالہ رخ ہانپتی ہوئی انہیں کی جانب ہی آرہی تھی۔اس کے چہرے پہ خوف کی صاف پرچھائیاں تھی۔

"کیا ہو گیا ہے چلا کیوں رہی ہو۔"

ان کی سخت آواز پہ اس نے حلق تر کرتے ان کی جانب دیکھا اور کانپتے ہاتھوں سے دائیں جانب اشارہ کیا۔وہ اس کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھ تیزی سے اس جانب بھاگی تھی مگر کمرے میں قدم رکھتے ان کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیلی تھی کیونکہ بیڈ پہ جھکی مسلسل ابکائیاں کرنے میں مصروف تھی۔وہ اپنا سینہ پیٹتی پشمینہ کی جانب بڑھی جس کی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔

یہ کیا کیا تو نے۔ہائے اللہ ام کیا کریں۔لالہ رخ جلدی سے جا اور دائی کو بلا کر لا یا نوفیل سے بول دے جا"

جلدی۔"

وہ وہی بیٹھے بیٹھے چلائی کیونکہ اس کی حالت بگڑتی ہی چلی جارہی تھی اور اگر شہرام کے بچے کو کچھ ہو جاتا تو پھر وہ اسے کیا منہ دکھاتی وہ اتنے اعتماد سے اسے یہاں ان کے بھروسے چھوڑ کر گیا تھا۔رخ تیزی سے وہاں سے نکلی

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور سامنے نوفیل نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا یہ چہرہ اتنا اترا ہوا کیوں ہے۔"

وہ حیرت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔لالہ رخ نے جلدی سے ساری بات اس کے گوش گزار دی۔اس کی بات پہ پرخہ بھاگنے والے انداز میں اس کمرے کی جانب بڑھی جہاں پشمینہ ٹھہری ہوئی تھی جبکہ وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔دائی کو بلانے تو وہ پہلے بھی جانے والا تھا کیونکہ اسے پرخہ سے متعلق تمام شک وشہبات کو خود سے دور کرنا تھا۔تقریباً دس منٹ بعد ہی اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ساتھ ایک بوڑھی عورت موجود تھی۔نوفیل کے شہرام کو اطلاع دینے کے کچھ دیر بعد ہی وہ بھی پتھریلے تاثرات چہرے پہ سجائے تن فن کرتا آفریدی حویلی چلا آیا۔

"کیا ہے وہ عورت۔سب کو مار کر اسے سکون نہیں میسر آیا جواب اس نشانی کو بھی ختم کرنا چاہتی ہے۔"

وہ بولا نہیں تھا دھاڑا تھا اور اس کی ایک دھاڑ حویلی کی در و دیوار کو ہلا کر رکھ گئی تھی۔نوفیل نے اس کا شانہ تھپتھپاتے بے ساختہ اسے سہارہ دیا تھا۔دائی اندر موجود اس کا علاج کرنے میں مصروف تھی۔

"تم پہلے مجھے کال کرتے ہم قریبی ہسپتال لے جاتے۔"

شہرام کی بات پہ نوفیل نے پیشانی مسلتے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی حالت کچھ زیادہ ہی خراب تھی نا جانے کیا کیا ہے اس نے۔ اگر دیری کرتے تو کچھ بھی ہو سکتا تھا اسی "لیے جلد بازی میں جو ہوا وہ کر دیا۔"

وہ تفصیل سے بتاتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔ شہرام کے چہرے سے اضطراب صاف چھلک رہا تھا۔ وہ مسلسل پیشانی مسلتے صحن میں چکر کاٹ رہا تھا۔ کچھ ہی ساعتوں بعد ذربی بی انہیں دائی کے ساتھ آتی دکھائی دی تو وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا اور تشویش سے ان کی جانب دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے شہرام۔ اس نے پوری کوشش کی ہے اس ننھی جان کو ختم کرنے کی مگر وقتی علاج کی بدولت بچت ہو گئی دوائیاں زیادہ مقدار میں کھالی تھی اس نے۔ تم پریشان نا ہو امارے ہوتے تمہیں تمہاری اولاد صحیح سلامت ملے گی۔"

وہ متانت سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ شہرام ان کی بات پہ اثبات پہ سر ہلاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اپنی زبان میں اسے سمجھانا بے حد لازم تھا ورنہ اگلی بار وہ مزید ایسا کوئی گناہ کرتی۔ اس کے چہرے پہ پتھریلا پن رقم تھا۔ اس کے منظر سے ہٹتے ہی نوفیل نے پرخہ کا علاج کرانے کا انہیں اشارہ کیا تو وہ پرخہ اور دائی کو لیتے ان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ پرخہ نے سہمی ہوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس نے پلکیں جھپکتے اسے پرسکون رہنے کا اشارہ کیا تو وہ حلق تر کرتے مریل قدموں سے کمرے میں داخل ہو گئی۔ کچھ دیر بعد ہی کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز پہ اس نے اپنی آنکھیں بھی موندی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

یااللہ سب تیرے حوالے۔نام نے پرخہ کو اپناتے ہوئے اعتراض اٹھایا تھانام اب اٹھائے گا م شروع سے "

"تیری رضا میں راضی ہے ہو سکتا ہے میرے اس عمل سے نا جانے کونسے کام سنور جائیں۔

اس نے دل ہی دل میں شدت دے دعا کی تھی۔شہرام جوں ہی کمرے میں داخل ہوا وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے شرربار نگاہوں سے لالہ رخ کو گھورنے میں مصروف تھی۔شہرام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔لالہ رخ کی نگاہ جوں ہی شہرام کی جانب اٹھی وہ تیزی سے اس کی جانب آئی تھی۔

لالہ وہ ام نے بس یہ قہوہ بنایا تھا دائی ماں کے کہنے پہ مگر یہ پی نہیں رہی اگر یہ نہیں پیتی تو وہ دوائی کہی نا کہی اپنا "

"اثر دکھا سکتی ہے۔

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔شہرام کو سامنے دیکھ پشمینہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا کیونکہ اس کی کاٹ دار نگاہیں اس کے وجود پہ گری تھی۔

"آپ باہر جاؤ بیٹا۔"

وہ ہنوز پشمینہ کو تکتے ہوئے سرد لہجے میں بولا تو وہ خاموشی سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی شہرام اس کی جانب بڑھا اور سختی سے اس کا جبڑا اپنی گرفت میں لیا تھا۔

جتنے گناہ تم سرزد کر چکی ہو نا پشمینہ بی بی اسی پہ گزارا کرو اپنی موت کو اپنے لیے بدتر مت بناؤ کیونکہ میں لحاظ " نہیں کروں گا۔پرخہ کو بے نام موت دے کر میری مورے کو مار کر سکون نہیں آیا جواب اس کو بھی مارنے چلی ہو جو اس دنیا میں آیا ہی نہیں۔یہ میری پہلی اور آخری تنبیہہ سمجھنا تم اگر اس بچے کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک خراش بھی آئی تو جیسے اس آدمی کو میدان کے بیچ و بیچ لٹکا کر موت دی ہے اس سے بھی بدتر موت تمہارے نصیب میں کروں گا میں تڑپتی رہ جاؤ گی تم تمہاری زندگی کو تمہارے لیے موت سے بھی بدتر بنا دوں گا۔اس بچے کو اگر کوئی نقصان پہنچا تو۔"

وہ اس کا چہرہ بے دردی سے دور جھٹکتے تنفر بھرے لہجے میں غرایا۔اس کی لہو رنگ نگاہیں دیکھ مینہ کے دل میں خوف سا بھر گیا تبھی چہرہ جھکا گئی۔اس سے کوئی بعید بھی نہیں تھا کیونکہ اس نے اپنے قول کے مطابق اس آدمی کی لاش کتوں کے سامنے ہی ڈالی تھی جو اسے بے دردی سے نوچ نوچ کر کھا چکے تھے۔

جلدی سے یہ پیو اور زیادہ نکھرے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی اس بچے کے بعد تمہاری اوقات" ایک پھوٹی کوڑی جیسی ہے اور یہ بات میں تم پہ واضح بھی کر دوں گا۔"

وہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑورتے زہر خند لہجے میں بولا۔وہ تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھی۔شہرام نے اسے دور جھٹکا تو وہ جلدی جلدی میں وہ قہوہ خود میں انڈیلنے لگی۔دراصل وہ شہرام کی دھمکیوں سے ڈر چکی تھی۔شہرام نے نفرت سے سر جھٹکتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔اس کے جاتے ہی وہ اپنی کوتاہیوں کو یاد کرتے شدتوں سے رو دی تھی۔

****

"ویسے آپ نے اس کا علاج کیوں کروایا ابھی تو دلہن بیاہ کر آئی ہے ہفتہ دو ہفتے ہوئے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مشکوک نگاہوں سے ذربی بی کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔پر خہ نے اپنی بے بسی پہ سختی سے آنکھیں میچی تھی۔

"آپ کا کام جتنا ہے اتنا ہی کیا کریں فضول کی باتوں کیلیے آپ کو ہم یہاں نہیں بلاتے۔جتنی حدیں قائم ہیں اسی میں رہیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی دروازے پہ ایستادہ نوفیل سرعت سے دروازہ کھولتے اندر آیا اور غصے کے ابال کو اندر دباتے تند لہجے میں دھاڑا۔اس کی اچانک آمد پہ وہ بھی گڑ بڑا گئی۔

"نوفیل ام بات کر رہے ہیں نا۔"

زربی بی نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ ان کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے پر خہ کی جانب بڑھا جس کے چہرے پہ خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔

"مورے معذرت مگر آپ نے اگر ان لوگوں کو آج حد میں رکھا ہوتا تو یہ کبھی بھی بے وجہ منہ نا کھولیں۔" وہ کھولتے لہجے میں بولا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"ام نے علاج کر دیا دیا ہے بڑی بیگم صاحبہ بہو کا۔بس کچھ الٹا سیدھا کھانے کی بدولت ایسا ہو گیا ہے مزید کوئی بات نہیں ہے آپ پریشان مت ہو۔جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

پرخہ جو نوفیل کے شانے پہ سر رکھے خاموش آنسو بہا رہی تھی ان کی بات پہ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا اور بھیگی نگاہوں سمیت مسکرا دی تھی۔نوفیل نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے اسے ہنسنے سے ٹوکا تو وہ چہرہ جھکا گئی۔ان کے جاتے ہی وہ ایک بار پھر کھل کر مسکرا دی تھی۔

"بول رہا تھا نا پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے امارے پہ یقین ہی نہیں ہے۔"

آپ پہ یقین ہیں تبھی تو یہ حوصلہ پڑا ہے امارے میں ورنہ ام تو کب سے اسی بدنامی کے خوف سے "

مر جاتے۔"

وہ اس کی بات کے جواب میں روتے ہوئے بولی تو نوفیل نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"ایسے ہی ام تمہیں مرنے دیتے ابھی تو تمہیں بہت جینا ہے اور امارے سنگ جینا ہے۔"

وہ اس کی سرخ متورم آنکھوں کو چھوتے محبت سے گندھے لہجے میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔پرخہ نے آسودگی سے مسکراتے اس کے سینے پہ سر رکھا تو وہ مزید شدت سے خود میں بھینچ گیا تھا۔

****

وہ کمرے کا دروازہ ہولے سے وا کرتے جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی شزا بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے سکون سے فون پہ کسی سے بات کرنے میں مصروف تھی۔اس کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ دیکھ وہ بے تحاشہ ٹھٹھکی تھی مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئی۔شزا نے نائمہ کو اپنے کمرے میں آتا دیکھ سرعت سے اپنا فون رکھا اور چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"خالہ آپ اس وقت کمرے میں خیریت۔"

وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی جوابا اُنہوں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں سب خیریت ہی ہے بس تمہاری پسند کا کسٹرڈ بنایا تھا تو سوچا تمہیں کمرے میں دے دوں۔"

وہ مسکرا کر بولتی اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی۔ شزا نے خوشگوار حیرت سے ان کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھ سے وہ باؤل تھام لیا۔

"واؤ تھینکیو خالہ ویسے بھی بہت بھوک لگ رہی تھی۔"

وہ مسکرا کر بولتی کھانے میں مصروف ہو گئی۔ نائمہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کس سے بات کر رہی تھی فون پہ۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔ شزا کا منہ میں جاتا چمچ وہی رکا تھا۔ اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"خالہ کلاس فیلو ہے میری۔ بس ویسے ہی اپنی شادی کی باتیں کر رہی تھی اور میں اس کی سن رہی تھی۔"

اس نے مشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے جھوٹ کا سہارہ لیا تھا جسے نائمہ نے فوراً سچ مان لیا کیونکہ اس کے چہرے پہ جھوٹ کا شائبہ تک نہیں تھا۔ انہوں نے اس سے وہ بات کرنے کا سوچا جو وہ کرنے آئی تھی تبھی گلہ کھنکھارتے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"اچھا میں تم سے ایک بات کرنے آئی تھی اگر تمہاری اجازت ہو تو۔"

انہوں نے بالا خر بات کی تمہید باندھی۔اس نے فرصت سے کھاتے اثبات میں سر ہلاتے گویا انہیں بولنے کا اشارہ کیا تھا۔

تم جانتی ہونا میں نے ہمیشہ سے تمہیں ارتضی کیلیے سوچا ہے۔یہاں تک کہ آپی سے بھی بات کر لی ہوئی ہے" انہیں اس معاملے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔میں بس تم سے اس متعلق رائے جاننے آئی تھی کہ تم اس "بابت کیا کہتی ہو۔

وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے بولی۔شزا کے چہرے پہ سرعت سے اضطراب پھیل گیا۔اس نے وہ باؤل ٹرے میں رکھتے ان کی جانب دیکھا۔

"خالہ آپ کس متعلق بات کر رہی ہیں۔"

وہ ان کی باتیں خوب سمجھ گئی تھی مگر معصوم بننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔نائمہ نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

میں تمہیں اپنے ارتضی کی دلہن بنانا چاہتی ہوں۔تمہیں یہاں بلانے کا مقصد بھی میرا کچھ یہی تھا کہ تم" "دونوں میں انڈرسٹینڈنگ ہو۔

انہوں نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔شزا نے تاسف سے ان کی جانب دیکھا اور ہولے سے مسکرا دی۔

اور میں نے تو اس دن بھی یہ بات آپ پہ واضح کر دی تھی کہ میں نے ارتضی کو اپنے دوست سے زیادہ کچھ" نہیں جانا۔وہ میرا بہت اچھا دوست ہے اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں نا ہی میں نے اسے کبھی کچھ سمجھا

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہے۔میں تو فیملی میں شادی کرنے کے حق میں ہی نہیں ہوں۔اسی لیے آپ ان سب بے لگام سوچوں پہ ابھی روک ڈال دیں ورنہ ذہن بہت کچھ بن لیتا ہے اور پھر جب وہ چیزیں مکمل نہیں ہوتی تو بہت ٹھیس پہنچتی ہے۔"

وہ کندھے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوئی۔نائمہ نے غصے سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی بھی اسی بات پہ قائم تھی۔

میں نے آپی سے اس متعلق بات کرلی ہوئی ہے شزا۔"

وہ اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے سختی سے بولی۔وہ جو باؤل دوبارہ تھام چکی تھی ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا۔

خالہ شادی کس کی ہونی ہے میری یا ماما کی۔عجیب بات ان کی بیٹی سے کرنی چاہیے آپ تو ماں سے رشتہ طے کرکے بیٹھی ہوئی ہیں جیسے بیٹی نے نہیں ماں نے زندگی گزارنی ہے۔"

وہ سر جھٹک کر عجیب لہجے میں بولی۔نائمہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس میں مضائقہ کیا ہے شزا۔ہم سب کو تم جانتی ہو ارتضی کو تم جانتی ہو پھر کیا مسئلہ ہے۔"

وہ سختی سے گویا ہوئی۔شزا نے پرسکون انداز میں دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے تھے۔

یہی تو مسئلہ ہے کہ میں آپ سب کو جانتی ہوں۔میں وہاں جانا چاہتی ہوں جہاں میں کسی کو جانتی نا ہو کیونکہ غیروں سے زیادہ اپنے ہی آپ کی ذات پہ وار کرتے ہیں۔اپنوں پہ یقین کرنا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔میں ان سب جھنجھٹ میں ویسے بھی ابھی پڑنا نہیں چاہتی۔آپ میری جانب سے انکار ہی سمجھیں پلیز۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے عاجزی سے گویا ہوئی۔انہوں نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو کس قدر سکون سے ان کے اتنے پیارے بیٹے کو رد کر چکی تھی مگر وہ بھی تو یہی چاہتی تھی اس رشتے میں دونوں کی رضامندی شامل ہو۔اب جب لڑکی ہی راضی نہیں تھی تو بات کو بڑھانے کا کوئی مقصد ہی نہیں تھا تبھی خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

"مجھے اتنا شوق تھا کہ اپنے بیٹے کا رشتہ کر کے میں اتنی شاندار منگنی کروں اس کی اور اس کی دلہن کو لوگ دیکھتے رہ جائیں میری اکلوتی اور جان سے پیاری اولاد ہے وہ۔میری بہت سی خواہشات اس سے وابستہ ہیں۔"

وہ کھوئے کھوئے انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔شزا نے مسکرا کر ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"تو خالہ آپ کو کون انکار کر رہا ہے کہ آپ نا کریں یہ سب دنیا میں لڑکیاں ختم تو نہیں ہو گئی میں نا سہی تو لاکھوں کڑوروں لڑکیاں ارتضی کی قسمت میں ہو سکتی ہیں مگر اس پہ بھی دھیان دیجیے گا خالہ کیونکہ ان لاکھوں کڑوروں لڑکیوں میں وہ ہمیشہ عناب احمد کو ہی چنے گا۔"

وہ نہایت گہرے لہجے میں بولتے انہیں ٹھٹھکا گئی۔انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس نے ناجانے ابھی کس کا نام لیا تھا اور اب الماری میں گھسی ناجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔وہ سرعت سے اس کی جانب بڑھی اور اس کا ہاتھ تھام کر اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا تھا جس کے لبوں پہ ایک ڈھکی چھپی مسکراہٹ پنہاں تھی۔

"کس کا نام لیا تم نے ابھی۔کیا ارتضی کسی کو پسند کرتا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تحیر کے عالم میں انکھیں پھیلائے نا سمجھی سے بولی۔ شزا نے بے نیازی سے شانے اچکائے تھے۔

پسند بہت چھوٹا لفظ ہے اس کے احساسات کو بیان کرنے کیلیے۔ وہ جنونی ہے اس لڑکی کیلیے اور اس جنون میں "

"وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اس سے پہلے کہ اس کی جنونیت کو اس سے ملانا آپ پہ فرض ہے۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی انہیں بہت کچھ باور کروا گئی تھی نائمہ نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب

دیکھا۔

"کون ہے وہ۔"

ان کا لہجہ سپاٹ تھا۔ شزا نے نرمی سے تمام معلومات ان کے گوش گزار دی۔ نائمہ سنجیدگی سے اس کی باتیں

اپنی سماعتوں میں اتار رہی تھی۔

"اس کا فیملی بیک گراؤنڈ۔"

ان کی بات پہ شزا کے چہرے پہ ایکدم تاریک سا سایہ لہرایا۔

کیا ہو گیا ہے خالہ آپ بھی ان سب باتوں کو دیکھتی ہیں۔ بس اس بات پہ غور کیجیے کہ وہ لڑکی آپ کے بیٹے "

کیلیے بہت قیمتی ہے ویسے اس کا سٹیٹس مڈل کلاس ہی ہے مگر لڑکی نہایت حسین ہے۔ا"س کے سامنے تو یقیناً

میں بھی آپ کو پھیکی لگوں گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولی۔ وہ گہرا سانس بھرتے چہرہ جھکا گئی۔ ان کے ذہن میں جھکڑ چل رہے تھے کیونکہ ارتضی نے ایسا کچھ بھی ان سے شئیر نہیں کیا تھا مگر انہوں نے پوچھا بھی تو نہیں تھا تو پھر وہ کیسے بتاتا۔ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"کیا خیال ہے پھر خالہ۔"

وہ شرارتی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولی تو نائمہ کھل کر ہنس دی تھی۔

م "مجھے کیا مسئلہ ہو گا میرے شہزادے کو وہ پسند ہے تو پھر اس کی قسمت میں وہی شہزادی ہو گی جو اس کے دل میں نہایت اہم مقام رکھتی ہے میں کون ہوتی ہوں محبت کرنے والوں کو الگ کرنے والی۔ بس اب جتنی جلدی ہو سکے اس کے گھر رشتہ لے جاؤں گی اور اسے ارتضی کی دلہن بنا کر گھر لے آؤں گی۔ اب مزید دیری نہیں کر سکتی میں۔ مجھے اس گھر میں بھی اب رونق چاہیے۔"

اس کے شرارتی لہجے پہ کھل کر ہنستے ان کے ساتھ لگی تھی۔ نائمہ نے نرمی سے اس کے پیشانی چومی تھی۔ اس نے بھی جواب میں ان کا گال چوم لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتی شزا نے تیزی سے ان کا راستہ روکا۔

اچھا اس متعلق ارتضی کو کچھ بھی معلوم نا ہو خالہ اس بات کا خیال کیجیے گا اور نیچے جا کر آپ نے ارتضی سے" میرے سے ہی شادی کے متعلق بات کرنی ہے اور میں اس پہ رضامندی ظاہر کر دوں گی پھر حالت دیکھیے گا اپنے جنونی بیٹے کی ایک ایک بات کا اعتراف وہ آپ کے سامنے خود کرے گا۔ میری بات لکھ کر رکھیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہنستے ہوئے مزے سے بولی تو وہ اس کی بات پہ تھمبز اپ کا اشارہ کرتے ہنس کر نیچے کی جانب بڑھ گئی۔ شزا نے ان کے جاتے ہی ٹراؤزر شرٹ نکالتے واشروم کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ اس کا ارادہ وہاں سے ہو کر نیچے جانے کا تھا۔ ابھی نیچے ہونے والے ڈرامے سے بھی لطف اندوز ہونا باقی تھا۔ اسے دل میں کمینی سی خوشی ہوئی تھی وہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

****

کمرے میں آتے ہی اس نے بھیگی پلکیں اٹھاتے کمرے پہ طائرانہ نگاہ ڈالی تھی اور ایک بار پھر ضبط کا شیرازہ بکھرتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک انجان شخص کی بدولت آپ کو خود کو ہی بھلانا پڑ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ تو ایسا ہی ہو رہا تھا۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو رگڑتے وارڈروب کھولی اور بیگ گھسیٹ کر بیڈ پہ رکھتی بری طرح کپڑے اس میں ڈالنے لگی۔ اس کے ہاتھ بری طرح کپکپا رہے تھے۔ معاً سیاہ چیز پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھیں جھلملائی تھی۔ اس نے نرمی سے اس چادر کو تھامتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔ اس نے وہ واپس الماری میں رکھی اور کپکپاتے ہاتھوں سے کپڑے سمیٹنے لگی۔ اسی دوران اپنے ہاتھ پہ کسی کا ہاتھ محسوس کرتے اس نے چونک کر جوں ہی نگاہ اٹھائی سامنے کھڑی عفیفہ کو دیکھ ہولے سے مسکرائی تھی۔ اس کی مسکراہٹ میں بھی ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔

کیوں کر رہی ہو ایسا جب خود کو بھی اتنی بھی تکلیف ہے۔"

"وہ بھیگے لہجے میں بولی پریسہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیا کچھ غلط کر رہی ہوں عفیفہ تم مجھے روک سکتی ہو۔

اس کے جواب پہ وہ لاجواب ہو گئی۔پریسہ نے اس کی مسلسل خاموشی سے اکتاتے اس کی جانب دیکھے جس کی آنکھوں میں نمی سی جاگ رہی تھی۔

میں تمہیں نہیں روکنا چاہتی پری کیونکہ میں تمہاری اذیت کا سامان نہیں بننا چاہتی مگر تم خود سے ٹھہر جاؤ"

"نا۔مت جاؤ۔کیا ملے گا تمہیں۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے التجائیہ لب و لہجے میں بولی۔

تم نا چاہتے ہوئے بھی میری اذیت کا سامان بن رہی ہو عفیفہ پلیز اب مت رونا میں جانتی ہوں خود کو مضبوط"

"ظاہر کرنا کس قدر مشکل کام ہے ضبط ٹوٹ گیا تو سب کچھ بکھر جائے گا۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔اس دوران اس نے اس کی جانب دیکھنے سے گریز کیا تھا۔جانتی تھی اگر اس کی جانب دیکھا تو کب کے رکے ہوئے آنسو بہہ نکلے گے۔

"لاؤ تمہاری پیکنگ کروا دوں میں۔"

وہ اپنے لہجے کو مشکل ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی۔پریسہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے پیچھے کر دیا تھا۔

"اب ہر کام مجھے خود سے کرنا ہے سوچ رہی ہوں جتنے دن یہاں ہوں عادت ڈال لوں۔"

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ عفیفہ نے نچلا لب دانتوں میں دباتے اپنی سسکی روکی تھی۔ پریسہ جو بیگ کو بند کرنے میں ہلکان ہو رہی تھی نا جانے اسے کیا ہوا تھا ایکدم ہی ضبط ہارتے اس کے گلے لگتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ عفیفہ کی آنکھ سے آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہہ گیا۔

میرے لیے دعا کرنا عفیفہ۔ جس مقصد کیلیے میں وہاں جا رہی ہوں اس میں کامیاب ہو جاؤں۔ بہت اذیت" ہے اس میں بہت زیادہ۔ میری اذیت کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا کوئی بھی نہیں۔ دلاسے سب دیتے ہیں کوئی "ایک بار میری تکلیف کو محسوس کر کے دیکھے اس کی جان نکل جائے گی۔

وہ روتے ہوئے بولی۔ عفیفہ نے نرمی سے اس کے بال سہلائے تھے اور نرمی سے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"یار عفیفہ کہاں ہو تم حد ہے پری میری بیوی کو دور کر کے رکھ دیا ہے تم نے۔"

وہ عفیفہ کے شانے پہ ہاتھ جماتے شکوہ کناں لہجے میں بولا۔ پریسہ نے نم نگاہوں سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

اس لیے تو دور جا رہی ہوں تا کہ آپ کی بیوی کی توجہ مجھ سے ہٹ کر مکمل طور پہ آپ کی جانب مبذول" "ہو جائے۔

وہ اپنے لہجے کو شریر کرتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔ اسکی آواز کا بوجھل پن ان دونوں نے شدت سے محسوس ہوا تھا۔

:تمہارے دور جانے سے کیا ہو گا۔ کیا ملے گا تمہیں۔"

صدام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

"تنہائی بھائی ان وحشتوں سے,ان تنہائیوں سے,اذیتوں سے۔یادوں سے,خالی پن سے آزادی ملے گی بھائی اور مجھے ابھی یہی چاہیے۔"

وہ ویران لہجے میں بولی۔صدام نے اذیت سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم چلی جاؤ گی پھر یہ جو تمہاری دوست ہے یہ میرا دماغ کھائے گی تمہارے حصے کا بھی۔میرے تو کان پک جائیں گے۔"

وہ شاید اسے ہنسانا چاہ رہا تھا۔عفیفہ نے نم نگاہوں سمیت مسکراتے اسکی جانب دیکھا جو تلخی سے مسکرائی تھی۔

"اس لیے تو جا رہی ہوں کہ سب میری ذات کو فراموش کر دیں۔آپ مجھے بھول کر اپنی بیوی پہ توجہ دیں عفیفہ میری پریشانی چھوڑ کر آپ کی جانب متوجہ ہو۔اس کی توجہ کا مرکز فقط آپ کی ذات ہو۔ماما بابا میری ٹینشن نا لیں۔مجھے سب کچھ دیر کیلیے فراموش کر دیں ویسے بھی میں یہاں سب کی پریشانی بڑھانے کیلیے ہی تو ہو۔"

وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔ان دونوں نے سرعت سے نفی میں سر ہلایا۔صدام سرعت سے اس کی جانب بڑھا۔

"مت کرو ایسا پری۔ہم میں سے کسی کیلیے بھی تمہاری ذات پریشانی کا باعث نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میرے لیے ہیں بھائی میرے لیے ہے۔میں اپنے لیے خود ہی بہت بری پریشانی ہواذیت ہواپنے لیے میں خود کومارنے کاارادہ کررہی ہوں۔یہ سوچیں وحشتیں مجھے اندر ہی اندر کھارہی ہیں مجھے نگل رہی ہیں ختم کررہی ہیں۔"

وہ اس کے سینے پہ سر رکھتے اذیت سے بولی۔آنکھیں مسلسل رونے کی بدولت سرخ ہورہی تھی۔

"مت روپلیز تمہارے رونے سے بھی ہم سب کے دلوں میں ٹیس اٹھتی ہے۔ہم یہ کیسے برداشت کریں پری۔ہمیں اتنا بڑازخم مت دے کرجاؤ۔"

وہ اس کے آنسو پونچھتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بولا۔پریسہ نے نرمی سے اس کے آنکھ سے نکلنے والے آنسوؤں کو پونچھااور خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بس آخری بار بھائی بس آخری بار کیونکہ اس کے بعد جب بھی آپ پریسہ سے ملیں گے وہ اس سے بہت مختلف ہوگی۔"

وہ نرمی سے مسکرائی تھی اور اس وقت اس کی مسکراہٹ ان دونوں کونہایت عجیب محسوس ہوئی تھی۔ان دونوں نے ٹھٹھک کرایک دوزرے کی جانب دیکھا۔

"بھائی مجھے سوناہے۔آپ ماماسے کہیے گا کہ پریسہ نے آپ کی آغوش میں سوناہے اگران میں حوصلہ ہوتوپلیز میرے کمرے میں آجائیں۔اس کے بعد کوئی فرمائش نہیں کروں گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بیگ کو ایک جانب رکھتی وہران لہجے میں بولی۔ عفیفہ نے اسے کوئی اشارہ کیا تو وہ اس کی پیشانی چومتے باہر کی جانب بڑھے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتا پریسہ کی پکار پہ وہی تھما اور چونک کر اس کی جانب بڑھا۔ پریسہ نے وارڈروب کھولتے اس میں سے وہی سیاہ چادر نکالی اور اس کی جانب بڑھائی تھی۔ صدام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ دنوں میں ایبٹ آباد جانے والے ہیں نا آپ۔"

اس کی بات پہ جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے ان دونوں نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جواب نرمی سے اس چادر پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔ وہ دونوں سمجھنے سے قاصر تھے کہ اسے اس بابت علم کیسے ہوا۔

"معذرت مگر آپ کسی سے بات کر رہے تھے فون پہ تو آپ کی بات سن لی مگر غیر ارادی طور پہ۔"

وہ وضاحت دینے والے انداز میں بولے تو ہولے سے سر ہلاتے چہرہ جھکا گیا۔

"یہ چادر انہیں واپس لوٹا دیجیے گا اور ہو سکے تو مجھ پہ ایک احسان کر دیجیے گا اور یہ بات ان تک پہنچا دیجیے گا کہ اس عنایت کا اس خوبصورت یاد کا بہت شکریہ مگر اب اس عنایت کے ساتھ میں آگے نہیں بڑھ سکتی یہ چھوٹی سی عنایت میرے حلق کا پھندا بن چکی ہے۔ ان سے یہ بھی بولیے گا کہ پریسہ کبھی ان سے نفرت نہیں کر سکتی شاید کبھی بھی نہیں بہت کوشش کی ہے مگر ناکام ٹھہری ہوں میں اس آمتحان میں۔ ہاں مگر محبت بھی ان آنے والے سالوں میں بھول جاؤں گی۔ اب نا محبت ہو گی اور نا ہی نفرت۔ پریسہ آفندی اس جنگ میں اپنی ہار بخوشی تسلیم کرتی ہے۔ انہیں ان کی جیت مبارک ہو۔"

وہ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پہ وہ چادر رکھتے زرد چہرے سمیت پھیکے لہجے میں بولتی مریل قدموں سے بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔عفیفہ کو اس کی حالت دیکھ کسی مردے کا گمان ہوا تھا جو کھینچ کھینچ کر سانس خود میں اتارتا ہے۔اس کی حالت دیکھ صدام نے شہرام کی سیاہ چادر کو مٹھی میں بھینچا تھا۔اسے یہ سن کر اس قدر تکلیف ہوئی تھی تو پھر وہ جو سہ رہی تھی اس کا قصور؟ایک سوالیہ ان دونوں کے ذہن میں منڈلا رہا تھا۔ان کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی عافیہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔وہ جوں ہی بیڈ کے نزدیک پہنچی ان کی حالت دیکھ کر صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ روئی ہے۔اپنے بالوں میں ان کی انگلیوں کا لمس محسوس کر پریسہ نے نرمی سے سر ان کی گود میں رکھتے آنکھیں موند لی۔

"پری۔"

ماما مجھے سونا ہے ابھی صرف سونا ہے اور بہت سارا سونا ہے۔سکون بھری نیند لینی ہے رونے کا جی نہیں چاہ رہا۔ وہ ان کی بھرائی پکار پہ آنکھوں کو سختی سے میچتے ہوئے خالی خالی لہجے میں بولی۔عافیہ اس کے بعد کچھ نہیں بولی تھی بس اس کے سر کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں پھیرتی رہی۔پریسہ نے ان کا ایک ہاتھ تھام کر اپنے چہرے پہ رکھا تھا۔عافیہ کی آنکھ سے ایک آنسو نکلتے اس کے بالوں میں جذب ہوا تھا۔کیسی بے بسی تھی کہ سب جانتے بھوجتے بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ایک کسک سی ان کے دلوں میں تھی۔

****

وہ جوں ہی زینے اترتے نیچے لاؤنج میں آئی۔ارتضی اور نواز صوفوں پہ براجمان ویڈیو گیم کھیلنے میں بری طرح غرق تھے۔مسلسل ان کے چلانے اور قہقہہ لگانے کی آوازیں پورے لاؤنج میں گردش کر رہی تھی۔وہ ان دونوں کے بچپنے پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی اور ان کے ہاتھ سے ریموٹ چھینتے ایک جھٹکے میں وہ بند کی تھی۔

"ارے یہ کیا کیا بیگم اتنے اچھے مراحل پہ گیم داخل ہو چکی تھی۔"

نواز اچھا خاصہ چڑ کر بولے۔ارتضی نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارا اور اکتاہٹ بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"ماما دس از ناٹ فئیر۔آپ جب بھی کوئی شو وغیرہ دیکھتی ہیں تو کوئی بھی ایسے بند نہیں کرتا تو پھر آپ کیسے کر سکتی ہیں۔"

وہ احتجاجاً چلایا۔انہوں نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سکون سے سامنے صوفے پہ جگہ سنبھالی تھی۔

"مجھے ایک نہایت اہم بات کرنی ہے آپ دونوں سے۔"

وہ نہایت سنجیدگی سے گویا ہوئی۔چہرے پہ مزاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔زینوں پہ کھڑی شزا نے انہیں تھمبز اپ کا اشارہ کیا تو وہ گہرا سانس بھر گئی۔

"کیا ہوا سب خیریت سے ہے نا آپ اتنی سنجیدہ کیوں ہو رہی ہیں۔کیا کچھ ہوا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سوالیہ انداز میں بولتے بھنویں اچکا گئے۔انہوں نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ارتضی کی پر سوچ نگاہیں ان کے چہرے پہ جمی تھی۔اسے ان کے ارادے ناجانے کیوں کچھ خاص نہیں لگے تھے۔

"میں نے رشتہ کر دیا ہے ارتضی کا۔"

وہ بغیر کوئی تمہید باندھے بولی۔ارتضی نے ان کی غیر متوقع بات پہ ہونقوں کی طرح ان کی جانب دیکھا۔

"کک۔کیا۔کیا بول رہی ہیں آپ میرا رشتہ کر دیا میرا۔"

وہ انگلی کی مدد سے خود کی جانب اشارہ کرتے تمسخرانہ لہجے میں بولا۔نائمہ نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

یہ میرا میرا تم ایسے کر رہے ہو جیسے کسی پرائم منسٹر کی اولاد ہو۔تمہارا ہی ہوا ہے رشتہ اور میری پسند سے "ہوا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ان کی بات پہ وہ مذاق اڑانے والے انداز میں ہنس دیا تھا۔

"ایم سوری ٹو سے ماما مگر مجھے آپ کی پسند بلکل نہیں پسند۔"

وہ پر سکون سا صوفے سے پشت ٹکائے بے نیازی سے گویا ہوا۔ان کی پیشانی پہ لاتعدار شکنیں نمودار ہوئی تھی۔

"تم نے ابھی میری پسند کو دیکھا کہا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اترا کر بولی۔ ارتضی نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

مجھے دیکھنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے۔ آپ دل کو بہلا وا دینے کی خاطر میرے لیے جتنی مرضی لڑکیاں پسند" "کر سکتی ہیں مگر افسوس وہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھائے گی۔

وہ شان بے نیازی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ سر جھٹک کر بیزاری سے زینوں کی جانب بڑھتا کچھ سوچ کر دوبارہ واپس مڑا تھا۔

"ویسے کس کو پسند کیا ہے آپ نے میرے لیے۔"

وہ سر کھجاتے ہوئے بولا۔ انہوں نے مسکرا کر شزا کی جانب اشارہ کیا تھا۔ ان کے اشارے پہ وہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

شاید آپ بھول چکی ہیں کے وہ بہت پہلے سے ہی اس رشتے سے انکار کر چکی ہے تو ایک بار پھر سے جلنے" "مردے اکھاڑنے کا فائدہ۔

وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوا اور ایک نظر شزا کی جانب دیکھا جو نک سک سی تیار سج دھج کر قدم اٹھاتے اسی کی جانب آرہی تھی۔ ارتضی کو حیرت تو بہت ہوئی مگر وہ نظر انداز کر گیا۔

شزا پلیز تم ہی ان کی سماعتوں سے یہ بات نکال دو کہ تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی عجیب بات ہے ویسے" "پیچھے ہی پڑ گئے ہیں شادی نہیں ہو گئی دوسری کلاس کے بچے کو مار مار کر سبق یاد کروانا ہو گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ منہ کے زاویے بگاڑتے تنک کر گویا ہوا۔ نائمہ نے نرمی سے اس کی کلائی تھام کر اپنے مقابل بٹھایا تھا۔

ارتضی کی مسکراتی نگاہیں کسی کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھی جس کا چہرہ کافی حد تک سپاٹ تھا۔ اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا کہ اس کے دل میں کیا چل رہا ہے مگر پھر بھی کسی حد تک وہ اس بات سے آشنا تھا کے شزا اس رشتے پہ کبھی بھی رضامند نہیں ہوگی تبھی فتح مندی سے مسکرا رہا تھا۔

"راضی ہونا اس رشتے پہ تم۔"

نعیمہ اس کے بال سنوارتی محبت بھرے لہجے میں بولی ساتھ ہی اس کی پیشانی پر ممتا بھرا بوسہ دیا تھا۔ اس کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ اگلے ہی لمحے ارتضی کے لبوں سے جیسے کسی نے مسکراہٹ نوچ لی تھی۔ اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹ گئے۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کے چہرے کا جائزہ لیا جہاں حیا آلود مسکراہٹ کا راج تھا۔ وہ اس کے اچانک پینترا بدل جانے پہ تلملا کر رہ گیا۔ نائمہ کی مسکراتی نگاہیں خود پہ محسوس کر اس کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔

میں تم سے شادی قطعی نہیں کروں گا کبھی بھی نہیں اور آپ ماما معاف کیجیے گا مگر آپ کی بات تو میں بلکل" نہیں رکھوں گا یہ میری زندگی ہے اسے میرے مطابق ہی چلنے دیں پلیز ورنہ شادی کے بعد اس کی حق تلفی "ہوئی تو وہ آپ کو شدید ناگوار گزرے گی۔

وہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولتے نائمہ کو ہلا کر رکھ گیا۔ اس کی حالت پہ شزا دل ہی دل میں جی جان سے مسکرائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آج سب کے سامنے تم اعتراف کرو گے ارتضی میاں۔"

وہ مزے سے ذہن و دل میں نئے نئے مفروضے قائم کر رہی تھی۔اس کی سوچوں کے برعکس ارتضی کا حال ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اس کی آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی۔

"کیوں نہیں کرنی شادی تمہیں اس سے بتاؤ مجھے۔"

نائمہ بھی اشتعال بھرے لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیونکہ ارتضی پہ صرف عناب احمد کا حق ہے صرف اور صرف اس کا۔ جنون ہے وہ میرا۔ پاگلوں کی حد تک" اس سے محبت کرتا ہوں میں۔ دیوانگی ضد جنون کچھ بھی کہ سکتی ہیں آپ اسے مگر اس پاگل پنے میں مجھے کوئی "غلط اقدام اٹھانے پہ مجبور مت کیجیے گا کیونکہ اس سب میں کسی بھی جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔

وہ شہادت کی انگلی ان کی جانب اٹھاتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر دھاڑ کر بولا۔اس کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ان سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔نائمہ نے تو بے ساختہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں ارتضی وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی ہے تم نے سنا نہیں تھا کہ اس کے گھر والوں نے" "رشتہ دیکھ لیا ہے۔تم بھی اس کا پیچھا چھوڑ دو اب اور میرے ساتھ شادی کی ہامی خوشی خوشی بھر لو۔

شزا ہلکے پھلکے لہجے میں اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ارتضی نے تنفر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر جب وہ بولا تو اس کا لہجہ پتھر سے بھی پتھریلا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پیچھا تو میں اس کا مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا ہاں اسے دغا بازی کے جرم میں موت کے دہانے پہ بھی پہنچا" "سکتا ہوں میں اور تم جانتی ہو وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی کیونکہ وہ ابھی بھی پرانے ارتضیٰ کے خوفزدہ ہے۔ وہ شدت بھرے میں غرایا۔اس کے انداز اور لہجے میں جنوجیت واضح تھی جو وہاں موجود ہر افراد کو ہلا کر رکھ گئی۔نائمہ نے دہل کر اس کی جانب دیکھا جواب ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالتے کرسی کو ٹھوکر مارتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا زینوں کی جانب بڑھ گیا۔اس کے منظر سے ہٹتے ہی نائمہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب نواز سے چھپتے چھپاتے انہیں دیکھ کر بائیں آنکھ دبا رہی تھی۔وہ اس کے مذاق پہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی مگر ایک بات تو تھی اعتراف تو اپنے منہ سے وہ خود ہی کر چکا تھا۔انہیں اس بات کی ہی بے حد خوشی تھی۔اس کے برعکس نواز کی پر سوچ نگاہیں کبھی نائمہ کی جانب اٹھتی تع کبھی اس کے کمرے کے بند دروازے پہ۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔

****

اگلے دن کا سورج ایک نئی امیدوں کی کرن لیے نمودار ہوا تھا۔ہوا میں خنکی سی موجود تھی۔ہلکی ہلکی دھوپ کے ساتھ ٹھنڈی ہوا ایک عجیب سے احساس سے روشناس کروا رہی تھی۔ہوا کے زور سے لہلہاتے درختوں کی آواز کی سرسراہٹ اور ریت کے ذروں کا ہوا میں گم ہو جانا ایک دلکش منظر دکھائی دے رہا تھا۔ایسے موسم سے لطف اندوز ہونے کی خاطر وہ سب گراؤنڈ کے بیچ و بیچ بیٹھے ناجانے کونسے راز و نیاز میں مصروف

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھے۔عفیفہ نے جب سے انہیں پریسہ کے جرمنی جانے کے متعلق بتایا تھا اس وقت سے ان سب کے چہروں کے ساتھ ساتھ لہجے میں بھی تبدیلی رونما ہوئی تھی جو عفیفہ نے صاف محسوس کی تھی۔

"میں نے تم سب کو اس لیے نہیں بتایا کہ تم سب اپنا موڈ خراب کرو پری آنے والی ہو گی اور میں تم سب سے یہی توقع کرتی ہوں کہ ہم سب اسے اس کے فیصلے میں آزاد کر دے۔"

وہ ان سب کے چہروں کا اندازہ لگاتے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کی خود کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے مگر پھر بھی شاید ان سب کو حوصلہ دینے کی خاطر وہ خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔

"کیا تمہیں کوئی فرق نہیں پڑ رہا اس سب سے عفیفہ۔"

مریم کی سپاٹ آواز پہ اس نے اذیت سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا اور چہرہ جھکا گئی۔عناب جو خاموشی سے ان سب کی باتیں سن رہی تھی موبائل پہ آنے والی کال کو دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کچھ دوری پہ جا کر فون کان سے لگایا تھا۔چند ساعتوں بعد ہی کال سے فراغت حاصل کرتے وہ جوں ہی مڑی اس کی سماعتوں میں بھاری مردانہ آواز گونجی تھی جو اسے مانوس سی محسوس ہوئی۔

"تم نے ماما کو منانے کی بجائے مجھ سے ہی رشتے کی حامی بھر لی ہاؤ کڈ یو ڈو دس ٹو می شزا۔"

وہ سختی سے اس سے استسفار کر رہا تھا جس کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔ایسا سچ میں تھا یا عناب کو لگا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

دیکھو ارتضی خالہ تمہاری شادی عناب سے کرنے پہ رضامند نہیں ہیں میں نے تفصیل سے اس سے بات کی" ہے مگر ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے شروع روز سے تمہارے ساتھ مجھے ہی تصور کیا ہے۔میری ماں راضی تمہاری ماں راضی تو پھر میرے خیال میں ہمیں بھی یہ عشق محبت چھوڑ کر شادی کیلیے راضی ہو جانا "چاہیے۔ویسے بھی عناب تمہارے لائق نہیں ہے۔

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوئی۔اس کی بات پہ عناب کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے اپنی جلتی آنکھوں کو موندا تھا۔کیا وہ سچ میں اس کے لائق نہیں تھی۔ارتضی کو ہنوز خاموش دیکھ وہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔اس کا دل کرچی کرچی ہوا تھا۔

"وہ لڑکی کس لائق ہے یا کس لائق نہیں اٹس نن آف یور بزنس سو یو شٹ اپ۔"

وہ ذہر خند لہجے میں دھاڑا تھا۔شزا نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھتے اس کے شانے سے پیچھے جھانکا جہاں عناب کا اب نام ونشان تک نہیں تھا۔ارتضی نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا مگر وہاں تو کسی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔"

وہ پتھریلے لہجے میں گویا ہوا۔شزا نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں خیر تم جاؤ اپنے دوستوں کے پاس مجھے بھی جانا ہے کلاس سے لیٹ ہو رہی ہوں میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہاتھ ہلاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کی پشت کو تکتے ارتضی نے دل ہی دل میں اسے سو صلواتوں سے نوازا تھا جو اس کے سر پہ عذاب بن کر نازل ہوئی تھی۔اس نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے قدم ان سب کی جانب بڑھائے جہاں وہ سب حیرت بھری نگاہوں سے عفیفہ کو ابھی بھی گھور رہے تھے۔ہادی اور ارتضی گزری رات ولیمہ ہونے کی بدولت آج چھٹی پہ تھے۔تھکاوٹ تو ان سب کو بھی ہوئی تھی مگر وہ کسی طرح سوتے جاگتے یونی آ گئے تھے۔

"کیا ہوا ہے سے کیا گھور رہے ہو بیچاری کو جیسے عفیفہ تم سب کی بھینس چرا کر بھاگی ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے سکون سے عناب کے نزدیک ہی براجمان ہو گیا جس نے دل ہی دل میں ضبط کرتے اس سے فاصلہ قائم کیا تھا۔ارتضی کو اس کی حرکت شدید ناگوار گزری مگر وہ ضبط کر گیا۔ابھی وہ پریسہ کی جرمنی جانے والی خبر سے بے خبر تھا تبھی شاید اس قدر سکون میں تھا۔

"تجھے جب اس بارے میں علم ہو گا تو تیری حالت بھی ایسی ہی ہو گی۔"

فارس طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو اس نے ناسمجھی سے عفیفہ کی جانب دیکھتے بھنویں اچکائی۔جواب میں وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔مریم نے اس کی خاموشی دیکھ پوری بات ارتضی کے گوش گزار دی جس کی آنکھوں میں اس کی بات سے بے یقینی در آئی تھی۔

کیا مطلب جرمنی جا رہی ہے۔کیا یہاں پڑھائی کم پڑ گئی ہے جو اسے یہاں سے جانا پڑ رہا ہے اور صدام اس نے "کیسے اجازت دے دی اسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تڑخ کر بولا۔ان سب نے چونک کر اس کا ردعمل دیکھا تھا۔وہ سب بھی تو یونہی پریشان ہوئے تھے۔

"جس اذیت سے وہ گزر رہی ہے نا وہ ہم سب کی نگاہوں کے سامنے ہے ارتضیٰ میں نے پل پل اس کی بدلتی رنگت کا ملاحظہ کیا ہے۔اس کے دل کی دھڑکن رکتی دیکھی ہے۔اسے روتا بلکتا دیکھا ہے۔وہ بس اس فیز سے نکلنا چاہ رہی ہیں ان حالات سے دور جا کر۔"

وہ دھیمے مگر شکست خوردہ لہجے میں بولی۔

حالات کا سامنا کرنے والوں کو شیر کہتے ہیں بھاگنے والوں کو نہیں اور وہ مسلسل بھاگ رہی ہے۔

وہ سرد لہجے میں بولا۔عناب نے تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور جو بات تم کر رہے ہو نا یہ بس کہنے کی حد تک آسان ہے مسٹر ارتضیٰ محسوس کرتے پیروں تلے زمین کھسک جاتی ہے وجود سے جان نکل جاتی ہے۔ کبھی محسوس کی ہے ایسی اذیت۔خدارا دوسروں کو وہ پاٹ مت پڑھاؤ جس کی اذیت کا ایک فیصد بھی تم نے محسوس نہیں کیا ہو۔"

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔آنکھوں سے عجیب سی نفرت چھلک رہی تھی۔ارتضیٰ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا رویہ بدلا بدلا سا تھا۔سب کے دیکھنے کے انداز پہ وہ نظریں چرا گئی۔

"ہم لڑکیاں بہت تم لوگوں کی نسبت بہت حساس ہوتی ہیں ارتضیٰ۔"

"اور لڑکیوں میں حساسیت اتنی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ سب اسے کمزور سمجھے گوٹ اٹ۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولتے سر جھٹک گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"او بھائی تو یہاں لڑنے آیا ہے کیا۔ عجیب بندہ ہے جب سے یہاں آ کر بیٹھا ہے مرچیں چبا رہا ہے۔"

فارس اس کی حرکتوں پہ چڑ کر بولا تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔ غصہ تو وہ سچ میں نکال رہا تھا مگر شزا کا وہ بھی ان سب کے اوپر۔ وہ یہ سوچ آتے ہی پیشانی مسل کر رہ گیا۔

"ہم سب ایک مالا میں پروئے ہوئے موتیوں کی مانند ہے اگر اس میں سے ایک بھی ہم سے جدا ہو گا تو جانتی ہو کیا ہو گا۔"

فارس کی اچانک گہری بات پہ عفیفہ نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور اگر اسی مالا کا ایک موتی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو تو اس کی جگہ نئے کو بھی تو جگہ دینی پڑتی ہے نا تو کیوں نا ہم اسے پرانی موتی کو اس کے اصل میں لوٹانے کی جدوجہد کریں۔"

عفیفہ بھیگے لہجے میں بولی تو ان سب کی زبان گویا تالوں سے چپک گئی تھی۔

"اور جن کی جگہ دل میں ہوتی ہے نا تو پھر وقت کیسا بھی ہو وہ ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے رشتے میں چاہے جتنی مرضی دیواریں آ جائیں ہم اپنی زندگی میں ایک بار پھر اسی مقام پہ ملیں گے۔"

اپنے عقب سے آنے والی نم کپکپاتی آواز پہ ان سب کا فسوں ٹوٹا تھا۔ ان سب کی بیک وقت نگاہیں پشت کی جانب گھومی جہاں پریسہ کھڑی مسکراتی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی مگر اس مسکراہٹ میں بھی ایک درد سا چھلک رہا تھا۔ وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم تو نہیں آنے والی تھی۔"

عفیفہ نے نا سمجھی سے اس کا ماتھا چھو کر چیک کیا کیونکہ صبح بھی اسے ہلکا ہلکا بخار محسوس ہو رہا تھا تبھی عافیہ نے سختی سے اسے جانے سے انکار کیا تھا۔پریسہ نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"مم۔میں پرسوں صبح کی فلائٹ سے جا رہی ہوں۔ ٹکٹس کا بندوبست ہو گیا ہے۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے نم لہجے میں بولی۔ان سب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

کیا یار پری اب میں کڈو کسے بلایا کروں گا۔ قسم سے جو تمہیں تنگ کرنے میں مزہ ہے نا وہ کسی اور میں کہا "ہے۔

ان سب کی مسلسل خاموشی پہ فارس اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔

"تم جب بھی کہنا چاہو ایک کال کر لینا بس کتنا آسان کام ہے۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"اور ہماری پڑھائی میں مدد کون کرے گا۔"

ارتضی کی بات پہ وہ مزید زور سے ہنسی تھی۔

شاید ہماری پڑھائی ختم ہونے والی ہے ارتضی تبھی تو جا رہی ہوں میں۔اب ہم سب کو اپنی اپنی زندگیوں میں "ایک قدم مزید آگے بڑھنا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولی تو وہ سر کھجا کر رہ گیا۔اسی دوران عناب کے موبائل پہ ایک بار پھر سے کال آئی تھی۔ان سب نے اب کی بار حیرت کے عالم میں اس کی جانب دیکھا جو جب سے یونی آئی تھی کوئی دس بار اسے کسی کی کال آچکی تھی۔

"میرے خیال میں آپ کو یوں بھاگنا نہیں چاہیے حالات سے۔"

ان سب کو اپنی باتوں میں مصروف دیکھ عاشر نے ہریسہ کو مخاطب کیا جس کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا تھا۔

"میں بھاگنا چاہتی ہوں۔"

وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولی۔عاشر کے چہرے پہ ایک تاریک سایہ لہرایا۔اس کے لبوں پہ ایک تھکی تھکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔وہ اسے روکنا چاہتا تھا مگر کیسے وہ وجہ وہ چاہ کر بھی ڈھونڈ نہیں پا رہا تھا۔وہ تو پہلی نظر میں ہی اسے پسند کرنے لگا تھا مگر شاید اس کی محبت کی مدت فقط اتنی ہی تھی۔کاش وہ اپنے دل کا حال اس پہ آشکار کر سکتا۔اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی مگر وہ چاہ کر بھی اس کی آنکھوں کی چمک ماند نہیں دیکھ سکتا تھا۔جو اس پہ گزر رہی تھی وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھا تبھی گہرا سانس بھر اٹھا۔پریسہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"بیسٹ آف لک فور یور فیوچر۔میری دعائیں ہمہ وقت آپ کے ساتھ ہونگی پریسہ۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو پریسہ نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا جس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا بلکل ساتھ نہیں دہی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کس کا فون آرہا ہے تمہیں مسلسل۔"

مریم اس کے فون سے عاجز آتے ہوئے بولی۔

کسی سے ملنے جانا ہے مجھے اگر تم سب کے پاس فرصت کے کچھ لمحے ہو تو مجھ سے مل سکتے ہو ایک جانب "

"آکر۔

وہ فون کاٹتے باور کرانے والے انداز میں بولی۔ ارتضی کی سماعتیں ناچاہتے ہوئے بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی

تھی۔ فارس نے اس کی جانب دیکھتے آنکھیں نچائی۔

"خیال کرو عناب ارتضی میاں کے کان کھڑے ہوگئے ہیں۔"

وہ زبردست قسم کا قہقہہ لگاتے ہوئے ارتضی کو تنگ کرنے کی خاطر بولا جو اس کی توقع کے عین مطابق چڑ بھی

گیا تھا۔

کیسے لوگ ہیں یہ سب۔ ہادی بریزہ اندر ہی اندر فکس ہوتے رہے۔ یہ دونوں اب اپنی عشق معشوقیاں "

"لڑا رہے ہیں اور فکس ہو رہے ہیں۔

مریم تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے تنک کر بولی۔

"یم یم تم کہتی ہو تو تمہیں بھی فکس کر دیتا ہوں۔ حکم کرو" ہم آپ کا حکم بجالائیں گے۔

وہ سر کو ایک ادا سے خم کرتے بوجھل لہجے میں بولا۔ اس کی ہمیشہ کی طرح غلط وقت پہ غلط بات پہ وہ پیچ وتاب

کھاتی رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا دنیا میں صرف تم ہی رہ گئے ہو۔"

وہ سر جھٹک کر بولی۔فارس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

مگر میں نے تو اپنی بات کی ہی نہیں تم کس خوش فہمیوں میں جی رہی ہو۔فارس شیخ جس کی قسمت میں لکھا"

"ہے نا اس کے وارے نیارے ہیں۔

وہ بالوں کو سنوارتے ایک ادا سے بولا۔مریم اپنی بے عزتی پہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گئی۔ان سب نے ان دونوں کی نوک جھوک پہ مسکراہٹ ضبط کی تھی۔کچھ ہی دیر بعد عناب ان سب کو لے کر ایک جانب ہو گئی۔

"کیا ہو گیا ہے کہاں جانا ہے تمہیں اتنی ایمرجنسی میں۔"

پریسہ کرسی کھینچ کر اس پہ بیٹھتی نا سمجھی سے بولی۔

مجھے ایک لڑکے سے ملنے جانا ہے میرا مطلب ہے کہ ماما نے اسے میرے لیے پسند کیا ہے تو اس سے ایک"

"ملاقات کرنی ہے بس قریبی ریسٹورینٹ میں۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔اس کا لہجہ نہایت ٹوٹا ہوا تھا۔

"مگر عناب کسی اور سے کیوں تم تو ارتضی۔"

پلیز اس شخص کا ذکر میرے سامنے کبھی مت کرنا اب سے۔نفرت ہے مجھے اس سے۔جب اس کے دل میں"

میرے لیے احساسات نامی چیز نہیں ہے تو میں کیوں اپنے احساسات کی ناقدری اس جیسے شخص کے اوپر

All Rights Reserved By Novels Lounge

کروں۔ویسے بھی میں اس آدمی کو بھی رد کرنے والی ہوں کیونکہ ابھی شادی کرنا میرے ٹائپ کی چیزیں نہیں ہے۔مجھے صرف اور صرف ابھی اپنا کیریئر بنایا ہے اور اس قدر اچھا بنانا ہے کہ زندگی میں کبھی بھی یہ سوچ ذہن پہ حاوی نا ہو کہ کسی ایک شخص کی بدولت میں جو کرنا چاہتی تھی وہ نہیں کر پائی۔اپنی خواہشات کے حصول کیلیے مجھے کسی پہ ڈیپینڈ نہیں کرنا۔"

وہ چیخ کر بولی۔اس کے لہجے میں ایک انجانا سا درد بول رہا تھا مگر وہ خود کو بے تحاشہ مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔

"اب تم میرے ساتھ چل رہے ہو قریبی کیفے تاکہ کسی کو شک نا ہو میں اس آدمی کو رد بھی کر دوں۔"

وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ان تینوں نے ایک دوسرے کے ساتھ خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔اگلے بیس منٹ میں وہ ایک خوبصورت سے ریسٹورینٹ میں موجود تھے۔ان تینوں نے ایک الگ تھلگ سا میز بک کروالیا تھا البتہ عناب ایک جانب رکھے میز پہ بیٹھی سنجیدگی سے موبائل استعمال کر رہی تھی۔

"ہائے آر یو عناب احمد۔"

اپنے نزدیک سے آنے والی بھاری آواز پہ اس نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔

"وعلیکم السلام۔"

اس نے طنزیہ انداز میں مسکراتے اسے شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کی مگر وہ جواب میں ڈھیٹوں کی طرح مسکرا دیا۔عناب کے اشارہ کرنے پہ اس نے سامنے رکھی کرسی کھینچتے وہاں جگہ سنبھالی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جی تو آپ ہے عناب۔ماننا پڑے گا میری مدد کی چوائز کافی اچھی ہے۔"

وہ اسے سراہے بغیر نارہ سکا اور ہولے سے ہاتھ بڑھاتے اس کے میز پہ رکھے ہاتھ کو تھامنا چاہا تھا۔اس سے پہلے کہ عناب بگڑے تیوروں سمیت اپنا ہاتھ کھینچتی اپنے اسی ہاتھ پہ کسی کی گرفت محسوس کر اس کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس نے جھٹکے سے رخ بائیں جانب موڑا مگر وہاں اپنی جانب جھکے ارتضی کو دیکھ اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے جو چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"میری چوائز اچھی ہے ناویسے آپ نے خود ہی اعتراف کیا ہے ابھی کہ تیری مدر کی چوائز کافی اچھی ہے۔"

وہ کرسی کھینچتے اس پہ بیٹھتے مزے سے بولا۔پریسہ عفیفہ اور مریم اس کی اچانک آمد پہ بھونچکا رہ گئے۔

"یہ کون ہے اور اس نے آپکا ہاتھ کیوں اتنے حق سے تھاما ہوا ہے۔"

وہ براہراست عناب سے مخاطب ہوا جو اس بگڑتی صورتحال پہ خود بھی گھبرا چکا تھا۔

ارے یہ بہت گھبراتی ہے چل میں تعارف کرواتا ہوں میں ارتضی چودھری اور یہ مسز ارتضی چودھری ٹو "بی۔ہو گیا تعارف پڑ گیا سکون چل اب یہاں سے اٹھ اور نکل۔

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے سرد لہجے میں بولا۔اس کی بات پہ اس لڑکے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

اپنی گھٹیا زبان بند رکھو اور یہ کس لہجے میں اس سے مخاطب ہو ارتضی مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا میں بتا رہی "ہوں اور میرا ہاتھ چھوڑو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مزاحمت کرتے سخت لہجے میں بولی۔ارتضی نے ستائشی انداز میں اس کا نڈر انداز دیکھا تو وہ اس کے دیکھنے کے انداز میں ہی حلق تر کر گئی۔

"تو ابھی تک گیا نہیں لگتا ہے مرنے کے ارادے سے آیا ہے۔ایسے کیا دیکھ رہا ہے اوہ ہاں اچھے لگ رہے ہیں نا ہم دونوں ساتھ میں۔"

وہ ایک بار پھر اس لڑکے کی جانب رخ موڑتے ہوئے عناب کے شانے کے گرد بازو وحمائل کرتے سرد لہجے میں پھنکارا۔وہ بھی گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے لمس پہ عناب کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے روہانسی نگاہوں سے ان تینوں کی جانب دیکھا جو اس کی بے بسی پہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال انار ہو رہی تھی۔وہ دل ہی دل میں دانت پیس کر رہ گئی۔

"ایک منٹ تم یہی بیٹھو میں تم سے ملنے آئی ہوں یا یہ۔"

وہ تنبیہی لہجے میں اس لڑکے سے مخاطب ہوئی۔ارتضی نے پتھریلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ بھی سرد پن چھایا ہوا تھا مگر اس لڑکے کی نگاہیں ہنوز عناب پہ محسوس کر ارتضی کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا۔

"اسے کہو اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیں ورنہ تمہیں دیکھنے والوں کی میں آنکھیں نوچ لوں گا۔"

وہ جنونیت بھرے لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔اگلے ہی لمحے اس لڑکے کی ہٹ دھرمی پہ ارتضی نے آرام سے اپنی جیب میں سے گن برآمد کرتے جوں ہی میز پہ رکھی۔اس کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔اگلے دو سیکنڈ میں ہی وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہاں سے فرار حاصل کر چکا تھا۔ پیچھے میز پہ بیٹھی وہ تینوں ارتضی کے انداز پہ لبوں پہ سختی سے ہاتھ جماتے حق دق رہ گئی جواب شاطرانہ انداز میں مسکراتے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے عناب کی کلائی سختی سے اپنی گرفت میں لے اور اسے تقریباً کھینچتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"یااللہ اب کیا ہوگا ارتضی مجھے اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا۔"

پریسہ نے گھبرا کر ان دونوں کی جانب دیکھا جن کی حالت خود بھی پتلی ہو رہی تھی۔

"ہاتھ چھوڑو میرا میں نے کہا ہاتھ چھوڑو میرا میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گی۔"

وہ اسے خود سے دور دھکا دیتے بری طرح چلائی۔ اس وقت وہ دونوں اس کیفے کے پارکنگ ایریا میں موجود تھے جہاں کسی کا بھی نام و نشان تک نہیں تھا بقول ارتضی کے کیونکہ وہ تینوں دیوار کی اوٹ میں چھپی اس منظر سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی۔

تمہیں کیا لگا تم میرے علاوہ کسی کو دیکھوں گی کسی سے ملو گی کسی کو سوچو گی تو مجھے معلوم نہیں پڑے گا تو یہ" تمہاری بھول ہے کیونکہ یہ بات شاید تم فراموش کر چکی ہو کہ تمہاری سوچوں پہ تم سے زیادہ میں قابض ہو۔ اسی لیے مجھے دھوکا دینے کی جرأت بھی مت کرنا کیونکہ جب میں دھوکا دینے پہ آیا تو تم پہ سانس سانس تنگ کر دوں گا۔ ایسی اذیت سے روشناس کرواؤں گا جس اذیت کو سہنا تو دور سوچنے کی بھی تم میں ہمت نہیں ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے کان کے نزدیک جھکتے سرگوشی کی کیفیت میں کھردرے لہجے میں پھنکارا۔ عناب کے وجود میں خوف کی لہریں دوڑ گئی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے علیحدہ کیا تھا۔

میں تمہیں دھوکا دے رہی ہوں میں تم ہوتے کون ہو اس بات کا فیصلہ کرنے والے۔ دھوکا میں نہیں تم دے رہے ہو مجھے اس شزا سے شادی رچا کر۔ جب تمہارے ماں باپ اس رشتے پہ رضامند نہیں ہو سکتے تھے تو ان کی پشت پہ یہ رنگ رلیاں۔ جانتی ہوں ہم مڈل کلاس لوگوں کیلیے تم جیسے امیر لوگ نہیں ہوتے مگر ہم پاگل ہیں جو یہ خواب سینچ لیتی ہے کسی کی پیار بھری ایک نظر پہ قربان چلی جاتی ہے۔ پاگل ہیں ہم لڑکیاں۔"

اس سے پہلے کہ وہ بدتمیزی کی تمام حدیں پھلانگتی ارتضی کی سرد نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ ناچاہتے ہوئے بھی لب بھینچ گئی تھی۔ آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی نمی سی تیر گئی تھی۔ ارتضی نے اسے دیوار سے لگاتے اس کے دونوں اطراف پہ ہاتھ جماتے برفیلی نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی تو اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

تم امیر ہو یا غریب تم خوبصورت ہو یا بدشکل منسلک تو تم میری ہی ذات سے ہو گی۔ ماں باپ نہیں مانے تو کیا" ہوا جس کی تم نے ہونا ہے وہ تو راضی ہے نا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے اسے بے تحاشہ ٹھٹکا گیا۔ اس نے بھیگی نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی تو اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔

"نہیں راضی کوئی نہیں راضی کیونکہ اب مجھے بھی شوق نہیں رہا تمہارا بھول چکی ہوں میں تمہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سر جھٹکتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں بولی۔ارتضی نے اس کی ٹھوڑی کو سختی سے اپنی گرفت میں لیتے چہرہ اوپر اٹھایا۔

خود کو بھولنے کا حق بھی میں تمہیں نہیں سونپتا عناب احمد اور ایک اور بات آئندہ ان لبوں سے میرا نام صرف محبت سے ادا ہونا چاہیے نفرت سے نہیں۔مجھے پرانا وحشی بد تمیز اکھڑ مزاج ارتضی بننے پہ مجبور مت کرو۔"

وہ سفاکی سے بولتے عناب کو حیرت میں غرق کر گیا۔اس نے خشک لبوں پہ زبان پھیرتے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ۔بدل لیا۔

"تم پاگل ہو ارتضی بہت بڑے پاگل ہو تم۔"

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولتی اس سے پہلے کہ اس کے حصار سے نکلتی ارتضی نے سختی سے اسے اپنے حصار میں مقید کیا تھا۔اس کے ہاتھوں کو ایک بار پھر اپنے اطراف میں دیکھ وہ بے بسی سے آنکھیں میچ گئی۔

ہاں میں پاگل ہوں مگر صرف عناب کیلیے۔میں جنونی ہوں صرف اس سر پھری لڑکی کیلیے۔میں دیوانگی کی حد تک صرف ارتضی کی عناب کو چاہتا ہوں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو عناب کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے۔وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گئی۔

"چلو آج اعترافِ محبت کرتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے ہاتھ کو تھامتے گہرے لہجے میں بولا۔ عناب نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ وہ الگ بات تھی کہ سماعتیں ابھی بھی اس کی جانب ہی متوجہ تھی۔

"چائے کے بعد میری دیوانگی تم ہو عناب احمد۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔ عناب جو اس کے منہ سے کچھ اور سننے کی خواہش مند تھی یہ بات سن صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

یہ کیسا اعتراف ہے جس میں میں چائے کے بعد آرہی ہوں۔"

"وہ دانت کچکچا کر بولی۔ اس وقت اسے چائے اپنی سب سے بڑی سوتن محسوس ہوئی تھی۔

اب تم سے محبت کرنے کی شرط یہ تو نہیں تھی کہ میں چائے سے محبت نہیں کر سکتا ہاں ایک کام ہو سکتا ہے" کہ جب مجھے چائے میسر نا ہو اس وقت تم میسر آجانا اور جب تم میسر ہو پھر تو ویسے بھی میں دنیا جہاں سے "غافل ہو جاؤں گا۔ اب تمہارے لیے میں چائے کو نہیں بھول سکتا۔

اس کی بیہودہ بکواس پہ وہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔ معاً اپنے عقب سے انے والی قہقہوں کی آواز پہ ان دونوں نے بیک وقت چونک کر عقب میں دیکھا تو عناب کا رنگ سپید پڑ گیا جبکہ ارتضی پر سکون سا دونوں ہاتھ جیب میں اڑسے ان جاہلوں کو دیکھ رہا تھا۔ سب سے زیادہ حیرت تو اسے ہادی کو دیکھ کر ہوئی تھی مطلب وہ اس کارگردگی میں شامل ہونے خاص طور پہ یہاں پہنچا تھا۔

"تم لوگوں کو کونسا جھٹکا لگا ہوش کی دنیا میں لوٹ آؤ اب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ طنز کرنے والے انداز میں بولا مگر اگلے ہی لمحے ان کے پیچھے ہٹتے ہی نائمہ کا چہرہ جوں ہی نمودار ہوا۔ارتضی کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا۔

"ارے ماں آپ یہاں۔"

وہ حیرت بھرے لہجے میں بولتے ان کی جانب بڑھا اور ہنستے ہوئے انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔

کیا آپ نے بھی سن لیا میرا اظہار محبت۔ چلیں اب سن لیا ہے تو یہ بھی آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں شزا" "نے شادی قطعی نہیں کروں گا۔

وہ شرارتی نگاہیں عناب پہ ٹکاتے ہنس کر بولا تو دل ہی دل میں ارتضی کو گالیاں نکال رہی تھی۔نائمہ نے سرعت سے اس کے کان کھینچے تھے۔

تو تمہاری شادی کوئی اس سے کروا بھی نہیں رہا یہ تو بس شزا اور میرا ایک چھوٹا سا پلین تھا تا کہ میں اپنے" صاحبزادے صاحب کے اظہار محبت سے لطف اندوز ہو سکیں۔مجھے تو شزا نے کل رات دے ہی بتا دیا تھا اس "کے متعلق میں تو بس تھوڑی سی مستی کر رہی تھی۔

وہ ہنستے ہوئے بولی اور ساتھ ہی عناب کی جانب قدم بڑھائے جو نا چاہتے ہوئے بھی جھجک کر مسکرا دی تھی۔نائمہ نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگایا شزا کا کہا بلکل ٹھیک تھا وہ سچ میں بہت حسین تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور ایک بات مزید میں بھی واضح کر دوں میرا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے میں بس اس کی کزن ہو اس کو" جھیلنے کی ذمہداری صرف تمہاری ہی ہے کیونکہ یہ کام اچھے سے تم ہی کر سکتی ہو ورنہ اس کے غصے کے آگے "کوئی دومنٹ بھی نا ٹھہر سکے۔اس کا غصہ صرف تم ہی جھیل سکتی ہو۔

شزا اسے باور کراتے ہنستے ہوئے بولی تو عناب نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں اس پہ غصہ کر ہی نہیں سکتا۔"

ارتضی اس کی بات پہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔

"اچھا بیٹا جی تو پھر یہ جو ابھی اتنی ساری بکواس کی ہے یہ تو محبت کے نغمے گائے ہیں ناتم نے۔"

نائمہ طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔اس پورے قصے میں پہلی بار عناب کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

نغمے تو نہیں مگر یہ میری شدت پسندی کا ایک انداز تھا اس شدت پسندی کا جو صرف محبت میں ہوتی ہے اور" اگر اس نے پھر سے کوئی ایسی حرکت کی تو ہو سکتا ہے دوبارہ اس سب سے گزرنا پڑے اسے کیونکہ اس کے "معاملے میں شاید میں کبھی نا بدل سکوں۔

وہ اس قدر سکون سے بولا کہ سب اس کے سکون پہ عش عش کر اٹھے۔فارس نے کھینچ کر اس کی کمر پہ ایک مکا رسید کیا تھا۔پریسہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے تھمبز اپ کا اشارہ کیا تو وہ کھل کر ہنس دی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ابھی سے ڈرا رہا ہے بچی کو۔"

وہ اسے شرم دلانے کی خاطر بولا تو وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑا گیا۔اپنا دھیان ہادی پہ جاتے ہی اس نے رخ اس کی جانب پھیرا۔

"تو کیا یہاں تماشہ دیکھنے آیا ہے کمینے۔"

وہ ہادی کی گردن میں بازو حمائل کرتے ہوئے دانت پیس کر بولا تو وہ کراہ کر رہ گیا۔

"ہاں بچپن سے بندروں کا تماشہ دیکھنے کا بہت شوق تھا مگر بڑے ہو کر بھی یہ شوق ہنوز برقرار ہے۔"

وہ اس کی جواب پہ مسکرا کر بولتے ارتضی کو جلا کر راکھ کر گیا۔ہادی کی بات پہ وہ سب کھل کر ہنس دیے تھے۔نائمہ نے نرمی سے عناب کو ساتھ لگاتے اس کی پیشانی چومی جو بے چینی سے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ارتضی کی گہری نگاہیں ان دونوں پہ ہی جمی تھی۔خود پہ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کر اس نے جوں ہی نگاہیں اٹھائی ارتضی کو اپنی جانب تکتا پا کر ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ارتضی نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے سر جھٹکا تھا کیونکہ اس کے مطابق لڑکیوں کی ناراضگی جان بوجھ کر طوالت اختیار کرتی تھی۔

****

آفندی ہاؤس میں صبح کے آٹھ بجے ہی ہر جانب افراتفری کا سماں تھا کیونکہ بارہ بجے کی پریسہ کی فلائٹ تھی تو وہ سب بھی اسے الوداع کہنے کو آئے تھے۔ہر جانب گہما گہمی چھائی ہوئی تھی مگر عافیہ کا رونا بھی بدستور جاری تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ماما کیا ہو گیا ہے میں دوسرے ملک جا رہی ہوں دوسرے جہاں میں بھی۔پلیز میری کمزوری مت بنیں "

"ماما۔مجھے آپ سب کا ساتھ درکار ہے۔

وہ نم لہجے میں بولی تو عافیہ نے سرعت سے اپنے آنسو پونچھے تھے۔

"میرے خیال میں اب ہمیں نکلنا چاہیے۔"

صدام کی آواز پہ ان سب نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھی۔کیا ایک شخص کیلیے ان سب کو رلا کر جانا کیا تم درست فیصلہ کر رہی ہو پریسہ۔اس کے ذہن میں ایک سوالیہ نشان منڈلا رہا تھا۔

"صدام کچھ تو تم لے جاؤ کچھ کو میں لے آتا ہوں اور میں ہیوی بائیک پکڑ لیتا ہوں۔"

ان سب نے سنجیدگی سے صدام کو مخاطب کیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

آپ لوگ کیوں جا رہے ہیں میرے ساتھ مجھے مضبوط رہنے دے میں آپ سب کی موجودگی میں بکھر "

"جاؤں گی۔

وہ اذیت سے بولی۔ان سب نے گھورتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بس کر جاؤ پری کم از کم اب اتنا حق تو تم ہمیں دو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب اور مریم ایک ساتھ چڑ کر بولی تو پریسہ نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔کچھ ہی دیر میں آگے پیچھے دو گاڑیاں اور اور ارتضی کے ساتھ بائیک پہ ہادی ائیر پورٹ کی جانب بڑھے تھے۔گاڑی میں بھی مسلسل خاموشی کا راج تھا۔

کس قدر مشکل ہوتا ہے اس کرب کو بیان کرنا جو ہم دل پہ محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔

وہ ونڈ سکرین سے باہر جھانکتے ہوئے دل ہی دل میں گویا ہوئی۔اس کا دل گویا کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے گال پہ بہہ گیا جسے وہ کسی کی نگاہ میں آنے سے پہلے ہی سرعت سے پونچھ گئی تھی۔تقریباً پونے گھنٹے کی مسافت طے کرتے ہی ان کی گاڑی ائیر پورٹ کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔

"تھینکیو بابا ہمیشہ ایک نئے سرے سے میری ہمت بننے کیلیے۔"

وہ ان کے سینے پہ سر رکھتے روتے ہوئے بولی۔عادل نے نرمی سے اس کا سر سہلاتے اس کے بالوں پہ لب رکھے تھے۔

"آئی ایم پراوڈ آف مائین پرنسز۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت سے بولے۔اس نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"مت جاؤ پریسہ کیوں ایک ماں کو ایسی تکلیف دے رہی ہو جس کا مداوا کسی صورت ممکن نہیں ہے۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے ہوئے بولی۔

"بہت جلد آپ کی تکلیف خوشی میں بدل جائے گی ماما۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کا گال چومتے ہوئے محبت سے بولی تو وہ سختی سے لبوں کو بھینچ گئی۔ان سے ملتے ہی وہ باری باری ان سب سے ملی تھی۔

"چلو پری اناؤنسمنٹ ہو گئی ہے تمہاری فلائیٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

صدام اس سے نظریں چڑاتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔پریسہ نے سرعت سے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا تو اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ملے گے نہیں مجھ سے۔پھر جانے کب ملنا نصیب ہو۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔گالوں پہ آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔صدام نے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔وہ اس کے سامنے ضبط نہیں ہارنا چاہتا تھا مگر آخر کب تک۔

"مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں اپنے جگر کے گوشے کو خود سے الگ کر رہا ہوں پری۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولا۔پریسہ دھیما سا مسکرائی تھی مگر اس کی مسکراہٹ میں بھی ایک کرب تھا۔

میں جا رہی ہوں تو کیا ہوا آپ جلدی سے ایک پیاری سی گڑیا اس دنیا میں لے آئیں جو میری کمی کو پورا کر دے پھر آپ کو میری یاد نہیں آیا کرے گی اور ہاں میری امانت ضرور پہنچا دیجیے گا ان تک۔میں جانتی ہوں "مجھے ایک بہن ہو کر بھائی سے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے مگر میں مجبور ہوں بھائی۔

وہ شکست زدہ لہجے میں بولتی اپنے بیگ کو سختی سے جکڑ گئی۔دو تین قدم آگے کی جانب بڑھتے اس نے نا جانے کیا سوچ کر اپنی پشت پہ دیکھا جہاں سب کے چہروں پہ ایک اذیت رقم تھی۔پریسہ کے لبوں سے ایک سسکی

All Rights Reserved By Novels Lounge

برآمد ہوئی تھی۔وہ چاروں یکلخت آگے بڑھی تو پریسہ تمام ضبط ہارتے ان کے گلے سے لگے پھوٹ کر رودی تھی۔عفیفہ نے نرمی سے اس کے بالوں کو سہلایا۔

"ہمیں ایسا محسوس ہورہاہے پریسہ جیسے ہم اپنی زندگی کو بہت اہم حصہ کھونے جارہے ہیں۔"

بریزہ نم لہجے میں بولی تو وہ تھکے تھکے انداز میں مسکرائی اوران سے الگ ہوئی تھی۔ان سب نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"ووئی ول مس یوں پریسہ, کڈولاڈوپری۔"

وہ سب محبت سے بول رہے تھے۔ان تمام الفاظوں کی بازگشت اس کی سماعتوں میں اترتے اسے تکلیف سے دوچار کروارہی تھی۔اس نے چونک کرجوں ہی عقب میں دیکھاان سب نے ایک ساتھ سر کو خم کیا تھا۔

"بیسٹ آف لک۔"

وہ بیک وقت بولے تو پریسہ بہت دقت سے مسکرائی اوران کی طرح ہی سر کو خم کرتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ان سب نے اس کی پشت کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔وہ گھر بھر کی لاڈلی کیازندگی کی ان مشکلات کو سہن کرپائے گی۔عافیہ صدام کے سینے سے لگی زاروقطار رودی تھی۔

صدام وہ توچھوٹی چھوٹی بات پہ گھبراجاتی ہے کیا کرے گی میری بیٹی وہاں بلکل تنہا۔میراتوسوچ کرہی "دم گھٹ رہاہے۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔صدام نے نرمی سے ان کے آنسوپونچھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ جو بھی کرے گی ایک دن سب کو وہ دکھ بھی جائے گا"

۔وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو سب نے مضبوطی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"پریسہ کہاں ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ سب واپسی کیلیے مڑتے سامنے سے مسکرا کر ان کی جانب آتے عاشر نے انہیں مخاطب ہوا جس کے ہاتھ میں پھولوں کا ایک بکے بھی تھا۔ان سب نے خاموشی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"وہ تو چلی گئی۔"

فارس کی آواز پہ عاشر نے سپید پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا اور خالی خالی نگاہوں سے اس جگہ کو تکا جہاں وہ اندر گئی تھی۔اس کے لبوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"تم نے دیر کر دی آنے میں خیر کوئی نہیں جب وہ لوٹے گی اس وقت مل لینا۔"

فارس ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تو عاشر بمشکل مسکرا دیا۔

"میں نے سچ میں بہت زیادہ تاخیر کر دی ہے۔"

وہ اذیت سے بولتے سر جھٹک گیا۔کاش کو وقت پہ آ جاتا تو پریسہ کے ذہن میں وہ بھی ایک خوبصورت یاد کی مانند ٹھہر جاتا۔اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔ہاں وہ پریسہ آفندی سے محبت کرنے لگا تھا اور یہ محبت بلکل بے غرض تھی۔وہ اس کی خوشی میں بے حد خوش تھا تبھی تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتے اس کی خوشی کو دل سے محسوس کرتے مسکرا دیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تم میرے دل میں نہایت ہی خوبصورت یاد بن کر ٹھہر گئی ہو اور اب شاید یہ تاعمر میرے دل میں ہی رہے گی۔الوداع پریسہ۔"

وہ دل ہی دل میں دھیما سا مسکراتے اس سے مخاطب تھا۔بہت جلد زندگی ایک نیا رخ لینے والی تھی۔

چار سال بعد:

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ پر لگا کر اڑتا چلا جاتا ہے۔نا وہ پہلے کبھی کیلیے رکا ہے اور نا ہی آگے کبھی کسی کیلیے رکے گا۔سب کی زندگیاں مخصوص ڈگر پہ چل رہی تھی۔جہاں وہ سب یار دوست اپنی اپنی زندگیوں میں گم ہو چکے تھے وہی جامعہ کے ان دنوں سے ابھی تک نکل نا پائے تھے۔یونی کی وہ حسین یادیں ان کے ذہنوں میں کچھ اس طرح ٹک چکی تھی کہ ان کا نکلنا ناممکنات میں سے ایک تھا۔ان گزرے عرصے میں سب کی زندگیاں مصروفیت میں کہی گم ہو گئی تھی۔آج کا دن بھی انتہائی مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ خوشگوار بی تھا۔آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے اپنا بسیرا کیا ہوا تھا۔سورج کا نام و نشان نہیں تھا۔دن میں بھی رات کا پہر معلوم ہو رہا تھا۔وہی سی ویو پہ ہر جانب ہجوم چھایا ہوا تھا۔لوگ ہاتھوں میں بڑے بڑے بینرز تھامے اپنے پسندیدہ شخص کیلیے اچھل کود رہے تھے۔شور و گل کی آوازیں چاروں اطراف میں چھائی ہوئی تھی۔تیز ہوا کے جھونکوں کے ساتھ فضا میں اڑتے ریت کے ذروں کی آواز اسی شوع میں گم ہوتے کہی غائب ہو جاتی۔آئی اے کی آوازیں چاروں اطراف میں گونج رہی تھی۔سی ویو پہ پانچ سے چھ بائیک سوار جہاز کی سی تیزی سے اپنی سپورٹس

بائیک اڑا رہے تھے۔یہاں پہ بائیکس کا ایک مقابلہ منقعد کیا گیا تھا جو تقریباً ہر سال کیا جاتا تھا۔وہ سب کے سب بائیک سوار اپنی پوری کوششوں کے ساتھ یہ مقابلہ جیتنے کی تگ ودو میں تھے مگران سب میں سب سے تیز رفتار ایک سیاہ رنگ کی بائیک کی تھی۔اس بائیک کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ وہ جہاں سے بھی گزر رہی تھی اطراف میں سرخ رنگ کا جھنڈا لیے کھڑے لوگ حیرت سے مڑ مڑ کر اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔وہ بائیکس جو اس سے ریس لگا رہی تھی لاکھ کوشش کرنے کے باوجود اس کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی۔کوئی اگر آگے جاتا بھی تو اگلے ہی لمحے وہ ایک بار پھر سب کو مات دیتے تیز رفتاری سے آگے بڑھ جاتا۔

ایک بار پھر سیاہ سپورٹ کار تمام بائیکس کو مات دیتے سب سے تیز آگے کی جانب بڑھتی جا رہی ہے۔

چاروں اطراف میں لگے سپیکرز میں سے مردانہ آواز گونجی تھی۔ساتھ ہی اس شخص کی رفتار مزید تیز ہوئی تھی۔اس نے بائیک چلانے کے دوران ہی نگاہیں ناجانے کسی کھوجتے ہوئے پشت پہ گھمائی تو اگلے ہی لمحے ہیلمٹ میں سے جھانکتی اس کی نگاہیں پورے دل سے مسکرائی تھی۔پشت پہ آ رہی بائیک پہ موجود شخص نے وکٹری کا نشان بناتے اس کی پریشانی کو کسی صورت کم کرنا چاہا اور بائیک کو کک دیتے مزید تیزی سے آگے کی جانب بڑھائی تھی۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ ابھی فلحال کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو اس کا مقابلہ کر سکے۔کچھ فاصلے پہ دکھائی دیتی ونر لائن کو دیکھ اس کی آنکھیں مخصوص انداز میں مسکرائی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں معلق کیا تھا۔اب وہ صرف بائیں ہاتھ سے بائیک کو قابو کرتے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہولڈ مائی ہینڈ بے بی گرل۔"

وہ پرجوشی کی کیفیت میں چلایا تھا۔اگلے ہی لمحے ایک نسوانی ہاتھ نے تیزی سے اس کے ہاتھ کو جکڑا تو اس نے اپنی گرفت اس کے ہاتھ پہ مضبوط کر دی۔اب وہ دونوں ایک ہاتھ سے اپنی اپنی بائیکس کو سنبھالے جبکہ دوسرے ہاتھ سے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ونر لائن کی جانب بڑھ رہے تھے۔ان دونوں کو دیکھ ماحول میں ایک لمحے کو سکوت چھا گیا۔اب وہاں موجود سب لوگ حیرت سے ان دونوں بائیک سواروں کو دیکھ رہے تھے۔

"الحمداللہ۔"

ان دونوں نے بیک وقت بولتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ دونوں ایک ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ونر لائن کو کراس کر گئے تھے۔وہاں موجود آدمی نے ایکدم جھنڈا ہوا میں لہرایا تو ماحول میں چھائے سکوت کو شور میں بدلنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگا تھا۔

"چک دے پھٹے۔"

ان لوگوں میں سے ایک مخصوص مردانہ آواز فضا میں گونجی تو ان دونوں بائیک سواروں نے مسکراتے ہوئے اپنے اپنے سروں سے ہیلمٹ اتارا تھا۔ان کی آنکھیں جیت کی بدولت چمک رہی تھی۔ان کے عقب میں ہی سب باری باری اپنی بائیکس پارک کر رہے تھے۔

"کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ محترمہ۔"

وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو لبوں کو چھوتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں بولا۔

جو ہر شخص جیتنے کے بعد محسوس کرتا ہے۔ہاں مگر میری خوشی اس لیے دوبالا ہو چکی ہے کیونکہ اس جیت کے "

"وقت میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں تھا۔

وہ دلکشی سے بولتے مسکرادی۔اس نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔عناب اس کی حرکت پہ کھل کر مسکرادی اور محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو سیاہ رنگ کی پینٹ شرٹ پہ سیاہ رنگ کی ہی جیکٹ پہنے نہایت وجیہہ لگ رہا تھا معاً اس کی گردن میں موجود چیز پہ نگاہ پڑتے ہی اس نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ مزے سے بائیں آنکھ دبا گیا۔

"ذہر لگتے ہو ایسی حرکتیں کرتے ہوئے مجھے۔"

وہ تنک کر بولی اور بری طرح اپنے شانے کے گرد پھیلا ہوا اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"اور تم مجھے شہد کی مانند میٹھی جب بھی ایسے مجھے گھورتی ہو۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے مزے سے بولا۔اس سے پہلے کہ وہ آگے کی جانب بڑھتے عقب سے ہی چار مضبوط ہاتھوں سے ٹانگوں سے اسے جک-ڑتے ہوا میں اٹھایا تھا۔بریزہ اور مریم نے مسکرا کر عناب کو ساتھ لگایا تو وہ کھل کر ہنس دی۔

"ت "تم لوگ کب آئے۔

وہ حیرت بھرے لہجے میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جب یہاں پہ عشق معشوقیاں چل رہی تھی۔"

فارس ان دونوں کی نزدیکی پہ چوٹ کرتے ہوئے جل بھن کر بولا۔عناب نے مسکراہٹ ضبط کرتے چہرہ جھکا لیا۔

"میرے خیال میں فارس میں اندر جو صبر کا مادہ اب تک گزرے سالوں سے پنپ رہا تھا آج اس کا اختتام ہو چکا ہے اب کسی بھی جوڑے کو دیکھ اس کی روتی بلکتی تڑپتی روح مزید تڑپ اٹھتی ہے۔"

مریم اس کی بات پہ تمسخرانہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئی بولی۔فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس میں کچھ خاص تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔وہ بلکل ویسی ہی تھی جیسے چند سال پہلے تھی۔

"اور میری یہ تڑپ تم ہی دور کر سکتی ہو۔"

وہ دل جلانے والے لہجے میں گویا ہوا۔مریم کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"تمہیں لگا تھا میں یہ کہوں گا رائٹ۔ہاہاہا مریم تم آج بھی خوش فہمیوں میں ہی جیتی ہو۔"

وہ زچ کر دینے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔اس نے خون آشام نگاہوں سمیت ان سب کی جانب دیکھا جو اب قہقہہ لگاتے اس پہ ہنس رہے تھے وہ اپنی بے عزتی پہ ضبط کے گھونٹ بھرتے پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"مے آئی ہیو یور اٹینشن پلیز۔"

سپیکر زمیں سے بھاری آواز گونجی تو ان سب نے چونک کر سٹیج کی جانب دیکھا جہاں ایک سوٹڈ بوٹڈ شخص ہاتھ میں مائک لیے تمام لوگوں نے محو گفتگو تھا۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہر سال یہ مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے اور گزرے سال تین سالوں میں یہ مقابلہ ہمیشہ ارتضی چودھری نے ہی جیتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کھلاڑیوں کے بھی کھلاڑی ہیں مگر آج مجھے یہ اناونس کرتے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آج یہ مقابلہ ارتضی چودھری کے ساتھ ساتھ ان کی وائف عناب چودھری نے بھی جیتا ہے۔پہلے بار کسی لڑکی نے اس مقابلے میں حصہ لیا اور جیتنے کا شرف بھی حاصل کر لیا۔"

This proves that the husband's companionship has a very good effect on the wife and the winner of this competition is Mr and mrs Irtiza Chaudhary yes yes your great IC.

اس کی بات پہ عناب نے آنکھیں میچ کر مسکراتے ہوئے ارتضی کی جانب دیکھا تھا۔ارتضی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی اور وہاں موجود ہر فرد جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔ارتضی نے اسے اپنے حصار میں لیتے نرمی سے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تو وہ بھیگی سی ہنس دی تھی۔وہ ایسا ہی تھا کسی کی بھی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر اس کے چھوٹے سے آنسو پہ بھی تڑپ اٹھنے والا۔ابھی بھی اس کی بے چینی دیکھنے لائق تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

Welcome them to the stage with loud applause to receive the trophy which they deserve.Mr and mrs Irtiza chaudhary please come on stage.

اس کی خوشگوار آواز پہ ارتضی نے سختی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنی مخصوص چال چلتے سٹیج کی جانب بڑھ گیا۔ سٹیج پہ موجود فرد نے گولڈ میڈل ان دونوں کے گلوں کی زینت بناتے ٹرافی ان کی جانب بڑھائی تھی۔عناب نے بے ساختہ اپنے قدم پیچھے لیے۔ارتضی کو اس کی حرکت شدید ناگوار گزری تھی۔اس نے اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پیوست کرتے اپنے مقابل کیا اور اپنے ہاتھ پیچھے لے لیے تھے۔

What happennd mr Irtiza?

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئے۔ارتضی نے خود دو قدم پیچھے لیتے اسے خود سے آگے کیا تھا۔عناب نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں اس کیلیے فقط محبت کا عنصر ہی نمایاں تھا۔

I want you to give this trophy to my wife. It is more honor than winning for me.

اس کے خوبصورت لب و لہجے پہ عناب نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا تھا۔ٹرافی ہاتھ میں لیتے اس کے ہاتھ کپکپائے تھے۔کس قدر مشکل تھا اس کیلیے یہ سب۔کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس جیت کا اور آج وہ دن اس کی زندگی میں آگیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

Thankyou.

وہ نم لہجے میں بولی مگر اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔

Anything for you my lady.

وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے جھکا اور دلفریبی سے بولا۔ عناب اس کی حرکت پہ کھل کر ہنس دی تھی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں گھر چلنا چاہیے۔ مقابلہ ہو گیا جیت بھی حاصل ہو گئی چلو اب کچھ کھلا بھی دو۔"

فارس کی ہمیشہ والی دہائی پہ ان سب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ہاں چلو جاؤ اپنے گھر اللہ حافظ۔"

ارتضی نے پہلو بچاتے ہوئے عناب کی کلائی تھامی۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے کی جانب بڑھتا فارس نے عقب سے ہی اس کے کالر کو تھامتے جھٹکا دیا تھا۔

واہ جناب۔ اپنی بیوی کو ہر سال ایک نئی ہیوی سپورٹ بائیک تحفے میں دیتا ہے اور ہمیں تو کچھ کھلا نہیں سکتا" "اس جیت کی خوشی میں۔ شیخوں کو تو ایسے ہی بدنام کیا ہوا ہے آج کل کے زمانے میں ہر ایک شخص کمینہ ہے۔

وہ دانت پیستے ہوئے تڑخ کر بولا۔

میں آج تک سوچتا آیا کہ میرا بیٹا کس پہ چلا گیا ہے مگر آج اندازہ ہو رہا ہے مجھے کہ وہ تجھ پہ چلا گیا ہے کھانے" "کے معاملے میں مگر حیرت کی بات یہ کہ یہ سوچ مجھے پہلے کیوں نہیں آئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی دانت کچکچاتے ہوئے چیخ کر بولا تو بریزہ نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو اپنے فقط آٹھ ماہ کے بیٹے کے متعلق ایسی بات کر رہا تھا۔ شرم لحاظ تو جیسے وہ کہی بیچ آیا تھا۔""

بس کر جاؤ ہادی تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے اس نے پچھلے آٹھ ماہ میں تمہارا بینک بیلنس ہڑپ لیا ہو۔ ہاں البتہ تم اس کا سیریلیک بہت شوق سے کھا جاتے ہو۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ جڑتے خفا خفا سی بولی۔ اس کی برجستہ بات پہ فارس اور ارتضی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ ہادی نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ان سب کی جانب دیکھ میسنی سی ہنسی ہنس دیا۔

"ہائیضم کو کہا چھوڑ کر آئی ہو۔"

عناب نے چونک کر اس کے بیٹے کی متعلق استفسار کیا۔

"ماما کے پاس ہے انہوں نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ شور شرابے میں نہیں لے کر جانا۔"

وہ شانے اچکاتے ہوئے بولی تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔ بچے کی بات کرتے ہوئے اس کے چہرے پہ چھائی خوشی کسی کی نگاہوں سے بھی مخفی نہیں تھی۔ اس سے پہلے کہ کوئی بات کو طوالت بخشا ارتضی اپنے موبائل پہ آنے والی کال کی بدولت ایک جانب ہوا تو نائمہ کی کال تھی اس نے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا تو وہ پہلی فرصت میں اسے واپس گھر لوٹنے کی تاکید کرتے کال کاٹ گئی۔ اس نے بھی ان کی بات سنتے گھر جانے کو ہی ترجیح دی تھی۔

"تم پہلے گھر جاؤ اور ہائیضم کو لے کر آؤ اس کے بنا میرے گھر میں مت گھسنا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب نے سختی سے ہادی کو تاکید کی جو ہمیشہ کی طرح ارتضی کے ساتھ بائیک پہ آنے والا تھا اور خود فارس کی گاڑی میں بیٹھتے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا تھا۔ بریزہ نے مسکراہٹ دبا کر ان دونوں کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ بارہ بج چکے تھے۔

****

بڑی حویلی میں صبح کا اجالا بے حد حسین تھا۔ فضا میں پھولوں اور گیلی مٹی کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو رات ہونے والی بارش کی بدولت تھی۔ ایسے موسم میں وہ کھڑکی کے پار دیکھتے دھیما سا مسکرا رہا تھا۔ کھڑکی سے جب بھیگی بھیگی ہوا اندر آتی تو اس کے وجود میں سرائیت کرتے اسے ایک خوبصورت احساس سے روشناس کراتی تھی۔ بلاشبہ موسم نے بہت ہی خوشگوار انگڑائی لی تھی۔ معاً کھڑکیوں کے پٹ تیز ہوا کی بدولت جوں ہی آپس میں ٹکرائے اس کی سوچوں کا تسلسل سرعت سے ٹوٹا تھا۔ اس نے چونک کر دیوار پہ نصب گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے سات بجا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں ایکدم جھماکہ سا ہوا وہ تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھا۔ صحن میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ کچن میں کام کرتی شائستہ کی جانب اٹھی جو پوری دلجمعی سے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی شہرام پہ نگاہ پڑتے ہی وہ رخ اس کی جانب موڑتے ہولے سے مسکرائی۔

"گڈ مارننگ سر۔"

وہ دھیما سا مسکرائی۔ شہرام نے اثبات میں سر ہلاتے سپاٹ چہرے سمیت گھڑی کی جانب دیکھا۔

"ابھی تک جاگا نہیں غازہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے سنجیدہ لہجے پہ شائستہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

سر میں گئی تھی بابا کو جگانے مگر وہ جاگے ہی نہیں۔اتنی نیند کے پکے ہیں رات میں بھی انہیں بہت ٹوکا تھا" "جتنی سونے کیلیے مگر جس دن آپ گھر نہیں لوٹتے رات میں وہ ایسے ہی کرتا ہے۔

وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے بولی تو شہرام کے چہرے پہ سختی کا تاثر ابھرا۔وہ سر جھٹکتے تیز قدموں سے راہداری کی جانب بڑھا جہاں دوسرا کمرہ اس نے خاص طور پہ غازان کیلیے تعمیر کروایا تھا۔کچھ عرصہ قبل واقدار کی وفات کے بعد ہی اس نے صدف کو ہائر کیا تھا تاکہ وہ غاز کا اچھے سے خیال رکھ سکے کیونکہ اس کے شوروم میں جاتے ہی واقدار اسے سنبھال لیا کرتے تھے مگر جب سے ان کی وفات ہوئی تھی اسے سنبھالنا بے حد مشکل ہو گیا تھا اسی بدولت رات کو کبھی کبھار اسے کام سے لوٹتے تاخیر ہو جایا کرتی تھی اسی بدولت وہ اچھا خاصہ بگڑتا چلا جا رہا تھا۔اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک نظر بیڈ کی جانب دیکھا جہاں وہ کمفرٹر میں دبکا کروٹ کے بل لیٹے پر سکون نیند سو رہا تھا۔شہرام نے کھڑکی کے پردے کھینچے تو باہر سے آنے والی چھن سے روشنی پھیلتے پورے کمرے میں اپنا بسیرا کر گئی۔

"غاز۔"

اس نے سرد لہجے میں اسے پکارا مگر وہ جوں کا توں ویسے ہی پڑا رہا۔شہرام نے نفی میں سر ہلاتے بیڈ پہ اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی اور اس کی پیشانی پہ بکھرے بالوں کو سنوارا تھا تو اس نے ہولے سے اپنی بادامی آنکھیں کھولتے مقابل کی آنکھوں میں دیکھا اور نگاہوں کا زاویہ بدلتے ناراضگی سے کروٹ بدل گیا۔شہرام نے گہرا

All Rights Reserved By Novels Lounge

سانس بھرتے ایک نظر پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی جہاں پورا کمرہ پھیلا ہوا تھا۔ کھلوٹے بستر اس کی کتابیں وہ ضبط کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"یہ کیا حال بنایا ہوا ہے آپ نے غاز۔"

وہ سخت لہجے میں اس سے استسفار کر رہا تھا۔ پانچ سالہ غازان خان نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو۔ شہرام جانتا تھا وہ ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے اور اس کی ناراضگی شروع سے ہی طوالت لیے ہوتی تھی تبھی خود کو اس کی بے رخی کیلیے تیار کرنے لگا۔

یہ حال میں نے آپکی غیر موجودگی میں بنایا ہے ڈیڈا اسی لیے بولتا ہوں آپ میرے پاس رہا کرے۔

وہ شانے اچکا کر بولا۔ شہرام نے تعجب سے اس پانچ سالہ بچے کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک سرد پن چھایا ہوا تھا۔ سرخ و سفید رنگت کا حامل بادامی آنکھوں میں غصہ جو ہمہ وقت ٹھہرا رہتا تھا۔ چہرے پہ سنجیدگی لیے سب کے مطابق وہ مکمل طور پہ شہرام کا پر تو تھا اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا۔ شہرام کو ہمیشہ اس کی عادات دیکھ اس پہ خود کا ہی گمان ہوتا تھا۔

خیر وقت بہت کم ہے سکول جانا لازم ہے آپ جائیں سب سے پہلے شائستہ آنٹی سے بولیں کہ آپ کے "کمرے کا حلیہ درست کریں دین آپ فریش ہونگے اور پھر ہم ناشتہ کر کے سکول جائیں گے۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔

"ایم سوری ڈیڈا مگر میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا آئی ڈونٹ لائک ہر۔"

وہ ناک منہ چڑھا کر کرسی کھینچتے وارڈروب کے سامنے لایا اور اس کے چڑھتے پاؤں اونچے کرتے اپنا یونیفارم نکالتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ شہرام اس کے طور اطوار دیکھتا رہ گیا۔اس کے واشروم میں گھستے ہی شہرام نے کمرے میں ہلکا پھلکا ہاتھ مارا تھا۔ گزرے وقت میں اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ غازان کو شائستہ کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی تبھی اس کے ہر کام سے چڑتا تھا۔اس کے باہر نکلتے ہی شہرام نے نرمی سے اس کے بالوں کو سنوارتے اس کو اپنی گود میں بھرتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ڈائننگ پہ پہنچتے ہی اس نے اسے کرسی پہ بٹھایا اور شائستہ کو ناشتہ لانے کا آرڈر جاری کیا۔خود اس کا دھیان اپنے لیپ ٹاپ کی جانب مبذول ہو چکا تھا۔

"میں ان کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاؤں گا ڈیڈا۔"

وہ اٹل لہجے میں گویا ہوا۔ شہرام نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نگاہیں اٹھاتے اپنے لخت جگر کو دیکھا جس کی منمانیاں عروج پہ تھی۔

"چلو ٹھیک ہے اٹھو پھر باہر سے کر لیں گے۔"

وہ لیپ ٹاپ بند کرتے عجلت سے بولا۔غازان اس کی بات پہ وہی ٹکا رہا اور پر سکون نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنی طبیعت خراب کروالوں باہر کا کھا کر۔وہ گندا ہوتا ہے۔"

وہ بے یقینی بھرے لہجے میں بولا۔ شہرام نے خود پہ ضبط کرتے دانت پہ دانت جمائے اور بے ساختہ اپنی پیشانی مسلی۔

"میں ایسا کیوں چاہوں گا غازان خان۔"

وہ سرد لہجے میں بولا۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

"تو پھر آپ باہر کے کھانے کا ذکر بھی مت کیا کریں۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتے میز کو بجانے لگا۔ شہرام نے چڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

"کس نے بولا ہے آپکو یہ باہر کا کھانا کبھی کبھار کھانے سے بھی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔"

وہ کرسی سے پشت ٹکاتے نا سمجھی سے بولا۔ وہ دونوں اتنی سنجیدگی سے آپس میں محو گفتگو تھے جیسے اس سے ضروری بات کوئی ہو ہی نا۔

"یہ آپ نے بولا تھا ڈیڈا۔ خیر اب آپ اٹھیں اور مجھے صرف دودھ ہی دے دیں بس۔"

وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا تو شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مس شائستہ آپ باقی گھر کا کام دیکھ لیں کچن کا کام میں دیکھ لیتا ہوں۔ غاز کو میرے ہاتھ کا ناشتہ کرنا ہے۔"

وہ شرٹ کی آستین چڑھاتے سنجیدگی سے گویا ہوا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ غازان نے ناک منہ چڑھاتے اس کی جانب دیکھا۔ شہرام نے گھڑی میں وقت دیکھتے عجلت میں دودھ گلاس میں انڈیلا اور اس کی جانب بڑھایا تھا۔ جواب میں اس نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا آج سے پہلے میں نے کبھی چینی کے بغیر دودھ پیا ہے۔"

اس کے سوالیہ انداز پہ شہرام نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور اس کے دودھ میں چینی ملاتے گلاس اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے خاموشی سے تھامتے لبوں سے لگا لیا۔ اس کام سے فراغت حاصل کرتے ہی شہرام نے اسے لیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"آپ کا سکول کیسا جا رہا ہے۔"

شہرام نے گاڑی کا گئیر بدلتے سنجیدگی سے استفسار کیا تو اس نے انگوٹھے اور انگلی کو آپس میں ملاتے اے ون کہا تھا۔ شہرام نے مسکرا کر اس کے بال سنوارے تھے۔

"ڈیڈا کل میری کلاس ہے نا تیر کمان کی۔"

وہ پر جوشی کی کیفیت میں بولا تو شہرام نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا۔ اسے اس بابت یاد ہو یا نا ہو مگر غازان کو یہ بات اچھے سے یاد رہتی تھی کہ ویکنڈ پہ اس کی تیر کمان کی کلاس لازم ہوتی ہے۔ سکول کے باہر گاڑی روکتے ہی اس نے اسے باہر نکلتا دیکھ ہاتھ ہلایا تو جواب میں اس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"دس از ناٹ فئیر آپ اندر نہیں آئیں گے۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا تو شہرام نے ایک نظر اپنی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"واپسی پہ مائی چائلڈ ابھی ڈیڈ کے پاس وقت کی بہت کمی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے اندر جاتے ہی شہرام نے گاڑی شوروم کی جانب موڑی تھی۔

"غاز آج آپ پھر سے لیٹ آئے ہیں۔"

اس کے کلاس میں داخل ہوتے ہی ایک نسوانی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تو اس نے چونک کر میم کی جانب دیکھا۔

"میم ڈیڈ لیٹ کرتے ہیں غاز نہیں۔"

وہ شانے اچکا کر بولتے سیٹ پہ براجمان ہو گیا۔ذہن کے سارے دھاگے اپنے ساتھ بیٹھے دو تین بچوں کی جانب مبذول ہو چکے تھے۔

"آج تو میری ماما نے لنچ میں فرائز دی ہیں۔"

"میری ماما نے بھی نوڈلز بنا کر دیے ہیں اتنے یمی ہیں غاز تم کھاؤ گے کیا۔"

اس بچے کی چہکتی آواز پہ غاز نے ہولے سے سر نفی میں سر ہلاتے چہرہ جھکا لیا۔

"تم کیا لائے ہو غازان آج۔"

"کچھ بھی نہیں لایا۔"

اس کی بات پہ وہ دھیمے لہجے میں بولا۔چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔وہ روزانہ کی ان باتوں سے عاجز آ چکا تھا۔

"تم کیوں نہیں لائے غاز کیا تمہاری ماما تمہیں لنچ نہیں دیتی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس بچی کی بات پہ اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے اس کی جانب دیکھا۔اس کا ضبط اب ٹوٹ رہا تھا۔

"اس کی ماما ہو نگی تو دے گی نا۔"

وہ سب ہنستے ہوئے بولے۔غازنے غصے سے اس کی جانب دیکھتے اس کا ہاتھ سختی سے تھاما۔اسے چھڑوانے کی تگ ودو میں اس بچے کا سر زور سے بینچ پہ لگا تھا جس کی بدولت خون کا ایک لکیر اس کے چہرے پہ بنتی چلی گئی۔غازان نے اشتعال بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔کلاس میں موجود ٹیچر نے ان کے نزدیک پہنچتے سرعت سے ان دونوں کو لیتے قدم پرنسپل آفس کی جانب بڑھائے تھے۔کچھ ہی دیر بعد شہرام کو عجلت میں آفس بلایا گیا تھا۔

"غازان یہ کیا حرکت ہے بیٹا۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے سختی سے گویا ہوا۔غازان نے غصیلی نگاہ اس لڑکے پہ ڈالی۔

یہ جان بوجھ کر غلط بات کر رہا تھا ڈیڈ۔میں لنچ نہیں لاتا تو یہ مجھے یہ کہ کر چھیڑ رہے تھے کہ میری ماما نہیں ہیں۔"

بولتے بولتے اس کا لہجہ بھیگ گیا تھا۔شہرام کے کان اس کی بات پہ سائیں سائیں کرنے لگے۔اس نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر اسے دیکھتے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔اس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا۔

NovelsLounge.com

چاہے آپ کی ماما نہیں ہیں میرے شیر مگر یہ حرکت تو ٹھیک نہیں ہے۔میں نہیں چاہتا کہ کبھی بھی آپ کا"

"شمار غلط بچوں میں ہو۔

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نرمی سے بولا تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

"سے سوری ٹو ہم۔ویسے سوری سے کام کوئی نہیں بننے والا مگر پھر بھی۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولا تو اس نے فوراً سے پہلے اس کی ہدایت پہ عمل کیا تھا۔

"ایم سو سوری اِٹس ٹوٹلی مائی فالٹ بٹ آئی ول بھی کیئر فل فور دا نیکسٹ ٹائم۔"

وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولتے کرسی کھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔اس نے نرمی سے غازان کا ہاتھ تھاما اور اس بچے کا سر سہلاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔غازان نے ایک نظر اس کا چہرہ جانچا یہاں سرد پن چھایا ہوا تھا۔اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ اب اس کی کلاس پکی ہے۔گاڑی میں بیٹھ کر بھی مکمل خاموشی کا راج تھا۔

"ڈیڈا سوری۔"

گاڑی کی خاموشی میں اس کی معصومیت سے بھرپور آواز گونجی تو شہرام نے مصروف سے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"اِٹس آل رائٹ۔"

وہ گہرا سانس بھر کر کر رہ گیا۔غازان سرعت سے اپنی جگہ پہ کھڑا ہوتے اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گیا۔شہرام اب اس سے باتیں کرنے کے دوران ساتھ ساتھ ڈرائیونگ میں بھی مصروف تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہم کہاں جارہے ہیں۔"

وہ اس کے کندھے سے لگتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ شہرام نے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔

"اپھو کے گھر۔"

اس کے جواب پہ غازان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس نے منہ بسور لیا۔

"مجھے وہاں نہیں جانا ڈیڈا مجھے وہاں جانا نہیں پسند۔"

وہ منہ کے زاویے بگاڑتا ہوا بولا۔ شہرام نے سرزنش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اونہو بری بات۔ وہ آپ کی اپھو ہیں نا۔"

"اپھو کے پاس جانا ہے مگر نوری کے پاس نہیں وہ اچھی نہیں لگتی۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو وہ اس کے جواب میں کھل کر ہنس دیا تھا۔ تقریباً دس منٹ کی مسافت کے بعد گاڑی آفریدی حویلی کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔ تمام ملازمین اس کی آمد پہ چوکنا ہوتے سیدھا ہوئے تھے۔

"ماموں۔"

اندر قدم رکھتے ہی نوری تقریباً بھاگتی ہوئی اس کے نزدیک آئی اور اس کی جانب اپنی باہیں پھیلائی تھی۔ شہرام نے جھک کر اسے اپنے باہوں میں بھر لیا۔ غازان نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا اور منہ پھیر لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"امالے ماموں آ گئے مورے۔"

وہ پرخہ کو بلانے کی خاطر چیخی تھی۔پرخہ جو کچن میں کام میں مصروف تھی اس کی پکار پہ بھاگنے والے انداز میں اس تک آئی تھی اور غازان کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔وہ ہولے سے مسکرادیا تھا۔پرخہ تواس کی مسکراہٹ کے صدقے واری چلی گئی۔پرخہ شہرام کے سینے سے لگی اندر کی جانب بڑھ گئی۔اب وہاں صرف غازان اور نوری کی وہاں رہ گئے تھے۔

"یہ میرے سامنے امالے امالے نا کیا کرو۔مجھے تم یوں بولتی بلکل اچھی نہیں لگتی۔"

وہ تنک کر بولا۔نوری نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو بلاوجہ ہی اسے گھورتا رہتا تھا۔غازان نے ایک نظر گلابی رنگ میں ملبوس چھوٹی سی لڑکی کی جانب دیکھا جو گڑیا کی مانند دکھائی دیتی تھی مگر اسے اس کی زبان بلکل بھی پسند نہیں تھی۔وہ بھی تو پٹھان تھا مگر وہ کچھ زیادہ ہی اس بولتی تھی اس کے مطابق۔

"ام ایسے ہی بولتا ہے لالہ۔"

وہ نروٹھے پن سے بولی۔غازان نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"تو تم ایسے بولا کرو مگر امارے شامنے نہیں لالہ کی بچی۔"

وہ دانت پیس کر بولتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گیا۔نوری نے اس کی پشت کو دیکھتے چھوٹی سی ناک بسوری۔وہ جیسے ہی اندر پہنچا شہرام لیپ ٹاپ لیے صوفے پہ براجمان ہو چکا تھا اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ شہرام کو کام کے وقت دخل اندازی کس قدر بری لگتی ہے تبھی اس کے بیگ سے اپنا ٹیب

All Rights Reserved By Novels Lounge

نکالتے اس میں کار والی گیم لگا کر بیٹھ گیا۔ شہرام جو لیپ ٹاپ پہ نیوز پڑھنے میں محو تھا اس کی نگاہ ایک منظر پہ رکتے ساکت ہوئی تھی۔ چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس کے لب کچھ کہنے کو کپکپائے تھے۔

"معروف ڈیزائنر پریسہ آفندی۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی۔ دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔ اس نے ایک نظر گیم میں مصروف غازان پہ ڈالتے لیپ ٹاپ خاموشی سے بند کر دیا جیسے ہمیشہ کی طرح وہ اس کی یاد کا باب بند کرتا آیا تھا۔ آج اتنے سال گزر جانے کے باوجود اس کا دل صرف اسی کے نام پہ دھڑکتا تھا۔

****

برلن, جرمنی:

یہ منظر ایک دو منزلہ انتہائی خوبصورت فلیٹ کا ہے جو پہاڑوں کے بیچ و بیگ انتہائی خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ یہ دو کمروں پہ مشتمل ایک فلیٹ تھا جسے نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا صاف ظاہر تھا کہ کسی مہارت رکھنے والے انسان نے اس کام پہ خاصا دھیان لگایا تھا۔ بائیں جانب جائیں تو ایک اوپن کچن تھا جہاں ایک لڑکی کھڑی کافی میکر سے کافی بنانے میں محو تھی۔ اس کی پشت پہ بکھرے لمبے سیاہ بال خوبصورت لگ رہے تھے۔ سفید اور گلابی رنگ کے لانگ شرٹ اور فلیپر میں ملبوس کلائی میں گھڑی پہنے وہ ساتھ ساتھ کافی پی رہی تھی اس کے ساتھ ہی کان میں لگے بلیوٹوتھ کے ذریعے کسی کو ہدایات دینے میں مصروف تھی۔

"اوکے آئی ول بی دیئر ان سم ٹائم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے نرمی سے بولتے کال کٹ کرتے قدم لاؤنج کی جانب بڑھائے اور صوفے پہ دونوں پاؤں اوپر کر کے بیٹھ گئی۔ گود میں لیپ ٹاپ اور ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے وقتاً فوقتاً چسکیاں بھر رہی تھی۔ اس نے لیپ ٹاپ پہ ہی کسی کو ویڈیو کال ملائی جو اگلے منٹ میں ہی دوسری جانب سے ہی اٹھا لی گئی تھی۔

"اپھو جان۔"

سامنے سے نمودار ہوتا زیمل کا چہرہ دیکھ اس نے محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیسا ہے اپھو کا بچہ۔"

وہ محبت سے لبریز لہجے میں بولی۔

"میں تو بلکل ٹھیک اپھو نیکسٹ سنڈے میرا برتھڈے ہیں۔ آپ آئے گی نا۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔ پریسہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"نیکسٹ سنڈے تو نہیں چندا مگر بہت جلد اپھو پاکستان آنے والی ہے۔"

وہ اسے پچکارتے ہوئے بولی تو اس نے ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ اگلے ہی لمحے زیمل کے عقب سے عافیہ اور عفیفہ کا چہرہ نمودار ہوا تھا۔

"بس کر جاؤ تم یہ لاڈ ہم سب کو پچھلے چار سالوں سے لگا رہی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ ٹھیک ٹھاک ناراضگی کا اظہار کر گئی۔اس کی بات پہ پری کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔عافیہ نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری تھی۔انہیں اچھے سے اندازہ ہو گیا تھا کہ عادل کا اس وقت کا فیصلہ کس قدر اچھا تھا۔وہ ہنوز ممتا بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔معاً پریسہ کا فون بجا تو اس کے مینجر کی کال تھی۔

"اوکے میں رات کو فون کروں گی۔لو یو آل اپنا خیال رکھیے گا اور اس بار میں جھوٹ بلکل نہیں بول رہی۔میں واپس ضرور آوں گی۔اُمّا میرا بچہ۔اپھو جلدی سے آکر آپ کو سینے سے لگانا چاہتی ہے۔"

وہ نرمی سے بولتی آخر میں زیمل کو فلائنگ کس بھیجتے ہوئے بولی جسے اس نے سرعت سے کیچ کرتے اپنی عادت کے مطابق دل کے مقام پہ رکھا تھا۔پریسہ نے مسکراتے لیپ ٹاپ بند کیا اور فون اٹھایا تھا۔

"میم یور کلائنٹ از ویٹنگ فار یو اٹس این ایمرجنسی۔"

اس کی بے چین آواز پہ پریسہ نے سرعت سے فون کاٹتے بالوں کو جوڑے میں مقید کیا اور اسی لباس کے ساتھ گلے میں مفلر ڈالتے اپنا بیگ بازو پہ ڈالتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔لفٹ میں جاتے وہ آنکھوں میں گوگلز لگانا نا بھولی۔تقریباً گلے دامنٹ کی ڈرائیو کے بعد ہی اس کی گاڑی اپنے شوروم کے سامنے رکی تھی۔وہ تیزی سے نکلتی اندر کی جانب بڑھی۔

"گڈ مارننگ میم۔ہیو آ نائز ڈے۔"

اس کی مینیجر مسکراتے لہجے میں بولی تو پریسہ نے بھی مسکرا کر اس کی بات کا جواب دیا اور سیدھا اپنے آفس میں داخل ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تھینکیو لینا۔"

وہ سر کو خم کرتے ہوئے بولی۔اپنی میم کی یہی ادا تو اسے بہت بھاتی تھی کہ وہ ڈاؤن ٹوارتھ پرسن تھی۔انا ضد غرور کا تو اس میں نام ونشان تک نہیں تھا۔اتنی بلندیوں کو چھونے کے باوجود بھی وہ بلکل سادہ سی لڑکی تھی۔

"ایم رئیلی سوری اٹس این ایمرجنسی ڈیٹس وائے آئی ایم لیٹ۔پلیز ہیو آ سیٹ۔"

وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولی۔اس کے کلائنٹ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ ہمہ وقت ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھری رہتی تھی جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتی تھی۔

No no no problem actually my marriage is happening in haste now that's why.

وہ انگریزی لب ولہجے میں بولی۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

Well, now you tell me what kind of dress you want to carry.

وہ اپنا لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔مقابل نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

My opinion will not be there at all because my future husband wants me to wear a Pakistani dress.

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس میں میری مرضی تو بلکل بھی نہیں ہو گی کیونکہ میرے ہونے والے شوہر چاہتے ہیں کہ میں پاکستانی) (ڈریس پہنوں۔

وہ شرمیلے لہجے میں بولی۔پریسہ نے ستائشی انداز میں اس کے چہرے پہ بکھرتے گلال کو تکا تھا۔اسے اس کی قسمت پہ بے ساختہ رشک سا آیا۔

It means your husband belongs to Pakistan۔

(مطلب آپ کے شوہر پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں)

وہ سمجھنے والے انداز میں بولی اور ساتھ ہی اپنے مشہور برائیڈل ڈریسز نکالتے لیپ ٹاپ کا رخ اس کی جانب کیا تھا جواب پر شوق نگاہوں سے سرخ سبز اور سنہرے رنگوں میں گھرے مختلف لباس دیکھ رہی تھی۔معاًایک لہنگے پہ جیسے اس کی نگاہ ٹھہر سی گئی تھی۔وہ ستائشی انداز میں اس لہنگے کو انگلیوں کے پوروں سے چھو کر دیکھ رہی تھی۔

yeah this one is perfect for myself.But the length should be short

(ہاں یہ میرے لیے بہترین ہے مگر اس کی لمبائی چھوٹی ہونی چاہیے۔)

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے ایک لہنگے کی جانب اشارہ کیا تو پریسہ نے مینجر کو حکم صادر کرتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے اس کی جانب اپنی تمام تر توجہ مبذول کروائی۔وہ اس کے اس کے شوہر کا نام جاننا چاہ رہی تھی تاکہ جعلی دارڈوپٹے پہ دونوں کا نام لکھوا سکتی۔

whts your husband Name beautiful.

(آپ کے شوہر کا نام کیا ہے پیاری۔)

وہ پراعتماد لہجے میں بولی ساتھ ساتھ انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ کی بورڈ پہ حرکت کرنے میں مصروف تھی۔اس دوران اس کے مینیجر نے اس لہنگے کی تمام تر تفصیلات نکلوالی تھی۔آب بس اسے سلپ پہ اتارنا باقی تھا۔

his name is Shehram.

(اس کا نام شہرام ہے۔)

اس کی بات پہ پریسہ نے لیپ ٹاپ پہ کچھ ٹائپ کرتے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک فائل اس کی جانب بڑھائی تھی جسے اس لڑکی نے خاموشی سے تھام لیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

best of luck for your upcoming life.

وہ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے پروفیشنل انداز میں بولی اور اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتے سرعت سے وہاں سے نکلی تھی کیونکہ اسے آگے بھی کچھ کام سرانجام دینے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کے کام میں کسی بھی قسم کی ہیرا پھیری نہیں ہونی چاہیے گوٹ اٹ اٹ شڈ بی بیسٹ۔ ہوپ سو شی لکس گریٹ۔ وہ سیاہ آنکھوں میں گوگلز لگاتے مضبوط چال چلتے ہوئے ساتھ ساتھ اس سے بھی مخاطب تھی۔ اس کی مینیجر نے اس کے تحکم بھرے لہجے پہ اثبات میں سر ہلایا تھا۔ آفس سے باہر نکلتے ہی اونچے لمبے پہاڑوں کو دیکھ جی جان سے مسکرائی تھی۔ دل میں کہی گدگدی سی ہوئی تھی۔

یس پریسہ آفندی ازبیک اور اب اس پریسہ کا واپس لوٹنا بے حد ضروری ہے۔ پاکستان واپس لوٹنا اب میری" "خواہش ہی نہیں بلکہ ضد بھی بن چکی ہے۔

وہ دونوں ہاتھوں کو قمیض کی جیبوں میں اڑستے کھلے دل سے مسکرائی۔ ہوا کے ذور سے اس کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے ساتھ ہی اس کا دل اس کا وجود اس کی دھماکے دار واپسی پہ نازاں تھا۔ اس نے سرشاری کی کیفیت میں آسمان پہ آزادی کے ساتھ اڑتے پرندوں کو تکا تھا۔

****

ہر سال صرف ارتضی ہی یہ ٹرافی لے کر آتا ہے آج میری بیٹی بھی لے کر آئی ہے تو اس خوشی میں جشن بھی" "دوبالا ہونا چاہیے نا۔

نائمہ ہنس کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولی تو نواز نے ذروشور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ عناب نے مسکراتی نگاہوں سے ارتضی کی جانب دیکھا تو وہ کسی سے فون پہ محو گفتگو تھا۔

"اور یہ جیت بھی مجھے ارتضی کی بدولت ہی ملی ہے ماما۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مسکراتے لہجے میں بولی اور تفاخر بھری نگاہوں سے نائمہ کی جانب دیکھا جو اس کے صدقے واری جارہی تھی۔اس کی بات پہ حیرت سے اسے دیکھے گئی۔

"ہر کامیابی کیلیے اس نالائق کو کیوں ذمہداری ٹھہراتی ہو۔کچھ اپنی بھی کوشش ہے یا نہیں تمہاری۔"

نائمہ اب کی بار سچ مچ خفاد کھ رہی تھی کیونکہ وہ شادی کے عرصے کے بعد سے یہی سب کرتی آرہی تھی۔کچھ بھی اسے حاصل ہوتا کوئی کامیابی ملتی تو وہ ارتضی کو ہی اس جیت کا تاج پہنا کر خود بری الذمہ ہو جایا کرتی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا ماما کہ میری اس میں اپنی کوئی کوشش ہے میں نے تو ہمت ہی ہار دی تھی۔مجھے ایک نئے سرے سے زندگی دینے والا مجھ میں ہمت اجاگر کرنے والا حتیٰ کہ اس مقام تک پہنچانے والا صرف اور صرف وہی ہے۔میں اس بات سے چاہ کر بھی انکار نہیں کرسکتی۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔بولتے بولتے اس کا لہجہ بلکل بھیگ گیا تھا نائمہ اور نواز نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا جو اب اپنی آنکھ سے نکلنے والے آنسوؤں کو چپکے سے پونچھ رہی تھی۔

"آنٹی جان اگر آپ سب کی باتیں وغیرہ ہو گئی ہو تو میری جانب نظر کرم کریں اور جس جشن کی آپ باتیں کررہی تھی اس کا اہتمام کھانے کی میز پہ بھی کر دیں وہ کیا ہے نا گراؤنڈ میں آپ کے بیٹے اور بیٹی کا نام چیخ چیخ کر گلہ سوکھ گیا ہے اب صرف کھانے کی تمنا ہے۔"

فارس جو گاڑی پارک کرکے اندر کی جانب ہی آرہا تھا ان سب کی باتیں سن مسخرے پن سے بولا اور ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پہ ہی ٹک گیا۔نائمہ اس کی بات سن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور فریج سے فارس

All Rights Reserved By Novels Lounge

کی من پسند کھیر نکالتے اس کی جانب بڑھائی تھی۔یہ خاص طور پہ انہوں نے اس کے کہنے پہ ہی بنائی تھی۔فارس نے چمکتی والہانہ نگاہوں سے اس کھیر کے باؤل کو تکا۔

"فارس یہ کیا حرکت ہے کیسے بھوکوں کی طرح دیکھتے ہو تم کھانے کو۔"

مریم کوفت سے دانت پیستے ہوئے اس ندیدے کو دیکھ کر بولی کون کہ سکتا تھا کہ یہ ایک کامیاب بزنس مین تھا۔

"یم یم میری دلی خواہش ہے کہ تم بھی کبھی مجھے اس نگاہ سے دیکھو جس نگاہ سے میں کھانے کو دیکھتا ہوں۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا۔مریم نے اسے دیکھ کر دانت کچکچائے البتہ ارتضی اور عناب مسکراہٹ دبا کر رہ گئے۔

"خوش فہمیاں تو چیک کرو جناب کی۔"

وہ سر جھٹکتے تمسخرانہ لہجے میں بولی۔فارس کی آنکھیں اس کی بات پہ بھرپور انداز میں مسکرائی تھی۔

"ہاں ویری نائس شادی کے بعد جناب جناب کر کے بلانا بہت حسین لگے گا۔"

وہ اسے مفت کا مشورہ دیتے ہوئے ذہر سے بھی برا لگا تھا۔مریم نے مذاق اڑانے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"شادی اور وہ بھی تم سے۔"

وہ عناب کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے تمسخرانہ انداز میں ہنسی۔فارس نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگر یم یم میں نے اپنی بات تو کی ہی نہیں۔ میں تو تمہیں اس نام سے اپنے شوہر کو مخاطب کرنے کا کہہ رہا تھا۔"

وہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی بکواس پہ مریم کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔ اب کی بار اس کی بات پہ ارتضی اور عناب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ مریم تلملا کر رہ گئی۔

"دل تو چاہ رہا ہے میرا کہ۔"

وہ غصے سے کچھ بولتے بولتے رکی۔ فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"تمہاری بلائیں اتار لوں۔"

وہ اسے زچ کرتے ہوئے بولا۔ مریم نے دل جلانے والی مسکایٹ اسے پاس کی تھی۔

"نہیں بلکہ اپنے سر کی بلائیں بھی تمہارے سر پہ ڈال دوں۔"

مریم نے بے ساختہ اس کی تصیح کی تھی۔ فارس ناک منہ چڑھا کر رہ گیا۔

"اتنی اتاولی کیوں ہو رہی ہو یم زندگی رہی تو کبھی یہ موقع بھی آئے گا ہی خیر سے۔"

وہ مزے سے بولتے قہقہہ لگا اٹھا۔ مریم اس کی حاضر جوابی پہ جل بھن کر رہ گئی۔ اتنی دیر میں نائمہ نے ارتضی اور عناب کو فریش ہونے کی تلقین کی تو ارتضی تو سنجیدگی سے اٹھتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ عناب نے تعجب سے اس کا بے رخی والا انداز دیکھا تھا۔ ان کے درمیان تو ایسی کوئی بات بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ گہرا سانس بھرتے الجھی الجھی سی اس کے تعاقب میں کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا ہوا تم نیچے سے ایسے کیوں اوپر آئے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ اپنی جیکٹ اتارتے ہینگ کر رہا تھا تبھی اس نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"کیسے۔"

وہ اسے سی چلاتے ایک لفظی جواب دے کر وارڈروب میں سر دے کر کھڑا ہو گیا۔اس کی حرکت پہ عناب نے اشتعال بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

کیا ہو گیا ہے ارتضی ایسے کیوں برتاؤ کر رہے ہو ابھی تو تم بلکل ٹھیک تھے۔تم جانتے ہو کہ مجھے نہیں اچھا لگتا"

"جب تم مجھ سے ناراض ہوتے ہو پھر بھی کیوں کرتے ہو ایسا۔

وہ اس کا بازو تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے پریشانی سے بولی۔ارتضی نے نرمی سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔

"جس دن تمہیں میری پسند اور ناپسند کی فکر ہونے لگے گی نا اس دن میں بھی اس چیز کا خیال کر لوں گا۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولتے اپنا آرام دہ لباس نکالنے لگا۔عناب کا منہ اس کی بات پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"مجھ سے پہیلیوں میں باتیں مت کیا کرو صاف صاف کہو کیا بات ہے۔"

وہ تڑخ کر بولی۔اس کی منمانیاں تو بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ارتضی نے تیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ اس کے غصے سے خائف ہوتے سر جھٹک گئی۔

نیچے ماما سے کیا بول رہی تھی تم۔بہت ماہان ہو کہ اپنی جیت کا کریڈٹ کسے بھی دے دو۔بہت عظیم ہستی" ہو۔تمہاری گزرے چار سال کی محنت کا کیا جو تم نے راتوں کو جاگ جاگ کر کی ہے۔ان زخموں کا کیا جو اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

محنت میں تمہارے وجود پہ آئے گا۔ان لوگوں کا کیا جو اس جنون میں تم نے کھو دیے ہیں۔ہر چیز میں صرف میں ہی کیوں اول پہ ہوں عناب۔کیا تمہاری محنت تمہیں نہیں دکھتی۔"

وہ درشت لہجے میں بولا۔ گزرے عرصے میں وہ اس کی ایک ہی قسم کی تکرار سن سن کر عاجز آچکا تھا مگر عناب باز نہیں آرہی تھی۔اس کی بات پہ عناب نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"پلیز ارتضی گلے مردے اکھاڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔کیا غلط کہتی ہوں میں میری ماما کے جانے کے بعد کیا ہوا تھا میرے پاس یاد ہے نا تمہیں۔اس رشتے والی عورت کی بدولت اس محلے سے بھی دھکے دے کر نکالی گئی تھی کس وجہ سے کیونکہ ان سب کے مطابق میرا کردار گندا تھا۔میں نے غلط کاموں میں ملوث ہو کر اپنی ماں کو مار دیا۔اس کے بعد کون تھا میرا سائرہ آپی باہر کے ملک تھی اس کے علاوہ میرے پاس کوئی نہیں تھا۔کس نے سہارہ دیا تھا مجھے تم نے ہی دیا تھا۔کس نے اپنایا تھا مجھے تمہارے گھر والوں نے نا۔پھر میں کیوں نا تمہارا احسان مانوار تضی۔اتنے مراحل آئے ہیں میری زندگی میں اور ہر مرحلے میں میں نے سب سے اوپر تمہیں ہی پایا ہے۔"

بولتے بولتے اس کا لہجہ بھیگ گیا تھا۔ارتضی کے تنے ہوئے عضلات اس کی بات پہ سرعت سے ڈھیلے پڑے۔اس نے عناب کے دونوں بازوؤں پہ دباؤ بڑھاتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"کیوں سوچتی ہو ان تلخ باتوں کو بار بار جن کا زندگی میں کوئی عمل دخل ہی نہیں ہے۔مت سوچا کرو میں تو پہلے سے ہی تمہارا تھا یہ بات ہم جانتے ہیں یا ہمارا اللہ کہ ہمارا رشتہ کس قدر پاکیزہ ہے لوگوں کا کام تو ہوتا ہی باتیں

All Rights Reserved By Novels Lounge

بنانا ہے میری جان۔ یہ لوگ ہمیں کچھ نہیں دے سکتے۔ اپنی جیت کا جشن مناؤ جس کیلیے تم نے کس قدر محنت کی تھی اس کا صلہ تمہارے سامنے ہے۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے محبت سے گویا ہوا۔ عناب نے اس کے لمس کو اندر تک اترتے محسوس کیا تھا۔

"اس جیت کے پیچھے بھی تو تمہارا ہی ہاتھ ہے جو ملا ہے مجھے تمہاری بدولت ہی تو ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔ ارتضی نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو ابھی بھی اسی بات پہ قائم تھی۔ وہ ٹھنڈی اہ بھر کر رہ گیا۔

"پھر سے وہی بات عناب۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ عناب نے ہاتھوں کی پشت پہ اپنی آنکھوں کو مسلا تھا اور بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اب برش کی مدد سے اپنے بالوں کو سنوار رہا تھا۔ اس کی تمام تر توجہ آئینے کی جانب تھی۔

کیا میں نہیں جانتی ارتضی کہ آج میں تمہارے جان بوجھ کر ہارنے کی وجہ سے جیتی ہوں۔ کیا میں نہیں جانتی" کہ وننگ لائن پہ پہنچنے سے پہلے تم اپنی بائیک کی رفتار کم کر چکے تھے تاکہ میں جیت جاؤں۔ کیا میں نہیں جانتی "کہ تم نے اس ہار کو جان بوجھ کر اپنے نام لکھوایا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی باتوں پہ ارتضی کے بالوں میں حرکت کرتے ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گئے۔اس نے آئینے سے دکھائی دیتے اس کے عکس کو دیکھا۔اگلے ہی لمحے اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔

واٹ پاگل واگل تو نہیں ہوگئی فضول کی سوچوں کو اس قدر تم نے حاوی کرلیا ہے خود پہ کہ کچھ بھی بولتی ہو"

"جاؤ جلدی سے فریش ہو جاؤ نیچے ہائیضم آ گیا ہوگا۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔عناب نے بغور اس کی جانب دیکھا جو کس قدر سکون سے بات کو سرے سے ہی بدل چکا تھا۔وہ اذیت سے مسکراتے فریش ہونے چل دی۔ارتضی نے بوجھل دل سمیت اس کی پشت کو تکا تھا اور دل ہی دل میں شکرادا کیا۔صد شکر تھا کہ اس نے بات کو بے وجہ طوالت نہیں بخشی تھی۔تقریباً دس منٹ بعد وہ تولیے سے چہرے کو تھپتھپاتے جوں ہی باہر نکلی اس کی نگاہ صوفے پہ موبائل لے کر بیٹھے ارتضی کی جانب اٹھی تھی۔

"تم گئے نہیں اب تک نیچے۔"

وہ بالوں کو کیچر میں مقید کرتے ہوئے ناسمجھی سے بولی۔

تمہیں تنہا چھوڑ تو کبھی نا جاؤ بھئی پانچ منٹ بعد پتہ چلے کہ میری بیوی ڈپریشن کی بدولت نا جانے کیا کر"

"بیٹھے۔

وہ طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو وہ خجل سی ہوگئی معاً کچھ سوچتے ہی وہ تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھی تو ارتضی نے حیرت سے اس کو اپنی جانب آتے دیکھا تھا۔اس کے نزدیک پہنچتے ہی وہ جھکی اور

اس کے گردن میں بازو حمائل کرتے اس کی چین کا ہک کھولا تھا۔ارتضی اس کی انگلیوں کی حرکت اپنی گردن میں محسوس کرتے ہولے سے ہنس دیا۔

تم جانتے ہو زہر لگتی ہیں مجھے ایسی لوفروں والی حرکتیں پھر کی "وں غنڈوں کی طرح ہاتھوں میں بینڈز گردن" میں چین۔

"مطلب شامت آ گئی بیچاری چین کی۔"

وہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے مزے سے بولا۔عناب نے کسمساتے اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہا مگر وہ اسے خود کے مزید نزدیک کرتے اسے خود پہ گرا چکا تھا۔عناب کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔

"بے ہودہ انسان تمہیں تو موقع چاہیے ایسی حرکتیں کرنے کا۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ جڑتے ہوئے بولی۔ارتضی نے مسکراہٹ دباتے مصنوعی بھنویں اچکائی۔

"کیسی حرکتیں عناب۔ویسے تمہاری ادائیں ہی اس قدر جان لیوا ہے اچھے سے اچھے انسان حواس کھو دے۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا تو اس کا پور پور سنسنا اٹھا۔اس نے دل ہی دل میں سو بار خود کو کوسا بھلا کیا ضرورت تھی اس کے نزدیک آنے کی۔

"یوں بے شرم بن کر ندیدوں کی طرح تاڑتے ہو پہلے اور پھر بعد میں۔"

وہ جلد بازی میں بولتے بولتے رکی اور زبان دانتوں تلے دبا گئی۔ارتضی اس کی بات پہ بلند باند قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں مطلب کیا اب کیا بیوی کو تاڑتے ہوئے بھی انسان سوچے یہ میں نے تمہاری جگہ کسی اور کو تاڑ لیا تو"

"برداشت تم سے وہ بھی نہیں ہونا۔

وہ اس کی ناک سے ناک مس کرتے ہوئے بولا تو عناب نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔

"بلکل جرأت بھی مت کرنا ورنہ تمہاری جان لے لوں گی۔"

وہ اس کی انکھوں میں آنکھیں گاڑھتے جتانے والے لہجے میں بولی۔ارتضی نے ہولے سے اسکی آنکھوں کو چھوا۔

"جان تو تم ابھی بھی میری نکال رہی ہو اپنی ان جان لیوا اداؤں سے۔"

اس کا اشارہ عناب کی بے ساختہ حرکت کی جانب تھا۔عناب نے مسکراہٹ دباتے اس کے گال کو چھوا تو ارتضی کی آنکھیں اس کی حرکت پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"اب تو تمہیں بے ہوش ہی ہو جانا چاہیے۔"

وہ مزے سے ہنستے اس سے پہلے کہ اپنی جگہ سے اٹھتی ارتضی نے عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے شانے سے ٹھوڑی ٹکائی تھی۔

"و"ویسے میں کچھ سوچ رہا ہوں عناب۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی آواز سرگوشی سے کم نہیں تھی۔عناب کے حواس چوکنا ہوئے۔اس کے ہاتھوں پہ ارتضی کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"کیا سوچ رہے تھے تم۔ویسے تم سے کسی اچھے کام کی توقع ہے نہیں پھر بھی بتادو۔"

وہ اس کی بات پہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولی اور اس کے سینے سے اپنی پشت ٹکائی تھی۔

"کہ اب مجھے بھی میری بیٹی چاہیے۔"

اس کی برخستہ خواہش پہ عناب کے وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا۔اس نے سرعت سے اس کے حصار سے خود کو آزاد کروایا تھا۔ارتضی نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

یہ کیا بات ہوئی یار تین سالوں سے تمہاری خواہش کا احترام کرتے میں خاموش تھا نا اب تمہیں بھی میری" "خواہش کا احترام کرنا چاہیے اور یہ میری خواہش نہیں بلکہ حکم ہے اور میرا حکم ماننا تمہارے پہ فرض۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔عناب نے دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو ایسے بول رہا تھا جیسے بچے درختوں پہ اگتے ہو۔

اس بارے میں ہم بعد میں بات کرتے ہیں ارتضی شاید تمہاری خوشی سر پہ چڑھ گئی ہے۔اٹھو نیچے چلیں" "سب موجود ہیں نیچے نا جانے کیا سوچ رہے ہونگے۔

اس نے سر جھٹکتے ہوئے ڈوپٹہ کندھے پہ ڈالا اور اسے زبردستی کمرے سے باہر کی جانب دھکیلا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا سوچ رہے ہونگے سب کو معلوم ہی ہوتا ہے کہ ہم دونوں ایک شادی شدہ جوڑی ہے اور شادی شدہ جوڑی کمرے میں۔"

وہ کندھے جھٹکتے بے نیازی سے بولتے اس سے پہلے اپنی بات مکمل کرتا عناب نے اس کے پیروں پہ اپنا پیر مارا تھا۔

"کچھ شرم کرلو تھوڑی سی پلیز۔"

وہ اس کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی اور اسے دور جھٹکتی تن فن کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ ارتضی نے تعجب سے اس کی پشت کو تکا۔

"ساڑھے تین سال ہوگئے ہیں شادی کو مگر برتاؤ ایسے کررہی ہے جیسے ساڑھے تین دن ہوئے ہو۔"

اس نے نا سمجھی سے بڑبڑاتے اس کی تقلید میں قدم نیچے کی جانب بڑھائے تھے۔

"ارے ہائیضم بابا۔"

اس نے نیچے لاؤنج میں پہنچتے ساتھ ہی ہادی کی گود سے اسے لیتے ہوا میں اچھالا تو جواب میں وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ عناب نے اس کی ہنسی پہ قربان ہوتے چٹاچٹ اس کے گال چوم ڈالے۔ ارتضی نے مسکراتی نگاہوں سے اس منظر کو تکا تھا۔

"تمہیں بھی اب سوچنا چاہیے عناب بی بی۔ کیا یہ سب کرکے تم یہ ثابت کرنا چاہ رہی ہو کہ تم ایک لڑکی ہو اور میں عورت۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بریزہ نے دانت کچکچاتے اس کے کان کے نزدیک جھکتے سرگوشی کی تو وہ مسکراہٹ دبا کر رہ گئی۔

"میں بھی اس سے یہ فریاد کر کے تھک گیا ہوں ظالم سنتی ہی نہیں ہے۔ کیا کیا جائے۔"

اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ بریزہ کے ساتھ ساتھ عناب نے بھی اچھل کر پشت پہ دیکھا جہاں ارتضی دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ بریزہ کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔ ارتضی اب مسکرا کر بائیں آنکھ دباتے ہائیضم کو اس کی گود سے لیتے کھانے کی میز کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی بریزہ نے عناب کے بازو پہ چٹکی بھری تھی۔ اسے سوچ سوچ کر عجیب لگ رہا تھا کہ وہ اس کی بات سن چکا ہے۔ عناب اس کی حرکت پہ بلبلا کر رہ گئی۔

****

"میں نے تو اسے بھیجنے سے قبل ہی آپ سب کو ٹالا تھا کیونکہ میں جانتی ہوں اسے وہ میری ہی اولاد ہے انتہائی ضدی ہے وہ جب کسی ایک چیز کو ٹھان لیتی ہے تو کبھی نہیں سنتی مگر آپ سب کچھ سنے تو پھر نا۔"

ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ سب لاؤنج میں صوفوں پہ براجمان ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول تھے۔ باتوں کا مرکز صرف پریسہ کی ذات تھی جو گزرے سالوں میں جرمنی جا کر ایک بار بھی نہیں لوٹی تھی۔ وہ سب اصل میں اس کی صورت دیکھنے کو ترس گئے تھے مگر اس لڑکی کو نا خود پہ ترس آتا تھا اور نا ہی اپنے سے منسلک رشتوں پہ۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہو گیا ہے عافیہ تمہیں اتنا عرصہ انتظار کیا ہے تو کچھ وقت اور سہی ویسے بھی زیمل کی سالگرہ پہ تو وہ آنے ہی والی ہے نا۔"

وہ سنجیدگی سے انہیں سمجھانے والے انداز میں بولے تو عافیہ نے طنزیہ نگاہوں سے عفیفہ کی جانب دیکھا تو بیک وقت وہ دونوں خجل سی ہو گئی۔ صدام اور عادل میں سے کوئی بھی اس کے بیان سے واقف نہیں تھے۔

"کیا ہوا اماں آپ عفیفہ کو ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں کیا کوئی بات ہوئی ہے عفیفہ تم بتاؤ۔"

صدام نے اپنی گود میں مچلتی زیمل کو اتارتے اپنا رخ عفیفہ کی جانب کیا تو وہ عادل کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی۔ عفیفہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔ جانتی تھی کہ اب جو بات ہو گی اس سے صدام لازماً بھڑک جائے گا۔

"پہلے آپ وعدہ کریں غصہ نہیں کریں گے بلکہ تحمل سے سنیں گے صدام۔"

وہ ملتجیانہ لب ولہجے میں بولی۔ اس گزرے عرصے میں پریسہ کے نا آنے کی خبر ہمیشہ وہ ہی سب کی سماعتوں میں اتارتی تھی جس کی وجہ سے بہت بار صدام اس پہ ہی اپنا غصہ نکال دیتا تھا۔ صدام نے گہرا سانس بھرتے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی جانب توجہ مرکوز کر لی۔

"اس نے ابھی بھی پکا نہیں کیا صدام۔ ہمیشہ کی طرح ٹال دیا ہے اس نے نا جانے اب کیا سوچ رہی ہے۔ اس میں کسی کی کوئی غلطی نہیں ہے صدام بابا نے بھی اس کے بھلے کیلیے جرمنی بھیجا۔ اس وقت ہم سب کہی نا کہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس فیصلے سے رضامند ہو گئے تھے مگر جو حرکت پریسہ نے کی ہے وہاں جانے کے بعد اس میں سراسر پریسہ کی ہی غلطی ہے ہم اس کی بدولت کسی کو بھی ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتے۔"

اس نے سنجیدگی سے اسے باور کرانا ضروری سمجھا۔ صدام نے اس کی بات پر پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ بول تو وہ ٹھیک رہی تھی۔

"بابا اس کا صرف ایک ہی حل نکلتا ہے کہ اب ہمیں بھی وہاں جا کر زبردستی اسے یہاں لانا پڑے گا کیونکہ وہ یہاں آکر صاف بات ہے آپ کے عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتی جو وعدہ لے کر آپ نے اسے وہاں جانے کی اجازت دی تھی وہ اس وعدے کو نبھانا نہیں چاہتی تبھی دور بھاگ رہی ہے۔"

صدام کا لہجہ پتھریلا تھا۔ عادل کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات ابھرے تھے۔

"مجھے اس سے اس قسم کی توقع بلکل نہیں تھی۔ میں نے اتنے مان سے یہ سب کیا تھا اور اس نے بھی تو حامی بھری تھی مگر خیر اب میں بھی اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ اپنی اولاد کا بھلا برا میں خوب جانتا ہوں اور کیا کرنا چاہیے کیا نہیں یہ بھی۔ اب تم اسے جیسے ہی لینے جاؤ گے اس کے واپس لوٹتے ہی پریسہ کی شادی کے انتظامات شروع کرو میں نے پہلی فرصت میں اس کی شادی عاشر سے طے کرنی ہے۔"

ان کے حتمی لہجے پہ سب نے جھٹکے سے رخ موڑتے بے یقینی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ عفیفہ نے اپنی شادی کے اس تمام عرصے میں پہلی بار انہیں انتہائی غصے میں دیکھا تھا اور اس غصے کی وجہ بھی اسی کی ذات تھی جس سے وہ بے پناہ محبت کرتے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بابا عاشر کیا ہو گیا ہے آپکو۔ آپ ایک بار پری سے تو بات کریں گے نا شادی سے قبل۔ میں جانتا ہوں عاشر بہت اچھا لڑکا ہے اتنے عرصے سے ہمارے آفس سے لنکڈ ہے ہم اس کے بارے میں اچھے سے جانتے ہیں مگر پری سے پوچھے بغیر کچھ طے کرنا آئی ڈونٹ تھنک سو کہ یہ درست فیصلہ ہے۔"

صدام سنجیدگی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عادل نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میں نے پری سے کیا وعدہ لیا تھا کہ اس کے واپس لوٹتے ہی جس سے میں کہوں گا وہ اسی سے شادی کرے گی۔ اگر میں اس سے رائے لیتا رہا تو پھر تو وہ ایک ایک کر کے سب کو رد کرتی جائے گی۔ اسی لیے اب جو بھی کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے اور یہ بات اسے ابھی کوئی بھی نا بتائے۔"

وہ تند لب و لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ عافیہ نے نم نگاہوں سے ان کی پشت کو تکتے صدام کی جانب دیکھا جس نے سرعت سے انہیں اپنے حصار میں لیتے ان کی پیشانی چومی۔

"ناجانے میری پری کے نصیب میں کیا لکھا ہے۔ وہ جو اتنا عرصہ وہاں خوش ہے تو پھر اسے وہاں آکر کیوں دوبارہ ان غموں سے روشناس کرانا چاہتے ہیں تمہارے بابا۔ کیا انہیں اپنی بیٹی کی خوشی عزیز نہیں ہے۔"

وُہ روتے روتے بولی۔ عفیفہ نے زیمل کو گود میں بھرتے اس کے بال سنوارے اور پر سوچ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایسی بات نہیں ہے ماما اگر آپ ماں بن کر اس کی خوشیاں چاہتی ہیں تو وہ بھی باپ ہے اس کا۔ باپ اپنی اولاد کی" ایک چھوٹی سی تکلیف پہ بھی تڑپ اٹھتا ہے۔ پانچ سال پہلے اس کی خوشی کی بدولت ہی بابا نے یہ فیصلہ کیا تھا اور آج اگر وہ وہاں خوش ہے تو اس میں بھی سب سے بڑا ہاتھ بابا کا ہی ہے۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا تو عافیہ نے سرعت سے اپنے آنسو پونچھے تھے۔ دل بے تحاشہ گھبرا رہا تھا آنے والے لمحات کا سوچتے۔ وہ بھی خاموشی سے اٹھتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اس سے پہلے کہ صدام عفیفہ کو مخاطب کرتا باہر سے آتے ملازم کو دیکھ وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جو اس کی سمت ایک نیلے رنگ کی فائل بڑھا رہا تھا۔ صدام نے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"صدام بھائی وہ یہ عاشر بھائی دے کر گئے ہیں۔"

"وہ اندر کیوں نہیں آیا۔"

اس نے اس کی بات پہ حیرت سے استفسار کیا تو وہ شانے اچکا گیا۔

اندر آئے تھے مگر پھر باہر جا کر گاڑی میں بیٹھے اور یہ فائل مجھے تھما دی۔ بہت عجلت میں دکھائی دے رہے" تھے۔"

اس کی بات پہ صدام اور عفیفہ دونوں کے چہروں پہ بیک وقت تاریک سا سایہ لہرایا۔ وہ ملازم تو باہر چلا گیا۔ اس کے برعکس ان دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے کی جانب اٹھی تھی۔

"مطلب وہ ہماری باتیں سن چکا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام نے تفکر سے پیشانی مسلتے اس کی جانب دیکھا تو وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔ صدام نے غصے سے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

"مما بابا کو کیا ہوا۔"

زیمل کی آواز پہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی اور ہولے سے مسکراتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"یہ آپ بابا سے ہی پوچھو نا۔"

وہ اس کی ناک دبا کر پیشانی چومتے ہوئے بولی اور اسے گود میں بھرتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں اس کی جانب بڑھی جو فائل کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھ رہا تھا۔ اسے نیچے اتارتے وہ وارڈروب کی جانب بڑھ گئی اور سٹول کو آگے کھینچتے وہ اس پہ چڑھی تھی ارادہ سب سے اوپر والے خانے سے بیگ اتارنے کا تھا مگر اس کا دروازہ کھولتے ساتھ ہی ایک منظر پہ نگاہ جاتے ہی وہی ساکت ہوئی تھی۔ اس نے بے یقینی کے عالم میں صدام کی جانب دیکھا۔

"صدام یہ آپ نے چادر پہنچائی کیوں نہیں شہرام بھائی تک۔"

اس کی زبان حیرت کی زیادتی سے گنگ تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کیونکہ صدام کے کہے کے مطابق وہ تو یہ چادر شہرام کو پہنچا چکا تھا۔ صدام ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

"مجھ میں ہمت ہی نہیں تھی عفیفہ یہ قدم اٹھانے کی میں چاہ کر بھی یہ کام نہیں کر سکا مگر تم پری سے اس چیز کا ذکر بالکل مت کرنا نا ہی اس چادر کو دوبارہ اس کی نگاہوں میں آنے دینا یہ جہاں ٹکی ہوئی ہے وہی رہنے دو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سپاٹ لب ولہجے میں بولتے نظریں چرا گیا۔ عفیفہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جس کے لہجے میں اذیت رقم تھی۔ وہ دوست اور بہن میں ٹھیک پھنسا تھا۔

"بابا کیا ہوا آپکو۔"

وہ اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی۔ اس کے نرم گرم لمس پہ صدام نے تمام باتوں کو سرے سے جھٹکتے جھکتے محبت سے اسے باہوں میں بھرا اور اسے لیتے بیڈ پہ براجمان ہو گیا۔ عفیفہ بھی وارڈوب بند کرتے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب آچکی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا بس آپ کی جو ایک عدد اپھو ہے نا انہوں نے دماغ گرم کر دیا ہے۔"

وہ اس کے ننھے منھے ہاتھوں کو چومتے ہوئے بولا۔ زیمل نے ناسمجھی سے عفیفہ کی جانب دیکھا جو بالوں میں برش کر رہی تھی۔

"بابا سے پوچھو کہ آپ کا دماغ گرم کب نہیں ہوتا زیمل۔"

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔ صدام نے معنی خیزی سے اس کی جانب دیکھا۔

زیمل ماما سے کہیں کہ جب بابا کا دماغ ہر وقت گرم رہتا ہے تو پھر آپ نے اب تک ان کے دماغ کو ٹھنڈا کرنا" بھی نہیں سیکھا۔"

اس کی بات پہ عفیفہ تنک کر برش ٹیبل پہ رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ کی بیٹی کس مرض کی دوا ہے۔ یہ کر دیتی ہے نا آپ کے غصے کو ٹھنڈا پھر مجھ سے کیا چاہیے آپکو۔"

وہ ناراض لہجے میں بولی۔ صدام نے کھینچ کر اسے اپنے نزدیک بٹھایا اور اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

"محبت چاہیے تم سے۔"

وہ اس کے کان کے نزدیک جھکتے اس کی سماعتوں میں رس گھولتے ہوئے گھمبیر لہجے میں بولا۔

"سب کچھ تو اپنا آپ پہ وار چکی ہوں مزید کتنی محبت دوں۔"

عفیفہ نے نرمی سے بولتے محبت پاش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مار سمندر موجزن تھا۔

"ب "بس تھوڑی سی مزید۔ زیادہ نہیں بس ذرا سی طلب ہے۔

اس کی بات پہ عفیفہ نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں سنجیدگی رقم تھی۔

"اور یہ طلب کیسے مٹے گی صدام صاحب۔"

وہ سوالیہ نگاہیں اس کی جانب مرکوز کیے بولی تو صدام نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"ایک چھوٹے سے منے کے آنے کے بعد۔"

وہ شرارت سے بولتے زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ عفیفہ کا منہ اس کی بات پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"شرم کیا کریں کچھ آپ کی منی ہم دونوں کو ہی دیکھ رہی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے شانے پہ مکہ مارتے شرم دلانے کی خاطر بولی۔ چہرے پہ گلال بکھر گیا تھا۔ صدام نے نرمی سے اس کی پیشانی پہ اپنے لب مس کیے تھے۔

"اف او آپ دونوں کیا باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔"

وہ اپنے ماتھے پہ چھوٹا سا ہاتھ مارتے ہوئے چھوٹی سی ناک پہ غصہ سجاتے ہوئے بولی۔ عفیفہ اور صدام نے حیرت سے اس چھوٹی سی آفت کو تکا تھا۔ صدام کو تو وہ بلکل پریسہ کی کاپی لگتی تھی بولتی ہوئی کھیلتی ہوئی ہنستی ہوئی وہ بلکل اپنی پھپھو کا عکس تھی۔ صدام نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے سرعت سے پریسہ کو کال ملائی تھی۔ تقریباً دو تین بیل کے بعد دوسری جانب سے فون اٹھا لیا گیا۔ دوسری جانب سے دکھائی دیے جانے والے پریسہ کے مسکراتے چہرے کو دیکھ صدام کو اپنی تمام تھکن اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔"

وہ سکرین پہ نمودار ہوئے زیمل کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

"پہلے میرا بچہ ذرا مجھے تو حال احوال سنائے کیا خیال ہیں محترمہ آپکے۔"

صدام نے مصنوعی غصیلے لہجے میں اسے مخاطب کیا تو وہ جولینا کو کچھ ہدایات کرنے میں مصروف تھی بھاری مردانہ آواز پہ اس نے لینا کو وہاں سے جانے کا بولا تھا۔ اب اس کی تمام تر توجہ لیپ ٹاپ کی جانب تھی۔

"میں تو بلکل فٹ بھائی۔ ایوری تھنگ از آل رائٹ بس کام کا بردن آج کل کچھ زیادہ ہو گیا ہے تو تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے نرمی سے بولتے کافی کا مگ لبوں سے لگایا۔

"واپسی کب ہے آپکی۔"

اس نے تمام باتوں کو نظر انداز کرتے سپاٹ لہجے میں مخاطب کیا تو وہ گلہ کھنکھار گئی۔

"میں نے بتایا ہے ماما اور عفیفہ کو انہوں نے ذکر نہیں کیا کیا۔"

اس نے سرسری سے لہجے میں جواب دیا۔

"اپھو آپ بابا کا دماغ گرم کرتی ہو۔"

زیمل جو بہت غور سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی اچانک پوچھ بیٹھی۔اس کی بات پہ پریسہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"میں کرتی نہیں ہوں میرا بچہ خود بخود ہو جاتا ہے اب اس میں میرا کیا قصور بھلا۔"

وہ معصومیت کے تمام تر ریکارڈ توڑتے ہوئے مزے سے بولی تو صدام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں سے مسکراہٹ اب غائب ہوتی ہی نہیں تھی۔کیا اس نے زندگی سے سمجھوتا کر لیا تھا یا سچ میں وہ بیتے کل کو بھلا بیٹھی تھی۔وہ محض سوچ کر رہ گیا۔

"ویسے بھائی دیکھ لیں بچوں کے سامنے ایسی باتیں مت کیا کریں پول کھول دیتے ہیں بچے۔"

پریسہ اسے وارن کر رہی تھی۔صدام نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا اور زیمل کی پیشانی کو چوما تھا۔

"یہ بلکل تمہارے جیسی ہے پری۔اس سے روبرو کب ملو گی۔"

وہ اذیت سے بولا۔ پریسہ نے اس کے لہجے کا بھاری پن صاف محسوس کیا تھا۔

"بہت جلد بھائی بہت جلد کیونکہ یہ پریسہ ابھی صرف خود سے متعارف ہوئی دنیا سے متعارف کرانا ابھی باقی ہے۔"

وہ مضبوط لہجے میں بولی۔ صدام نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ کہنے سننے کو اب بچا ہی کیا تھا۔ پریسہ نے محبت پاش نگاہوں سے زیمل کی جانب دیکھا۔

"اور ایک بات مزید بھائی آپ زیمل کو میرے جیسامت کہا کریں اور دعا کیا کریں اس کے نصیب تو میرے جیسے بلکل نا ہوں میں نصیبوں کی ہاری ہوئی لڑکی تھی۔ اپنا رونا برداشت کر گئی مگر اس کا رونا برداشت نہیں کر پاؤں گی۔"

اس کا انداز بے شک مسکراتا ہوا تھا مگر اس کے لہجے میں چھپی ٹوٹے کانچ کی کرچیاں ان سب کے وجود کو لہو لہان کر گئی۔

"لگتا ہے کوئی ناراض ہے مجھ سے تبھی تو میری جانب نگاہیں نہیں کر رہا۔"

اس نے کیمرے سے دکھائی دیتی عفیفہ کی پشت کو دیکھتے جملہ کسا مگر اس نے بھی پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

"اچھو بابا ماما سے کہہ رہے تھے کہ انہیں منا چاہیے وہ کیا ہوتا ہے۔ پتہ نہیں کیا کیا بات کرتے ہیں یہ۔"

اس کی بات پہ کافی پینے میں مصروف پریسہ کو ذوردار قسم کا پھندہ لگا۔اس کے برعکس عفیفہ اور صدام کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ان دونوں نے خون اشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ایک نظر پریسہ پہ ڈالی جو مسلسل مسکراہٹ چھپا رہی تھی۔

بھائی کم از کم بچوں کے سامنے ایسی گفتگو سے پرہیز کیا کریں ابھی میرے سامنے بات کی ہے اس نے تبھی "

"بچت ہو گئی آپ کی اگر یہاں ماما بابا ہوتے تو۔

وہ شرارت سے بولتے بولتے رکی تو صدام نے خفت سے سرخ پڑتے سرعت سے لیپ ٹاپ بند کر دیا اور تند نگاہوں سے زیمل کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں بھی ایک ضدی پن سا تھا

"بند کیوں کیا فون بات کرنی تھی اپھو سے۔ابھی میں نے کس بھی نہیں بھیجی۔"

زیمل روتے ہوئے بولی۔صدام نے اس کے سامنے باقاعدہ اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔

"یہ دیکھ میری ماں مجھے معاف کر دے ابھی فون نہ بند کرتے تو نہ جانے کتنے پول کھول دیتی۔"

وہ عفیفہ کی جانب دیکھتے تڑخ کر بولا۔چہرے پہ شرمندگی کا عنصر ابھی بھی نمایاں تھا۔بھلا کیا ضرورت تھی اسے زمل کے سامنے اس قسم کی بکواس کرنے کی۔

"میں آپ کی ماں نہیں میں آپ کی منی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چھوٹی سی پیشانی پر تیوری چڑھائے غصے سے بولی عفیفہ نے سرعت سے اپنے لبوں پر ہاتھ جماتے اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا۔اس کے برعکس صدام کا حال تو گویا ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سوارتے بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کس کو جنم دیا ہے تم نے۔"

وہ اب عفیفہ کے سر ہوتے اس سے پوچھ رہا تھا لہجہ باقاعدہ روہانسی تھا۔

"آپ کی اولاد کو۔"

وہ شانے اچکا کر مزے سے بولتی زیمل کی جانب متوجہ ہوگئی اور اس کی حاضر جوابی پہ چٹاچٹ اس کے گالوں کو چوما تھا۔

"جنم تم نے میری ہی اولاد کو دیا ہے مگر غلطی سے یہ تم پہ چلی گئی ہے حاضر جوابی کے معاملے میں۔"

وہ اس کی بات یاد کرتے پیچ وتاب کھا کر رہ گیا۔عفیفہ نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو سارا الزام اس پہ دھرتے خود اس بات سے بری الذمہ ہو چکا تھا۔

دوسری جانب پریسہ نے فون بند ہوتے ہی مسکراکر انٹر کام اٹھاتے لینا کو دوبارہ اپنے آفس میں طلب کیا۔چند ساعتوں بعد ہی وہ اس کے سامنے تھی۔

Did you talk to Mr. David or not?

(مسٹر ڈیوڈ سے بات ہوئی آپ کی یا نہیں۔)

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انگریزی لب و لہجے میں بولی جواباً اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ پریسہ نے اپنی پیشانی مسلتے اس کی جانب دیکھا۔

Keep calling them until you can contact them. This is very important۔

(جب تک آپکا ان سے رابطہ ممکن نہیں ہو جاتا انہیں فون کرتی رہیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔)

وہ متانت سے گویا ہوئی۔ آج اسے ایک شوروم میں مدعو کیا گیا تھا جہاں جانا اس کیلیے بے حد ضروری تھا اور آج کا اس کا لباس انہی کے ذریعے سے آنے والا تھا۔

sure mam.

وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی اور سر کو خم کیا تھا۔ پریسہ نے نرم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

okay you may go now darling.

وہ خوش رنگ لہجے میں بولی تو لینا اپنی مخصوص چال چلتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ پریسہ دوبارہ لیپ ٹاپ کھولتی موبائل پہ ہونے والی بیل کی آواز پہ اس نے چونک کر موبائل اٹھایا تو واٹس ایپ پہ کسی کا میسج تھا۔ اس نے جوں ہی گروپ کھولا سامنے ہی ٹرافی کے ساتھ عناب کی تصویر تھی۔ وہ اس کی کامیابی پہ خوشدلی سے ہنس دی اور ایک دل کو چھو جانے والا میسج لکھتے سینڈ کیا تھا اور حیرت کی بات کہ اگلے ہی لمحے وہ بلیو ٹک بھی ہو گیا تھا۔ چند ساعتوں بعد ہی دوسری جانب سے ویڈیو کال آئی تھی جسے اس نے انگوٹھے کی مدد سے کاٹ

All Rights Reserved By Novels Lounge

دیا۔ پچھلے پانچ سالوں سے یہی تو ہوتا آ رہا تھا۔ پریسہ نے ان سب کو اپنی صورت دیکھنے کیلیے بھی ترسا دیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وائز کال آتے ہی پریسہ نے بغیر کسی تردد کے فون کان سے لگا یا۔

اٹس ٹوٹلی رونگ کڈو۔ پانچ سال سے تمہاری صورت دیکھنے کو ترس گئے ہیں نا کوئی پکچر نا کوئی ویڈیو واٹس "پرابلم ودیو۔"

فارس کی جھنجھلاتی آواز پہ اس نے میز پہ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچی تھی۔

"کم از کم آج تو اٹھا لیتی آج عناب کیلیے بہت برا دن ہے۔"

ارتضی کی بات پہ اس نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔ وہ سب مزید بھی کچھ بولتے اپنی ناراضگی کا واضح اظہار کر رہے تھے اور پریسہ خاموشی سے ان کی باتوں کو سننے میں مصروف۔

پریسہ آفندی لوٹ رہی ہے اس مہینے کی پچیس کو۔ اس سے مل لینا دیکھ لینا اور ہو سکے تو پہچان بھی لینا کیونکہ "اب پریسہ پرانی نہیں بلکہ بلکل نئے انداز میں انٹری لے گی جو شاید تم سب کے وہم و گمان میں بھی نا ہو۔"

اس کی اچانک بات پہ دوسری جانب مکمل طور پہ سناٹا چھا گیا۔ کئی ساعتیں ایسے ہی بیت گئی۔

"تم سچ بول رہی ہو پری۔"

مریم کی بے یقین آواز پہ اس نے کندھے اچکاتے ہمم کہنے پہ اکتفا کیا تھا۔

"تم سب کیلیے اپنے ڈیزائن کیے ڈریسز بھیجوں گی ہو سکے تو اسے پہن کر مجھے ویلکم کرنا۔"

اس نے مسکراتے لہجے میں بولتے سرعت سے کال کاٹ دی اوران سب کی پروفائل پکچر کھولتے اس پہ اپنا ہاتھ پھیرا تھا۔

"آئی مس یو آل سو مچ۔"

وہ دھیمے سے بڑبڑائی اور ہولے سے ہنس دی۔اب بہت جلد اسے واپسی کا سفر طے کرنا تھا۔آتے ہوئے دل جتنا ساکت تھا واپسی پہ اس کی جگہ ڈھیروں اطمینان نے لے لی تھی۔

****

"آج سکول میں دن کیسا گزرا آپ کا۔"

شہرام نے اس کی الماری سے کپڑے نکال کر اسے تھماتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔اس کی بات پہ کئی ثانیے تو وہ بغیر پلک جھپکائے اس کی جانب دیکھتا رہا مگر پھر خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

"بس ٹھیک گزرا۔"

اس کا انداز لیے دیے والا تھا۔شہرام نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

بس ٹھیک کیا ہوتا ہے اچھا برا یہ دو الفاظ ہوتے ہیں اور انسان کو صاف لفظوں میں بات کرنی چاہیے نا کہ گھما "پھرا کر۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔غازان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کرائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پھر چاہے اس سے کسی کا دل ٹوٹ جائے۔"

اس کی اس قدر گہری بات پہ شہرام کا اس کے سٹڈی ٹیبل کو سیٹ کرتا ہاتھ وہی تھما تھا۔اس نے ٹھٹھک کر غازان کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک سوال منڈلا رہا تھا۔شاید وہ اس سے جواب چاہتا تھا۔

"یہ باتیں آپ کو کس نے سکھائی ہیں کیونکہ میرے خیال میں ابھی آپ کی عمر اتنی نہیں کہ کسی کے دل ٹوٹنے کی فکر آپ کو ہونی چاہیے۔"

اس کا لہجہ کرخت تھا۔غازان نے اس کی بات کا کوئی جواب نا دیا معاً کچھ سوچتے اس نے ذرا سی پلکیں اٹھائی۔

"ہو سکتا ہے کہ میری یہ عادت آپ پہ چلی گئی ہو۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے اس کے ہاتھوں سے اپنا لباس لیتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔شہرام نے بغور اس کی پشت کو تکا جس کی عمر ابھی تھی ہی کیا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔وہ اپنے ماضی کی ذرا سی بھی پرچھائی اس پہ نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا کیونکہ اس میں سراسر نقصان صرف اسی کی ذات کا تھا۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔اس نے اس کی غیر موجودگی میں کمرے میں ہلکا ہلکا ہاتھ مارتے اسے ترتیب دیا اور ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی تھی۔چند ساعتوں بعد ہی وہ نم بالوں سمیت واشروم سے باہر نکلا تو اس کے چہرے پہ گزری کسی کا بات کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"چلیں آپ باہر چلیں ڈرائنگ پہ۔شائستہ آپی ناشتہ لگا دیتی ہیں آپ کیلیے۔میں بس کچھ کام مکمل کر کے آرہا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔غازان کو شائشتہ کا نام سن کر غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گیا۔اسے نا جانے کیوں اس عورت سے ایک عجیب سی چڑ تھی یہاں تک کہ اس کے ہاتھ کے کھانوں سے بھی مگر ابھی وہ شہرام کو غصہ نہیں دلا سکتا تھا تبھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے دروازے کی جانب بڑھا اور پاؤں کی انگلیوں کے بل اونچا ہوتے دروازہ کھول کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔وہ دوسرے بچوں کی نسبت خاموش طبع بچہ تھا کسی سے زیادہ بات کرنا اسے پسند نہیں تھا۔کوئی چیز یا انسان اسے مشکل سے ہی اچھا لگتا تھا۔ابھی بھی وہ خاموشی سے کرسی کھسکا کر اس پہ چڑھ کر بیٹھ گیا۔

"گڈ آفٹر نون غازان بابا۔"

شائشتہ نے مسکرا کر اسے ویلکم کیا مگر وہ جواب پہ بلکل خاموش رہا تھا۔شائشتہ اپنی بے عزتی پہ کڑھتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں غازان کا کھانا تھا۔اس نے جوں ہی غازان کے آگے ٹرے رکھی اس نے اسی تیزی سے ماتھے پہ شکنیں سجائے وہ ٹرے زمین پہ الٹ دی تھی۔شائشتہ اس کی حرکت پہ ہونق ذرہ رہ گئی تبھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے زمین پہ اوندھی گری ٹرے کو دیکھا۔

"غازان بابا یہ کیا کیا آپ نے۔"

وہ رو دینے کو تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں کھانا مجھے یہ۔ آپکو پتہ ہے پھر بھی آپ مجھے یہی دیتی ہو۔ آپ جان بوجھ کر ایسے کرتی ہو۔ گندی ہو "
آپ۔"

وہ بد تمیزی کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔ باہر سے آنے والے غیر معمولی شور کی آوازوں پہ شہرام اپنا کام ترک کرتے باہر کی جانب بھاگا تھا مگر باہر کا منظر دیکھ اس کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

"کیا ہوا شائستہ۔ یہ سب کیا ہے۔"

اس نے براہ راست اسے مخاطب کیا۔

سر میں نے بس بابا کو کھانا دیا تھا آملیٹ مگر انہوں نے ٹرے ہی زمین پہ الٹ دی کہ انہیں میرے ہاتھ کا کچھ "
نہیں کھانا۔"

وہ شرمندگی سے چہرہ جھکاتے بولی۔ شہرام نے سرد نگاہوں سے غازان کی جانب دیکھا اور اس کا بازو اپنی گرفت میں لیتے ایک جھٹکے سے اپنے مقابل کیا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے غازان آپ دن بدن بد تمیز ہوتے جا رہے ہیں۔"

وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

مجھے نہیں کھانا یہ۔ الرجی ہے مجھے اس سے آپ کو پتہ ہے مگر آپ بھی بھول جاتے ہیں۔ نہیں رہنا مجھے آپ "
کے ساتھ۔ مجھے اپنی ماما کے پاس جانا ہے کہاں ہیں وہ کیوں غازان کو چھوڑ کر چلی گئی۔ ڈیڈا بلکل بھی اچھے نہیں
ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ناچاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ بھیگ گیا تھا۔ شہرام اس کی بات پہ دم بخود اور ساکت رہ گیا۔ رنگت پھیکی پڑ گئی۔ اس کی نگاہیں بے اختیار شائستہ کی جانب اٹھی کیونکہ اس میں سراسر اسی کی کوتاہی تھی۔

"ایم سوری ایم رئیلی سوری ڈیڈا بھول گئے تھے۔ میں ابھی یہ میٹر ریزولو کر دیتا ہوں۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے پریشانی سے گویا ہوا۔ غازان نے ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروائی تھی۔

"نو مجھے میری ماما چاہیے ماما چاہیے ماما چاہیے۔"

وہ ضدی بچوں کی طرح ایک ہی بات پہ اڑ گیا تھا۔ شہرام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے اس کی جانب دیکھا۔

"بتائیں میری ماما کہاں ہیں۔ میری سب فرینڈز کی ہیں بس میری ہی نہیں ہیں۔"

وہ اس کا شانہ ہلاتے ہوئے غصے سے بولا۔

شی از ڈیڈ غازان خان شی از ڈیڈ۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے اور آئندہ میں آپ کے منہ سے ماما لفظ بھی نا "سنو گوٹ اٹ۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لب و لہجے میں بولا تو اس کی چلتی زبان کو سرعت سے بریک لگی تھی۔ آنکھوں میں جل رہی جوت جیسے اس کے انکشاف پہ بجھ سی گئی۔ اس نے اسی لمحے افسردگی سے چہرہ جھکا لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

شائستہ آپ کی بے خبری پہ میں آج تو آپ سے کچھ نہیں بول رہا مگر آئندہ اگر ایسی کوئی غلطی ہوئی تو میں اسی" لمحے بغیر کوئی وقت ضائع کئے آپ کو اس گھر سے نکال باہر کروں گا۔ اپنے ذہن میں بٹھالیں گے یہ بات۔ ابھی فلحال آپ یہاں سے جائیں اور باقی کے کام دیکھیں میں خود ہی اپنے بیٹے کو دیکھ لوں گا۔"

Because Dada and Ghazan don't need a girl for survive.

اس نے پتھریلے لہجے میں اسے باور کرایا اور غازان کو اپنی باہوں میں بھرتے کچن کی جانب بڑھ گیا۔ کچن میں داخل ہوتے ہی اس نے غازان کو سلیپ پہ بٹھاتے اپنی تمام تر توجہ اس کی سمت مبذول کرائی تھی۔

"جی اب بولیں کیا کھائے گے آپ۔"

وہ محبت سے اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا جوابا اس نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نوڈلز چلی والے۔"

وہ چٹکی میں چٹخارہ بھرتے ہوئے مزے سے بولا۔ شہرام نے اس کی بات پہ سر کو خم کرتے نوڈلز کیلیے پانی چڑھایا تھا۔ غازان جو بغور اپنے بابا کو دیکھ رہا تھا کچھ سوچ کر کھسک کر اس کے نزدیک ہوا۔

"بابا کیا کوئی آپ سے ناراض ہے۔"

اس کی اچانک بات پہ شہرام جو ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ پہ کوئی کام کرنے میں محو تھا اپنی جگہ پہ ساکت رہ گیا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے دل کو کند چھری سے کاٹ رہا ہو۔ اس نے ناسمجھی سے غازان کی جانب دیکھا جس کی ایکسرے کرتی نگاہیں اسی کے چہرے پہ جمی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں تو آپ کو ایسا کس نے کہا۔"

وہ اس سے نگاہیں چراتے ہوئے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولا۔ غازان کی نگاہیں ابھی بھی اس کے چہرے پہ ہی تھی۔

"اچھا۔"

اس کا لہجہ پر سوچ سا تھا۔ شہرام نے شکر ادا کیا کہ شاید وہ ٹل گیا ہے۔

"مگر آپ تو رات میں کچھ بول رہے تھے ناراضگی کو لے کر تو مجھے لگا کہ شاید کوئی ناراض ہے۔"

وہ چھوٹے سے شانے اچکاتے نا سمجھی سے بولا۔ شہرام کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔ کیا تھا وہ بچہ جو چھوٹی چھوٹی چیز کو کیسے اگزیمن کرتا تھا۔ وہ کوئی معمولی بچہ تو بلکل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسی عمر میں تو بچے ٹھیک طرح سے کھانا پینا اور بولنا سیکھتے تھے اور وہ اتنے بڑوں بڑوں والی گہری باتیں اس سے کر جاتا تھا کہ کبھی کبھار وہ بھی سوچ میں پڑ جاتا تھا کہ واقعی میں یہ اسی کی اولاد ہے۔

"خیر آج آپ کو پتہ ہے میں نے چھپ کر اپنی میم کی باتیں سنی تھی۔"

وہ چہک کر بولتے بات کا رخ بدل گیا۔ شہرام نے بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور پین میں سے نوڈلز باؤل میں انڈیلے تھے۔

"کیا باتیں سنی آپ نے ان کی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرسری سے انداز میں بولا کیونکہ فلحال اسے حقیقت میں ان سب باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

ہاں تو وہ بول رہی تھی کہ جب آپ سے کوئی ناراض ہو تو کسی دوسری زبان میں محبت کا اظہار کرنا چاہیے "

"محبت جلدی مان جاتی ہے۔

اس کی بات پہ شہرام نے جھٹکے سے رخ موڑتے بے یقینی کے عالم میں اس کی جانب دیکھا جواب اسے دیکھ کر ہی مسکرا رہا تھا۔

"یہ آپکی عمر ہے ہے اس قسم کی باتیں کرنے کا سننے کی سکول یہ کرنے جاتے ہیں آپ۔"

شہرام تند لہجے میں بولا مگر کہی نا کہی دل میں اس کی بات نے گرہ سی باندھ لی تھی اپنے دل کی اس حرکت پہ وہ خود حیران سا تھا۔

"اِٹس ناٹ مائین فالٹ ڈیڈا اس بات کا میم کو خیال کرنا چاہیے تھا میں تو چھوٹا سا بچہ ہوں اور بچے باتوں کو جلدی پک کرتے ہیں۔"

وہ سکون سے سارا الزام میم پہ ڈالتے خود بری الزمہ ہو چکا تھا۔ شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اس سے پہلے کہ ان کی بات مزید طوالت بخشتی باہر سے ملازم نے آکر انہیں پرخہ اور نوفیل کے آنے کی اطلاع دی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بڑھتا پرخہ خود ہی کچن کی جانب چلی آئی تھی۔

"امارے لالہ جس نے کبھی کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تم ان سے خوب خدمتیں کروا رہے ہو چھوٹے خان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پرخہ اس کے نزدیک آتے اس کے کان کھینچتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولی۔شہرام نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب باہیں واں کی تو وہ اس میں آسمائی۔اسی دوران نوری بھی کھلکھلاتے ہوئے کچن میں داخل ہوئی تھی۔

"امارے ماموں۔"

وہ چہک کر بولی تو شہرام نے نرمی سے اسے باہوں میں بھرتے اس کی پیشانی پہ لب رکھے تھے۔سب کو یہ بات بخوبی واقف تھی کہ شہرام کو بیٹیاں کس قدر پسند ہے تبھی اس کا نوری کے ساتھ بلکل الگ سا حساب تھا۔غازان نے ناگواری سے اس چمٹی چڑیل کی جانب دیکھا اور سر جھٹک گیا۔اس کی حرکت کو شہرام نے خاص طور پہ محسوس کیا تھا۔

"تم باہر چلو نوفیل کے پاس میں ابھی آیا بس دو منٹ میں۔"

اس نے پرخہ کو باہر لاؤنج میں جا کر بیٹھنے کی تلقین کی تو وہ نوری کا ہاتھ تھامتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی شہرام ایک بار پھر اس کے سر ہوا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے غازان خان وہ ہماری مہمان ہے اور آپ اتنی بری طرح انہیں گھور رہے ہیں۔"

وہ کھردرے لہجے میں بولا۔

"انہیں نہیں بس اس نورے کو۔وہ مجھے اچھی نہیں لگتی امارے امارے کرتے۔چمٹی چڑیل لگتی ہے۔"

وہ منہ بسور کر بولا۔شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ تو پھر آپ کی پھپھو بھی بولتی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پھپھو تو کیوٹ لگتی ہیں مگر وہ نہیں۔ وہ ہماری طرح بھی بول سکتی ہے ضروری نہیں وہ پھپھو اور پھپھا کی "طرح ہی بولے۔"

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولا۔

"ہم سب اسی زبان میں بات کرتے ہیں۔ میں بھی پہلے ایسے ہی بولتا تھا مگر شہر جا کر میری زبان کسی حد تک بدل گئی تھی تبھی آج آپ اس زبان میں بات کرتے ہیں ورنہ آپ بھی پٹھانوں کے مخصوص لب و لہجے میں بات کرتے۔"

وہ کر ختگی سے جتانے والے لہجے میں بولا۔

.مو°ھم دا°ول خبر° غوا° و باباجان زہ د شہرام خان زوی دغزن خان زوی یم مو°ہ ھیچا کم نہ یو

(امارے کو بھی ایسے بولنا آتا ہے باباجان۔ میں چھوٹا پٹھان ہوں شہرام خان کا بیٹا غازان خان ام کسی سے کم نہیں ہے۔)

اس کی بات پہ شہرام نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور کھل کر ہنستے اس کی پیشانی چومی تھی۔ آج اسے اس میں بلکل چٹانوں کی طرح مضبوط پٹھانوں والی جھلک دکھی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے سلیب سے اتارا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

یہ آپکی جو اولاد ہے نا بس چام چٹ ہے سب سے چمٹ جاتی ہے۔"

پرخہ نوری کو نوفیل کی گود میں تھماتے چڑ کر بولی۔ نوفیل کا قہقہہ اس کی بات پہ بے ساختہ تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسے چام چٹ نہیں پرخہ اسے محبت کرنے والا کہتے ہیں۔اماری بیٹی سب سے محبت لینا بھی جانتی ہے اور دینا" " بھی ایسی ہے اماری نوری جہاں بھی جائے گی بس نور ہی بکھیرے گی۔

وہ نوری کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔پرخہ نے تند نگاہوں سے ان دونوں کے پیار محبت کا ملاحظہ کیا تھا۔

"امارے کو بھی اپ یہی بولتے تھے اب یہ فقرہ بیٹی کے پاس کیسے چلا گیا۔"

وہ تنک کر بولی۔نوفیل نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

تم نے اماری زندگی میں اتنا نور بکھیر تو دیا ہے یہ دیکھو اس بات کا سب سے بڑا ثبوت یہ اماری بیٹی ہے اماری" "زندگی ہے۔جس کو دیکھے بغیر سانس لینا امارے لیے دوبھر ہے۔

وہ ایک بار پھر اس کے بالوں پہ لب رکھتے ہوئے بولا ساتھ ہی پرخہ کی پیشانی بھی چومی تھی جو اس کی قمیض کے بٹنوں سے کھیل رہی تھی۔پرخہ نے ہنستے ہوئے آسودگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔وہ کہتا تھا کہ اس کی زندگی میں اس کے آنے سے نور ہوا ہے مگر وہ اسے یہ کہنا چاہتی تھی کہ یہاں تو بلکل برعکس ہے۔میں کسی اندھیری رات کی مانند تھی جس میں نور اجالا روشنی سب کچھ نوفیل کی ذات نے بھرا تھا کہ وہ اس ذات کا جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا۔

"مگر غازان لالہ تو امارے سے نفرت کرتے ہیں مورے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولی۔ وہ جتنا اس کے نزدیک ہونا چاہتی تھی وہ اتنا ہی اس سے دور بھاگتا تھا۔ ابھی بھی ایسا ہی ہوتا تھا وہ مسکرا کر اس کی جانب دیکھتی جواب میں وہ اسے غصے سے گھور دیتا اور نوری کی رہی سہی ہمت وہی جواب دے جاتی تھی۔

"نفرت کیا ہوتا ہے۔ یہ الفاظ منہ سے نہیں نکالتے۔ وہ بڑا ہے نا اور شروع سے اس کی عادت ایسی ہی ہے۔ وہ سب سے محبت کرتا ہے اور اماری نوری سے بھی کرتا ہے۔"

پرخہ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولی۔ نوفیل نے سنجیدگی سے پرخہ کی جانب دیکھا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ نوری اس کی گود سے اترتے صحن کی جانب بھاگ گئی۔

"امارے خیال میں غازان کا رویہ اکیلا ہونے کی بدولت ہے کیونکہ باپ تو ہر وقت کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ ماں کی کمی ایک اولاد کو زندگی کے ہر لمحے میں محسوس ہوتی ہے اور پھر جو تربیت ایک ماں کر سکتی ہے وہ ایک باپ نہیں کر سکتا۔ شہرام کو اب سنجیدگی سے اس بابت سوچنا چاہیے۔"

وہ اپنے تجربے کے مطابق نتیجہ اخذ کرتے ہوئے بولا۔

"آج اسی بدولت تو بات کرنے ام دونوں یہاں آئے ہیں۔ اللہ کرے لالہ مان جائیں ورنہ غازان کی تربیت ٹھیک سے نا ہوئی تو وہ بگڑتا چلا جائے گا۔ ایک بچے کو بچپن سے ہی ماں سنوار سکتی ہے۔"

پرخہ سنجیدگی سے بولی۔ اسی دوران شہرام بھی وہی چلا آیا۔ نوفیل نے اسے نزدیک آتا دیکھ اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور زیرک نگاہوں سے پرخہ کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چلو اب ام نکلتا ہے تم دونوں باتیں کرو امارے کو ایک بہت ضروری کام ہے۔ شام میں ملاقات ہوتی ہے۔

وہ ان دونوں کو تنہا وقت دینے کے خیال سے مسکرا کر بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی شہرام نے صوفے سے پشت ٹکاتے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کو بھی بات کرنے آئی ہو وہ کر سکتی ہو پرخہ۔"

شہرام نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ گڑبڑا گئی اور خجل ہوتے اس کی جانب دیکھا۔

"لالہ آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے۔"

وہ پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولی۔ شہرام نے ہنستے ہوئے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا تھا اور سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پہ مرکوز کی۔ پرخہ نے گہرا سانس بھرتے شروع سے لے کر آخر تک غازان کے رویے کی ایک ایک بات اس کے گوش گزار دی۔ وہ شہرام کو کسی صورت اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ دراصل وہ ڈرتی تھی ایک بار پھر پشمینہ کے اجاگر ہونے سے۔ جو بھی تھا تو وہ اسی کی کوک سے جنما ہوا تو پھر کیسے ایک ماں کی خوبیاں بیٹے میں نہیں آسکتی تھی یہ تو پھر ایک فطری عمل تھا۔

اب تم کیا چاہتی ہو۔"

شہرام نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے چہرہ جھکا لیا۔ پرخہ نے چند ساعتیں گزر جانے کے بعد اس کے شانے پہ ہاتھ جمایا تھا۔ شہرام اس کے بولنے کا منتظر تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں چاہتی ہوں کہ آپ شادی کر لیں تا کہ اس گھر میں عورت کی کمی بھی پوری ہو جائے اور غازان کیلیے ایک ماں بھی۔"

وہ اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے بولی کیونکہ شہرام کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔ پرخہ کو اس سے خوف آنے لگا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔ شادی کر لیتا ہوں مگر کیا بھروسہ ہے شادی کے بعد وہ عورت میرے بیٹے کے ساتھ ٹھیک رہے گی میری غیر موجودگی میں اسے کچھ کہے گی نہیں۔ اس کے ساتھ مار پیٹ نہیں کرے گی۔ اسے وقت پہ کھانا دے گی اس سے محبت کرے گی۔ کیا بھروسہ ہے اس بات کا۔ مجھے یقین بخش دو کہ میں حامی بھر لوں گا۔"

وہ پتھریلے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔ اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی۔ جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔

"بھائی اس بات کی گارنٹی میں آپ کو دیتی ہوں۔"

وہ نہایت سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کر بولی۔ شہرام نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجاتے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اطمینان چھلک رہا تھا۔

"کیا سوچے ہوئے ہو آپ۔"

اس کی سرسراتی ہوئی آواز پہ پرخہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ لالہ رخ سے نکاح کرلیں لالہ۔وہ بہت اچھی ہے وہ اس گھر کو بھی سنبھال لیں گی آپ کو بھی اور غازان کو بھی۔کسی قسم کی دقت نہیں ہوگی اور وہاں مورے نوفیل ام سب راضی ہیں لالہ رخ سے بھی بات کریں گے تو وہ بھی رضامند ہو جائے گی۔غازان کو ایک ماں چاہیے وہ بھی بہت ضروری تاکہ وہ مزید بگڑتا نا چلا جائے۔"

اس کی بات پہ شہرام کو اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔اسے ایسا لگا جیسے حویلی کی پوری عمارت اس کے سر پہ آن گری ہو۔اس نے آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے پہ ایک خوف ہلکورے کھا رہا تھا۔نا جانے اب شہرام کا فیصلہ کیا ہونا تھا وہ محض سوچ کر رہ گئی۔دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر چل رہی تھی۔یکلخت شہرام کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔

****

"الے میرا بابو۔کیا ہو گیا ہے اب تو اتنے سارے بلونز لے دیے آپکو ابھی بھی انکل سے ناراضگی۔"

وہ زیمل کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے منت کرنے والے انداز میں بولا جوابا اس نے اس کی شرٹ کی اوپری جیب میں سے چوکلیٹ نکالتے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی تھی۔

"یہ میرے لیے ہے نا۔"

وہ چمکتی آنکھوں سمیت بولی۔عاشر نے مسکرا کر اس کی پیشانی چومی تھی۔

"اگر میں نا کہوں تو۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ زیمل نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی جانب دیکھا اور خاموشی سے چاکلیٹ اس کی جیب میں دوبارہ اڑس دی تھی۔

"ایک کیا میرے بابو کیلیے ٹین ٹین چاکلیٹس آئی ہیں۔"

اس نے اگلے ہی لمحے اپنے عقب میں سے چاکلیٹس نمودار کرتے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی جسے وہ کھلکھلا کر تھام گئی تھی۔

ٹین ٹین صرف میری۔ نہیں اس میں سے فائیو میں اپھو کیلیے رکھوں گی وہ جب بھی آئے گی میں انہیں دے دوں گی۔"

وہ چہکتے ہوئے بولی اور اس کے گال پہ بوسہ دیا تھا۔ عاشر اس کی بات پہ خاموشی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

آپ کی اپھو آئے تو سہی انہیں میں خود ہی دے لوں گا۔ ویسے بھی میرے وجود میں حرکت کرتا دل تو ویسے بھی وہ لے ہی چکی ہیں۔"

وہ بڑبڑانے والے انداز میں بولا۔ زیمل نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کچھ بولا تھا کیا آپ نے۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی عاشر نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے اسے زمین پہ اتارا تو وہ بھاگنے والے انداز میں عادل کی جانب بڑھی تھی جنہوں نے پہلے ہی اس کی جانب اپنی باہیں واں کر دی تھی۔

"چلو تم مجھے اسی ریسٹورینٹ میں ملو مجھے تم سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔"

اپنے عقب سے آنے والی صدام کی آواز پہ عاشر نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے جن قدموں سے وہاں آیا تھا انہی قدموں سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی صدام نے بھی کمرے کا رخ کیا تاکہ تیار ہوتے ریسٹورینٹ میں جاسکے۔اگلے دس منٹ میں وہ نک سک سا تیار تھا۔

"آپ کہاں جارہے ہیں۔"

عفیفہ نے اس کی تیاری کا جائزہ لیتے حیرت سے استفسار کیا جو سیاہ رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔

"ایک ضروری میٹنگ ہے وہاں جارہا ہوں اس سے پہلے عاشر سے ملاقات کرنی ہے ایک میں نے۔"

وہ سرسری سے لہجے میں بولتے اسکی جانب مڑا تو عفیفہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے سر ہلا کر رہ گئی۔

"آپ عاشر سے جو مرضی بات کرلیں مگر میں جانتی ہوں پری کبھی نہیں مانے گی۔"

عفیفہ کی بات پہ اس کے باہر کی جانب بڑھتے قدم وہی تھمے تھے۔اس نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

تم پریشان مت ہو۔اس کام کو میرے سپرد کردو۔اب ہر کام اس کی مرضی کے مطابق نہیں چلے گا عفیفہ کچھ "ہمت ہمیں بھی دکھانی ہوگی اب تمام عمر وہ کنواری رہنے سے تو رہی اور ایک عمر ایسی آئے گی کہ اس کے رشتے "تلاش کرنا مشکل ہوجائے گا خیر سے پچیس کی ہوچکی ہے پری۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سنجیدگی سے اسے باور کراتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے وہ اپنا دکھتا سر دونوں ہاتھوں میں گرا گئی کیونکہ یہاں سب اپنی مرضی کے مطابق چل رہے تھے کوئی بھی پریسہ کو سوچ کر کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔اس کا دل آنے والے لمحات کا سوچتے لرز رہا تھا۔

وہاں سے نکلتے صدام نے گاڑی سیدھا ریسٹورینٹ کی جانب بڑھائی تھی وہ اس سے سیدھی بات کرنا چاہتا تھا۔وہ جوں ہی ایک پر تعیش سے ریسٹورینٹ کے سامنے رکی اور جوں ہی اندر داخل ہوا وہ اسے سامنے ہی بیٹھا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"بیٹھو۔"

اس کے نزدیک پہنچتے ہی عاشر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اپنے کوٹ کا بٹن کھولتے چیئر کھینچ کر اس میں براجمان ہو گیا۔

"کوئی بات کرنی تھی تمہیں مجھ سے۔"

وہ انگلیوں کو آپس میں الجھاتے ہوئے بولا۔

ہاں دیکھو میں سیدھی اور دوٹوک بات کرنا چاہتا ہوں میں جانتا ہوں کہ اس دن تم گھر میں ہونے والی پوری" بات سن چکے ہو اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ میں نے وہاں سے نکلتے تمہیں خود دیکھا تھا۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا۔عاشر دم سادھے اس کی بات کا ملاحظہ کر رہا تھا آخر میں نظریں چرا گیا۔

"بابا نے جو بات کی تھی اس سے میں سو فیصد متفق ہوتا اگر میں نے تمہیں اس دن کسی لڑکی کے ساتھ نا دیکھا ہوتا تو۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

"لڑکی۔"

وہ حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑایا۔اس کے زہن و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کس لڑکی کی بات کر رہا تھا معاً اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا۔

"اوہ اچھا تم فائقہ کی بابت بات کر رہے ہو وہ تو بس میری ایک کولیگ تھی جہاں میں پہلے جاب کرتا تھا۔پسند کرتی تھی مجھے مگر میں نے کبھی بھی دلچسپی نہیں لی اس سب میں۔مجھے شوق ہی لاحق نہیں ہوا اس قسم کا کوئی۔"

وہ گہرا سانس بھرتے اس کی سماعتوں میں پوری بات اتار رہا تھا۔صدام نے اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔

"تم اسے پسند کرتے ہو۔"

صدام کے سوال پہ اس نے چہرہ جھکاتے نفی میں سر ہلایا۔اب وہ اسے کیا بتاتا کہ وہ کسے پسند کرتا ہے اود کس حد تک کرتا ہے اب ایک بھائی کے سامنے تو اس کی بہن سے محبت کا اعتراف وہ کرنے سے رہا تھا۔

"نہیں وہ مجھے کرتی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔ نگاہیں کسی غیر مرئی نقطے پہ جمی تھی۔

"اور تم۔ تم کیسے کرتے ہو۔"

صدام کی بات پہ اس کے چہرے پہ ایک سایہ سالہرایا۔ وہ اس کی بات پہ مسکرا بھی نا سکا۔

"میں۔"

وہ بول کر تلخی سے ہنسا جیسے اپنا ہی مذاق بنا رہا ہو۔

میں نے ایک ایسے شخص کو دل دیا ہے جو میرے لیے لا حاصل کے سوا کچھ نہیں۔ تمہارے بہت قریب ہے"

"وہ اپنے وجود کا حصہ بھی کہہ سکتے ہو۔

وہ اذیت زدہ لہجے میں بولا اور سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ صدام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جواب موبائل کان سے لگاتے اس سے معذرت کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ مزید دو منٹ بھی یہاں ٹھہرا تو لازمی اپنا ضبط کھو دے گا جو وہ چار سالوں سے بناتے بناتے تھک گیا تھا۔ اس کے یوں اٹھ کر جاتے ہی صدام نے اس کی پشت کو تکتے ہاتھ کی مٹھی بناتے لبوں پہ جمالی۔ اس کی دماغ کی رگیں پھول چکی تھی۔ اس کے دماغ نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا تھا۔

****

گھڑی رات کے آٹھ بجا رہی تھی۔ پورے گھر میں سناٹے کا راج تھا۔ دو نفوس لاؤنج میں صوفے پہ خاموشی سے بیٹھے کسی کے منتظر تھے۔ گھڑی کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ آج آجائیں سہی یہ کوئی وقت ہے بھلا باہر بارش برس رہی ہے اور اسے دیکھو ذرا رات کے اس پہر نا جانے کونسی رنگ رلیاں مناتا پھر رہا ہے۔"

آفتاب کی کڑک دار آواز لاؤنج کی فضا میں گونجی تو کلثوم نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"بچہ تھوڑی نا ہے وہ اس کی اپنی زندگی ہے وہ جو بھی کرے اور ویسے بھی اب کونسا وہ بس گھومتا پھرتا ہی ہے آپ کے بزنس کو آسمان کی بلندیوں پہ بھی اسی نے پہنچایا ہے۔ گزرے سالوں میں کیسے محنت کی ہے اس نے۔"

وہ جتانے سے باز نا آئی۔ آفتاب نے خشمگین نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا جو اپنے بیٹے کی طرفداری کرنے میں ہمیشہ سرفہرست ہوتی تھی۔

"ہاں نا اتنی مشقت کی ہے کہ بہت جلد وہ آسمان میں میرا گھر بھی بنانے والا ہے ہم بہت جلد اپنا ساز و سامان لیتے وہی شفٹ ہو جائیں گے کیا کہتی ہو تم۔"

وہ چڑ کر بولے۔ کلثوم نے مسکرا کر ان کی جانب یوں دیکھا جیسے ان کا مزاق بلکل بھی پسند نا آیا ہو۔

"بہت شکریہ مگر میں اس زمین میں ہی ٹھیک ہوں آپ ہی جائیں آسمان پہ ستر حوریں بھی انتظار کر رہی ہو گی آپکی۔"

وہ چیخ کر ایک ادا سے بولی اور اپنے جوڑے کو سنوارنے لگی۔ وہ ان کی بات پہ بدک کر رہ گئے۔ وہ کس قسم کی بات کر رہے تھے اور وہ باتوں کا رخ کس جانب لے جا رہی تھی۔ انہوں نے دانت کچکچاتے اس کی جانب

All Rights Reserved By Novels Lounge

دیکھا۔اسی دوران پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پہ ان دونوں نے چونک کرایک دوسرے کی جانب دیکھا۔آفتاب تو گویا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"السلام وعلیکم مام ڈیڈ۔"

وہ اونچی آواز پہ میں بولتے سر خم کر گیا۔اس کی بات پہ اس سے پہلے کہ آفتاب گرجتے اس کے ساتھ آتی مریم کو دیکھ ان دونوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی کیونکہ وہ دونوں بلکل تنہا تھے۔ان دونوں نے ٹھٹھک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا اور ایک نگاہ سر تا پا مریم پہ ڈالی جوان کی نگاہوں سے گھبراتے اپنی پیشانی مسل رہی تھی۔

"ی" یہ تمہارے ماں باپ مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہیں۔

مریم نے اس کے نزدیک جھکتے اسے مخاطب کیا۔

"تم دنیا کا آٹھواں عجوبہ جو ہو اور عجوبوں کو ایسے ہی دیکھا جاتا ہے۔"

جواباًوہ پر سکون لہجے میں بولتے اس کا سکون سرے سے غارت کر گیا۔مریم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا منہ توڑ دے۔

"آیئے تشریف رکھیے صاجزادے صاحب کیا پیش کریں آپ کی خدمت میں۔"

آفتاب اس پہ طنز کرنے والے انداز میں بولے تو فارس نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔

"فلحال تو بس جتنی گالیوں کو ذخیرہ اندر جمع کیا ہوا ہے وہ ہی باہر اگل دیں اس سے پہلے کہ وہ پھٹ جائے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل جلانے والے لہجے میں بولا۔وہ اس کی بات پہ جل کر راکھ بھی ہو گئے۔

سب باتیں چھوڑو یہ بتاؤ کہ "کہاں تھے اور مریم ساتھ کیسے ہے تمہارے۔سب ٹھیک ہے نا۔"

کلثوم نے نرمی سے استسفار کیا۔مریم گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"جی مام بس باہر بارش ہو رہی تھی اور ہم سب کو کچھ شاپنگ وغیرہ کرنی تھی تو اسی لیے بس مریم کو میں نے گھر ڈراپ کرنا تھا مگر واپسی پہ بارش ہو گئی اور میں بری طرح بھیگ گیا اسی لیے سوچا کہ گھر جا کر فریش ہو جاؤ ساتھ ہی اسے ڈراپ کر دوں گا۔مام آپ اب اسے اپنے واشروم تک لے جائیں میں بھی فریش ہو جاتا ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تو کلثوم نے مریم کو اپنے واشروم کا راستہ دکھایا اور واپس لاؤنج میں آئی جہاں وہ سکون سے موبائل میں گیم کھیلنے میں محو تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم فارس میاں۔تمہارے دوست اتنے آگے نکل چکے ہیں گھریلو زندگی میں بھی اور آفس وغیرہ میں بھی مگر تم وہی کے وہی ہو۔"

آفتاب غصیلے لہجے میں بولے فارس نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے ان کی جانب دیکھا اور موبائل لاک کرتے ایک جانب رکھا تھا۔

"کیا چاہتے ہیں آپ۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہماری چھوڑو ہم جو چاہتے ہیں اس چیز کی شروع سے ہی تمہیں کوئی چاہ نہیں ہے۔ تم اپنی چاہ کے بارے میں "

"بتاؤ کیا ہمیں قبروں میں اتارنے کے بعد بیوی لانا چاہتے ہو۔

وہ سرد مہری سے گویا ہوئے۔ فارس کا قہقہہ ان کی بات پہ بے ساختہ تھا۔

"لیا بات کر رہے ہیں یار ڈیڈ آپ میرے بچوں کو کون سنبھالے گا پھر۔"

وہ ہنستے ہوئے مزے سے بولا۔

"کیوں تمہاری بیوی کیا کرے گی پھر۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے گرجے۔

"دیکھیں آپ میرے بچے سنبھالیے گا وہ آپ کا بچہ سنبھالے گی ہو گیا نا حساب برابر۔"

وہ دائیں آنکھ دباتے شاہانہ لہجے میں بولا۔ آفتاب اس کی سوچ پہ عش عش کر اٹھے۔

"ویسے کیا تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے۔"

کلثوم اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے دوستانہ لہجے میں بولی۔ فارس نے نرمی سے مسکراتے ان کی جانب دیکھا۔

"بس سارا سال ایسی ہی دل خوش کرنے والی باتیں کرتی رہا کریں یقین کریں بہت حسین لگتی ہے۔"

وہ ان کا گال چھوتے محبت سے بولا۔ کلثوم اس کی بات پہ سٹپٹا کر رہ گئی اور خفت سے سرخ پڑتا چہرہ جھکا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اتنی دیر میں مریم بھی آگئی تو وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ رات مزید گہری ہوتی جا رہی تھی۔ مریم ان دونوں سے ملتے وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ گاڑی کے نزدیک پہنچتے ہی فارس نے اندر سے ایک شاپنگ بیگ نکالتے اس کی جانب بڑھایا تھا۔ مریم نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کیا ہے اب۔"

وہ شاپنگ بیگ کا معائنہ کرتے ہوئے بولی۔

"کپڑے۔"

فارس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے یک لفظی جواب دیا۔

"کس قسم کے کپڑے۔"

مریم نے شک بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ اس سے کسی ڈھنگ کے کام کی توقع نہیں تھی۔

"ڈھنگ کے کپڑے جو تمہیں لازمی پہننے چاہیے۔"

فارس اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا تو وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"میں نے ابھی بھی ڈھنگ کے کپڑے ہی پہنے ہیں۔"

وہ اس کی بات کا اچھا خاصہ برا منا گئی تھی شاید تبھی منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ فارس نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا جو ہمیشہ کی طرح پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔ وہ لبوں کو گولائی کی صورت میں کرتے ہاتھ کی مٹھی بنا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اگر تم ان پھٹے ہوئے کپڑوں کو ڈھنگ کا کہتی ہو تو پھر تمہاری سوچ بھی ان کپڑوں کی طرح پھٹی ہوئی ہے۔

وہ شانے اچکا کر بے نیازی سے بولتے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ہمیشہ کی طرح اپنی اس قدر بے عزتی پہ وہ تلملا کر رہ گئی۔یہ لڑکا اسے بے عزت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔نا جانے وہ کس قدر مشکلوں سے وہ اتنے برینڈڈ ٹراؤزرز اور پینٹس خریدتی تھی اور فارس اسے دو سیکنڈ میں دو کوڑی کی کر کے رکھ دیتا تھا۔وہ دانت پہ دانت جماتے کڑھ کر رہ گئی۔

****

اج آپ نے یہ بات کرلی مگر میری بات کان کھول کر سن لیں آئندہ اگر آپ نے اس قسم کی کوئی بھی بات" "مجھ سے کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا پرخہ۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے سختی سے تنبیہہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔پرخہ نے حیرت سے اس کا سرد انداز دیکھا تھا۔

"لالہ کیا ہو گیا ہے ام تو آپ کی خوشی کی خاطر۔"

میری خوشی۔اس میں میری خوشی کہا ہے پرخہ۔کہی کوئی اہمیت ہے میری کسی بھی فرد کیلیے جو ہر کوئی کبھی" بھی اٹھ کر آجاتا ہے مجھے ایک نیاز خم دینے کیلیے۔مجھے اب مزید اذیتوں کی ضرورت نہیں ہے تو خدارا اب اس "قسم کی کوئی بات نا ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی بات درمیان میں اچکتے کھردرے لہجے میں گویا ہوا۔ پرخہ سختی سے لبوں کو بھینچ گئی۔ اس کو منانا سچ میں مشکل مرحلہ تھا۔ نوفیل درست کہہ رہا تھا۔

"لالہ رخ بہت اچھی ہے لالہ۔ وہ سنوار دے گی سب کی زندگیوں کو۔ بھولی سی ہے زمانے کی چالاکیاں اس میں نہیں ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تو شہرام نے تیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے سختی سے دانت پہ دانت جمائے تھے جو ابھی بھی اپنے موقف پہ قائم تھی۔

"اس سے انکار کی سب سے بڑی وجہ جانتی ہو کیا ہے کہ وہ میرے بچوں جیسی ہے۔ جیسی آپ ہو ویسی ہی وہ ہے میں نے اسے ہمیشہ اسی نگاہ سے دیکھا ہے اور پرخہ پلیز سٹاپ اٹ پلیز انف از انف۔ نہیں کرنی مجھے شادی۔"

وہ سختی سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولا۔ آنکھوں میں بے تحاشہ ناگواری در آئی تھی۔ پرخہ اس کی بات پہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔ نوفیل کو وہ ہی جانتی تھی کہ اس نے کیسے منایا ہے کیونکہ نوفیل کو یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ اگر شہرام کی شادی لالہ رخ سے ہو گی تو سراسر دونوں کے ساتھ ناانصافی ہے کیونکہ نا شہرام اسے وہ حقوق دے پائے گا اور پھر رخ کی حق تلفی ہو گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تو پھر ٹھیک ہے آپ شائستہ سے کر لیں مگر کرلیں وہ تو اس گھر کو اتنے عرصے سے سنبھال رہی ہے۔اسے "
ایک ایک چیز کے بابت علم ہے۔غازان کے بارے میں وہ جانتی ہے اسے تو بلکل بھی مشکل نہیں ہو گی۔اب
"ام کسی بھی حالت میں آپ کی شادی کروا کر رہیں گے ام آپ کو تنہا نہیں دیکھ سکتے۔

وہ سر جھٹکتے ہوئے بمشکل اپنا غصہ دباتے ہوئے بولی۔شہرام نے خون اشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کا ذہنی توازن بگڑ چکا ہے۔"

وہ مختصرا بولتے پانی کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔پرخہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو اس کی بات سننے کو ہی تیار نہیں تھا۔

"مگر کیا مسئلہ ہے اب اس میں۔غازان کو مورے مل جائے گی۔"

"مجھے مما نہیں چاہیے اپھو۔آپ ڈیڈا کو کیوں فورس کر رہی ہیں۔"

غازان کی ناگوار آواز پہ پرخہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا مگر اس کے چہرے پہ سرخی دیکھ وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"غازان آپ اندر جاؤ یہ امارے اور لالہ کے درمیان بات ہو رہی ہے۔"

"بات آپ دونوں کے درمیان ہو رہی ہے مگر ہو تو میرے لیے مما کے بارے میں ہے نا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔پرخہ نے نگاہیں شہرام کی جانب اٹھائی جیسے شہرام کو جتانا چاہ رہی ہو۔پرخہ اس کی انہی بدتمیزوں سے خائف رہتی تھی۔ناجانے وہ کیوں بگڑتا چلا جارہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"غاز آپ اندر جائیں میں اندر ہی آرہا ہوں۔"

شہرام کی سنجیدہ آواز پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی منہ بناتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اسے جواب میں کچھ بولتا اندر سے آنے والے غیر معمولی شور کی آواز بھی وہ دونوں سرعت سے اندر کی جانب بھاگے تھے۔

"تم نے میرا فیورٹ ٹوائے توڑ دیا۔"

وہ غصے سے نوری سے مخاطب تھا جو اس کا کھلونا ہاتھ میں تھامے اس کے غصے سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔پرخہ نے تڑپ کر آگے بڑھتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے غاز ایک ٹوائے ہی تو ہے۔بہت غلط بات ہے سے سوری ٹو ہر۔"

شہرام نے ضبط سے اسے حکم صادر کیا۔غازان نے جواب میں چہرہ جھکا لیا۔پرخہ نے رندھی نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا تھا۔

"ڈیڈا یہ گفٹ میری پہلی برتھڈے پہ آپ نے۔"

"آئی سیڈ سے سوری ٹو ہر غازان خان۔"

شہرام کے درشت لہجے پہ اس نے دانت پہ دانت جماتے اسے سوری کہا اور بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی شہرام نے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسی لیے بول رہی تھی کہ کچھ سوچ لیں اس سے پہلے سب کچھ غلط ہو جائے کیونکہ اولاد ایک بار ہاتھ سے نکل "

" جائے تو اسے واپس راہ پہ لانا بے حد مشکل کام ہے اور اس کی تو عمر بھی ابھی اتنی نہیں ہے۔

پرخہ نرمی سے اسے قائل کرتی ہوئے بولی۔ شہرام نے اس کی بات کو کسی کھاتے میں نہیں لیا تھا کیونکہ یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی کہ بچپن سے اس کی توجہ غازان کی جانب سے بہت کم رہی ہے۔ اپنے کام میں الجھ کر کبھی کبھار وہ اسے فراموش بھی کر جاتا تھا جس کی بدولت اسکی شخصیت میں ابھی سے سرد مہری آتی گئی مگر اب اسے ہی اس کے اندر کے اس کمی کو پر کرنا تھا۔ وہ دوزانوں نوری کے سامنے بیٹھا تو وہ روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

لالہ غصے کے بہت تیز ہے نوری اسی لیے ضبط کھو جاتے ہیں۔ آپ انہیں نظر انداز کر جایا کرو۔ ان کی کسی بھی "

" بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا کرو۔

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا تو وہ ہولے سے مسکرا دی تھی۔ شہرام نے مسکراتے اس کا گال تھپتھپایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

۔" آ" آپ ڈرائیور سے بول دیں کہ امارے کو گھر چھوڑ آئے۔ اب یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے

پرخہ کی آواز پہ اس نے اسے اپنی تقلید میں آنے کا اشارہ کیا تھا۔ غازان نے پردے کی اوٹ سے جاتی نوری کی پشت کو جلتی نگاہوں سے تکا تھا۔ صرف اس کی بدولت وہ ہمیشہ شہرام سے ڈانٹ کھاتا تھا۔ اسے اس سے مزید نفرت محسوس ہوئی تھی۔ چند لمحوں کی توقف کے بعد ہی متفکر سے شہرام اپنی پیشانی مسلتے جوں ہی کمرے میں

NovelsLounge.com

داخل ہوا وہ بیڈ پہ چہرہ جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ شہرام نے ایک تاسف زدہ نگاہ اس پہ ڈالی اور اپنا رخ الماری کی جانب موڑا تھا۔ اسے بیڈ پیک کرتا دیکھ غازان کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ وہ چھلانگ لگا کر بیڈ سے اترا تھا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں ڈیڈا۔"

اس کی آواز پہ شہرام نے ایک خاموش نگاہ اس پہ ڈالی اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

آپ مجھ سے ناراض ہیں کیا۔ میں نے سچ میں کچھ نہیں کیا۔ میں تو بار بار اسے ٹوک رہا تھا کہ میرے ٹوائز" "مت چھیڑے مگر اس نے وہ توڑ دیا اور وہ میرا فیورٹ تھا۔

وہ منہ بسورتے ہوئے شکایتی لب و لہجے میں گویا ہوا۔ شہرام نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ٹوکنے اور غصہ کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے غاز آپ ہمیشہ اس سے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں اور اب اس" بات پہ کوئی بحث نہیں ہو گی میں تو ویسے بھی آپ کیلیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا جو آپ میری بات مان لیں کوئی "مسئلہ نہیں ہے جو جی میں آتا ہے کیجیے اور ڈیڈا کو جی بھر کر بدنام کریں۔

وہ سر جھٹک کر بولتے بیگ میں چند سوٹ اپنے اور چند سوٹ اسکے ڈالتے بیگ کی زپ بند کرنے لگا۔ غازان نے تڑپ کر اس کی ناراضگی دیکھی۔ آنکھوں میں نمی نے ڈیرا جما یا تھا۔

"ایم سوری۔"

اس کے معذرت خواہانہ لہجے پہ شہرام نے بھی بات کو مزید پھیلانے کی بجائے سمیٹنا ہی بہتر سمجھا تبھی ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہم کہاں جارہے ہیں۔"

اس نے پھر سے وہی سوال دہرایا۔

"کراچی۔"

شہرام کے منہ سے یک لفظی جواب نکلا تھااور اس نام کے ساتھ ناجانے کیسی کیسی تلخ یادیں اس کے ذہن کے دریچوں پہ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ کہی چہرے پہ تاریکی چھائی تو کہی تلخ مسکان۔

"صدام انکل کے کراچی۔"

اس نے چہک کر سوال کیاتو وہ مدھم سا مسکراتے اس کے بال بکھیر گیا۔وہ جانتا تھا کہ غازان کو اس کے متعلق ضرور یاد ہوگا کیونکہ وہ اس کے ہوش میں بھی ایک بار ایبٹ آباد اس سے ملنے آچکا ہے۔اب وہ ناجانے جانے کے متعلق کون کونسی باتیں اس سے کر رہا تھا جس کا جواب دینا شہرام پہ لازم تھاالبتہ اس کی نگاہیں غازان کے دمکتے چہرے پہ جمی تھی جو کہی جانے کے نام سے ہی کس قدر اتاولا ہورہا تھا۔وہ جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر صدام کے مسلسل اصرار کی بدولت اسے وہاں جانا تھااور بہت بڑا دل کر کے جانا تھا۔جب اس نے اپنی دوستی میں کبھی کوئی کمی نہیں آنے دی تو پھر وہ کیسے اس کی بات کو فراموش کر دیتااب دوستی نبھانے کی باری شہرام خان کی تھی۔اسے واپس کراچی لوٹنا تھا صرف اپنے دوست کی خاطر۔

کیا سچ میں صرف اپنے دوست کی خاطر۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے دل نے صدا لگائی تو اس کے چہرے پہ کئی رنگ آکر گزر گئے۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

****

برلن کی سرزمین پہ ایک دلکش شام اتری تھی۔آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے بسیرا کیا ہوا تھا۔ٹھنڈی ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا۔ایسے موسم میں وہ ٹیرس کی کھلی فضا میں ریلنگ سے پشت ٹکائے کھڑی کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔سوچوں کا محور اس وقت صدام کی ذات تھی جس نے سختی سے اسے عادل کے ارادوں سے آگاہ کر دیا تھا۔اب اس کے پاس واحد راستہ اس کے مطابق یہی رہتا تھا کہ وہ خاموشی سے واپس لوٹ جائے۔ہاتھوں میں بلیک کافی کا مگ تھامے وہ اس سے چسکیاں بھر رہی تھی۔ہوا کے زور سے بال فضا میں اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔اس نے اپنے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔ایکدم صدام کی باتوں کی بدولت اسے کافی شدید کڑوی محسوس ہوئی تھی یہاں تک کہ حلق میں اڑ گئی تھی۔اس نے تلخی سے ایک نگاہ مگ پہ ڈالی جہاں کالے رنگ کا پانی تیر رہا تھا۔ہاں وہ اسے کالا پانی ہی تو کہاں کرتی تھی۔اس نے رخ موڑتے دونوں بازو ریلنگ پہ ٹکائے تو ذہن پرانی یادوں کی جانب اڑتا چلا گیا۔اس نے معطر کر دینے والی ہواؤں کو آنکھیں موندتے محسوس کیا تھا۔

"ماما یہ دیکھ لیں آپ بھائی کو کیا کیا پیتے ہیں اور زبردستی مجھے بھی پلاتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ عافیہ کے پیچھے پناہ لیتے چیخ کر بولی۔عافیہ نے اس کی بات پہ گھورتی نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک مگ تھا لازماً اس کے اندر بلیک کافی تھی۔

صدام مت کیا کرو تم بچے تو ہو نہیں جو یہ کڑوا پانی پیتے ہو۔عجیب حرکتیں ہیں تمہاری اس سے اچھا دودھ پیا" کرو۔

"عافیہ اسے جھاڑنے والے انداز میں بولی۔

ماما بچے دودھ پیتے ہیں اور میں پی ایچ ڈی کر رہا ہوں اب خود کو مینٹین کرنے میں اور تروتازہ رکھنے کیلیے مجھے "

"یہ چیز درکار ہے اسی لیے پیتا ہوں چہرے پہ گلو آتا ہے۔

وہ ان کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"استغفر اللہ بھلا یہ پی کر کس کے چہرے پہ گلو آتا ہے۔"

وہ منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولی۔

یہ دیکھو تمہارے چہرے پہ کتنی جھڑیاں آئی ہوئی ہے دانے بھی ہیں یہ پیا کرو موٹی بھی تو ہوتی جا رہی ہو بس "

"یہ پیا کرو بلکل پرفیکٹ ہو جاؤ گی۔

اس کی بات پہ پریسہ نے پریشانی سے عافیہ کی جانب دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ وہ ٹھیک کہ رہا ہے یا نہیں۔

"اس کی باتوں میں مت آنا پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عافیہ تنبیہی لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔پریسہ نے صدام کی بات کو دل پہ لیتے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو صدام کا چہرہ اس کے عقب سے نمودار ہوا تھا۔

"یہ دیکھو یہ دانہ یہ کیل مہائیاں رنگت دیکھو اپنی کیسی سیاہ ہو رہی ہے منہ دیکھو کیسے گول گپا بنا ہوا ہے۔ایسے تو تمہارا ہونے والا شوہر تمہیں دیکھ کر ڈر کر بھاگ جائے گا۔"

وہ مصنوعی افسوس کرنے والے انداز میں بولا۔پریسہ نے متفکر سی اس کی سمت رخ موڑا۔

"اس کا حل بھائی۔ایک تو میرا قد بھی چھوٹا اور اگر یہ سب چیزیں بھی ہو گئی تو مجھ میں کوئی ایک اچھی خوبی بھی نہیں رہے گی۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولی۔صدام نے اگلے ہی لمحے اپنے قہقہے کا گلہ گھونٹتے کافی کا مگ سرعت سے اس کی نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔

"ٹن ٹناااا۔یہ لو اسے پیو سارے مسائل خود بخود ٹل جائیں گے۔"

"مگر یہ تو بہت کڑوی ہوتی نا۔"

وہ اس کی بات کے جواب میں بولی۔صدام نے ہولے سے اس کے سر پہ چپت لگائی۔

"کڑواپن کچھ وقتی ہو گا مگر اس کے بعد بہاریں۔"

وہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا اور مگ اس کی جانب بڑھایا تھا۔پریسہ نے اس کے ہاتھ سے کافی تھامتے مگ لبوں سے لگایا مگر پہلا گھونٹ بھرتے ہی کافی پھوار کی صورت میں اس کے منہ سے باہر نکلی نہیں تھی۔

"پیو پیو شاباش دیکھو رنگ کیسے نکھر ناشروع ہو گیا ہے۔"

وہ دل ہی دل میں اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے بولا تو پریسہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس نے اپنی ناک بند کرتے آنکھیں میچی اور ایک ہی سانس میں کافی چڑھا گئی تھی۔اس کے بعد وہ جو کھانسنا شروع ہوئی عافیہ اور عادل کے کمرے سے باہر نکلنے پہ ہی اس کی کھانسی تھمی تھی۔ صدام اس کی حالت سے مزہ اٹھاتے زبردست قسم کا قہقہہ لگا رہا تھا۔

"تم نے اسے کافی پلادی صدام۔"

"جی ماما دیکھیں دانے بھی ختم چہرے کا رنگ بھی صاف اور قد بھی لمبا ہو گیا ہے ٹڈی کا۔"

وہ اس کے دونوں گالوں کو کھینچتے مزاق اڑانے والے انداز میں بولا تو پریسہ نے سختی سے اپنے لبوں کو رگرتے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"یادرکھوں گی میں ہمیشہ کہ آپ نے مجھے زہر پلایا تھا۔بہت برے ہیں آپ بھائی۔"

وہ اس کی کمر پہ پے در پے مکے مارتے ہوئے بولی۔ صدام مسلسل اس کی حالت پہ ہنس رہا تھا۔عافیہ اور عادل نے تاسف سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ویسے میں تمہیں ایک پتے کی بات بتاؤں اکثر تنہائیوں کی بہترین دوست ہوتی ہے یہ کافی۔اس کا اندازہ جس "دن تمہیں ہو گیا نا تم مجھے یاد کروں گی۔"

وہ اسے جتانے والے لہجے میں بولا اور اس کے بالوں کو بگاڑتے زینوں کی جانب بھاگ گیا۔پریسہ نے چیختے ہوئے اس کے عقب میں دوڑ لگائی تھی۔

وہ ابھی انہی سوچوں کے زیر اثر تھی کہ لینا کی آواز پہ وہ خیالوں کی دنیا سے نکلتی اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ اس کا یوں چونکنا لینا نے شدت سے محسوس کیا تھا۔

Ma'am, your coffee has gone cold. Is everything okay? You were lost in deep thought.

(میم آپ کی کافی تو ٹھنڈی ہو گئی۔سب ٹھیک ہے نا آپ اتنی گہری سوچ میں گم تھی۔)

پریسہ اس کے لہجے میں اپنے لیے پریشانی محسوس کر ذرا سا ہنسی۔

Yes, everything is fine. Tell me if my work is done or not.

(جی سب بلکل ٹھیک ہے۔آپ بتائیں میرا کام ہوا یا نہیں۔)"

اس نے کافی کا مگ سینٹر ٹیبل پہ رکھا اور اپنے کوٹ کو کھینچ کر خود پہ درست کیا۔لینا کو وہ اس سرد ٹھٹھرتی ہوا شام کا حصہ ہی معلوم ہوئی تھی بلکل سرد اور خاموش سی۔اس نے قدم اس کی تقلید میں اندر کی جانب

All Rights Reserved By Novels Lounge

بڑھائے جواب اپنی وارڈروب میں گھسی کچھ تلاش کررہی تھی۔لینانے فائل میں سے کچھ نکالتے اس کی جانب بڑھایا تھا جسے اس نے تھامتے سنجیدگی سے پڑھا۔

Are the tickets to Pakistan confirmed or not? If not, please contact an agency that knows about me, because I have to land in Pakistan tomorrow in any case. It is very important.

(پاکستان کے ٹکٹس کنفرم ہوگئے یا نہیں۔اگر نہیں ہوئے تو آپ کسی ایسی ایجنسی سے رابطہ کریں جو میرے بابت جانتی ہو کیونکہ مجھے کسی بھی صورت کل شام میں پاکستان لینڈ کرنا ہے۔یہ نہایت ضروری ہے۔)

اس نے سختی سے اسے واضح تنبیہہ کی تھی۔لینانے اس کی بات پہ سرعت سے اثبات میں سر ہلایا اور مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

Ma'am, everything is done, just get ready to return quickly. Is it possible that you ask me to do something and I don't do it?

(میم سب کچھ ڈن ہوچکا ہے آپ بس جلدی سے واپس لوٹنے کی تیاری پکڑیں۔ایسا ہو سکتا ہے کیا کہ آپ مجھے کوئی کام کہیں اور میں وہ نا کروں۔)

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔پریسہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا آکر گزر گیا۔وہ اس کے لبوں سے یہ تو سننے کی خواہش مند نہیں تھی وہ چاہتی تھی کسی طرح بھی لینا اسے روک لے کیونکہ وہ اس سرزمین پہ ابھی اپنے قدم نہیں رکھنا چاہتی تھی۔لینا نے نا سمجھی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا ملاحظہ کیا تھا۔

is everything alright mam?

اس نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھاتے نا سمجھی سے استسفار کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتی سرعت سے اثبات میں سر ہلا گئی تھی اور دل وجان سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا جو مسلسل بے چینی سے اپنے ہاتھ میں موجود گھڑی پہ نظر ڈال رہی تھی۔

Why are you in such a hurry leena?

(اپ اتنی جلدی میں کیوں ہیں لینا؟)

اس نے وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالتے بیگ میں رکھے تھے۔لینا اس کی اتنی جلدی پیکنگ کرنے پہ حیران رہ گئی جس کی رنگت ابھی کچھ دیر قبل پاکستان جانے کے نام پہ اڑ گئی تھی مگر اب وہی وہاں جانے کی تیاری بھی کر رہی تھی۔

Ma'am, actually there is a very high level football match practice here, so I go there every year, so it's a bit early. If

All Rights Reserved By Novels Lounge

you don't have any work, can I go, but I promise you that I will. I will arrive on time tomorrow.

میم وہ دراصل یہاں نا بہت اعلیٰ پیمانے پہ فٹ بال میچ کی پریکٹس ہوتی ہے تو بس میں وہاں ہر سال جاتی ہوں اسی لیے ذرا جلدی ہے۔ اگر آپ کو کوئی کام نا ہو تو کیا میں جا سکتی ہوں مگر میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں کل وقت پہ پہنچ جاؤں گی۔")

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ پریسہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ فٹ بال کے نام پہ ایک الوہی سی چمک تھی۔ ماضی کے پنے اس کی نگاہوں کے سامنے سے تیزی سے گزرے تھے۔ وہ خاموشی سے نگاہیں پھیر گئی۔

okay you can go now.

وہ نرمی سے مسکرا کر بولی۔ لینا نے اس کی بات پہ چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور سرعت سے جانے کیلیے مڑی تھی معاً کچھ یاد آنے پہ اس نے ایک بار پھر اس کی جانب رخ پھیرا تھا۔

Mam you are very difficult to understand۔

(میم آپ کو سمجھنا بے حد مشکل کام ہے۔)

وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ پریسہ کا اپنے کپڑے بیگ میں رکھتا ہاتھ اس کی بات پہ وہی تھما تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ دلکشی سے ہنسی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

Don't even try to understand me. I have such a deep personality that you will drown.

"مجھے سمجھنے کی کوشش بھی مت کریں لینا۔بہت گہری شخصیت ہے میری ڈوب جائیں گی آپ۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔لینا نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آپ دل سے نہیں مسکراتی کیونکہ جب آپ مسکراتی ہیں تو آپ کی آنکھیں"

"ساتھ نہیں دیتی۔آنکھوں میں خالی پن لبوں پہ مسکراہٹ کیا اسے دل سے مسکرانا کہتے ہیں۔

اس نے کھوئے کھوئے انداز میں اس کی ذات پہ تجزیہ کیا تھا۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

میرے نزدیک تو یہ مسکرانا ہی ہے اور میں خوش ہوں کہ مجھے یہ مسکرانا بھی نصیب ہوا ہے ورنہ کچھ کی"

"قسمت میں صرف رونا ہی ہوتا ہے اور اس رونے میں یہ خالی مسکراہٹ بھی کسی غنیمت سے کم نہیں ہوتی۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔لینا کا دل اس کی بات پہ دھک سے رہ گیا معاً اسے فون پہ مصروف دیکھ اس نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔پریسہ نے ہنوز مسکراتے اپنا کام جاری رکھا تھا۔ویسے بھی کل اس وقت وہ پاکستان لینڈ کر چکی ہو گی یا ہو سکتا تھا کہ وہ گھر بھی پہنچ چکی تھی۔پانچ سالوں بعد سب کیسا ہو گا کیا سب بدل گیا ہو گا کیا وہ دوستی ویسی ہی ہو گی۔وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بریزہ بریزہ۔"

وہ جو کچن میں کھڑی چائے بنانے میں مصروف تھی نازیہ کی آواز پہ چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوئی اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکاتے چولہے کی آگ دھیمی کی تھی۔

"کیا ہوا اماں سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔

"تم یہ کام چھوڑو اور کمرے میں جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ وقت کی پہلے ہی بہت کمی ہے اور ہادی کو بھی دیکھو ہائیضم کو بھی تیار کرنا ہے ابھی اور جانتی بھی ہو ہادی دیری سے اچھا خاصا چڑتا ہے۔"

وہ اسے جھڑکتے ہوئے بولی تو اس نے ایک نگاہ چائے پہ ڈالی تھی۔اتنی چاہ سے اس نے اپنے لیے چائے بنائی تھی۔وہ اثبات میں سر ہلاتے مریل قدموں سے کچن سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"بس کر جا ایک تیری ماں رات کو سونے نہیں دیتی اور ایک تو پورا دن رو رو کر میرا گلہ پھاڑتا رہتا ہے۔"

اس نے جوں ہی کمرے کے اندر قدم رکھا اندر سے آنے والی ہادی کی آواز پہ وہ پیچ وتاب کھاتی رہ گئی تبھی دندناتے ہوئے اس کے سر پہ پہنچی۔

"کیوں رات کو کونسے جگراتے کرواتی ہوں میں تمہیں۔میرا منہ مت کھلوانا۔ساری رات مجنوں کی طرح سوئے رہتے ہو اور صبح بھی تمہاری نیند ہی پوری نہیں ہوتی۔پوری رات میں اسے اکیلا سنبھالوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سر جھٹک کر غصیلے لہجے میں بولی۔اس کی بات نے تو اسے جیسے تپ ہی چڑھا دی تھی۔ہادی نے آنکھیں سکوڑتے اس کی جانب دیکھا۔

تو کونسا احسان عظیم کر دیا ہے مجھ پہ۔اپنا ہی بچہ سنبھال رہی ہو۔ چلو اب آ ہی گئی ہو تو اسے پکڑو اور مجھے سونے دو۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔ بریزہ نے اس کے حکم دینے والے انداز پہ دانت پیستے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے اس کے بال بریزہ کی سخت گرفت میں مقید تھے جسے وہ سختی سے کھینچ رہی تھی۔

"کیا کر رہی ہو پاگل عورت۔"

وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

"عورت کس کو بولا لڑکی ہوں میں لڑکی انکل ہو گے تم۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ہادی نے تکلیف کی شدت سے اس کی جانب دیکھا جو غصے سے سرخ پڑ رہی تھی۔

یہ پکڑو اسے اور اسے سنبھال کر دکھاؤ۔کونسا احسان کر رہی ہوں میں تم پہ۔ تم بھی کوئی احسان نہیں کرو گے۔"

وہ تیکھی مسکراہٹ سمیت بولی۔ہادی اس کی بات پہ بھونچکارہ گیا۔

"میری نیند۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

نیند گئی تیل لینے۔ تم اسے پکڑو اور سنبھالو۔ فیڈر بناؤ پیمپر بدلو روئے گا تو سنبھالو آج سے سب تمہارے"
"سپرد۔ میں تو چلی تیار ہونے۔

وہ ایک ادا سے بال جھٹکتے ہوئے بولی اور وارڈروب میں سے پریسہ کا بھیجا گیا سوٹ نکالتے واشروم میں گھس گئی۔ اس نے ایک نگاہ سوٹ پہ ڈالی جو انتہائی خوبصورتی سے ڈیزائن کیا ہوا تھا۔ سب سے زیادہ خوشی ان سب کو ان باکسز پہ پریسہ آفندی کے سائن دیکھ کر ہوئی تھی جو کامیابی کی اتنی منزلیں پار کر چکی تھی مگر ان کی خوشی کو گرہن پریسہ کے نا آنے کی خبر نے لگایا تھا جس نے عین موقع پہ واپس لوٹنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ جی کڑا کر رہ گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ لباس تبدیل کرتے جوں ہی باہر نکلی ہادی پہ نگاہ پڑتے ہی اس کا قہقہہ چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ وہ مسکراہٹ چھپاتے آئینے کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ وہاں سے ابھرتے ہادی کے عکس کو دیکھ وہ شاطرانہ انداز میں مسکرائی جو ایک ہاتھ سے اسے جھلاتے دوسرے ہاتھ سے اس کا فیڈر بنانے میں مصروف تھا۔ چہرے پہ بارہ بجے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا ہادی چہرے پہ بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتی معصومیت بھرے لہجے میں بولی۔ ہادی نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گا بریزہ۔"

وہ غصے سے بولتے مزید زور زور سے اسے جھلانے لگا۔ اس کی حرکت پہ بریزہ کی ممتا تڑپ اٹھی مگر فالوقت وہ کچھ بولی نہیں تھی کیونکہ وہ کچھ بھی بول کر اپنی شامت نہیں بلوانا چاہتی تھی تبھی خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

بدلتے اپنی تیاری میں مصروف ہو گئی۔ ابھی چند پل ہی بیتے تھے کہ اس کے رونے کی آواز اس نے حیرت سے رخ موڑتے ہادی کی جانب دیکھا جو خونخوار نگاہوں سے ہائیضم کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیوں گھور رہے ہیں اسے۔"

بریزہ اپنے لہجے میں ناگواری سموئے بولی۔

"کل "کام کر دیا ہے اس نے مجھ پہ۔ گیلا ہو گیا ہوں میں۔ یہ کام اپنی ماں کے کپڑوں پہ کیا کرو مجھ پہ نہیں۔

وہ چڑ کر باقاعدہ روہانسا ہوتا ہوا بولا ساتھ ہی بریزہ کو گھورتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"کیا ہے کیوں گھور رہے ہو۔"

وہ تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے آئینے کے سامنے رخ کرتے اپنے گالوں پہ بلش آن لگانے لگی جس کی بدولت اس کا گلابی گال مزید گلابی ہو گئے تھے۔

تمہیں میرے گھورنے سے یا غصے سے خوف نہیں آتا کیا بریزہ۔ وقار بھی ڈر جاتا ہے ماما بھی پریشان ہو جاتی "ہیں ایک تم ہی ہو جسے صرف ہنسی آتی ہے۔

وہ بچوں کی طرح منہ پھلاتے ہوئے بولا۔ بریزہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور ستائشی انداز میں بھنویں سکیڑی تھی۔

تمہاری غصے سے ڈرنے والی اور وہ بھی میں یہ حربے کم از کم تم مجھ پہ مت آزماؤ۔ مجھے تمہاری شکل دیکھ کر ڈر "کم ہنسی زیادہ آتی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چڑانے والے لب ولہجے میں بولتی اسے تلملانے پہ مجبور کر گئی۔اس نے خشمگین نگاہوں سے بریزہ کی جانب دیکھا اور اس کے نزدیک آتے ہی اس نے ہائیضم کو اس کے ہاتھوں میں تھمایا تھا۔

"احسان مانتے ہو یا نہیں۔"

وہ مزے سے بھنویں اچکاتے ہوئے بولی۔

"بہت احسان آپ کا میری اولاد کو دنیا میں لا کر اسے سنبھالنے کیلیے کہو تو تمہارے پاؤں چھوں لوں۔"

وہ چڑ کر بولا اور وارڈروب سے اپنا تھری پیس نکالنے کیلیے اندر سر گھسایا تھا۔بریزہ نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہائیضم کو لیتے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے تھے۔

"مہانے بعد میں جانا پہلے کچن میں چائے رکھی تھی میں نے وہ لا کر دو۔"

اس کے تحکم بھرے لہجے پہ ہادی نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"کیا کہا تم نے ابھی۔"

وہ تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچتے بولا۔

انہونی بات تو نہیں کی بس چائے لانے کا ہی کہا ہے۔اس میں اتنا صدمے میں جانے کی کیا بات ہے۔جاؤ اب "

"ویسے بھی سر درد سے پھٹ رہا ہے میرا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنا سر دباتے ہوئے بولی۔ہادی کے چہرے پہ فوراً تفکر بھرے تاثرات ابھرے تھے۔وہ سرعت سے اس کے نزدیک بیٹھا اور ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ تھامتے اونچا کیا تھا۔

"اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ہم جانا کینسل کر دیتے ہیں۔"

اس کے لہجے میں فکر اور محبت محسوس کر وہ دلکشی سے مسکرائی تھی۔جانتی تھی وہ جتنا مرضی لڑ جھگڑ لیں مگر ان سب کے آگے جیت ہمیشہ محبت کی ہی ہوتی تھی۔

"نہیں تم بس چائے لا دو۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔

پہلے پیار سے کہو پھر ہم جائیں گے۔

اس نے شانے اچکا کر ڈھیٹائی سے بولتے ساتھ ہی اپنا گال اس کے آگے کیا تھا۔بریزہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا اور ہنستے ہوئے اس کے گال پہ دھیمے سے اپنا لمس چھوڑا تھا۔

"و بھی آیا۔"

وہ اس کی پیشانی پہ اپنا پر حدت لمس چھوڑتے تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا تھا۔بریزہ اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے طمانیت سے مسکرا دی تھی معاًوقت کا خیال کرتے ہی وہ ہائیضم کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

****

"تم تیار نہیں ہوئے اب تک۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی وہ بیڈ پہ آڑھا ترچھا لیٹا فون پہ مصروف تھا چونک کر سیدھا ہوا۔

"نہیں۔"

وہ شانے اچکا کر بولتے دوبارہ سے کانوں میں ہیڈ فونز لگا گیا۔ عناب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے نزدیک جاتے کھینچ کر ہینڈ فونز نکالے تھے۔

"کیوں نہیں ہوئے۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

پہلے تم تیار ہوتا کہ بعد میں تمہاری تیاری دیکھ کر اگر میرا ایمان ڈگمگائے تو مجھے اپنی تیاری ضائع ہونے کا کوئی "افسوس نا ہو۔

وہ شان اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوا۔ عناب نے عجیب سی شکل بناتے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب۔"

وہ بیڈ پہ پڑا کمفرٹر سمیٹتی مصروف سے انداز میں بولی۔

"میں لفاظی سے کھیلنے کا عادی نہیں ہوں عملی مظاہرہ کروں گا۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت بولا۔ عناب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا مگر شعور کی منزل طے کرتے ہی وہ سرعت سے کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔ اس نے کھینچ کر کشن اس کے منہ پہ مارا تھا۔

"تم انتہائی گھٹیا انسان ہو ارتضی چودھری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔ارتضی نے ایک جست میں اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اس کی کلائی اپنی شکنجے میں لی تھی۔عناب نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ سنجیدگی رقم تھی۔

"اپنے الفاظ واپس لو عناب ارتضی۔"

اس نے سختی سے اسے تنبیہہ کی تھی۔عناب نے آنکھیں چھوٹی کرتے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں لوں گی کیا کرو گے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی ایک ادا سے بولی۔ارتضی کی پیشانی پہ سلوٹوں کا جال بچھا تھا۔اس نے اس کی بازو پہ گرفت مزید سخت کی تھی۔

کس قسم کی بیوی ہو تم۔تمہارا شوہر تمہیں حکم دے رہا ہے کہ اپنے الفاظ واپس لو اور تم اس کی حکم عدولی" کر رہی ہو۔تمہارے پاس صرف دو منٹ کا وقت ہے عناب۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

اوہ دو منٹ اور اگر اس دو منٹ میں یہ کام تو پھر۔"

وہ اس کے مزید نزدیک ہوتے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ہوئے بولی۔اس کی آنکھوں میں ایک واضح چیلنج تھا۔"

"تو پھر تم خود ہی بتا دو کہ تمہیں مزید کتنا وقت درکار ہے اپنے الفاظ واپس لینے میں۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی آنکھوں میں چیلنج بھانپتے مسکینیت سے بولتے عناب کو قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گیا۔ ارتضی نے مسکراتی نگاہوں سے اسے نہارا تھا۔ اس کی ہنسی پہ ہی تو اس کی جان بستی تھی۔ اس نے جھکتے نرمی سے اس کے دونوں گالوں کو چھوا تھا۔ عناب اس کی پیش رفت پہ خجل ہوتے اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے رخ بدلتے وارڈروب کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"چلو اب بس کرو اور تیار ہو جاؤ۔"

وہ اسے جھڑکتے ہوئے بولی۔ ارتضی نے اس کی بات پہ عمل کرتے قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے تو وہ بھی اپنا سوٹ لیتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ چند ساعتوں بعد وہ باہر نکلی تو ارتضی کمرے میں موجود نہیں تھا۔ اس نے شانے اچکاتے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب جگہ سنبھالی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد ہی وہ ہلکا پھلکا سا تیار تھی۔ اپنی تیاری پہ تفصیلی نظر ثانی کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ وہ مڑتی کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے چونک کر جوں ہی دروازے کی جانب دیکھا فون پہ مصروف اندر آتے ارتضی کی نگاہیں اسے دیکھ کر ساکت رہ گئی۔ اس نے بے خودی کی کیفیت میں سرتاپا اس کا جائزہ لیا۔ آنکھوں میں جیسے جگنو سے جلنے لگے تھے۔ اس کی والہانہ نگاہ خود پہ محسوس کرتے عناب نے دل ہی دل میں حلق تر کیا تھا مگر بظاہر مضبوط رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ اپنے سراپے کی جانب اٹھی تو اس کا شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے کیونکہ ڈوپٹہ سرے سے ندارد تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سرسری سا بناتے ہوئے پوچھا اور عجلت میں ڈوپٹہ اٹھاتے خود پہ لپیٹا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس تمہیں دیکھ کر کل والے لڑکیوں کی باتیں یاد آ گئیں تو ذہن خود بخود اس جانب مبذول ہو گیا۔ویسے یونو کل وہ لڑکیاں کیا کہہ رہی تھی مجھے کہ آپ تو اتنے ہینڈسم ہیں بیوی کہاں سے اٹھا لائے ہیں آپ دونوں کا تو بلکل جوڑ نہیں ہے۔"

وہ اسے چڑانے والے لہجے میں بولا تو اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئی۔

"اپنی بیوی کے متعلق اس قسم کی بات کرتے ہوئے شرم تو نہیں آتی تمہیں ویسے ٹھیک ہی کہتے ہیں جب تک لڑکیاں محبت رہے وہ دنیا کی حسین و جمیل دوشیزہ ہو گی مگر جوں ہی اس کی شادی آپ سے ہو جائے تو ساری اس چاند پہ گرہن لگ جاتا ہے۔"

وہ طنزیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے تلخی سے بولی۔

"سو فیصد درست کہا تم نے۔"

وہ برش سے بالوں کو سنوارتے مصروف سے لہجے میں بولا۔عناب نے پیچ و تاب کھاتے اس کی جانب دیکھا جو اس کی بات کا کوئی نوٹس ہی نہیں لے رہا تھا۔

"ارتضی۔"

"اب مزید بحث مت کرنا مجھ سے کیونکہ تمہارا جو یہ حسن ہے نا یہ مجھے میری بات بدلنے پہ مجبور نہیں کر سکتا نا ہی یہ کوئی اتنی بڑی دلیل ہے۔ہار جاؤ گی عناب بیگم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں تمسخرانہ لہجے میں بولا۔عناب کے وجود میں اس کے لمس سے سنسناہٹ سی دوڑ گئی معاًوہ ایک لمحے میں سیدھی ہوئی تھی۔آنکھیں یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں وہ خود کیلیے ستائش صاف محسوس کر چکی تھی۔ارتضیٰ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس نے ایک جھٹکے سے اپنے بالوں کو کیچڑ کی گرفت سے آزاد کرایا اور ایکدم چہرہ نیچے جھکاتے بالوں کو بائیں جانب جھٹکا تھا۔اس کی گھنی زلفوں کی حرکت کے ساتھ ہی اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ارتضیٰ سانس روکے اس کی جانب دیکھ رہا تھا جس کے لبوں پہ ایک دلفریب مسکراہٹ رقصاں تھی البتہ آنکھوں میں جیت کی چمک مگر ارتضیٰ اب اپنے حواسوں میں ہی کہاں رہا تھا۔اسے بلکل بھی توقع نہیں تھی کہ عناب اس کے سامنے ایسی حرکت کرے گی۔

"ہاں کچھ کہہ رہے تھے کیا تم۔"

وہ اپنے لبوں کو گلابی لپ سٹک سے رنگتے مصنوعی چونکتے ہوئے بولی۔

"کچھ نہیں۔"

وہ جو کھویا کھویا اس کی جانب دیکھ رہا تھا اپنی بے ساختہ حرکت پہ خجل ہوتے آئینے کی جانب رخ کر گیا۔عناب نے ڈریسنگ سے پشت ٹکاتے اس کے کوٹ کے بٹن کو بند کیا تھا۔ارتضیٰ شاید ابھی بھی اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہہ جو حسن ہوتا ہے ناارتضی یہ مردوں کو ایک سیکنڈ میں پگھلا دیتا ہے۔اسی لیے اگلی بار دلیلوں کی بابت بات کرنے سے قبل سوچ ضرور لینا۔"

وہ گہری مسکراہٹ سمیت بولتی دل ہی دل میں اس کی حالت پہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔اس سے پہلے وہ وہاں سے آگے بڑھتی اپنی کلائی اس کی شکنجے میں محسوس کرتے اس کا دل دھک سے رہ گیا۔اس نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"تمہارے حسن کو خراج تحسین پیش کرنا تو میرا حق ہے نا۔"

وہ اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے گھمبیر لہجے میں بولا اور اس کے کان میں جھومتے جھمکے کو انگلی کے پور سے چھوا تھا۔عناب کی حالت اس کی حرکت پہ غیر ہونے لگی۔

"اگر ہم وقت پہ زیمل کی برتھ ڈے پہ نا پہنچے تو سب کی موجودگی میں صدام بھائی کی جوتی آپ کو سلامی پیش کر جائے گی۔"

وہ گھبرائے لہجے میں بولتی سرے سے ہی اس کے موڈ کا بیڑا غرق کر گئی۔اس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کا حصار ڈھیلا ہوتے ہی بھاگنے والے انداز میں کمرے سے باہر نکلی تھی۔ارتضی اس کی چالاکی بھانپتے بے بسی و بے بسی ہاتھ کی مٹھی بناتے دوسرے ہاتھ میں مار گیا مگر پھر اس کی حرکت یاد کرتے ہی اس کے لبوں کے گوشوں پہ ایک دلکش معنی خیز مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

****

آفندی ہاؤس میں آج الگ ہی سماں تھا۔گھر کے ایک مخصوص حصے کو خوبصورتی سے بچوں کی مناسبت کے لحاظ سے تیار کروایا گیا تھا۔سالگرہ کا اہتمام لاؤنج میں ہی کیا گیا تھا۔چاروں اطراف میں گلابی اور سفید رنگ کے غبارے اپنی بہار دکھا رہے تھے۔عین وسط میں ایک اونچا میز رکھا گیا تھا جس کے اطراف میں بھی غبارے اور لڑیاں لگائی تھی۔سالگرہ میں دوست وغیرہ ہی مدعو تھے تبھی یہ تقریب گھر میں ہی کرنے کو ترجیح دی گئی تھی۔اس صورتحال میں عفیفہ زیمل کے پیچھے بولائی بولائی پھر رہی تھی جو اس اہتمام کو دیکھ پھولے نہیں سما رہی تھی۔

"زیمل سٹاپ اٹ۔"

عفیفہ تھک ہار کر غصے سے بولی تو اس نے منہ بسورتے اس کی جانب دیکھا تھا۔عفیفہ نے اسے لیتے کمرے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"ماما پھو آرہی ہے نا۔"

عفیفہ اسے فراک پہنانے میں مصروف تھی کہ اس کی بات پہ ساکت رہ گئی اور چونک کر کمرے کے اندر آتے صدام کی جانب دیکھا تھا۔صدام اس سے نگاہیں چرا گیا۔

"بیٹا پھوپھو پھر آئے گی دراصل انہیں وہاں کچھ ضروری کام پڑ گیا تھا تبھی وہ لیٹ ہو گئی ہم انہیں ویڈیو کال ملائیں گے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولی تو اس کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔اس نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھا اور منہ پھلا گئی۔

"مگر اپھو نے کہا تھا کہ وہ آئے گی۔"

وہ دونوں جانتے تھے کہ اس کا موڈ اب خراب ہو چکا ہے تبھی گہری سانس بھر کر رہ گئے۔عفیفہ نے اس کی تیاری مکمل۔ہوتے ہی ایک طائرانہ نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"زیمل آپ کے فرینڈ آ گئے ہیں اور ہائیضم بھی آ گیا ہے جلدی سے جائیں۔"

صدام عقب سے ہی اسے باہوں میں بھرتے اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا تو وہ بھی بچوں کی طرح وہ بات بھلاتے چمکتی نگاہوں سمیت بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔اس کے جاتے ہی صدام نے اپنا رخ دوبارہ عفیفہ کی جانب کیا۔

پری کو یوں نہیں کرنا چاہیے تھا ابھی بابا سے بھی میری اچھی خاصی بحث ہوئی ہے وہ بہت ناراض ہیں۔پریسہ "

"کم از کم ان کی ناراضگی کا تو خیال کریں جس کی بدولت وہ آج اس مقام پہ ہے۔

صدام اپنی پیشانی مسلتے تاسف زدہ لہجے میں بولا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی ملازمہ نے انہیں عافیہ کا پیغام دیا تو وہ دونوں بھی ہلکی پھلکی تیاری سمیت نیچے کی جانب بڑھ گئے۔صدام نے ایک نگاہ عفیفہ کی جانب ڈالی جو کچھ اداس اداس سی دکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ دیکھوذرازیمل کوکیسے پری کی طرح بولتی ہے۔ویسے میں سوچ رہاہوں کہ ایک بیٹی ہوئی ہے ابھی پری پہ چلی گئی وہ اب جو دوسرا منا آئے گا ناوہ خصوصاً مجھ پہ جانا چاہیے اس پورے دورانیے میں میں نے تمہیں خود سے باندھ لیناہے۔"

وہ اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے معنی خیز لہجے می بولا تو عفیفہ نے دانت کچکچا کر اس کی جانب دیکھا جس کو آئے ہوئے مہمانوں کا بھی خیال نہیں تھا۔

"واہ واہ واہ تالیاں بجاؤان عظیم ہستیوں کیلیے۔ایک مجھ جیسا مظلوم انسان جس کی شادی تو دور کی بات تھوڑی سی منگنی بھی نہیں ہوئی اور یہاں منالانے کی بات ہورہی ہے۔"

فارس ان دونوں کے عقب سے ہی جھانکتے تلملاتے ہوئے بولا۔اس کا دکھ ایک بار پھر سے تازہ ہوگیا تھا۔زیمل جو بالز سے کھیلنے میں محو تھی فارس کی بات پہ مڑتے بھاگتے ہوئے اس کی جانب آئی تھی۔

"چاچو۔"

اس نے ہانپتے ہوئے اسے پکارا اور اپنے دونوں باہیں اس کی جانب پھیلائی تھی۔فارس نے سرعت سے اسے گود میں بھرتے اس کا سر چوما۔

"آپ کو پتاہے کل بھی بابامنامنا کررہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی صدام نے سرعت سے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے میسنی سی صورت بناتے عفیفہ کی جانب دیکھا جو چہرہ جھکائے مسکراہٹ دبانے میں مصروف تھی۔اس کی حرکت پہ ان سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"کوئی شرم کوئی لحاظ صدام میاں۔"

ارتضی طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے اسے جھاڑ پلانے والے انداز میں بولا تو وہ سب کی موجودگی میں خجل سا ہو گیا۔

"چاچو یم یم نہیں آئی۔"

وہ فارس کا منہ اپنی جانب کرتی منہ بسورتے ہوئے بولی تو فارس نے بھی چونک کر اس کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تھی معاداخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے وجود کو دیکھ اس کی آنکھیں مسکرائی تھی مگر اگلے ہی لمحے اس کے بالوں پہ نگاہ پڑتے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔اس نے عجلت میں زیمل کو نیچے اتارا۔اس دوران وہ بھی نزدیک آچکی تھی اور مسکراتے ہوئے سب سے مل رہی تھی۔اس کے برعکس فارس کی چبھتی نگاہیں اس کے کمر تک آتے بالوں پہ جمی تھی جو شاید وہ کٹوانے کا فریضہ سرانجام دے چکی تھی۔

"یم یم تمہارے بال کہاں گئے۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولا۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے بالوں کو چھو کر چیک کرتا مریم نے تیز نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کٹوا لیے میں نے۔ سنبھالے نہیں جاتے تھے اور ویسے بھی میں نے سنا تھا کہ کوئی میری زلفوں کا عاشق ہے "

"ابھی ایک تھا اگر اس سے زیادہ بڑھ جاتے تو اسی لیے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔

وہ ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتے ہوئے بولی۔ فارس نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

کبھی آئینے میں اپنی شکل دیکھی ہے بالوں کے ساتھ شکل کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی بالوں پہ فدا ہے تو"

وہ بہت بڑے جگرے سمیت تمہاری اس صورت کو بھی اپنا رہا ہے۔ یہ سوچ کر شکر الحمداللہ کہا کرو ورنہ

"تمہاری صورت کہا۔

وہ دل جلانے والے انداز میں بولا۔ مریم نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی۔ سامنے کھڑے ذلیل شخص کی

حرکتوں سے وہ اچھا خاصہ عاجز آچکی تھی۔ اگلے ہی لمحے فارس نے اس کے بالوں کو چھو کر چیک کیا تو وہ نیچے

سے اچھے خاصے فولڈ کرتے اسے آدھا کیا گیا تھا۔ وہ تشکر بھرا سانس خارج کر کے رہ گیا۔

بہت اچھی بات ہے تم نے نہیں کٹوائے اور آئندہ کٹوانا بھی مت ورنہ تمہاری خوبصورتی مر جائے گی اور اگر"

"خوبصورتی مر گئی تو تم بھی کنواری مر جاؤ گی۔

وہ اسے مشورہ دیتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ باقی سب ہونق زدہ سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے جواب

بالوں میں ہاتھ پھیرتے صوفے پہ جا کر بیٹھ گیا تھا۔

"صدام میرے خیال میں ہمیں کیک کاٹ لینا چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عافیہ نے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے اسے مخاطب کیا تو اس نے ایک نگاہ کسی امید کے تحت دروازے کی سمت ڈالی تھی۔

"جی ماما بابا نہیں آئے۔"

اس نے حیرت بھرے لہجے میں استسفار کیا۔

وہ آجاتے ہیں صدام۔ نا جانے کونسا گناہ کر دیا ہے ہم نے اسے باہر بھیج کر اب تم بھی مت جانا ان کے "پاس۔ وہ پہلے ہی بیزار ہیں بات مزید نا بڑھ جائے تم کام شروع کرو۔

وہ نظریں چراتے ہوئے نرمی سے اسے قائل کرتے وہاں سے مڑی تھی۔ صدام نے ایک تھکی تھکی سی سانس خارج کی تھی۔ اگلے ہی لمحے بے دھیانی میں اس کی نگاہ دروازے کی جانب اٹھی تو وہی اٹھی رہ گئی۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی کا عنصر صاف نمایاں تھا۔ لبوں پہ دھیمی مسکان آنکھوں میں نمی وہ بے یقین سا تھا۔

"شہرام۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تو اگلے ہی لمحے سب نے جھٹکے سے رخ موڑتے دروازے پہ ایستادہ چوڑے وجود کو دیکھا تھا لیکن اس سے زیادہ حیرت ان سب کو اس کا ہاتھ تھامے بچے کو دیکھ کر ہوئی تھی وہ ہو بہو اس کے جیسا تھا۔ نین نقش رنگت چہرے میں اس قدر مشابہت تھی۔ صدام تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھا اور اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

"مجھے توقع نہیں تھی کہ تم آؤ گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مجھے بھی نہیں تھی کہ میں یہاں آپاؤں گا اپنی زندگی میں کبھی۔"

وہ اس کی بات کے جواب میں سنجیدگی سے بولا۔

"یہ شہرام سر تو ان پانچ سالوں میں مزید جوان ہو گئے ہیں اور اگر یہ ساتھ ان کا بیٹا ہے تو ہمیں تو شرم سے ہی ڈوب مرنا چاہیے۔"

مریم بریزہ کے کان میں جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔

"کیوں شرم کرنی چاہیے پاگل انسان۔اس میں بھی ایک الگ مزہ ہے کیونکہ لیجنڈز سب سے آخر میں جنم لیتے ہیں اور رم دیکھنا میرا بیٹا سب سے آخر میں آئے گا اور تباہی مچائے گا۔"

وہ فخریہ کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔

"تو تمہارے بیٹے سے میرا کیا تعلق۔شرم تو مجھے آنی چاہیے۔"

وہ اس کی فضول کی باتوں پہ سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

"کیسی عقل کی اندھی دوست ہے تمہاری بھلا اس کی اور میری اولاد الگ ہو گی کیا۔"

وہ مریم کے سر پہ چپت لگاتے اس کی عقل پہ ماتم کرتے شہرام کی جانب بڑھ گیا جبکہ مریم اس کی بیہودہ بکواس پہ آگ بگولہ ہوتی مٹھیاں بھینچ گئی۔وہ سب فارس کی بات کا مفہوم سمجھتے کھل کر ہنس دی تھی۔اب وہ سب شہرام سے ملنے میں مصروف تھی۔شہرام کا انداز بلکل ویسا ہی تھا سرد سنجیدہ سا۔

"غاز۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام کی تنبیہی آواز پہ اس نے دھیمے لہجے میں سب کو سلام کیا تھا۔

یارا گر دنیامیں کسی ک لاناہی تھاتو کوئی ڈھنگ کی چیز لاتے تم نے تواپنے آپ کو ہی کاپی کر کے اس کی"

"صورت میں پیسٹ کر دیاہے۔

فارس غازان کا معائنہ کرتے ہوئے بولا جس کے چہرے پہ بارہ بجے ہوئے تھے۔آنکھوں میں الگ ہی غصہ

چمک رہاتھا۔وہ سب باری باری اس کے سینے سے لگے تھے۔ان میں سے کسی نے بھی اس پہ یہ ظاہر نہیں

ہونے دیاتھا کہ اس کی بدولت گزرے سالوں میں یہاں کیا کیا ہو چکاہے۔

جی جی بہت شکریہ ان تمام ارینجمنٹ کا۔بہت خوبصورت ہیں اوکے اب آپ پہ پرسنلی ملاقات ہو گی اللہ"

"حافظ۔صدام وہ۔

عاشر جو کسی سے فون پہ مصروف ہنستے ہوئے اندر آرہاتھافون کاٹتے بے دھیانی میں اس کی جانب متوجہ ہوامگر

وہاں کھ-ڑے انجان چہرے کو دیکھ اس نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔ان

سب کے چہروں کارنگ ایک لمحے کو اڑا تھا۔

"عاشر یہ شہرام ہے میرادوست۔"

اس کی بات تھی یا کوئی پگھلا ہوا سیسہ جو کسی نے عاشر کی سماعتوں میں اتار دیا تھا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے

اس کی جانب دیکھا جو سیاہ شلوار قمیض پہ سیاہ ہی چادر اوڑھے آج بھی اتنا ہی شاندار تھا تو پھر پانچ سال پہلے وہ

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیسا ہوگا اور پریسہ ایسے ہی تو اس کی دیوانی نہیں ہوئی تھی۔ ارتضی کے شانہ ہلانے پہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ہیلو مائے سیلف عاشر۔"

وہ دھیمے شکست خورد لہجے میں بولا۔ شہرام نے سر ہلاتے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ عاشر کے دل کی دھڑکن رک رک کر چل رہی تھی۔ امید کی ایک ڈور تھی جو اسے اپنے ہاتھ سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ صدام اس کی حالت بخوبی سمجھ رہا تبھی اسے لیتے آگے کی جانب بڑھا تھا جہاں عافیہ زیمل کے ساتھ مصروف تھی۔ ساتھ ہی بیٹھے عادل کو دیکھ اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔ وہ دونوں جو زیمل کی کسی بات پہ مسکرا رہے تھے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ ساکت رہ گئے۔ کیا کیا نہیں گھوما تھا آنکھوں کے سامنے۔ پریسہ کا مرجھایا چہرہ اس کی آہیں اس کی سسکیاں۔ اس کی تڑپ اس کی خالی خالی نگاہیں۔

"السلام وعلیکم۔"

اس کی بارعب آواز جوں ہی لاؤنج کی فضا میں گونجی عادل نے مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھتے اس کا شانہ تھپتھپایا تھا۔

"کیسے ہو برخوردار۔"

وہ ہشاش بشاش لہجے میں بولے کیونکہ ان کے نزدیک جو بھی ہوا تھا اس میں شہرام کی بھی کوئی کوتاہی نہیں تھی معاً ان کی نگاہ غازان کی جانب اٹھی جو حیرت سے اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ آپکا بیٹا۔"

عافیہ کی بات پہ شہرام نے غازان کے بال سہلاتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔غازان نے مسکرا کران دونوں کی جانب دیکھا تو انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا۔

"آپ تو بلکل دادو جیسے ہیں۔"

یہ پہلی بات تھی جو اس نے انتہائی جوش سے بولی تھی۔عادل نے جواب میں مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔

"زندگی میں اتنا آگے بڑھ گئے شہرام۔"

ارتضی کی آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور بے بسی سے مسکرایا۔

زندگی رکی ہی نہیں۔بہت کوشش کی تھی اسے روکنے کی مگر چلتی گئی اور مجھے بھی اپنے ساتھ اتنی دور لے گئی"

"کہ چلتے چلتے اب پاؤں بھی شل گئے ہیں۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا اور ایک نگاہ دور کھڑے غازان پہ ڈالی تھی جو بچوں کے درمیان کتنی جلدی گھل مل چکا تھا۔ارتضی نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا تھا جس کا لہجہ پی ٹوٹا بکھرا سا تھا نا جانے وہ خود کونسی اذیت کا شکار ہو گا وہ محض سوچ کر رہ گیا۔شہرام نے ایک طائرانہ نگاہ پورے گھر میں دوڑائی تھی جہاں سب کچھ ویسا ہی تھا بس نہیں تھا تو وہ وجود جس کی دنیا وہ جاتے جاتے اجاڑ گیا تھا۔کیا اس کی شادی ہو چکی تھی

All Rights Reserved By Novels Lounge

مگراس کی شادی بھی ہوگئی ہوتی تو پھر بھی وہاں ضرور آتی۔وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا مگر جواب ایک بھی بات کا نہیں تھا اس کے پاس۔کیا زندگی اتنی تیزی بیت جاتی ہے۔

****

اپنے وطن کی سرزمین پہ قدم رکھتے ہی ایک طمانیت بھرا احساس اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔اس نے آنکھیں موندتے اس فضا کو گہرا سانس بھرتے اندر اتارا تھا۔ایجنسی سے گاڑی کا وہ پہلے ہی بول چکی تھی تبھی وہ اس کے انتظار میں تھی۔اطراف میں گزرتے لوگ سر تاپا حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو بلیک جینز پہ لانگ کوٹ پہنے آنکھوں میں سیاہ گاگلز لگائے بار بار اپنی گھڑی کی جانب دیکھ رہی تھی۔کچھ ساعتوں بعد ہی سیاہ رنگ کی مرسٹیڈیز اس کے قدموں سے کچھ دوری پہ رکی تھی۔پریسہ نے دلکشی سے مسکراتے اس کا جائزہ لیا تھا اور اس میں سے نکلتے آدمی سے گاڑی کی چابیاں لیتے اسے اس کا سامان ڈکی میں رکھنے کا حکم صادر کرتے وہ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گئی۔

"بھائی مت کریں نا آپ ایسے ہی پونی کھینچتے ہیں میری۔"

وہ جو اگنیشن میں چابی گھمانے میں مصروف تھی چونک کر ونڈ سکرین کے پار دیکھا جہاں ایک لڑکی اپنے بھائی کو گھور رہی تھی جو جواب میں اسے چڑا رہا تھا۔

"بابا یہ دیکھ لیں بھائی کو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شاید اب اپنے باپ کی آغوش میں چھپ رہی تھی۔ پریسہ نے اذیت سے آنکھیں موندتے سیٹ سے پشت ٹکائی تھی۔ لبوں پہ ایک مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

"ایک شخص صرف ایک شخص کی بدولت آج میں اس مقام پہ ہوں کہ اپنے خونی رشتوں سے دور ہوں۔"

وہ آنکھوں میں تڑپ لیے تلخ لہجے میں بڑبڑائی۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا اور گاڑی ایک جھٹکے سے دھول اڑاتی ائیرپورٹ کی حدود پار کرتی چلی گئی۔

"بھائی میں اکیلی ڈرائیور یہاں کی سڑکیں دیکھی ہیں آپ نے توبہ۔"

اپنی کہی ہوئی بات اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔ آج کیا تھا آج وہ انہی سڑکوں پہ گاڑی دوڑا رہی تھی۔ ذہن مسلسل ان سب میں الجھا ہوا تھا نا جانے اتنے عرصے بعد وہ اسے دیکھ کر کیسا ردعمل ظاہر کریں گے۔ گاڑی مسلسل سڑک پہ دوڑ رہی تھی۔ تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد گاڑی انہی سڑکوں پہ دوڑ رہی تھی جہاں اس کی زندگی گزری تھی۔ اس نے گاڑی ایک جھٹکے سے روکتے حسرت بھری نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیا اور سر سٹئیرنگ سے ٹکا دیا۔ چہرہ البتہ بلکل سرد تھا۔ گاڑی دوبارہ اس نے گھر کی جانب بڑھائی تھی اگلے پانچ منٹ میں گاڑی ایک جھٹکے سے اس عمارت کے باہر رکی تھی جو کہنے کو اس کا گھر تھا مگر وہ اپنی مرضی سے اس گھر سے دور تھی۔ اندر سے مدھم مدھم موسیقی کی آواز اس کی سماعتوں میں اتر رہی تھی۔ اس نے گاڑی سے باہر نکلتے دونوں ہاتھ اپنے پشت پہ باندھے تھے۔ چوکیدار جو حیرت بھری نگاہوں سے اتنی بری گاڑی کو یہاں رکتا دیکھ رہا تھا باہر نکلتی شخصیت کو دیکھ اس کی آنکھوں میں نمی در آئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مجھے پریسہ بی بی مت کہا کریں ہاں بٹیا بہتر ہے۔اچھا بھی لگتا ہے۔"

ان کی سماعتوں میں پریسہ کی کھنکتی ہوئی آواز گونجی تھی۔شاید ابھی اس نے ان کی جانب نہیں دیکھا تھا۔خود پہ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے اس نے چونک کر دائیں جانب دیکھا جہاں رحیم بابا بیٹھے آنکھوں میں نمی لیے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"پری بٹیا۔"

انہوں نے نم لہجے میں اسے پکارا۔پریسہ نے ان کی اپنائیت پہ ہولے سے ان کے آگے سر جھکایا تھا تو انہوں نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ جما دیا۔پریسہ نے سختی سے آنکھوں کو میچا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود

ماسک اپنے چہرے پہ پہنا اور اسے ڈھانپا تھا جس سے اس کا پورا چہرہ ڈھک گیا تھا۔صرف اس کی آنکھیں ہی دکھ رہی تھی جس پہ اس نے گوگلز پہن رکھے تھے۔اس نے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر چل رہی تھی۔ہیل کی مخصوص ٹک ٹک آواز پورے اطراف میں گونج رہی تھی۔اس نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے انہیں پیچھے جھٹکا اور داخلی دروازے کے عین سامنے رکتے دونوں ہاتھ اپنی جیب میں اڑسے اور ایک خوشگوار نگاہ پورے لاؤنج میں دوڑائی تھی جہاں پہ ایک الگ ہی سماں تھا۔وہاں وہ سب چہرے تھے جسے دیکھنے کو وہ ترسی تھی۔اس نے دھڑکتے دل سمیت قدم زینوں سے نیچے اتارتے دھیمے سے قدم آگے کی جانب بڑھائے تھے۔سب سے پہلے فارس کی نگاہ اس کی جانب اٹھی تھی مگر

اس کا لباس دیکھ کوئی بھی اسے پہچاننے سے قاصر تھے۔فارس نے سرعت سے ارتضی کے بازو میں چٹکی بھرتے اس کی توجہ بھی اس کی جانب مبذول کروائی تھی۔اس طرح باری باری سب ہی اس کی جانب مبذول ہو چکے تھے۔شہرام کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔پریسہ نے عین وسط پہ پہنچتے ایک جھٹکے سے اپنی آنکھوں سے گوگلز اتارتے ایک طائرانہ نگاہ ان سب کے اڑے اڑے حواسوں پہ ڈالی تھی۔ان سب سے ہوتے اس کی نگاہ فارس کی جانب اٹھی جو بار بار پلکیں جھپک رہا تھا۔فارس کو ایسا محسوس ہوا جیسے اسے دیکھ کر اس کی آنکھیں مسکرائی تھی۔اگلے ہی لمحے اس کی دو انگلیوں سے بندوق کی نال بناتے فارس کی جانب دونوں انگلیاں کرتے گولی چلائی تھی۔فارس اس کی حرکت پہ مصنوعی ڈھے جانے والے انداز میں ارتضی پہ گرا تو وہ پورے لاؤنج میں اس کی کھلکھلاہٹ گونجی تھی۔مریم نے تلملا کر اس کی سستی اداکاری دیکھی تھی۔ان سب نے بیک وقت جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔دل انوکھے پرلے پہ دھڑکا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ اچھلتے کودتے بچوں کی جانب بڑھی اور عین زیمل کے عقب میں گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔زیمل کو کھیلتے کھیلتے ہنستے ہوئے پیچھے مڑی تھی اپنے عقب میں کسی کو دیکھ اس نے آنکھوں کو چھوٹا کرتے اس کی جانب دیکھا۔

"بابا۔"

اس کی پکار پہ صدام سرعت سے اس کی جانب بڑھا۔اس پورے عرصے میں زیمل کو دیکھ اس کی آنکھیں بھیگی تھی وہ سچ میں اس کی کاپی تھی۔وہ آنکھوں میں نمی لیے ہنسی تھی۔سب کی منتظر نگاہیں اس کے چہرے پہ جمی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے اپنے ہاتھ کو اوپر لے جاتے ہولے سے اپنے چہرے سے ماسک اتارا تھا۔سب کی

دھڑکنیں وہی تھم گئی۔وہ سب پھٹی پھٹی نگاہوں سے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو اب سختی سے زیمل کو سینے میں بھینچتے آنکھیں موند چکی تھی۔

"میری پری۔"

عادل کی آواز پہ پری نے بھیگی نگاہیں اٹھاتے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"اپھو آپ آگئی۔"

وہ چہک کر بولی۔پریسہ نے نرمی سے اس کے دونوں گالوں پہ بوسہ دیا تھا۔

"ا"اپھو نے اپنی پرنسز سے وعدہ کیا تھا بھلا وہ کیسے نا آتی۔

وہ ہنستے ہوئے بولی اور صدام کی جانب دیکھا جو شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔پریسہ نے مسکرا کع اس کی جانب دیکھا تو صدام نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔پرہسہ نے نرمی سے اسے خود سے علیحدہ کیا اور قدم عادل کی جانب بڑھائے تھے۔اگلے ہی لمحے انہوں نے لزرتے ہاتھوں سے اس کی جانب باہیں واں کی تھی۔پریسہ سرعت سے اس میں آسمائی۔

"ڈیڈا۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔اس کی پکار پہ بچوں کے جھرمٹ میں کھڑے غازان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا مگر لوگ ہونے کی بدولت وہ اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھا۔ان سے الگ ہوتے اس نے نرمی سے عافیہ کی آنکھوں کو پونچھا تھا اور مسکراتے ہوئے ان کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔اس سے زیادہ دیکھنا شہرام کیلیے انتہائی کٹھن

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا تبھی لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایک جانب ہو گیا۔پریسہ نے ان سب سے فراغت حاصل کرتے ان سب کی جانب دیکھا جو حیرت سے سر تا پا اس کا جائزہ لے رہے تھے۔اگلے ہی لمحے اس نے اپنی کمر پہ ہاتھ رکھتے سر کو خم کیا تھا جواب میں ان سب نے بھی یہی عمل دہرایا تھا۔اس نے ہاتھ کی مٹھی بناتے باری باری ان کے ہاتھوں پہ اپنے مخصوص انداز میں ماری تھی۔

پری تم مجھے پہلے کیوں نا ملی۔"

فارس دہائی دینے والے انداز میں بولا تو اس نے اس کے شانے پہ مکا جڑا تھا۔

"زندگی گزر جائے گی مگر تمہارا اٹھرک پن نہیں جائے گا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی اور آگے بڑھتے ہادی کے ہاتھوں سے ہائیضم کو لیا تھا۔

"تمہیں رونا نہیں آرہا پری۔"

عفیفہ بغور اس کی جانب دیکھتے بھیگے لہجے میں بولی۔

"اتنی مشکلوں سے تو ہنسنا سیکھا ہے۔"

وہ بغیر چونکے بولی۔

"ویسے بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم سب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان سب کوستائشی نگاہوں سے تکتے محبت سے پر لہجے میں بولی اگلے ہی لمحے وہ چاروں اس کے سینے سے لگی تھی۔پریسہ نے نرمی سے ان سب کو اپنے بازو کے گھیرے میں لیا تھا۔وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ عاشر کی جانب اٹھی جس کی نگاہ وہ خود پہ محسوس کر چکی تھی۔

"کیسے ہو۔"

وہ اس کے نزدیک جاتے ہنستے ہوئے بولی۔عاشر نے جواب میں مسکراتے ہوئے شانے اچکائے تھے۔پریسہ کھل کر ہنس دی تھی اور بالوں کو سنوارتے اس سے معذرت کرتے دوبارہ قدم زیمل کی جانب بڑھائے تھے۔

"اچھو یہ سب میرے فرینڈز ہیں۔"

وہ سب بچوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔پریسہ نے باری باری ان سب سے ہاتھ ملایا تھا۔وہ سب اس سے ایسے مل رہے تھے جیسے نا جانے وہ کتنی بڑی شخصیت ہو۔معاً اس کی نگاہ بائیں جانب کھڑے بچے پہ پڑی تو اس کے چہرے سے مسکراہٹ نا جانے کیوں سمٹی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ اپنی سوچ پہ سر جھٹک گئی۔

"وہ آپ کا فرینڈ نہیں ہے۔"

پریسہ دور کھڑے غازان کی جانب اشارہ کیا تو وہ ناک منہ چڑھا گئی۔عافیہ نے سختی سے عادل کا ہاتھ تھام لیا۔ان سب کی آنکھوں میں خوف سا جاگ گیا۔وہ تو سنبھلی تھی اگر وہ پھر سے بکھر گئی تو۔

"تمہیں آج شہرام کو نہیں بلانا چاہیے تھا صدام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عادل گھبرائے ہوئے لہجے میں بولے۔

"بابا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ پری اچانک۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولا۔عفیفہ نے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے اس کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

عفیفہ رکو جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ہمیں دیکھنے دو کہ وہ شہرام کو دیکھ کر ردعمل کیسا ظاہر کرتی ہے"

"سب نارمل رہو بس۔

ہادی سنجیدگی سے گویا ہو توان سب کی ذات کہی نا کہی ڈھیلی پڑی تھی۔پریسہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے غازان کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

"ہیلو۔"

اس نے نرمی سے مسکراتے اس کی جانب اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔غازان نے کچھ لمحے اس کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ دیا تھا۔پریسہ نے اسے لیتے قدم زیمل کی جانب بڑھائے۔

چلو اب بتاؤ دوست کیوں نہیں بنایا اسے۔اتنا کول دوست مل جائے گا زیمل کو۔کیوں اوہ اپنی ویز واٹس یور "نیم۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔غازان نے بغور اس کی جانب دیکھا۔

"غازان خان۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ پریسہ کا دھک سے رہ گیا۔اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جواب اپنا نام بتا کر ہنس رہا تھا۔اس نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا تھا۔

"اچھو یہ گندا ہے غصہ کرتا ہے۔"

اگر تم مجھے گندا کہو گی تو میں پھر سے غصہ کروں گا۔

وہ پیشانی پہ شکنیں سجائے بولا۔پریسہ نے مسکراہٹ ضبط کرتے اس کی جانب دیکھا۔

اوہ اتنا غصہ اینگری برڈ۔غصے میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کرتے جس سے کسی کی ذات کو تکلیف پہنچے"

"بے بی۔

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں بولی۔عفیفہ نے صدام کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تھا کیونکہ ابھی تک پریسہ اس کی پہچان سے انجان تھی۔غازان نے اس کی بات پہ مسکرا کر سر ہلایا۔

"نوٹڈ۔ویل آپ بہت اچھی ہیں۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔پریسہ نے ہنس کر اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے لگتے تو پٹھان ہو اردو کس نے سکھائی وہ بھی اتنی اچھی۔"

وہ اب اس سے باتیں کر رہی تھی۔

"میرے ڈیڈا نے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تو پریسہ نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"واؤ ڈیٹس گریٹ ویسے آپ کے ڈیڈا ہیں کہاں۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی اور اشاروں میں ہی فارس سے اس کے فادر کے متعلق پوچھا تھا مگر اس سے پہلے ہی غازان سختی سے اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔

"میں آپ کو اپنے ڈیڈا سے ملاتا ہوں۔"

وہ آنکھوں میں جگنو لیے بولا تو پریسہ چاہ کر بھی اسے انکار نا کر سکی۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے ارتضی وہ شہرام سر کو دیکھ لے گی۔"

عناب نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ اس کا ہاتھ سختی سے تھام گیا۔

سب کی زندگیاں بہت آگے بڑھ چکی ہیں میرا نہیں خیال کہ اب کسی پرانی بات کا وجود ہو گا سب کچھ مر گیا ہے۔"

ارتضی کی بات پہ عناب نے تعجب سے اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"محبت کبھی نہیں مرتی ارتضی۔"

اس کے جتاتے لہجے پہ ارتضی سختی سے لبوں کو بھینچ گیا۔

پریسہ کے قدم جوں ہی اس شخص کے عقب پہ جا کر رکے مخصوص کلون کی مہک نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔اس نے ساکت پڑتی دھڑکنوں سمیت حلق تر کرتے اس کی پشت کو دیکھا۔

"ایکسکیوز می۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کا مضبوط لہجہ سن رخ پھیرے کھڑے شہرام نے آنکھوں کو موند کر کھولا تو پریسہ نے حیرت سے غازان کی جانب دیکھا تھا۔

"ڈیڈا۔"

غازان کی آواز پہ اگلے ہی لمحے اس نے رخ موڑتے جوں ہی پریسہ کی جانب دیکھا پریسہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنا ہاتھ تھامے کھڑے غازان کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔وہ سب جو اس کے کسی شدید ردعمل کا انتظار کر رہے تھے اسے مسکراتا دیکھ ان سب نے ناچاہتے ہوئے بھی تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا۔

"اوہ واؤ واٹ آ کوانسیڈینس۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔شہرام نے اسے دیکھ کر لب بھینچے تھے۔

ویل مائی سیلف پریسہ آفندی کچھ کچھ تو یاد تو ہوگا ہی۔

وہ مسکرا کر بول رہی تھی مگر شہرام کو اس کا لہجہ صاف ہتک آمیز لگا تھا۔باقی سب خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی خاطر اپنے اپنے کاموں میں الجھ چکے تھے۔

"کیا آپ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔"

غازان کی آواز پہ پریسہ نے ایک سپاٹ نگاہ اس پہ ڈالی مطلب جو وہ سوچ رہی تھی وہ بلکل درست تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بلکل بہت اچھے سے آپ کے ڈیڈا نے کبھی ذکر نہیں کیا آپ سے۔ خیر جو بھی ہے ایک بار تو آپ سے مجھے "

"ملنا ہی تھا کیونکہ آج میں جس بھی مقام پہ ہوں آپ ہی کی بدولت ہوں۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے جتانے والے لہجے میں بولی۔ شہرام نے بغور اس کی انکھوں میں دیکھا تھا۔

"آپ نے بھی آج اس محفل کو شرف بخشا ہے۔ ویلکم بیک مسٹر شہرام۔ اٹس پلیزنٹ ٹو میٹ یو ایز آلویز۔"

اس نے دھیمی سی مسکراہٹ سمیت اسے مخاطب کیا تھا جس کی تمام تر توجہ کسی نادیدہ نقطے پہ جمی تھی۔ اس نے چونک کر پریسہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ چاہ کر بھی وہ کسی گزری بات کا شائبہ تلاش نا کر پایا تھا۔

"بہت شکریہ۔ کیسی ہیں آپ۔"

اس نے گہرا سانس بھرتے اپنے حواس بحال کیے اور بمشکل مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا جو دونوں ہاتھ اپنے سینے پہ باندھے اس سے مخاطب تھی۔ جب اس نے اسے دیکھ کر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا تو پھر وہ کیوں اپنے لہجے یا تاثرات سے اس پہ کچھ واضح کرتا۔

میرا حال۔

وہ زیر لب بڑبڑاتے مزے سے ہنسی۔ اس نے آنکھوں نے بھی بھرپور انداز میں اس کی کھلکھلاہٹ کا ساتھ دیا تھا۔

لیٹ می ٹیل یو ون تھنگ جو زندگی خراب کرنے کی وجہ بنے ہو ناوہ حال احوال پوچھتے ہوئے اچھے نہیں لگتے "

"خان صاحب۔ اسی لیے آئندہ اجتناب کیجیے گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر لیے نرم لہجے میں بولی۔

شہرام کا دل اس کی بات پہ دھک سے رہ گیا۔

"ابھی آپ نے کہا تھا کہ غصہ نہیں کرتے اور آپ اسی وجہ سے تو مجھے اچھی لگتی ہیں۔"

غازان نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔پریسہ نے نرمی سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کیا۔

ایم سوری مگر میں آپ کو جواب میں چاہ کر بھی اچھا نہیں کہہ سکتی۔اسے سمجھا دیجیے گا خان صاحب کہ راہ چلتے "

"لوگوں کو اچھا نہیں سمجھنا چاہیے میں بھی اسی خوش فہمی کا شکار ہوئی تھی۔

وہ عجیب سے لہجے میں بولتی ایک اندر تک اتر جانے والی کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالتے تیز قدموں سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کے برعکس شہرام ابھی تک سن کھڑا اس کے لہجے کے زیر اثر تھا۔اسے دیکھ کر پریسہ کی آنکھوں میں کوئی احساس کوئی چمک کیوں نہیں جاگی تھی۔کیا وہ سچ میں اسے بھلا چکی تھی۔کیا محبت اتنی جلدی فراموش کر دینے والا جذبہ تھا۔یہ سب سوال سوال اس کے ذہن میں گڈمڈ ہوتے اس کے وجود کو جھنجھنا رہے تھے۔غازان نے افسردگی سے شہرام کی جانب دیکھا جو بے جان سا کھڑا تھا۔

"ڈیڈا وہ چلی گئی ہیں۔"

غازان دکھ بھرے لہجے میں بولا۔

"وہ خود نہیں گئی غاز میں نے بے دردی سے اسے اپنی زندگی سے بے دخل کیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شکستگی سے گویا ہوا۔اگلے ہی لمحے صدام کو اپنی جانب آتا دیکھ اس نے گلہ کھنکھارتے اپنے حواس بحال کیے تھے۔وہ اس سے پریسہ کے اس انداز اس طور اطوار کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا مگر کس منہ سے۔یہ بات وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔پریسہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی سیدھا واشروم کی جانب آئی تھی۔اندر داخل ہوتے ہی آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ وہ دونوں ہاتھ بیسن پہ رکھتے جھکی اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

مجھے نفرت ہے آپ سے شہرام خان نفرت آپ سے جڑا ہر رشتہ میرے لیے قابل نفرت ہے۔گھن آتی ہے" مجھے آپ سے۔کیا سمجھ رہے تھے آپ کہ دوبارہ اپنی صورت مجھے دکھائیں گے تو پریسہ آفندی گری پڑی جائے "گی نہیں۔کاش آپ مر جائیں شہرام خان۔مر جائیں آپ۔

وہ بولتے بولتے تھمی تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا لہجہ بھیگا ہو۔اس نے سختی سے نفی میں سر ہلاتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا.

"اب کمزور نہیں پڑوں گی میں بلکل بھی نہیں۔پریسہ کو شہرام کی موجودگی سے بلکل بھی فرق نہیں پڑتا۔"

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان مضبوط بناتے ہوئے بولی۔وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے دلکشی سے مسکرائی تھی۔

****

"ڈیڈ اابھی نہیں نا جانا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا ہاتھ تھامتے منت کرنے والے انداز میں بولا تو شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا تھا جو کل کو یہاں آنے کا رضامند نہیں تھا چہرہ کیسے سرد سا تھا اب واپس جانے کا تیار نہیں تھا۔

"کیوں ابھی کیوں نہیں جانا۔"

وہ خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو غازان پورے دانت اسے دکھاتے مسکرایا تھا۔

ڈیڈا ہم وہاں اکیلے ہیں اور یہاں اتنے زیادہ اور اتنے پیارے پیارے لوگ ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ رہنا"

"چاہیے یہاں زیادہ مزہ آتا ہے نا۔

وہ منہ بسورتے ہوئے اپنے دل کی خواہش اس کے سامنے رکھ رہا تھا۔ شہرام نے سہولت سے نفی میں سر ہلایا۔

"شٹ اپ غاز۔ یہ آپ کا گھر نہیں ہے جہاں آپ بسیرا ڈال لیں۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولا۔ غازان کا چہرہ سرعت سے اتر گیا۔ اسے یاد تھا کہ کافی عرصے بعد اس نے کوئی ایسی ضد کی تھی مگر یہاں تو شہرام ماننے کو ہی تیار نہیں تھا۔

"کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے بھئی۔"

اسی لمحے عقب سے ہی فارس نے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے بھنویں اچکاتے ہوئے استفسار کیا۔

"انکل یو آر ویری کول۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

غازان کی چہکتی ہوئی آواز پہ فارس نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا کیونکہ اس کیلیے یقین کرنا تھوڑا مشکل مرحلہ تھا کہ یہ وہی بچہ بولا ہے۔

کیا سچ میں ویسے آدھی زندگی بیت گئی میری مگر میں تمہارے باپ کے منہ سے یہ الفاظ سننے کو ترس گیا"

"ہوں۔ایسا کنجوس انسان ہے نا یہ تعریف کے معاملے میں کہ بس۔

وہ ناک منہ چڑھاتے ناگواری سے گویا ہوا۔غازان نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ڈیڈا ہمیشہ سے ہی ایسے ہیں انکل آپ چلیں مجھے آپ کے ساتھ اچھا لگتا ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔اگلے ہی لمحے فارس نے اس کی بات پہ ہنستے اسے گود میں بھرا اور قدم آگے کی جانب بڑھائے تھے۔جاتے جاتے وہ شہرام کو دیکھ کر بائیں آنکھ دباتے چڑانے سے باز نہیں آیا تھا۔وہ اب دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے تن تنہا کھڑا کسی نادیدہ نقطے پہ نگاہیں جمائے کھڑا تھا۔معاً جانے کسی کی نگاہوں کی تپش تھی یا ارتکاز اس نے ٹھٹھک کر بائیں جانب نگاہ اٹھائی تھی مگر وہاں کے منظر کو دیکھ وہ بے بسی سے مٹھیاں بھینچ گیا کیونکہ پریسہ عاشر سے ہنس ہنس کر کوئی بات کر رہی تھی۔اسے تو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو مگر شاید یہ محض اس کی غلط فہمی ہی تھی۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔اس کی نگاہیں پھیرتے ہی پریسہ کی نگاہیں ایک بار پھر اس کی جانب گھومی تھی مگر آج ان آنکھوں میں تڑپ یا حسرت نہیں تھی بلکہ صرف خالی پن تھا سونا پن تھا پھیکا پن تھا جو اس کے چہرے کے تاثرات کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا مگر وہ اپنا آپ کسی پہ بھی آشکار نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی اپنے چہرے پہ سرد مہری کا خول چڑھاتے عادل کی جانب بڑھ

All Rights Reserved By Novels Lounge

گئی۔ شہرام نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے قدم صدام کی جانب بڑھائے تھے جو زیمل کو گود میں لیے کھڑا تھا۔

"صدام۔"

اس کی بھاری آواز پہ صدام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور سب سے معذرت کرتے اس کے ساتھ ایک جانب چلا آیا۔ اب وہ کچھ اس طرح کھڑے تھے کہ ان کے عین پشت پہ عادل عافیہ اور پریسہ کھڑے تھے۔

"ہاں کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔"

اس نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔

"ہاں وہ دراصل میرے خیال میں اب مجھے واپسی کیلیے نکلنا چاہیے کافی دیر ہو گئی ہے۔ مشکل ہو گی پھر۔"

وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔ اس کی بات پہ صدام کے ساتھ ساتھ عقب میں کھڑے پریسہ اور عادل کی سماعتوں میں بھی اتری تھی۔ اس کی بات پہ پریسہ کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ عادل نے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔

"یہ وقت ٹھیک نہیں ہے اتنی رات گئے نکلنا اور ابھی اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ ابھی تو آئے ہوا تنے سالوں بعد۔ بچہ بھی گھل مل گیا ہے سب میں۔ ایسے اس کی خوشی میں بھی خلل پڑے گا۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے سمجھانے والے انداز میں بولے۔ پریسہ کی نگاہیں ناچاہتے ہوئے بھی غازان کی جانب اٹھی تھی۔ اذیت کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں سرائیت کرتی چلی گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"انکل واپسی تو نہیں ہو گی ایبٹ آباد کیلیے اس وقت مگر یہی نزدیک ہی فلیٹ خریدا ہے میں نے اسی میں قیام ہو گا کچھ دن کیونکہ یہاں مجھے کچھ ضروری ڈیلنگز بھی کرنی ہے۔اسی لیے آپ پریشان مت ہو رہی غازان کی بات تو میں اسے ان بچوں سے ملوانے لاتا رہوں گا۔"

وہ انہیں تسلی دینے والے انداز میں بولا۔ساتھ ہی غازان کو پکارتے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ بھاگا بھاگا اس کی جانب چلا آیا۔

"بابا مجھے نہیں جانا۔"

وہ ملتجیانہ لب ولہجے میں بولا تو شہرام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔پریسہ اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچتے ایک کھردری نگاہ اس پہ ڈالتے تیز قدموں سمیت زینوں کی جانب بڑھ گئی۔اسے پہلی سیڑھی پہ قدم رکھتے دیکھ غازان نے جھنجھلاتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کرایا اور بھاگنے والے انداز میں زینوں کی جانب بڑھا تھا۔پریسہ نے راہداری میں موجود ٹیرس پہ پہنچتے ہی آنکھیں سختی سے میچ کر کھولی تھی۔اس کا دل جل رہا تھا۔اس کا دل جیسے کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ضبط کے کڑے پہرے وہ خود پہ بٹھائے ناجانے خود کو کونسے کڑے امتحان میں ڈالے بیٹھی تھی۔اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بالوں کو بھینچا اور ریلنگ میں بازو ٹکاتے چہرہ جھکا گئی۔معاً کسی کے قدموں کی چاپ پہ اس نے دھڑکتے دل سمیت سرعت سے رخ موڑتے دیکھا تو وہاں کھڑے غازان کو دیکھ اس کا دل جل کر راکھ ہو گیا۔

"آپ وہاں سے ایسے کیوں آ گئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چہرہ اٹھائے اس سے سوال کر رہا تھا۔پریسہ نے اسے نظر انداز کرنا ہی ضروری سمجھا تبھی جانے کیلیے مڑی تھی مگر اپنے ہاتھ پہ کسی کی نرم گرفت کا احساس اسے لہولہان کر گیا۔اس کی آنکھ سے نا چاہتے ہوئے بھی ایک آنسو ٹوٹتے گال پہ بہا تھا۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ۔مجھے آپ سے بات نہیں کرنی تو نہیں کرنی کیونکہ بار بار میرے پیچھے آرہے "ہیں۔خدارا اپنے ماں باپ کے ساتھ رہیے اور مجھے بھی جینے دیں۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتی تلخیہ لہجے میں بولی۔غازان کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔پریسہ نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور سسکی بھرتے اس سے پہلے وہاں سے جاتی اس کی بات نے اس کے قدموں میں زنجیریں سی ڈال دی تھی۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں غازان کی جانب دیکھا۔

"بابا تو ہیں مگر ماما نہیں ہیں۔میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں ہے بابا کہتے ہیں شی از ڈیڈ۔"

اس کی بات پہ وہ دیوار کا سہارہ لیتے باقاعدہ لڑکھڑائی تھی۔آنکھوں کے سامنے دھندلا پن چھایا تھا۔

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے مجھے کیا بتا رہے ہو تم۔"

وہ جھنجھلا کر بولی۔اس چھوٹے بچے کی باتیں اس کے اعصابوں پہ سوار ہو رہی تھی۔غازان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"قصور کسی کا بھی نہیں تو ہے۔"

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولتے اسے ساکت کر گیا۔پریسہ نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

دیکھو نا میں آپکو جانتی ہوں نا آپ مجھے جانتے ہیں اینڈ ڈیٹس اٹ میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔آپ کو" میں اچھی لگی بات ختم جو چیز اچھی لگے اس کے پیچھے نہیں پڑ جانا چاہیے باز چیزیں سراب ہوا کرتی ہیں۔جن کے پیچھے جتنا بھاگو گے اس سے آپ کے ہی ہاتھ پیر چھلنی ہونگے۔"

وہ بھیگے سمجھانے والے لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر سامنے کھڑے شہرام کو دیکھ اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی۔

"آئندہ میرے تعاقب میں مت آنا۔"

وہ شہادت کی انگلی اس کی جانب اٹھاتے پتھریلے لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولی۔شہرام کے چہرے پہ سرد مہری چھائی تھی اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکلتی شہرام نے آنکھوں کے اشارے سے غازان کو وہاں سے جانے کا کہا تھا۔وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی شہرام نے سختی سے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔پریسہ کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"ہاؤ ڈیئر یو ٹو ٹچ می۔"

وہ ہانپتے کانپتے غرائی۔شہرام نے سرد نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی تھی۔

ہمت کی بات نہیں کرنی پریسہ آفندی۔اگر ہمت دکھانے پہ مجبور ہوا نا میں تو آپ کل ہی میرے پہلو میں" میری بیوی کی حیثیت سے کھڑی ہو۔"

اس کے کھردرے لہجے پہ پریسہ نے جھٹکے سے اپنی کلائی اس کی گرفت سے آزاد کروائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اتنا خوش گمانیوں میں جینے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر شہرام شکل دیکھی ہے آپ نے اپنی آئینے میں اور نا ہی "

"اتنا آسمان میں اڑنے کی ضرورت ہے کہ زمین پہ منہ کے بل گرنا پڑے۔

وہ تنے تنے تاثرات سمیت دھاڑی۔ شہرام کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا تھا۔

" کبھی اسی شکل سے محبت کی تھی آپ نے۔ "

وہ طنز کرنے سے باز نا آیا۔ پریسہ نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

کبھی کی تھی مگر وہ میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی۔ اب آپ جب بھی سامنے آتے ہیں جانتے ہیں "

"دل میں کونسا جذبہ بیدار ہوتا ہے صرف اور صرف نفرت کا۔

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولی۔ شہرام نے سختی سے لبوں کو بھینچا تھا۔

" چلیں محبت نا سہی نفرت ہی سہی کم از کم مجھے دیکھ کر دل میں کوئی جذبہ تو ہے نا۔ "

اس کا لہجہ جتانے والا تھا۔ پریسہ نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔ شہرام اگلے ہی لمحے سنجیدہ ہوا تھا۔

میری پہلی اور آخری وارننگ سمجھ لیں یہ کہ آئندہ میرے بیٹے سے اس طریقے سے مخاطب ہونے سے قبل "

ایک بار ضرور سوچ لیجیے گا ورنہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ کوتاہیاں میری ہیں تو میری حد تک محدود رہے ایک معصوم

"کو سزا نہیں ملنی چاہیے اور غاز معصوم ہے۔ گوٹ اٹ۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آپ ہمیشہ سے ہی ایسے ہیں ہٹ دھرم اور اپنی بات منوانے والے مگر آج میں بھی نہیں سنوں گی کیونکہ " ہٹ دھرمی اب مجھ میں بھی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے۔"

وہ تندو سپاٹ لب و لہجے میں بولتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کمرے کا دروازہ بند کرتی عفیفہ نے اس کا ہاتھ روکتے اندر آتے خود ہی دروازہ بند کیا تھا۔پریسہ نے تعجب سے اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کیا۔

"اب تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔"

وہ چڑ کر بولی۔عفیفہ نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں پری۔اتنی بدتمیز تم پہلے تو نہیں تھی اب کیا ہو گیا ہے تمہیں۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔لہجے میں ہلکے ہلکے طنز کی آمیزش تھی۔

"پاگل ہو گئی ہوں میں۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔عفیفہ نے اس کا بازو تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

"ایک بات بتاؤ زیمل تمہارے لیے کتنی اہمیت کی حامل ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولی۔

"اس بات کا یہاں کیا مطلب ہوا عفیفہ وہ مجھے دل و جان سے عزیز ہے آفٹر آل وہ میری بھتیجی ہے۔"

وہ ناسمجھی سے بولتی سر جھٹک گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا اس سب کے بعد بھی جو صدام نے تمہارے ساتھ کیا تھا۔"

عفیفہ کی بات پہ پریسہ کے چہرے پہ ایک سایہ آ کر گزر گیا۔اس نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ خطرناک حد تک سپاٹ تھا۔

"یہ کس قسم کا سوال ہے عفیفہ۔"

اس کی زبان ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ گزرے وقت کی ایک اذیت سے پر یاد اس کے ذہن کے دریچوں پہ سے گزری۔

بتاؤ نا اس سب کے بعد بھی زیمل کیلیے تم کبھی تلخ ہوئی نہیں نا تو پھر شہرام بھائی کے کیے کا سارا قصور تم اس" بچے پہ کیسے ڈال سکتی ہو جسے اس سب کے بارے میں ذرا سا بھی علم نہیں جو سرے سے ہی معصوم ہے بلکل "معصوم۔

وہ غصیلے لہجے میں بولی تو پریسہ کے چہرے کے اعصاب تن گئے۔

اوہ تو تم یہاں اپنے سو کالڈ شہرام بھائی کی صفائی پیش کرنے آئی ہو عفیفہ۔رہی بات اس بچے کی تو وہ اس" "عورت کی اولاد ہے عفیفہ جس کیلیے انہوں نے مجھے ٹھکرایا تھا میں کیسے وہ سب فراموش کر دوں مجھے بتاؤ۔

بولتے بولتے اس کا لہجہ بھیگا تھا۔عفیفہ نے باقاعدہ اپنا سر پیٹا جو ساری صورتحال سے انجان ہوتے سب کیلیے اپنے زہن میں ذہر پال رہی تھی۔

"اس عورت نے اسے جنا ضرور ہے مگر اس نے بھی اپنی ماں کھوئی ہے پری۔"

وہ نا جانے اسے کیا جتانا چاہ رہی تھی۔

"پلیز عفیفہ مجھ سے اس بارے میں بات نا ہی کرو تو بہتر ہے میں کسی بھی قسم کی تلخ کلامی میں نہیں پڑنا چاہتی۔ میں اس گھر میں سکون کیلیے آئی ہوں میرے لیے بے سکونی کا سبب مت بنو خاص طور پہ اس شہرام خان اور ان کی اولاد کا ذکر کر کے۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتی منت کرنے والے انداز میں بولی تو عفیفہ نے فلحال اس کی حالت کی پیش نظر وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا تھا۔ اس کے واپس جانے پہ پریسہ نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ دل اور دماغ میں ابھی بھی عفیفہ کی باتیں ہی گردش کر رہی تھی۔

"بہت مشکلوں سے خود میں یہ حوصلہ پیدا کیا ہے کہ اس کے سامنے ہوتے ہوئے بھی اسے فراموش کر دوں مگر نا جانے کیوں قسمت بار بار اسی دوراہے پہ لا کر کھڑا کیوں کر دیتی ہے۔"

وہ اذیت سے سوچ رہی تھی۔ اس نے لامبی پلکیں آنکھوں پہ گراتے اسے میچا تو آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا جسے وہ سرعت سے ہاتھ کی پشت سے پونچھ گئی تھی۔

****

"اتنی ایمرجنسی میں بلانے کا مقصد۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی اس کے ساتھ دھپ سے بیٹھتے ناسمجھی سے گویا ہوا۔ ارتضی نے ایک طائرانہ نگاہ سب پہ دوڑائی تھی کیونکہ وہاں سے فارس سرے سے ہی غائب تھا۔ اس نے ایک نگاہ سامنے دیوار پہ لٹکی گھڑی کی جانب دوڑائی جو دوپہر کے دو بجا رہی تھی۔

"فارس نہیں آیا اب تک۔ میرے خیال میں سب آ جائیں پھر ہی بات کرتے ہیں۔"

وہ گہرا سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ڈسپنسر سے پانی کا گلاس بھرتے لبوں سے لگایا تھا۔

"اس لیٹ لطیف انسان کی بدولت تم ہمارا بھی وقت ضائع کر رہے ہو۔"

مریم تنک کر بولی کیونکہ سب سے پہلے وہی یہاں پہنچی تھی۔ اب اپنا وقت ضائع ہوتا دیکھ چڑ کر بولی۔

"اب تو تمہارا ساری زندگی وقت ضائع ہی ہونا ہے بہنا۔"

ہادی مسکین سی صورت بناتے ہوئے مزے سے بولا تو مریم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا البتہ باقی سب اس کی بات کا مفہوم سمجھتے قہقہہ لگا اٹھے۔ مریم نے کوفت سے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔

"لہا تھانا لیجنڈز سب سے آخر میں آتے ہیں۔"

اسی دوران اسے داخلی دروازے سے اندر آتا دیکھ ان سب نے بیک وقت نگاہیں اسی کی جانب اٹھائی تھی جو اب اپنے فرضی کالر جھاڑ رہا تھا۔

"کاش تم نا ہی آئے ہوتے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم بظاہر مسکراتے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔فارس نے بائیں آنکھ دباتے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"یہ تم میرے اندر کیا گھس رہے ہو فارس۔"

وہ اس کو اپنے ساتھ مزید جڑتا دیکھ چیخ کر بولی کیونکہ وہ تقریباً اس کے اندر ہی گھسا ہوا تھا۔

اب یہ دونوں ہمارے سامنے جوڑیاں ہیں ساتھ جڑ کر بیٹھی ہیں ہم دونوں ہی کنوارے ہیں یہاں بس۔میں "نے سوچا کیوں نا ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر ہم بھی یہ فیلنگز لے لیں۔"

وہ مصنوعی شرما کر بولتے مریم کو جلا کر راکھ کر گیا۔البتہ باقی سب کی نگاہیں اس کی بات پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

و"ویسے مریم تمہیں نا سڑک پہ اشاروں پہ کھڑی ہو کر نا بھیک مانگنی چاہیے۔ہاتھ میں کٹورا میں تمہیں دے دوں گا کپڑے ویسے ہی تمہارے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔آواز تمہاری کافی سڑیلی ہے۔ایسا کروں گا رسی سے کٹورا باندھ کر تمہاری گردن میں ٹانگ دوں گا تم تالیاں مار مار کر گایا کرتا اچھی روزی روٹی کمائی جائے گی اور پھر "تم ایک ڈھنگ کا پورا لباس خرید لو گی۔

وہ اسے سر تا پا دیکھتے چٹکیوں میں اسے اس مسئلے کا حل بتاتے ہوئے بولا جو آج پھر جینز شرٹ میں ملبوس تھی مگر وہ جینز بھی گھٹنوں سے کسی حد تک پھٹی ہوئی تھی۔احساس توہین سے مریم کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔

"یہاں شاید میں نے تم سب کو کسی بات کیلیے بلایا ہے میری بکواس سن لو۔"

اس سے پہلے کہ ان کی بات مزید طوالت بخشتی ارتضی نے سیز فائر کرتے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چل اسی بہانے ہی سہی تو مانا تو کہ تو ہمیشہ سے بکواس ہی کرتا آیا ہے۔"

ہادی اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے مزے سے ہنستے ہوئے بولا مگر اس کی گھورتی نگاہیں خود پہ محسوس کر اس کی ہنسی کو وہی بریک لگی تھی۔

"پریسہ کو نہیں بلایا تم نے نا ہی عفیفہ کو مطلب آفندی ہاؤس کا کوئی بندہ یہاں موجود نہیں ہے خیریت ہے نا۔"

فارس نا سمجھی سے گویا ہوا۔ارتضی نے گہرا سانس بھرتے عناب کی جانب دیکھا۔

ان کو بلانا بھی نہیں تھا کیونکہ یہ بات ان کی موجودگی میں نہیں ہو سکتی۔ ہمیں ان کی غیر موجودگی میں یہ کام"

"کرنا ہے مطلب ان کے ذہن و گمان میں بھی یہ بات نہیں آنی چاہیے۔

ارتضی نے انہیں واضح تنبیہہ کی تھی۔ان سب کی الجھی نگاہیں اسی پہ جمی تھی۔

ہم چاہ رہے تھے کہ ہم سب مل کر پریسہ اور شہرام سر کو ملائیں میرا مطلب ہے کہ کل ارتضی نے یہ بات"

نوٹ کی ہے کہ شاید شہرام سر بھی پریسہ میں دلچسپی رکھتے ہیں تو پھر ہمیں اس سلسلے میں کوشش کرنی

"چاہیے۔

عناب کی بات پہ وہ سب ایک لمحے کیلیے خاموش ہو گئے۔

مگر عناب سوچنے کی بات یہ ہے کہ شہرام سر اب تنہا نہیں ہے ان کی اولاد بھی ہے اور کسی لڑکی کا باپ بھائی"

"کبھی بھی ایک شادی شدہ تو دور ایک بچے کے باپ کے ساتھ اس کا رشتہ طے کر دیں۔

"مگر اس لڑکی کی محبت ہی جب وہ ایک بچے کا باپ ہو تو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم کے اعتراض کو بہت سکون سے بریزہ نے ٹال دیا تھا۔مریم نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

مجھے نہیں لگتا صدام یا عادل انکل اس رشتے کیلیے مانیں گے اور پریسہ وہ بہت مضبوط اور کامیاب انسان بن چکی" ہے وہ کیسے وہ سب فراموش کردے گی جو اس پہ بیتی تھی۔ایک ایک پل اس نے تکلیف میں گزارا ہے کیسے ان "تکلیفوں کا ازالہ ہو گا۔

مریم نے ایک اور اعتراض اٹھایا تھا اور اس کی بات کسی حد تک درست بھی تھی۔

"اس کی ان تمام بیتی اذیتوں کا ازالہ صرف ایک ہی انسان کی صورت میں ممکن ہے اور وہ ہے شہرام خان۔"

فارس کی پرسوچ آواز پہ ان سب نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک عزم تھا۔وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم کہاں چلے۔"

ارتضی نے حیرت سے سوال کیا۔

شہرام کے فلیٹ پہ۔ہمیں اس کے یہاں جانے سے قبل اس کے دل و دماغ میں یہ بات کسی نا کسی طرح ڈالنی" "ہو گی ورنہ حالات مزید خراب ہو جائیں گے اور کچھ سنبھل نہیں پائے گا۔

وہ سختی سے بولا۔ہادی اور ارتضی بھی اپنی جگہ سے اتھ کھڑے ہوئے۔

"مگر یہ سب ہو گا کیسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی کی آواز پہ فارس نے دلکشی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا۔اسکی انکھوں میں کچھ بھی کر دینے کا جنون واضح تھا۔

"ہم کچھ نہیں کریں گے میری جان کیونکہ اب جو بھی کرے گا وہ شہرام ہی کرے گا۔یو آل جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولا۔ان دونوں نے بھی اس کی تائید میں سر ہلایا تھا۔

"تم تینوں یہی رہو ہم شہرام سے ملاقات کر کے ابھی آتے ہیں۔"

فارس ان تینوں کو تاکید کرتی ان دونوں کو اشارہ کرتے بھاگنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھا تھا۔ان دونوں نے بھی اس کی تقلید میں باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔اس کے بر عکس ان کے جاتے ہی وہ تینوں جلتی کڑھتی ان کی پشت کو تکتی رہ گئی۔

****

آفندی ہاؤس میں ایک خوشگوار دوپہر اتری تھی۔سورج پوری آب وتاب سے جگمگاتے اپنی موجودگی کا اعلان کر رہا تھا۔عافیہ نے ایک نگاہ گھڑی پہ ڈالی جو دوپہر کا ایک بجا رہی تھی مگر اس کا نام ونشان کہی بھی نہیں تھا۔

"پریسہ نہیں جاگی اب تک۔"

"جاگ گئی ہوں ماما اور آ بھی گئی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کی بات کا جواب بھی پریسہ کی جانب سے ہی آیا تھا۔اس نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی پیشانی چومی تھی اگلے ہی لمحے انہوں نے چونک کر اس کے وجود میں حرارت محسوس کرتے اس کا ماتھا چھو کر چیک کیا تھا۔

"کیا ہوا تمہیں بخار ہے کیا۔"

انہوں نے تفکر بھرے لہجے میں استفسار کیا تو وہ سہولت سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"ارے نہیں ماما بس تھکاوٹ کی بدولت ہلکا پھلکا ہے خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ انہیں ہلکا پھلکا کرنے کی خاطر بولی۔عافیہ کی پریشانی اس کی بات پہ کسی صورت کم نہیں ہوئی تھی۔

ایسے کیسے اتر جائے گا میں کہہ رہی تھی نا آپ سے عادل کہ یہ وہاں سے کمزور ہو کر آئے گی دیکھ لیں اس کی"

"صورت کیسے اتری ہوئی ہے۔

وہ اب عادل سے اس کی شکایت کر رہی تھی۔ان کی بات پہ نا چاہتے ہوئے بھی وہ کھل کر ہنس دی تھی۔

ماؤں کو باہر سے آنے والے بچے کمزور ہی لگتے ہیں ماما خیر آپ اب مجھے کچھ کھانے کو دے دیں بہت بھوک"

"لگ رہی ہے اور زیمل کہاں ہے عفیفہ۔

اس نے نرمی سے انہیں بولتے آخر میں عفیفہ کو مخاطب کیا جس نے اس کے سونے کا بتایا تھا تبھی وہ خاموشی اختیار کر گئی۔عافیہ نے اسے کھانا سرو کیا جو اس نے کافی عرصے بعد کافی رغبت سے کھایا تھا۔ان سب نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پری کھانا کھا کر آپ میرے کمرے میں آ رہی ہیں مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے۔"

عادل ٹشو سے اپنا چہرہ تھپتھپاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔پریسہ کو چاول اپنے حلق میں اٹکتے ہوئے محسوس ہوئے۔اس نے چور نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور اگلے ہی لمحے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پاتے اثبات میں سر ہلا دیا۔عادل وہاں سے نکلتے چلے گئے ان کے جاتے ہی پریسہ نے بیچارگی سے ان کی جانب دیکھا جو شانے اچکا رہی تھی۔تقریباً دس منٹ کی توقف کے بعد وہ اس کام سے فراغت حاصل کرتے جوں ہی ان کے کمرے میں داخل ہوئی وہاں عافیہ اور صدام پہلے سے ہی موجود تھے۔

"جی ڈیڈا۔"

اس نے انگلیاں چٹخاتے عادل کی جانب دیکھا جنہوں نے خاموشی سے اسے سامنے رکھے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ وہی ٹک گئی۔عادل نے گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھی۔

"آگے کا کیا ارادہ ہے آپکا پریسہ۔"

ان کی بات پہ پریسہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

بابا میں جس فیلڈ میں ہوں اسے ہی لے کر چلوں گی۔میرا جو نام بنا ہے وہ میں بیچ راہ میں نہیں چھوڑ سکتی مجھے"

"واپس لوٹنا ہے میں ہمیشہ ہمیشہ کیلیے یہاں نہیں لوٹی ہوں۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔اس کا لہجہ اٹل تھا۔عادل کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔

"اچھا تو اس وعدے کا کیا جو آپ جانے سے قبل مجھ سے کر کے گئی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کا جتاتا لہجہ پریسہ کی سماعتوں میں گونجا تو ان کے گڑھوں پانی آن گرا۔اس نے سٹپٹاتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

"بابا کہاں پانچ سال پرانی بات اس وقت مجھے یہ کامیابی بھی نہیں ملی تھی مگر اب میں جس مقام پہ ہوں میں یہ وعدہ نبھا کر اپنا کیریر داؤ پہ نہیں لگا سکتی آپ پلیز مجھے اس وعدے سے آزاد کر دیں۔"

وہ نرمی سے انہیں سمجھانے والے انداز میں بولی۔چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔اس سب میں صدام اور عافیہ خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔

"ایم سوری بیٹا مگر میں نے آپ کو وہاں بھیجا ہی اسی شرط پہ تھا کہ آپ کے واپس آتے ہی آپ کو اس کے ساتھ شادی کرنی پڑے گی جس سے میں چاہوں گا اور میں آپ کا برا بلکل نہیں چاہوں گا۔اور مجھے پورا یقین ہے کہ جس سے آپ کی شادی میں کرواؤں گا اسے آپ کے کیریر سے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔"

ان کا لہجہ اٹل تھا۔پریسہ کا چہرہ ان کی بات پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا کیونکہ وہ ہنوز اپنی بات پہ ڈٹے ہوئے تھے۔

"مگر بابا مجھے واپس جانا ہے۔"

وہ گھبرائے لہجے میں بولی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی ایکدم آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھایا تھا۔وہ صوفے وہ بر وقت تھامتے واپس صوفے پہ ہی ڈھے گئی۔عافیہ نے پریشانی سے اس کی جانب بڑھنا چاہا مگر عادل نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہی روک دیا تھا۔

NovelsLounge.com

جو بات میں نے بول تھی تو مطلب اب وہ ہو گی عمر تو جانتی ہو نگی آپ اپنی چھتیس ہو گئی ہے خیر سے اتنی زیادہ" دیر میں آپ کو اس گھر میں نہیں رکھ سکتا اسی لیے جتنی جلدی ہو سکے گا آپ کو عاشر کے ساتھ رخصت کر دیا جائے گا۔"

اس کا ٹھوس لہجہ جوں ہی پریسہ کی سماعتوں میں گونجا اسے اپنے اطراف میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔ اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ وہ بے یقینی شکوہ کناں نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی جنہوں نے اس کیلیے عاشر کو چنا تھا۔

"بابا۔ بھائی۔"

اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ ناجانے کیوں آواز بھرا سی گئی تھی۔ صدام اس سے نگاہیں چرا گیا کیونکہ یہ فیصلہ سراسر عادل کا تھا۔ اس میں کسی کو بھی بولنے کی اجازت نہیں تھی۔

"بابا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔"

وہ بھیگے شکوہ کناں لہجے میں بولی اور ان کے نزدیک دوزانوں بیٹھتے ان کے گھٹنوں پہ ہاتھ جمایا تھا۔

میں نے کچھ نہیں کیا پریسہ میں بہت برا باپ ہوں مجھے بس اب آپ سے ایسا خطاب سننا ہے تبھی زبردستی" آپ کو یہاں سے رخصت کرنا ہے بات ختم۔ آپ کی اس وعدہ خلافی نے میری رہی سہی ہمت بھی چھین لی ہے میں اب کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا مجھے سب کو جواب دینا ہے کہ میری بیٹی کی عمر اتنی ہونے کے باوجود وہ کیوں باپ کے گھر ہے اب تک۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے لہجے میں آخری حد تک ناگواری سموئے بولے۔

مگر بابا کم از کم مجھے کسی کو چننے کا موقع تو دیں آپ نے خود سے ہی عاشر کو چن کر مجھے بس فیصلہ سنا دیا یہ تو" "ٹھیک نہیں نا میں نے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا اور میں یہ شادی نہیں کروں گی۔

وہ ہچکیوں سے روتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔اس کا لہجہ بھی عادل کی طرح اٹل تھا۔انہوں نے غیض بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

عافیہ اسے کمرے میں لے کر جائیں اور جتنی جلدی ہو سکے اس کا ذہن تیار کریں اور شادی بھی تیاریاں بھی۔

وہ سنجیدگی سے بولتے رخ بدل کر کھڑے ہو گئے۔اب ان کی پشت سب کی جانب تھی۔صدام اور عافیہ نے پریشانی سے ان کی جانب دیکھا جو کسی کی بھی سننے کو تیار نہیں تھے۔پریسہ نے سسکی بھرتے شکایتی انداز میں عافیہ کی جانب دیکھا جو اب اسے لیتے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"میں یہ نکاح نہیں کروں گی بابا اس سے اچھا آپ مجھے مار ڈالیں پلیز۔"

وہ جاتے جاتے بھی بولنے سے باز نا آئی تھی۔مگر عادل اس باد کان لپیٹے کھ-ڑے تھے۔

بابا آپ نے اتنا بڑا فیصلہ تنہا کر لیا مطلب اس کی رضامندی۔"

کیا کرتا اس کی رضامندی کیلیے۔دیکھا نہیں میرے فیصلے سے ہی وہ انکاری ہے۔کیا مجھے شوق ہے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو دیکھنے کا نہیں شوق مجھے صدام بہت محبت ہے اس سے مجھے مگر مجھے اس کیلیے ایک سہارہ چاہیے مضبوط سہارہ ایک عورت کو مرد کا سہارہ ہر عمر میں چاہیے ہوتا ہے۔کل کلاں کو میں اس دنیا سے چلا جاتا

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہوں میں نہیں جانتا کہ میری عمر کتنی ہے۔ تمہاری اپنی فیملی ہو گی ماں کو تو چلو تم سنبھال ہی لو گے مگر بہنوں کو "بھائی کسی حد تک بھول جاتے ہیں مجھے اس دنیا پہ یقین نہیں ہے مجھے بس پریسہ کیلیے اچھا سوچنا ہے بس۔

غصے سے بولتے بولتے ان کا لہجہ آخر میں بے بسی سے رندھ گیا تھا۔

"بابا۔"

تکلیف کی شدت سے صدام کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی مطلب کہ اس کے باپ کو اس پہ بھی یقین نہیں تھا کہ وہ اپنی بہن کے حق میں کوئی اچھا فیصلہ لے سکتا ہے۔

"بس صدام۔"

اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتے باہر سے آنے والے غیر متعوقع شور کی آواز پہ وہ دونوں فق چہروں سمیت باہر کی جانب بھاگے تھے جہاں پریسہ صوفے پہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھی اور عافیہ روتے روتے اس کے ہاتھوں کو سہلا رہی تھی۔ عفیفہ نے پانی کی چھینٹے اس کے چہرے پہ ماری مگر بے سود۔ وہ دونوں تیز قدموں سے اس جانب بڑھے تھے۔ عادل کا دل اس کا ذردی مائل چہرہ دیکھ بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا۔ دل نے شدت سے سب ٹھیک ہونے کی دعا کی تھی۔

****

مسلسل بجتی بیل کی بدولت اس نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا مگر سامنے کھڑے نفوس کو اس نے ناسمجھی سے سرتاپا دیکھا جو اسے دیکھتے دانت نکوس رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم سب یہاں اس وقت۔"

وہ خود کو پوچھنے سے روک نا پایا۔اس کی بات پہ فارس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔

دوستوں کو یہ نہیں کہا جاتا کہ تم اس وقت یہاں بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یار تم جس وقت بھی آؤ اس گھر کے"

"دروازے تم لوگوں کیلیے ہمہ وقت کھلے ہیں۔

وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے بولا۔

"ایم سوری میں مقابل انسان کو دیکھ کر ہی ایسی بات بولتا ہوں۔"

وہ دل جلانے والے انداز میں بولا۔

سال وسال گزر گئے مگر تمہارا یہ دل جلانا شہرام خان عادتیں کبھی کبھار کسی خاص کیلیے ہی سہی مگر بدل لینی"

"چاہیے فائدہ آپ کا ہی ہوتا ہے۔

ارتضی کے معنی خیز لہجے پہ شہرام فوراً سے پہلے سنجیدہ ہوا تھا۔

"چلو اب اندر آنے کو بھی بول دو کہ یہی کھڑے کھڑے ٹرخانے کا ارادہ ہے۔"

ہادی کی بات پہ اب کی بار وہ سچ مچ خجل ہوتے اپنا خفت سے سرخ چہرہ جھکا گیا اور خاموشی سے ان سب کو اندر آنے کی اجازت دی تھی۔وہ سب خوشی خوشی اندر گھس کر سکون سے صوفوں پہ براجمان ہو گئے۔

"ڈیڈ ادیں بھی دیں کھانا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسی دوران اپنے ریموٹ کنٹرول گاڑی میں مصروف غازان جوں ہی باہر نکلا سامنے بیٹھے لوگوں کو دیکھ اس کے چہرے پہ چمک نے احاطہ کیا تھا۔فارس نے ہاتھ پھیلاتے اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا تھا تو وہ جواب میں بھاگا بھاگا اس کی جانب بھر گیا۔شہرام اس کی پھرتیاں اور محبتیں دیکھتا رہ گیا۔

ویسے تم تو اچھا خاصہ گھن چکر بنے ہوئے ہو جو آدمی کبھی کسی پہ حکم چلایا کرتا تھا آج وہ اپنے اولاد کے حکم مان رہا ہے۔جو کام مائیں کرتی ہیں وہ کام باپ کر رہا ہے۔"

فارس کی بات پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا۔

"اب باپ ہوں تو کرنا ہی پڑے گا نا۔ماں تو ہے نہیں۔سب سے پہلے میں نے اپنی یہی عادت بدلی ہے۔"

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوا مگر آخر میں لہجہ جتاتا ہوا تھا۔

"تو ماں لے آؤ نا۔کس کا انتظار کر رہے ہو۔"

فارس کی معنی خیز آواز پہ اس کا چہرہ یکلخت سپاٹ ہوا۔اس نے ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"جاؤ غازان آپ اپنے کمرے میں جاؤ ابھی ہمیں آپ کے پاپا سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے بولا معاً کچھ یاد آتے ہی اس نے دوبارہ سے اسے اپنی گود میں بھرا تھا۔غازان نے حیرت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ایک بات پوچھو سچ سچ بتانا ٹھیک ہے تو پہلی بات بتاؤ کہ آپ کو پریسہ آنٹی کیسی لگی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ شہرام نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور غازان کو اس کی گود سے اتارنا چاہا تھا مگر فارس کی گرفت قابل ستائش تھی۔

"بلکل فیری جیسی۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔فارس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا البتہ شہرام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا منہ توڑ کر رکھ دے۔

"فارس بی ان یور لمٹس۔میرے بیٹے کو اپنی باتوں میں الجھانے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

وہ درشت لہجے میں بولا تو غازان نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا البتہ فارس بلکل پر سکون تھا۔

"اچھا تو اگر وہ آپ کی ماما بن جائیں پھر۔"

اس کی بات پہ غازان کے ساتھ ساتھ شہرام کو بھی ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی سماعتیں مفلوج ہو چکی ہو۔اس سے پہلے کہ شہرام غازان کو ٹوکتا اس کی بات پہ اس کی زبان گویا تالوں سے چپک گئی۔

"وہ ماما جو صبح صبح اٹھاتی ہے یونیفارم دیتی ہے پھر لنچ کروا کر ساتھ بھی دیتی ہے رات کو سلاتی بھی ہے اور سب کچھ کرتی ہیں۔ماما یہی کرتی ہیں نا۔"

اس کے الجھے مگر سنجیدہ لہجے پہ فارس ارتضی اور ہادی کا دل تو لہولہان ہوا مگر شہرام اس کے تو جیسے پیروں تلے زمین جیسے کھسک گئی تھی۔اس کا بیٹا اتنی بڑی احساس کمتری کا شکار تھا۔فارس نے ایک نگاہ شہرام کے پھیکے

All Rights Reserved By Novels Lounge

پڑتے چہرے پہ ڈالی اور غازان کو گود سے اتارتے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تھا۔وہ خاموشی سے وہاں سے نکلتا بھی چلا گیا۔اس کے جاتے ہی فارس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"اب تو اپنی انا مار دو۔"

"کونسی انا۔"

اس کی بات کے جواب میں وہ تلخی سے بولا تھا۔

"جس انا کے زیراثر تم نے پریسہ کا دل ناجانے کتنی بار توڑا ہے دل وہ تو مکمل طور پہ ریزہ ریزہ ہو گئ تھی۔"

وہ تمسخر بھرے لہجے میں بولا۔شہرام نے سرعت سے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا۔

اسے توڑ کر میں بھی توڑ پھوڑ کا شکار ہوا ہوں۔اگر وہ اذیت میں تھی تو میں بھی وہاں خوشیوں میں نہیں جی رہا تھا۔

"وہ ناچاہتے ہوئے بھی خود کو بولنے سے روک ناپایا۔

یہی بات یہی بات شہرام تمہاری اس توڑ پھوڑ کے متعلق پریسہ تو آگاہ نہیں نا۔اسے اندھیرے میں تم نے ہی "رکھا ہوا ہے" اور یہی اندھیرا تمہیں اس کی نگاہ میں اس حد تک برا بنا چکا ہے۔

وہ اسے جتانے والے انداز میں گویا ہوا۔شہرام اس کی بات کے جواب میں کچھ نہیں بولا تھا۔

خود کو ایک موقع دو اپنا اپ منواؤ اسے مناؤ اس کے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی بھی سہل ہو گی کیونکہ تمہارے "جانے کے بعد ہم نے اس کی پل پل گرتی حالت دیکھی ہے جو موت کے منہ سے باہر نکلی تھی۔ہم جو بھی بول

All Rights Reserved By Novels Lounge

لیں مگر اس کے دل میں آج بھی شہرام ہی ہے اور یہ بات کہی نا کہی تمہارا دل بھی کہتا ہی ہو گا۔اس سے بات کرو اس کو منواؤ۔وہ مان جائے گی۔"

ارتضی اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ہادی نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کو طوالت بخشتے فارس اپنے فون پہ آنے والی کال کی سمت متوجہ ہوا تھا جہاں عفیفہ کالنگ جگمگا رہا تھا۔اس نے سرعت سے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔

"واٹ اوکے میں پہنچ رہا ہوں۔"

اس نے سرعت سے بولتے کال کاٹی تھی۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔اس کے فون رکھتے ہی ان تینوں نے سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پہ مرکوز کی تھی۔

وہ پری ہاسپٹل میں ہے بخار ہے بہت تیز ڈاکٹرز نے خون کی کمی بتائی ہے اور میرا اور اس کا بلڈ گروپ سیم ہے "تو عفیفہ کا فون تھا مجھے ہسپتال جانا ہو گا۔"

اس کی بات پہ اس نے شہرام کے چہرہ جانچا جو بلکل سپید پڑ چکا تھا۔وہ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو اب کمرے کی جانب بڑھا تھا وہ واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں گاڑی کی چابیاں تھی۔

"ہو سکے تو تم میں سے کوئی غاز کو ساتھ لے جائے۔مجھے ایک انتہائی اہم کام نپٹانا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد لہجے میں بولتے تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔اس کے جاتے ہی فارس کھل کر ہنسا تھا۔ان دونوں نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو بس یہ سمجھ لو میں نے دو کی چار لگ کر بتائی ہیں۔اسے بس بخار ہے ڈرپ لگی ہے "ایک خون وون نہیں چاہیے شہرام کا دل ڈگمگا نا تھا تبھی جھوٹ کا سہارہ لینا پڑا۔

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے گویا ہوا تو وہ دونوں اس کی بے نیازی پہ عش عش کر اٹھے تھے۔فارس نے شاطرانہ نگاہوں سمیت مسکراتے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا کیونکہ انہیں اپنا پلین کسی حد تک کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"اب جھکنے کی باری شہرام کی ہے دیکھتے ہیں ہیر کا دل پگھلا پاتا ہے یا نہیں یہ سڑیل رانجھا۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا۔ان دونوں کے لبوں پہ بھی ایک خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

****

ماما میں یہ نکاح نہیں کروں گی قطعی نہیں کروں گی اور عاشر سے تو بلکل بھی نہیں میں نے اسے کبھی اس نگاہ سے نہیں دیکھا وہ فقط میرا اچھا دوست ہے بس۔بابا میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں اپنی بات پوری کرنے کی خاطر۔"

وہ سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے تکلیف سے چلائی۔عافیہ نے گھبراتے ہوئے آگے بڑھتے اسے سنبھالا تھا معاً وہ ایک جھٹکے سے خواب سے بیدار ہوتے چیخ مار کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی اور گہرے گہرے سانس بھرنے

لگی۔تکلیف اس کے چہرے سے عیاں تھی۔آنسو تواتر گالوں کو بگھو رہے تھے۔اس نے طائرانہ نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لیا تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ ہسپتال کے کمرے میں موجود ہے۔اس نے ہسپتال والا گاؤن ہی زیب تن کیا ہوا تھا۔کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی پریسہ ہے جس کے چہرے پہ کبھی شادابی ہوا کرتی تھی کھلکھلاہٹ اس کے چہرے کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھی مگر اب ویرانی کے سوا کچھ نہیں دکھتا تھا۔اس نے غصے سے کھینچ کر نیڈل اپنے ہاتھوں سے نکالی تو خون کی ننھی سی بوند ابل کر اس کے سرخ و سفید ہاتھ کی پشت پہ نشان چھوڑ گئی اس نے چونک کر سائیڈ پہ رکھی ٹرے میں سے اوزار تھاما تھا۔کسی خیال کے تحت اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرائی۔اس نے ہولے سے وہ اوزار اپنی کلائی پہ رکھا تھا۔ذہن میں عادل کی باتیں گردش کر رہی تھی۔

کوئی بات نہیں بابا آپ لوگوں کو جواب دے دے کر تھک گئے ہیں نا مر ہی جاتی ہوں پھر کسی کو جواب نہیں دینا پڑے گا مگر میں کسی کو بھی اپنی زندگی میں جگہ نہیں دے سکتی۔

اس سے پہلے کہ وہ کلائی پہ دباؤ بڑھاتی کسی نے عقب سے ہی اسے قیمتی متاعِ حیات کی طرح اپنے حصار میں لیا تھا کچھ اس طرح کے کہ وہ ریت کے ذرے کے برابر بھی اسے چھو نہ پایا تھا۔ایک مانوس سی خوشبو اپنے اطراف میں محسوس کرتے اس نے جھٹکے سے رخ اس کی جانب پھیرا۔مقابل وجود کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں آنکھوں میں تحیر کے بادباں کھلے تھے۔پریسہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"آپ کی جان کسی کیلیے اتنی ارزاں بلکل نہیں کہ آپ اسے کسی ایک کیلیے یوں ضائع کرتی پھریں۔"

وہ اس کے ہاتھ سے وہ اوزار لیتے ایک جانب رکھتا ہوا سرد لہجے میں گویا ہوا۔آنکھوں میں پتھریلا پن تھا جس نے اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑادی۔اس کے چہرے پہ سختی کے علاوہ کوئی تاثر نہیں تھا۔اس کے برعکس وہ حق دق کھڑی اس کے چہرے کو تک رہی تھی جو کبھی اس کی اولین خواہشات میں سے ایک تھا۔وہ جو کسی خواب کے زیرِ اثر تھی جھٹکے سے اس کے حصار سے باہر نکلی اور سختی سے نفی میں گردن ہلائی۔

مجھے چھونے کی جرأت بھی مت کیجیے گا شہرام خان۔میری ذات اتنی بھی ارزاں نہیں کہ آپ جیسے کٹھور اور" "بے حس انسان کے جھانسے میں آجاؤں۔بہت کھیل لیا آپ نے میری احساسات کے ساتھ اب مزید نہیں۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے مضبوط لہجے میں بولتی اسے اشتعال میں غرق کر گئی۔وہ جو اس کے وجود کو نگاہوں سے بھی چھونے سے ڈرتا تھا اس قدر بڑے الزام پہ اس کے وجود میں غصے کے بھانبڑ جلنے لگے۔اس نے داد دیتی نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔وہ دھان پان سی لڑکی شہرام خان کے سامنے کھڑی یوں چلا رہی تھی ہاں صرف وہ ہی تو تھی جو اس کے سامنے بغیر کسی خوف کے چلا لیا کرتی تھی جس سے سب اس لہجے میں سب بات کرنے سے گھبراتے تھے کیونکہ وہ زبان کاٹنے کے فن سے بھی ماہر تھا مگر ہمیشہ کی طرح وہ اپنے چہرے پہ سختی کا خول چڑھاتے اس کی بدتمیزی کو نظرانداز کر گیا۔

خبردار محترمہ میرے کردار پہ ایک بھی بات کرنے سے پہلے یاد رکھیے کہ میں نے آپ کو چھوا نہیں ہے بلکہ " آپ کو اپنی خوشبو کے حصار میں مقید کیا ہے جو آپ پہلے سے تو ہیں ہی مگر میرا مقصد آپ کو یہ باور کرانا تھا کہ "آپ شہرام خان کی امانت ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام کے سیاہ آنکھوں کے گوشے سرخ ہوئے اس کی بات پہ مگر پھر بھی وہ اس کے چہرے کے قریب جھکتے سرگوشیانہ لہجے میں گویا ہوا یہاں تک کہ اس کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پہ پڑتی محسوس ہوئی۔اس نے نزدیکی سے اس کے ماتھے پہ ابھرتی رگوں کو دیکھا تھا۔پریسہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"نکاح کریں گی مجھ سے۔"

مقابل کی بات پہ اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا جو شاید جلے پہ نمک چھڑکنے میں ماہر تھا۔یہ بات کہتے ہوئے بھی اس کا چہرہ ہنوز کرخت تھا۔ناگواریت کی شدید لہر اس کے وجود میں برق کی مانند پھیل گئی۔

نہیں کروں گی نکاح میں آپ سے۔کبھی نہیں کروں گی۔مر چکی ہے وہ محبت جو میرے دل میں کبھی آپ" کیلیے تھی۔آپ رہے اپنی انا کے زعم میں۔ویسے بھی آپ کو تو میرے سے کوئی دلی لگاؤ نہیں نا تو پھر یہ نکاح "کیوں۔

وہ انگلی اٹھاتی سختی سے اسے تنبیہہ کرتی آخر میں اذیت بھرے لہجے میں بولی۔ماضی کی انہی لمحات نے اس کے زخم بری طرح تازہ کیے تھے جب صرف آنسو ہی اس کا مقدر بن کر رہ گئے تھے اور وہ بھی فقط اس شخص کی بدولت۔

یہ ہمت صرف آپ ہی کر سکتی ہیں کہ میرے سامنے انگلی اٹھائیں ورنہ یہ جرأت کرنے والے شخص کو اگلی "سانس بھی نصیب نہیں ہوتی۔خوش نصیب گردانے خود کو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی انگلی پہ سرد نگاہ ڈالتے برفیلے لہجے میں بولا جوابا وہ تلخی سے ہنس دی۔اس کا زردی مائل چہرہ مسلسل اس کی عقابی نگاہوں کے حصار میں تھا۔

"خوش نصیب مت کہیں بد نصیب کہیں اور یہ سستے ڈائیلاگ جھاڑنے کی بلکل ضرورت نہیں ہے آپ سے نکاح کرنے سے بہتر ہے کہ کسی پہاڑ کی چوٹی سے کود کر خود کی جان لے لوں۔"

وہ کھردرے لہجے میں جل کر بولی۔

اس کی بات پہ شہرام کے گھنی مونچھوں تلے بھینچے ہوئے عنابی لبوں پہ مبہم سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا جو اس کے دوبارہ اپنی جانب متوجہ ہونے پہ وہ سکیڑ گیا۔وہ اپنا آپ کسی پہ ظاہر نہیں کرتا تھا اور یہی تو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔شہرام خان ایک الجھی پہیلی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی بات پہ وہ ہنسا تھا۔کیا وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔پریسہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

اس نے سرعت سے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اس نے اپنے مخصوص انداز میں بھنویں اچکائی جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ روک سکتی ہیں مجھے اور وہ ہمیشہ کی طرح نگاہیں چرا گئی۔

"ھو،تہ شہرام خان تہ °°ر خاص ی°خو تر قیامتہ بہ ی° بیان نہ ک°ي"

("ہاں تم شہرام خان کے لیے بہت خاص ہو مگر وہ قیامت تک اس بات کا اظہار نہیں کرے گا")

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے کان کے نزدیک جھکتے اپنے مخصوص پٹھانوں والے لب ولہجے میں بولتے اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت ایک بار پھر اسے اپنا اسیر کر گیا۔اس کے دل کی دنیا زیروزبر ہوئی تھی۔آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔تکلیف کی ایک شدید لہر نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا بولا ہے مگر وہ تو اس کے اسی انداز کی دیوانی تھی آج سے نہیں بلکہ گزرے پانچ سالوں سے۔ہاں وہ شہرام خان کی دیوانی تھی مگر وہ ٹھہرا ایک بے حس سنگدل انسان۔اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات دوبارہ سے پتھریلے ہو چکے تھے۔

خیال کیا کریں اپنے لیے نہیں تو میرے لیے سہی۔جانتا ہوں بہت سی کوتاہیاں ہوئی ہیں مجھ سے مگر بہت "جلد اس کا ازالہ بھی کر دوں گا۔"

اب کی بار جب وہ بولا تو اس کا لہجہ نرم تھا۔پریسہ نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا اور دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی اس کے نزدیک ہوئی تھی۔

ازالہ کرنا چاہتے ہیں نا اپنی ان غلطیوں کا ان اذیتوں کا جو آپ نے میری ذات کو دی ہے تو پھر ایک کام "کیجیے۔میری آخری خواہش سمجھ کر ہی۔"

وہ بولتے بولتے تھمی اور اپنی زبان کو خشک پڑتے لبوں پہ پھیرا تھا۔

"کیا۔"

وہ سرسراتے لہجے میں گویا ہوا۔

"مر جائیں آپ میری تمام تکالیف کا ازالہ ہو جائے گا۔"

وہ سنگدلی سے بولتی اس کے پور پور میں ایک نئی اذیت بر پا گئی۔اس نے پریسہ کی بات پہ بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا اور ایک بے بس نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"بہت جلد یہ خواہش بھی پوری کر دوں گا آپکی۔"

وہ نرمی سے بولتے جس راستے سے آیا تھا وہی سے پھلانگتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔عفیفہ جو دروازے کے پار کھڑی تھی اندر سے اس کے رونے کی آواز پہ وہ سرعت سے اندر کی جانب بھاگی مگر اسے زمین پہ بیٹھے روتا دیکھ انہوں نے تڑپ کر اسے اپنی آغوش میں لیا تھا۔

"میری بچی۔"

وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے اذیت سے بولی۔

"ماما میں عاشر سے شادی کرنے کیلیے تیار ہوں۔"

اس کے بھیگے ہارے ہوئے لہجے پہ کمرے کے اندر آتے صدام اور فارس کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ ان دونوں کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔ان دونوں نے بیک وقت خالی خالی نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ کیا بول رہی ہو تم۔"

عافیہ کی سرسراتی آواز پہ پریسہ نے خالی خالی نگاہیں ان کی جانب اٹھائی اور آنکھوں کو سختی سے رگڑتے دھیما سا مسکرائی تھی۔

یہی کہ میں عاشر سے شادی کو تیار ہوں اور یہی تو آپ کی خواہش تھی نا کہ میں آپ کی اور بابا کی پسند سے "

"شادی کرلوں میں راضی ہوں ماما۔

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی تو عافیہ نے بمشکل مسکراتے صدام کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے کا رنگ خود اڑا ہوا تھا۔وہ اسے سہارہ دے کر بیڈ پہ لائی تھی۔

ت "تم یہاں سے اٹھ کر زمین پہ کیوں آئی اور ڈرپ پہ خود ہی اتار لی۔ڈاکٹر نے اتنی کمزوری بتائی ہے۔ناجانے "کب عقل آئے گی۔

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی۔

"ماما میں تھک گئی ہوں مجھے گھر جانا ہے۔ہسپتال کے نام سے ہی مجھے وحشت سی ہوتی ہے۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولی۔صدام اس کی بات پہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹتے اس تک آیا۔

میں نے ڈسچارج پیپرز تیار کروالیے ہیں سب ٹھیک ہے اب۔ہمیں بھی گھر کیلیے نکلنا چاہیے۔چلیں ماما آپ "

"گاڑی تک جائیں میں اسے لے کر آتا ہوں۔

وہ سنجیدگی سے عافیہ سے مخاطب ہوا۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ لاتعداد سوال منڈلا رہے تھے۔ان کے کمرے سے نکلتے ہی صدام نے اس کی جانب اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی۔

"یہ فیصلہ اتنی اچانک کرنے کی وجہ۔"

صدام نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے سنجیدگی سے استفسار کیا تو وہ ایک نظر فارس کو دیکھ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

شاید عقل آگئی ہے بھائی میں نے سنا تھا کہی کہ شادی اسی سے کرنی چاہیے جو آپ سے محبت کرتا ہو نا کہ اس" سے جس سے آپ محبت کرتے ہو اس بات کا اندازہ آج مجھے اچھے سے ہو گیا ہے۔کچھ لوگ آپ کی محبت کے قابل نہیں ہوتے مگر کچھ لوگوں کی محبت صرف ہمارے لیے ہوتی ہے اور میں نے دوسرے آپشن کو چن لیا "ہے۔

اس کا لہجہ اٹل تھا۔صدام اس کی بات پہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔

"مگر پری۔"

پلیز فارس اب اس بابت کچھ مزید مت بولنا۔میں تھک چکی ہوں میرا ذہن اب کچھ بھی سننے کو آمادہ نہیں" "ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تھکے ہارے لہجے میں بولتے اسے خاموش کروا گئی۔فارس کی چلتی زبان کو وہی بریک لگی تھی۔ویسے بھی وہ لوگ گاڑی کے نزدیک پہنچ چکے تھے تو مزید کوئی بھی بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی گھر کی جانب رواں دواں تھی۔پریسہ نے آنکھیں موندتے سر ونڈ سکرین سے ٹکرا دیا۔

"نکاح کریں گی مجھ سے۔"

شہرام کی آواز کی بازگشت اس کی سماعتوں میں کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔آنکھوں میں اذیت کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

میں اتنی گئی گزری نہیں شہرام خان کہ اپنے احساسات اپنی محبت سب کچھ ایک بٹے ہوئے شخص پہ" لٹا دوں۔خود تو آپ سب کچھ اپنا لٹا آئے ہیں مگر مجھ سے یہ توقع مت رکھیے گا کہ میں ایک شادی شدہ انسان کو اس کے بچے سمیت اپناؤں گی۔اگر اس معاملے میں میں خود غرض ہوں تو خود غرض ہی سہی مگر خود کو رسوا ہوتا اب نہیں دیکھ سکتی میں۔:

اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔اس نے نکاح کی پیشکش کی بھی کب تھی جب وہ سب کچھ فراموش کر بیٹھی تھی۔کاش اس کی محبت کے جواب میں کبھی اس نے اس سے اس قدر محبت سے بات کی ہوتی تو آج پریسہ آفندی آپ کی دیوانی ہوتی شہرام خان۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل اپنے آنسو روکتے ڈوبتے دل سمیت دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی۔ ابھی وہ انہی سب سوچوں میں غلطاں تھی کہ ان کی گاڑی گھر کے پورچ میں ایک جھٹکے سے رکی تو اس کی سوچوں کا تسلسل بھی ایک جھٹکے سے ٹوٹا تھا۔ سب سے پہلے گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھنے والی بھی وہی تھی۔

"ضرور اس کے ساتھ کچھ ہوا ہے ورنہ یہ کیسے اپنے موقف سے اتنی جلدی ہٹ سکتی ہے فارس۔ ابھی ہسپتال جانے سے پہلے اس کے منہ پہ صرف انکار تھا اور اب ہسپتال میں ہی اس نے حامی بھر لی۔ ہاؤ از اٹ پاسیبل۔"

صدام کی پریشان کن آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تو فارس نے مسکینیت سے اس کی جانب دیکھا۔ اب وہ اسے کیا بتاتا کہ ان سب کے اصرار پہ شہرام میاں پریسہ سے ملاقات کو آئے تھے۔ یہ سن کر تو صدام لازم اس کا گلہ ہی گھونٹ دیتا۔

"مجھے لگتا ہے حاضری ہوئی ہو گی۔"

اس کی پر سوچ آواز پہ صدام نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا تو وہ کھسیاہٹ کے مارے ہنس دیا۔

"کبھی تو سوچ سمجھ کر بکواس کیا کرو۔"

وہ تنک کر بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ فارس نے بھی اسی کی تقلید میں قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"اب کیسی طبیعت ہے آپکی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جوں ہی اندر پہنچی عادل نے تڑپ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔پریسہ نے مسکراتی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں ڈیڈا اور مجھے امید ہے کہ اب میری بات سن آپ کی بھی طبیعت بحال ہو جائے گی۔"

اس کے معنی خیز لہجے پہ عفیفہ نے نا سمجھی سے صدام کی جانب دیکھا تو وہ بے ساختہ نگاہیں چرا گیا۔عادل نے سوالیہ نگاہیں ان کے چہرے پہ مرکوز کی تھی۔

"میں آپ کی پسند سے شادی کو تیار ہوں ڈیڈا۔میں عاشر سے شادی کرنے کیلیے رضامند ہوں۔"

اس کی رضامندی پہ جہاں عادل کے چہرے پہ خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی تھی وہی عفیفہ کا چہرہ سپید پڑ گیا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں پریسہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ سرد مہری رقم تھی۔

"یہ اچانک۔"

میں نے سوچا آپ سے کیا وعدہ نبھا لینا چاہیے۔جب آپ نے پانچ سال قبل فقط میری خوشی کی خاطر مجھے باہر "بھیجا تھا تو میں کیوں آج آپ کو ناراض کروں اسی لیے میں راضی ہوں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی مگر اس کی آنکھوں نے لبوں پہ بکھری مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیا تھا۔وہ ایسی ہی تو ہو گئی تھی مسکراتی ضرور تھی مگر دل سے نہیں۔فارس کو اپنی تمام تر پلیننگز فلاپ ہوتی دکھائی دی تھی۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔عادل نے سرعت سے اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے سر پہ بوسہ دیا تو وہ پر سکون ہونے کی خاطر آنکھیں موند گئی معاً عادل کی نگاہ دروازے پہ ایستادہ عاشر کی جانب اٹھی تھی جو خود ساکت

All Rights Reserved By Novels Lounge

کھڑا تھا۔شاید وہ ان کی تمام باتیں سن چکا تھا۔انہوں نے پریسہ کو خود سے الگ کیا اور اشارے سے ہی اسے نزدیک آنے کا کہا تھا۔وہ سر جھٹک کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان کے عین نزدیک آیا۔

آپ چاہتے تھے کہ اگر میں پریسہ کی شادی آپ سے کرنا چاہتا ہوں تو مجھے پہلے اس کی رضامندی جاننی "ہو گی۔اگر وہ بخوشی اس فیصلے کو قبول کر لیتی ہے تو میں یہ رشتہ پکا کر دوں گا تو اب اس بات کا اعتراف آپ کے سامنے ہی ہو چکا ہے تو پھر مجھے یہ سب کہنے میں کوئی دقت نہیں ہے کہ میں عاشر اور پریسہ کی شادی بہت دھوم "دھام سے کروں گا۔

انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا تو وہ سب دم سادھ گئے۔پریسہ کے حلق میں بے ساختہ گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی جو عاشر کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی۔ان کی بات پہ وہ کھل کر مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔

بابا دھوم دھام سے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس سادگی سے نکاح کی تقریب رکھ لیتے ہیں اس سے " "زیادہ مت کریں۔مجھے یہ سب چیزیں اب اپنی جانب متوجہ نہیں کرتی۔

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی مگر انہوں نے سختی سے اس کی بات رد کر دی۔

نہیں اس معاملے میں بلکل بھی میں آپ کی نہیں سنوں گا۔اس گھر میں دھوم دھام سے یہ فنکشن ہو گا" کیونکہ پھر کوئی فنکشن آنے میں بہت عرصہ لگے گا۔ابھی آپ اس معاملات میں کچھ نہیں بولیں گی بس جلد از جلد شادی کرنی ہے ہمیں ویسے بھی اب شادی کی تیاریاں شروع کر دینی چاہیے۔میرے خیال میں اگلا ہفتہ "شادی کیلیے بہترین رہے گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ فیصلے پہ ایک نیا فیصلہ کر رہے تھے اور پریسہ کو اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔اس نے تو بس شادی کیلیے رضامندی ظاہر کی تھی شادی کرنے کا نہیں کہا تھا۔وہ تو ابھی ان سب چیزوں کیلیے تیار بھی نہیں تھی۔

"مگر عادل اتنی جلدی۔"

نیک کام میں دیری نہیں کرنی چاہیے عافیہ۔بہت مشکلات کے بعد یہ دن دیکھنے کو ملا ہے میں نہیں چاہتا کوئی "
"بھی غلط بات ہو اس سب کے درمیان۔

انہوں نے سختی سے عافیہ کی بات کو درمیان میں ہی ٹوک دیا تھا۔اس کے بعد وہ سب کے سب چپی اختیار کر گئے۔کسی نے بھی کچھ بولنے کی کوشش نہیں کی تھی۔پریسہ کی نگاہ غیر ارادی طور پہ عاشر کی جانب اٹھی جو بغور اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔وہ بے ساختہ نگاہیں چراتے ڈھیلے ڈھالے قدموں سے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ارادہ اپنے کمرے میں جانے کا تھا۔عاشر نے اس کی پشت کو تکا جو نا جانے کن سوچوں میں گم زینے چڑھ رہی تھی۔وہ تیز قدموں سے اس کے تعاقب میں بڑھا تھا۔اتنی دیر میں وہ زینے چڑھ چکی تھی۔

"پریسہ۔"

اس کے بھاری لہجے پہ پریسہ نے اپنے حواس بحال کرتے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

ہاں کیا ہوا۔سب ٹھیک ہے نا۔اگر تمہیں اس شادی پہ کوئی اعتراض ہے تو تم اس شادی سے انکار کر سکتے "
"ہو۔کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی تو وہ تلخی سے مسکرایا۔

"میں نے تو کسی اعتراض کا ذکر ہی نہیں کیا پریسہ۔ خود ہی مفروضے ہو تم۔ میں تو تم سے تمہاری رضامندی جاننے آیا تھا۔"

اس کا لہجہ جتاتا ہوا تھا۔ پریسہ نے ماتھے پہ شکنیں سجائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اور دو قدم اس کے نزدیک ہوئی تھی۔

"میرے خیال میں جو رضامندی آپ مجھ سے جاننے آئے ہیں وہ رضامندی میں نیچے دے چکی ہوں اتنی بڑی محفل میں تو ان سب باتوں کا کوئی جواز نہیں ہے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولی۔ عاشر نے اذیت سے مسکراتے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے تھے۔

"زیادہ نا سہی مگر اس گزرے عرصے میں تمہیں اتنا تو جان گیا ہوں کہ تم ضد کے معاملے میں کسی بھی حد تک جا چکی ہوں تم ضدی ہو اڑیل ہو اور اسی ضد میں تم اپنے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے سے گریز نہیں کرو گی۔ تمہارا اندر کچھ ہے مگر ظاہر تم کچھ کرتی ہو۔ باہر جو تم نے رضامندی تھی وہ تم نے ظاہر کیا ہے اب یہاں تم مجھے ساری سچائی سے روشناس کروا سکتی ہو مجھے بلکل بھی برا نہیں لگے گا۔"

اس کے سرد لہجے پہ پریسہ کے چہرے پہ کئی رنگ اکر گزر گئے۔ وہ کس قدر آسانی اس کے دل کی تمام باتیں اس کے سامنے رکھ گیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اچھا تو کیا تم دل کو پڑھنے کے فن سے واقف ہو جو بہت ماہان بن رہے ہو۔ ٹھیک ہے پھر تم بتاؤ کیا ہے میرے دل میں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ہوئے بولی۔

"شہرام خان۔ جس سے تمہاری ذات نے عشق کیا ہے۔ جس کی رم دیوانی ہو۔ کیا میں کوئی دودھ پیتا بچہ ہوں نہیں پری۔ میری تم سے محبت بہت ہی خود غرض قسم کی ہے۔ مجھے تمہاری نہیں بلکہ تمہاری خوشی کی خواہش ہے۔ تم جب جب ہنستی ہو پھر چاہے وہ کسی کی بھی بدولت مجھے وہ انسان بھی اچھا لگتا ہے۔ جس انسان سے تمہیں محبت ہے مجھے بھی وہ انسان عزیز تر ہے کیونکہ وہ تم سے منسلک ہے۔"

جواباً اس کی بات پہ پریسہ کے لبوں پہ پھیلی تمسخرانہ مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں کی تراش پہ ایک اذیت بھری مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"لازم نہیں جن سے عشق کیا جائے عاشرا نہیں حاصل بھی کر لیا جائے۔ وہ عشق ہی کیا جو لاحاصل نا ہو۔ میری طرف بھی یہی قصہ ہے اور یقین کرو مجھے دلی خوشی ہے کہ مجھے تم جیسا لائف پارٹنر ملے گا۔ ہاں اس شخص سے میں چاہ کر بھی نفرت نہیں کر پائی۔ نہیں بھلا پائی میں اس شخص کو تمہارے سامنے اس بات کا اعتراف کرتی ہوں میں مگر مجھے یقین ہے تم سے جڑ کر میں آہستہ آہستہ سنبھل جاؤں گی۔ تم دو گے نا میرا ساتھ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بھیگے آس بھرے لہجے میں بولتے اس کی جانب اپنی ہتھیلی پھیلا گئی۔اس کی آنکھوں میں ایک حسرت سی تھی ناکام سی حسرت۔اس نے نرمی سے اپنا ہاتھ اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی پہ رکھا اور کھل کر مسکرادیا تھا۔پریسہ نے دھیمی شکست خورد مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے آزاد کرواتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔عاشر نے آسودگی سے مسکراتے اس کی پشت کو تکا تھا۔اگر وہ اس فیز سے نکلنے کی کوشش کررہی تھی تو وہ بھی اس کا ساتھ دینے کو مکمل طور پہ تیار تھا۔

"میرے خیال میں اب مجھے بھی نکلنا چاہیے۔"

فارس کی آواز پہ وہ سب ہوش کی دنیا میں لوٹے تو وہ سب سے ملتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی دیکھ وہاں موجود ہر فرد کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔عادل مسلسل صدام کو ہدایتیں کرنے میں مصروف تھے مگر اس کا تمام تر دھیان صرف پریسہ کی بات کی جانب ہی تھا۔اسی غائب دماغی کی کیفیت میں وہ اپنے کمرے میں چلا آیا۔

صدام یہ سب کیا ہے۔ایسا کیسے ممکن ہے آپ نے اسے روکا کیوں نہیں۔وہ ٹھیک فیصلہ نہیں کررہی۔میں" جانتی ہوں وہ شہرام بھائی کو نیچا دکھانے کی ضد میں فقط یہ فیصلہ کررہی ہے وہ مرجائے گی صدام وہ مرجائے گی۔"

عفیفہ بے چینی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے دھیمے لہجے میں چلائی تھی۔صدام دونوں ہاتھوں کی مٹھی میں سر کے بالوں کو بھینچتے ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ میں کیا کر سکتا ہوں اس سب معاملے میں۔ میں دونوں طرف سے پھنسا ہوا ہوں۔ مم۔ میں کیسے "

"روکوں اسے۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔

وہ تھکے تھکے انداز میں بولا۔ عفیفہ نے اس کے شانے پہ ہاتھ جماتے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ کہنے سننے کو اب بچا ہی کیا تھا جب دلہا دلہن کی راضی تھے تو اس سب میں وہ سب اب کیا کر سکتے تھے۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر کھولا اور تیز قدموں سے کمرے کی دہلیز پار کر گئی۔ صدام نے بوکھلا کر اس کی جانب دیکھا جو اب پریسہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ عفیفہ نے اشتعال کے عالم میں ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تو وہ اسے بیڈ پہ بیٹھی آنسو بہاتی دکھائی دی تھی۔ اسے اندر آتا دیکھ پریسہ نے سرعت سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو تم اب یہ رو دھو کر پریسہ۔ سمجھتی کیا ہو تم اپنے آپ کو جس کا جب جی چاہا شادی سے "

"انکار کر دیا جب جی چاہا رضامندی ظاہر کر لی۔ کیوں رو رہی ہو اب۔ کیا جتا رہی ہو۔

وہ غصے سے اسے اپنے مقابل کرتی درشت لہجے میں بولی۔ پریسہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"مم۔ میں نے کیا کیا ہے۔"

وہ ہکلا کر بولتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

تم نے کیا کیا ہے پریسہ۔ تم یہ پوچھو کہ تم نے کیا نہیں کیا۔ عاشر سے شادی کا فیصلہ صرف تمہارا ہے تو پھر اب "

"یہ آنسو کس کے نام کے بہا رہی ہو۔

وہ اس کا بازو جھٹکتے ہوئے تند لہجے میں بولی۔

"اپنی قسمت کو رو رہی ہوں۔اپنے نصیب کو اپنی بے بسی کو اور اپنی زندگی پہ رو رہی ہوں کہ اس انسان کے علاوہ کسی اور سے شادی کی حامی بھرنے سے پہلے میری جان کیوں نہیں نکل گئی۔میرے میں سانسیں کیوں باقی ہیں کس کے نام پہ جی رہی ہوں میں۔یہ آنسو اس چیز کے ہیں۔"

وہ بھی اپنا ضبط کھوتی چیخی تھی۔عفیفہ نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے دونوں بازوؤں کو تھاما تھا۔

"ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا پری۔تم کوئی اچھا فیصلہ لے سکتی ہو صدام تمہارے ساتھ ہیں میں تمہارے ساتھ ہوں ہم کوئی حل نکال لیں گے۔تمہاری زندگی سنور جائے گی۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں محبت سے بولی۔پریسہ نے سختی سے نفی میں سر ہلاتے اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔

"زندگی نہیں سنوارنی مجھے اب عفیفہ۔کیا فیصلہ لوں میں ہاں کیا چاہتی ہو تم شہرام خان کے پیروں کی دھول بن جاؤں جیسے پانچ سال پہلے بنی تھی جسے وہ اپنے قدموں تلے روند کر چلے گئے تھے۔ان کے عشق میں بے بس ہوتے ان کے بیٹے کو اپنا لوں اور اس کی ماں بن جاؤں۔اتنا ظرف نہیں ہے مجھ میں عفیفہ میں بہت کمزور ہوں۔نہیں کر پاؤں گی۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔عفیفہ نے تڑپ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تو پھر مکمل طور پہ بھول جاؤنا انہیں۔"

اس کی بات پہ پریسہ نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا اور اپنی کی کیفیت میں پہ کھل کر ہنسی تھی۔

"نفرت ہی تو نہیں ہوتی ان سے مجھے اور جب تک دل میں نفرت نہیں ہو گی تو کیسے بھلا پاؤں گی انہیں۔"

وہ بے بسی و بے کسی سے گویا ہوئی۔

وہ نفرت کے قابل بھی نہیں ہے پری۔ وہ نفرت کے قابل نہیں ہے وہ تم سے بھی زیادہ محبتوں کو ترسے "

"ہوئے ہیں۔

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔ پریسہ اس کی بات پہ سرعت سے اپنے آنسو پونچھتی اس کا حصار توڑتے اس سے الگ ہوئی تھی۔

"خیر تم جاؤ یہاں سے مجھے اس متعلق کوئی بات نہیں کرنی۔"

وہ نظریں چڑتے ہوئے بولی۔ عفیفہ نے اشتعال بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جس بات کو سننے سے قبل ہی تم منہ پھیر لیتی ہو ناپری دعا کرنا یہ منہ پھیرنا تمہیں ایک نئے سرے سے کوئی "

"پچھتاوا نا دے دے۔

وہ تند و سپاٹ لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولتی تیز قدموں سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کی انکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ گرا تھا جسے وہ ہاتھ کی پشت سے رگڑ گئی تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ ابھی تک یہی ہیں گئے نہیں پارٹی میں۔"

ارتضی نے صوفے پہ براجمان نواز کو دیکھتے حیرت سے استفسار کیا جو سکون سے میچ دیکھنے میں محو تھے۔

ہاں یار میرا بلکل بھی دل نہیں ہے اتنے ہجوم میں جانے کا۔"

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولے۔ارتضی نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا جنہوں نے اپنی کوئی بھی پارٹی

"ایسے سکپ نہیں کی تھی خاص طور پہ آفس کی پارٹی۔

"مگر آپ کا تو ایوارڈ بھی ہے نا آفس کی جانب سے۔"

وہ ان کے نزدیک ہی صوفے پہ براجمان ہو گیا۔انہوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور فقط ہنکارہ بھرنے پہ اکتفا کیا تھا۔اس دوران عناب چائے کی ٹرالی لیے لاؤنج میں چلی آئی۔نائمہ بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ان دونوں کے بیٹھتے ہی نواز نے ٹی وی بند کرتے اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کرائی جو چائے کے ساتھ بھرپور انداز میں انصاف کرنے میں مصروف تھا۔

"ارتضی۔"

نواز کی پر سوچ آواز پہ بھی جب وہ چائے میں ہی گم رہا تو عناب نے دانت کچکچاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو چائے پیتے ہوئے ایسے ہی دنیا جہاں سے غافل ہو جایا کرتا تھا۔اس نے کھینچ کر غصے سے اس کے پاؤں پہ پاؤں مارا تو وہ ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا۔

"کبھی محبت سے مت بلانا ہمیشہ ٹھڈے ہی مارتی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تنک کر بولتے سر جھٹک گیا۔نائمہ نے مسکراہٹ دباتے چہرہ جھکالیا۔

"ڈیڈ بلا رہے ہیں تمہیں۔"

اس کی بات پہ ارتضی نے چونک کران کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ کر تاسف سے نفی میں سر ہلا رہے تھے۔

"میں سوچ رہا تھا کہ تم آج میری جگہ پارٹی اٹینڈ کرلو عناب کو بھی ساتھ لے جاؤ۔اس طرح اس کی بھی آؤٹنگ ہو جائے گی اور میں بھی پرسکون ہو جاؤں گا میری جگہ میرا بیٹا وہ ایوارڈ ریسیو کرلے گا۔"

ان کی بات پہ عناب نے ناک منہ چڑھائی تھی کیونکہ ایسے پارٹیز میں جانے کا اسے سرے سے ہی کوئی شوق نہیں تھا۔

"ڈیڈ ارتضی اکیلا ہی چلا جائے گا۔میرا بلکل بھی دل نہیں ہے۔"

اس کی بات پہ ارتضی نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"ڈیڈ بیوی کو کون ایسی جگہوں پہ ساتھ لے کر جاتا ہے۔وہاں تو طرح طرح کی حسینائیں ہو گی۔اب وہاں جا کر بھی اس بسوری بیوی کو ہی دیکھوں گا تو پھر فائدہ۔آنکھیں بھی تو ٹھنڈی کرنی ہے میں نے۔خود تو ساری عمر عیاشیاں کرلی میری باری میں مجھ پہ پابندیاں لگا رہے ہیں آپ ناٹ فیئر ڈیڈ۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔نواز نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"بس تمہاری حرکتوں سے میں اچھے سے واقف ہوں ناکہ تم نے وہاں جا کر یہی سب کرنا ہے اسی لیے بیوی کو ساتھ بھیج رہا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

جواباً وہ بھی دل جلانے والے انداز میں بولے۔ ارتضی کا پور پور جل کر راکھ ہو گیا۔

فوریو کائنڈ انفارمیشن میں تمہارے ساتھ پارٹی پہ جا رہی ہوں اٹھو اب اور تیاری پکڑو۔ کسی چڑیل کو دیکھنے "
" سے پہلے میں تمہاری آنکھیں نانوچ لوں۔

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی تن فن کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی ارتضی نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکاتے ان دونوں کی جانب دیکھا اور سیٹی کی دھن بجاتے بالوں کو سنوارتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوا عناب کمرے میں موجود نہیں تھی۔ وہ اپنا تھری پیس لیتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

تقریباً دس منٹ کی توقف کے بعد وہ جوں ہی واشروم سے باہر نکلا آئینے کے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔ اس نے سرد نگاہیں اس کی جانب اٹھائی اور مضبوط قدم اٹھاتا اس تک پہنچا تھا۔

"یہ کیسا ڈریس پہنا ہے تم نے۔"

وہ اس کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے پتھریلے لہجے میں بولا۔ عناب نے حیرت سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے ارتضی صرف ایک پارٹی وئیر ڈریس ہے یہ۔ تم اتنا اوورری ایکٹ کیوں کر رہے ہو۔"

وہ بظاہر ہلکے پھلکے لہجے میں بولی مگر اندر ہی اندر وہ اس کی حالت سے خوب حظ اٹھا رہی تھی۔

اوورری ایکٹ۔لباس دیکھا ہے تم نے اپنا بیک کس قدر ڈیپ ہے۔اور یہ سلیو لیس تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے"

"یا نہیں۔مجھے ایسی واہیات چیزیں بلکل نہیں پسند۔

وہ درشت لہجے میں دھاڑا۔عناب نے سکون سے اس کی ھانب دیکھا۔

اچھا تو وہ جو پارٹی میں حسینائیں ہونگی وہ بھی تو اسی قسم کا بیہودہ لباس پہنے گی نا ان کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرنی"

"ہے نا تو مجھے ہی دیکھ کر بھر لینا۔تمہاری توقعات پہ پوری تواتر ہی رہی ہونگی نا۔

وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔ارتضی نے دانت پہ دانت جماتے اس کی جانب دیکھا۔اس کا ڈریس دیکھ تو اس کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی تھی۔

شٹ یور ماؤتھ عناب ابھی کے ابھی واپس جاؤ اور یہ ڈریس چینج کر کے آؤ اور دوبادہ ایسا بہیودہ لباس پہننے کی" کوئی ضرورت نہیں ہے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

وہ سختی سے گویا ہوا۔عناب نے غصیلی نگاہوں سے اس کی" جانب دیکھا اور ہٹ دھرمی سے وہی کھڑی رہی۔ارتضی کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک اٹھی۔اس نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیتے جھٹکے سے اسے اپنی گرفت میں مقید کیا تھا۔عناب کا سانس اس کی پیش رفت پہ سینے میں ہی اٹک گیا۔

"ارتضی چھوڑو یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔"

وہ کسمساتے ہوئے بولی۔لہجہ خود بخود اس کے تیوروں سے گھبراتے روہانسا ہو چکا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

جب یہ لباس پہن ہی لیا ہے تو پھر کیوں نا ہم اسی کمرے سے کنٹینیو کریں۔ کوئی اور نا سہی مگر اس لباس میں "

"تمہیں پوری طرح دیکھنے کا حق میرے پاس تو محفوظ ہیں۔

وہ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے اس کا چہرہ اپنے چہرے کے نزدیک کرتے گھمبیر لہجے میں بولا ساتھ اس کی اس کے گال سے اپنا گال سہلایا تھا۔ عناب نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ارتضی اچھا پلیز سوری اب نہیں کرتی ایسا کچھ بھی۔"

"وہ اب اصل میں منتوں پہ اتر آئی تھی۔ ارتضی نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میری جان ایک چائے اور ایک رومینس کے درمیان مجھے ٹوکنے والے لوگ انتہائی ذہر لگتے ہیں۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔ اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔ عناب کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"اچھا اب تو میں ذہر ہی لگوں گی۔"

وہ پکی لڑاکا عورتوں کی طرح بپھری تھی۔

"ارے نہیں نہیں تم تو مجھے شہد کی مانند میٹھی لگتی ہو۔ اسی لیے تو بول رہا ہوں کہ چکھنے کا موقع تو دو۔"

وہ اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے معنی خیز لہجے میں بولا۔ عناب نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

"نہیں میں ذہر ہی ٹھیک ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ گڑبڑا کر بولتی اس کے حصار سے ایک جھٹکے سے نکلی تھی۔ارتضی اس پہ ایک سپاٹ نگاہ ڈالتے آئینے کی جانب متوجہ ہو گیا۔عناب بھاگنے والے انداز میں ڈریسنگ کی جانب بھری تھی۔اس کے بعد ان کے پارٹی تک پہنچنے کے دورانیے میں ان کے درمیان کوئی بھی بات نا ہوئی تھی۔سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔عناب نے پریشانی سے اندر کی صورتحال کا جائزہ لیا تو اچھے خاصے بڑے پیمانے پہ پارٹی منعقد کی گئی تھی۔اس کا یہاں آنا پہلا پہلا تجربہ تھا تبھی دل گھبرا رہا تھا۔

"یہاں تو سب عجیب عجیب مخلوقات آئی ہوئی ہیں۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے پریشانی سے گویا ہوئی۔

"عجیب نہیں ہے بس سب نے میک اپ کیا ہوا ہے۔"

وہ لاپرواہی سے شانے اچکاتے ہوئے بولا۔عناب نے اس کی بات پہ اسے زبردست گھوری سے نوازا تھا۔ارتضی نے سر جھٹکتے اس کا ہاتھ تھاما اور قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"اوہ ارتضی کیسے ہو ینگ مین۔آئی مسڈ یو الاٹ۔"

عناب نے غور سے ان کی جانب دیکھا جو عمر میں اس سے تو کافی بڑی تھی اور ارتضی ایسے ان سے مل رہا تھا جیسے وہ اس کے بچپن کی بچھڑی کوئی سہیلی ہو۔وہ دل ہی دل میں دانت پیس کر رہ گئی۔

"آنٹی اولڈ لیڈیز کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ وہ ینگ مین پہ لائن ماریں۔اسی لیے اجتناب کیجیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کا اس کے ساتھ چپکنا جب اس سے برداشت نا ہوا تو جتانے والے لہجے میں بولی مگر لہجہ مسکراتا ہوا ہی تھا۔ارتضی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا۔

"آئی ایم ناٹ اولڈ لیڈی آئی ایم سٹل ینگ۔"

وہ مغرورانہ لہجے میں بولی۔عناب نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

جائے پہلے منہ دھو کر آئیں پھر مانوں گی آپ ابھی بھی جوان ہیں۔اپنی عمر کو میک اپ کے نام پہ چھپا کر آپ "

"یہ کیا حرکتیں کر رہی ہیں شرم کریں کچھ۔

وہ جلتے بھنتے بول کر ارتضی کو کھینچتے ہوئے ایک جانب لے آئی۔ارتضی ہونق پن سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔عناب نے بغور ان دو لڑکیوں کو دیکھا جو ارتضی کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"یہ جو تم کرتے پھر رہے ہو نا ارتضی میں بتا رہی ہوں میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گی۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی معاً اس کی نگاہ ایک کونے پہ کھڑے شخص پہ پڑی تو اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔اس نے ایک نظر ان لڑکیوں کی جانب دیکھا جو اب ان کے نزدیک آچکی تھی۔

باجی یہ جو کھڑے ہیں نا یہ میرے شوہر نامدار ہیں اور آپ دونوں اس کی بہنیں تو میری صلاح مانیں وہ جو لڑکا "

"کھڑا ہے نا آپ اس کے پاس چلی جائیں کیونکہ وہ دنیا جہاں کا ویلا ترین انسان ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے دور کھڑے فارس کی جانب اشارہ کیا جو کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا۔اچانک اس پہ نظر پڑتے ہی خوشگوار حیرت سمیت ان کی جانب چلا گیا۔ارتضی حق دق کھڑا اس کی حرکات کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"ان کو تو آوٹ کر دیا ستر حوروں کا کیا کرو گی بیگم۔"

وہ اسے ٹھوکا مارتے شرارت بھرے لہجے میں بولا۔اس دوران فارس بھی ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔

بکواس مت کرو میرے ساتھ یہ ابھی کوئی آدمی مجھے دیکھ لے تو تم تو اس کی آنکھیں ہی نکال کر رکھ دو اور رہی" بات حوروں کی تو ان کو بھی میں خوشی خوشی اس فارس کے نام کر دوں گی صاف بات ہے بھئی ارتضی کو لے "کر عناب بہت پوزیسو ہے۔

وہ کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے بولی۔ارتضی نے آنکھوں کو مسلتے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔اسے یہ بات ناقابل یقین لگ رہی تھی کہ یہ سب اسے عناب نے کہا ہے۔

"میری جو بیوی ہے نا وہ تمہارا منہ توڑ کر رکھ دے گی۔"

فارس نے اسے ڈرانا چاہا۔عناب نے اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑا دیا۔

"ڈھونڈ و تو سہی پہلے۔تمہارا تو وہ حساب ہے بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔"

وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔فارس کا چہرہ احساس توہین سے سرخ پڑ گیا۔

"دیکھو اب تم میرے جلے پہ نمک مت چھڑ کو عناب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے شہادت کی انگلی دکھاتے باور کرانے والے انداز میں بولا۔ عناب نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"جیسی تمہاری حرکتیں ہیں ناان شااللہ تم کنوارے ہی مروگے فارس میاں۔"

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے بولتے اس کے وجود میں چنگاریاں سی لگا گئی۔ وہ مزید اس کے جلے ہی نمک چھڑک رہی تھی۔ اس کی بات پہ ارتضی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ویسے تو یہاں کیا کر رہا ہے۔"

ارتضی نے حیرت بھرے لہجے میں استفسار کیا۔

"شاید میرا باپ بھی اسی بزنس کی دنیا میں بہت اہم مقام رکھتا ہے اور اسی کی بنا پہ میں یہاں موجود ہوں۔"

اس کی طنزیہ آواز پہ ارتضی نے خجل ہوتے اس کی جانب دیکھا تھا۔ فارس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ تقریباً گھنٹہ مزید اس تقریب میں ٹھہرنے کے بعد وہ سب آگے پیچھے پارکنگ کی جانب بڑھے تھے۔ فارس نے ایکدم کچھ سوچتے صدام کو فون ملایا تھا۔

"ہاں کیا سوچا پھر تم نے اس بابت۔"

"کیا سوچنا ہے فارس اب جو جیسا چل رہا ہے چلنے دو۔ میں اس کی زندگی میں اب ٹانگ نہیں اڑانا چاہتا۔"

صدام کی بات پہ فارس کے چہرے سے مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیا مطلب ٹانگ نہیں اڑانا چاہتے وہ تمہاری بہن ہے صدام یہ تمہارا حق ہے کہ تم اس کے حق میں بہترین "

"فیصلہ لو۔

وہ غصیلے لہجے میں بولا۔ ارتضی اور عناب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ وہ بہت کم کم غصہ ہوتا تھا مگر

جب ہوتا تھا تو مطلب بات بہت سنجیدہ ہوتی تھی۔

میں اسے نہیں ٹوک سکتا کیونکہ اس شہرام کے نام پہ اسے گھر سے نکالنے والا بھی میں ہی تھا۔ اس کے اوپر "

ظلم ڈھانے والا بھی میں ہی تھا۔ میں نے اپنی بہن سے وہ اعتبار چھین لیا کس حق سے اس کیلیے کوئی فیصلہ

"کروں۔

وہ ضبط ٹوٹتے ہی بے بسی سے چلا اٹھا۔ فارس کے تنے ہوئے تاثرات اس کی بات پہ ڈھیلے پڑے تھے۔ اس نے

اسے وہاں آنے کی اطلاع دیتے فون کاٹ دیا ویسے بھی پریسہ نے ان سب کو اپنی شادی کی تیاریوں کی خاطر

آفندی ہاؤس بلایا تھا۔ فون بند ہوتے ہی ان دونوں نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا تو اس نے گہرا سانس

بھرتے مختصر پوری بات ان کے گوش گزار دی۔

"یہ پریسہ خود کو اذیت کیوں دے رہی ہے سمجھ سے باہر ہے۔"

ارتضی حیرت کے مارے بڑبڑایا۔

وہ خود کو نہیں شہرام سر کو اذیت سے روشناس کرانا چاہ رہی ہے مگر وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ اس چیز "

"سے سب سے زیادہ تکلیف اسے ہی ہو گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب کی افسوس بھری آواز پہ ان دونوں نے تھکی تھکی سی سانس خارج کی تھی۔

"خیر ابھی ہمیں آفندی ہاؤس جانا ہے۔"

اس کی بات پہ ان دونوں نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

****

صدام فون بند کرتے ہی جوں ہی مڑا سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اس کا پورا وجود گویا زلزلوں کی ذد میں آگیا۔ چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"شش۔ شہرام تم یہاں۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولا۔ اسے ڈر تھا کہ کہی اس نے وہ تمام باتیں نا سن لی ہو۔

مجھ سے میرے آنے کا مقصد مت پوچھو صدام۔ مجھے بس اس بابت بتاؤ جس کا ذکر تم ابھی فارس سے "کر رہے تھے۔

اس کے کڑے لہجے پہ صدام نے بے ساختہ نگاہیں چڑائی تھی۔

"یہ ان سب باتوں کا وقت نہیں ہے شہرام تم اندر چلو۔ ویسے "کیسے آنا ہوا تمہارا یہاں۔

وہ بمشکل مسکراتے لہجے میں بولا۔ شہرام کا سر بے خودی کی کیفیت میں نفی میں ہلا تھا۔

"تم نے۔ تم نے اپنی ہی بہن کا یقین نہیں کیا صدام۔"

اس کی سرگوشی پہ صدام کو اپنی آتی جاتی سانسیں بھی رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پلیز شہرام یہ بہت پرانی بات۔"

پرانی بات مائی فٹ صدام آفندی اینڈ یو نو واٹ تم بھی انہی ٹیپیکل بھائیوں میں سے ایک ہو جسے اپنے چلتے" افئیرز کا کچھ معلوم نہیں ہوتا جنہیں اپنی عیش و عشرت عزیز ہوتی ہے مگر بہن پہ بات آتے ہی تمام غیرت "جاگ جاتی ہے۔

وہ کسی بپھرے شیر کی مانند دھاڑا تھا۔ صدام نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے چہرہ جھکا لیا۔

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔"

وہ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ٹھہرے لہجے میں بولا۔ شہرام نے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس کے شرٹ کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔

"بد کردار ہونے کا طعنہ دیا تھا اسے تم نے۔"

صدام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں نمی کی ایک لکیر سی تھی۔

"اور تمہارے اس ایک طعنے نے میرے وجود سے جان نکال لی ہے صدام۔ جان نکال لی ہے۔"

وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولا۔ صدام یک ٹک دم سادھے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی شکوہ حیرت کیا کچھ نہیں تھا۔ وہ بے ساختہ لڑکھڑایا تھا۔

میرا قصور تھا مجھے اسے دھتکارنا نہیں چاہیے تھا۔ مجھے یوں اس سفر میں اسے تنہا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر میں" نے پھر بھی اسے کر دیا۔ میں نے اس کا مان توڑا ہے صدام۔ میں تو اس کے بھلے کی خاطر اسے خود سے علیحدہ

NovelsLounge.com

All Rights Reserved By Novels Lounge

کر گیا تھا مگر میں نہیں جانتا تھا کہ سب سے زیادہ برا تو میں ہی اس کے ساتھ کر گیا ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کیلیے اس نامکمل وجود کی مانند ہیں جن کی محبت ہی انہیں مکمل کرتی ہے۔ میں خود کو بھول بیٹھا تھا مگر میں نے کبھی اس کا برا نہیں چاہا کیونکہ میں نے محبت نہیں کی اس سے کبھی نہیں کی بلکہ میں نے تو عشق کا وہ مقام طے کیا ہے اس کے سنگ جس کا کوئی ردوبدل نہیں ہوتا۔ محبت حصول مانگتی ہیں صدام مگر میں نے کبھی اسے حاصل کرنے کی خواہش نہیں کی بلکہ۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے عجیب سے لہجے میں بول رہا تھا۔

"شہرام تم پری سے۔"

اس کی زبان اس کا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔

اتنی اذیت اتنے آنسو میں نے اسے دیے ہیں۔ میں نے اسے بہت زیادہ رلایا ہے۔ وہ ایسی ہی بھیگتی رات میں" روتے ہوئے گڑگڑائی تھی میرے سامنے کہ وہ میرے بغیر مر جائے گی مگر میں نے اس کا مان توڑتے اسے مار دیا تھا اور اس دن میں نے صرف پریسہ آفندی کو ہی نہیں بلکہ شہرام خان کو بھی مار دیا تھا۔"

"شہرام تم۔"

صدام کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ اگلے ہی لمحے وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا۔ اس نے گھبرا کر اپنے چہرے کے تاثرات درست کیے اور دوبارہ اپنے خول میں سمٹ آیا تھا۔ صدام فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھ رہا تھا جن نے آج کیسا انکشاف اس پہ کیا تھا۔ اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں چلتا ہوں ویسے بھی مجھے واپس حویلی کیلیے نکلنا ہے۔"

وہ اس سے نگاہیں چرا کر بولتے مڑا مگر اگلے ہی لمحے کسی نے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

"ارے ایسے کیسے میاں اب تو تمہیں اندر چلنا پڑے گا۔ ویسے بھی ہادی غازان کو لے کر بس پہنچ ہی رہا ہو گا۔"

وہ اسے لیتے خاموشی سے صدام کو اشارہ کرتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ شہرام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اس دوران وہ لوگ اندر پہنچ چکے تھے۔

"ارے اتنی دیری۔"

ان کے ساتھ آتی شخصیت کو دیکھ پریسہ نے سختی سے لبوں کو بھینچ لیا اور ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔ فارس نے اس کی بات پہ کان نا دھرتے شہرام کو لیتے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"ڈیڈا۔"

عقب سے آنے والی چہکتی آواز پہ شہرام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور مسکرا کر اس کی جانب بانہیں پھیلائی تھی غازان بھاگتا ہوا اس کی باہوں میں آسمایا۔ پریسہ نے نہایت چبھتی نگاہوں سے اس منظر کو تکا تھا۔ ایک ٹیس سی دل میں اٹھی تھی۔

"ارے آپ تو بھیگ گئے۔"

اس نے اس کے بھیگے بالوں کو سہلایا اور محبت سے اس کی پیشانی چومی۔

"آپ جانتے ہیں نا مجھے بارش کتنی پسند ہے۔ ہادی انکل نے روکا بھی مگر پھر بھی میں بارش میں چلا گیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سنجیدگی سے اسے اپنا کارنامہ بتا رہا تھا۔ شہرام کی نگاہیں ناجانے کس سوچ کے تحت پریسہ کی جانب اٹھی تو وہ بھی حیرت بھری نگاہوں سے غازان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"پریسہ تمہیں تو بارش پسند ہی نہیں ہے ناب۔"

فارس جان بوجھ کر اسے چھیڑنے والے انداز میں بولا۔

"فاریور کائنڈانفارمیشن مجھے بارش سے کل بھی عشق تھا آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جس چیز سے پریسہ آفندی عشق کرتی ہے وہ مرتے دم تک قائم رہے گا۔"

وہ جتانے والے لب ولہجے میں بولی تو سب نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جسے کل تک بارش پسند ہی نہیں تھی اس سے نفرت کرتی تھی اور آج اس کی ساری محبتیں جاگ گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہاں عاشر بھی آگیا تھا۔ پریسہ نے دلکش مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"یہاں تم سب شاید میری شادی کی ڈسکشن کرنے آئے ہو تو وہی ہو جائے تو بہتر ہے۔"

وہ سکون سے صوفے پہ بیٹھتی ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتی جتانے والے لہجے میں بولی۔ شہرام کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اسکی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔ اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے صدام کی جانب دیکھا جو پرسکون بیٹھا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی شادی کی باتیں۔ تو وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔

"یم یم یہ ذرا گلاب جامن تو پکڑاؤ شہرام میاں کا منہ میٹھا کروائے پریسہ اور عاشر کی شادی کی خوشی میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس جان بوجھ کران دونوں کے ناموں پہ زور دیتے ہوئے بولا۔مریم نے اس کی بات پہ سرعت سے پلیٹ اس کی جانب بڑھائی تھی۔پریسہ نے جتاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھاالبتہ عاشر نہایت سنجیدگی سے اس منظر کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ایکدم پریسہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے خیال میں مجھے اب نکلنا چاہیے۔مجھے واپس حویلی کیلیے نکلنا ہے۔"

وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا مگر دل ہی دل میں اس کی حالت جو تھی وہ اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔اس کا دل جل رہا تھا۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے سونگھنے کی حس بہت زیادہ تیز ہو گئی۔ایسا ہی ہے یا پھر تم سب کو بھی" جلنے کی بو آرہی ہے کہی آس پاس سے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی شہرام کو نگاہوں کے حصار میں لیے کاٹ دار لہجے میں بولی۔سب جو آپس میں باتوں میں مصروف تھے خاموشی اختیار کر گئے۔شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا لہجہ کاٹ دار تھا۔

"کہی تم ایسا تو نہیں سوچ رہی کہ تمہاری شادی کی خبر سن شہر میں آگ لگ گئی ہے۔"

فارس نے بھی ہنستے ہوئے اس کی بات میں حصہ ڈالا تھا۔شہرام نے اس کی بکواس پہ کٹیلی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

"شہر میں نہیں بدھودلوں میں چنگاریاں سی جل رہی ہیں۔"

وہ مزے سے بولتی شہرام کے عقب سے ہی میز کی جانب جھکی اور وہاں سے ایک سینڈوچ اٹھایا تھا۔شہرام نے اس کی آنکھوں میں اپنی سرد نگاہیں گاڑھی تو وہ تمسخر سے مسکرادی۔وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"دل جلتا ہے تو جلنے دے آنسو نا بہا فریاد کر دل جلتا ہے تو جلنے دے۔"

وہ مزے سے گنگناتے ہوئے سیدھی ہوئی تو اس کے گھنے بال شہرام کی آنکھوں سے ٹکرائے تھے۔وہ ضبط کے کڑے مراحل طے کرتے مٹھیاں بھینچ گیا۔

سب کچھ بہت صفائی سے بھولی ہیں آپ مگر زبان چلانا آج بھی بہت اچھے سے از بر ہے آپ کو یا شاید قینچی" "مزید تیز کروائی گئی ہے۔

اس کے طنزیہ سرد لب ولہجے پہ پریسہ کو اپنے حلق میں سینڈوچ اڑتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے بمشکل وہ نگلتے اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں پہ ہی وہی کاٹ دار مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"ڈیڈا کیا یہ اسی قینچی کی بات ہو رہی ہے جو دادو کہتے تھے کہ آپ کی زبان میں فٹ ہے۔"

اسی لمحے غازان کی بات پہ جہاں شہرام کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا وہی پریسہ کا ذبردست قسم کا قہقہہ بے ساختہ تھا یہاں تک ہنستے ہنستے آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی تھی۔سب نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اتنے عرصے بعد کھلی شفاف مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔شہرام نے محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی مسکراہٹ سب کی نگاہوں کے ارتکاز سے گھبراتے سمٹ چکے تھے۔اس نے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سنوارتے ان سب کی جانب دیکھا تھا۔غازان سرعت سے اٹھتے اس کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

جانب آیا لیکن وہ اس سے پہلے ہی تیز قدموں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔غازان نے افسردگی سے اس کی پشت کو تکا اور بھاگنے والے انداز میں اس کے تقاقب میں گیا تھا۔

"غازان۔"

شہرام غصے سے بولتے اسے تھامنے آگے کی جانب بڑھا مگر اس سے پہلے ہی وہ باہر کی جانب بڑھ چکا تھا۔

"شہرام وہ بچہ۔"

"میں نے تم سے بات نہیں کی صدام آفندی۔"

اس کے سرد لہجے پہ صدام سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔نا جانے یہ ناراضگی اب کتنی دیر تک طوالت بخشنے والی تھی۔غازان تقریباً ہانپتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچا جو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے پوری دلجمعی سے باہر برسنے والی بوندوں کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ مجھے دیکھ کر ہنسی تھی مطلب اب میں آپ کا دوست بن گیا ہوں نا۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔پریسہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا اور خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے اس سے فاصلہ اختیار کر گئی۔

"اگر آپ میری دوست بن گئی ہیں تو ہم دونوں ساتھ بارش میں نہائے ہم دونوں کو بارش پسند ہے نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چہک کر بولتے اس کے دل کی حالت عجیب کر گیا۔اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا تھا مگر اپنے ہاتھ پہ نرم گرم لمس محسوس کر اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا کیونکہ وہ اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔پریسہ نے ایک جھٹکے سے اس سے اپنا ہاتھ آذاد کروایا تھا۔

"ایک بار جب بول دیا ہے کہ ہم دوست نہیں بن سکتے تو کیوں پیچھے پڑ گئے ہیں آپ میرے۔جان چھوڑ دیں میری۔"

وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے تنک کر بولی اور سر جھٹک کر واپس جانے کیلیے مڑی تھی مگر سامنے کھڑے شہرام کو دیکھ اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی کیونکہ وہ اشتعال بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔غازان نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا۔

وہ دھیمے سے بولتے شہرام کا ہاتھ تھام گیا۔ناجانے کیوں پریسہ کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔اسے کم از کم بچے کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کرنا چاہیے تھا مگر وہ اس دل کا کیا کرتی۔

"ایم سوری وہ۔"

وہ شہرام کی مسلسل گھورتی نگاہیں خود پہ محسوس کرتے بھیگے شکوہ کناں لہجے میں بولتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔دراصل وہ اس کے غصے سے ڈر گئی تھی کل والی دھمکی بھی شدت سے یاد آئی تھی جب اس نے پریسہ کو غازان کو سختی سے کچھ بھی کہنے سے منع کیا تھا۔اس کے لہجے کا بھاری پن شہرام نے صاف محسوس کیا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔غازان کی نگاہیں ابھی بھی اس کی پشت پہ ہی جمی تھی اوران آنکھوں میں چھپی حسرت شہرام کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

"غازان خان اپنی نگاہوں کا لگام دیں ورنہ مجھے لگام دلوانا بخوبی آتا ہے۔"

شہرام کی کرک دار آواز پہ اس نے سٹپٹاتے اسی کی پشت پہ پناہ لی تھی اور چور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا جو غصیلی نگاہوں سے اسے ہی گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"ڈیڈا مگر مجھے ان کا دوست بننا ہے۔آپ نے دیکھا وہ بھی ہماری دوست بننا چاہتی ہیں مگر پتہ نہیں کیوں نہیں بنتی۔آئی وانٹ ٹو بی آ فرینڈ آف ہر۔"

وہ چھوٹا سا بچہ آنکھوں میں بے خوفی لیے جتانے والے لہجے میں بولا۔شہرام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور دوزانوں اس کے نزدیک بیٹھتے اس کے بال سنوارے تھے۔وہ شاید پریسہ کے متعلق غلط سمجھ رہا تھا۔وہ تو اس سے نفرت کی دعویدار تھی۔

"ہرایرے غیرے کو دوست نہیں بنایا کرتے میرے شیر۔یہ ہماری تعلیمات کے خلاف ہے۔"

وہ سپاٹ لب ولہجے میں گویا ہوا۔غازان نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ہرایرے غیرے کو نہیں باباجان مگر جسے ہم پسند کرتے ہوا نہیں دوست بنالینا چاہیے ورنہ پھر دل ٹوٹ جاتا ہے آپ کا بھی اوران کا بھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس بچے کے منہ سے ایسی افسردگی بھری باتیں سن شہرام کا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔آنکھوں کے دریچوں پہ ایک گزری شام شدت سے لہرائی تھی جس کی بدولت دل میں اٹھتی ٹیسوں کو اس نے بمشکل دباتے غازان کی جانب دیکھا جو دوبارہ اس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔شہرام کے لبوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ اس کی راہ میں بلکل نہیں آئے گا بلکہ جلد از جلد واپس حویلی پہنچ جائے گا۔

****

"شہرام پلیز میری بات تو سنو کم از کم۔"

صدام کی پکار پہ باہر جاتے شہرام کے قدم وہی تھمے تھے۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولتے ضبط سے گہرا سانس بھرا اور غازان تو صدام کی آواز سن اس کے پاس ایسے بھاگا جیسے شہرام اسے زبردستی اپنے ساتھ لے جا رہا ہو۔

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی اور غازان لیٹس گو۔ہمیں دیر ہو رہی ہے۔وائے ڈونٹ یو انڈرسٹینڈ۔"

وہ غصیلے لہجے میں بولا۔غازان نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے نفی میں سر ہلایا اور صدام کی پشت پہ پناہ لی تھی۔شہرام نے کوفت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

ڈیڈا مجھے ابھی نہیں جانا۔یہاں اتنے سارے لوگ ہیں وہاں تو کوئی بھی نہیں ہے جو میرے ساتھ کھیلے"

"کودے۔ادھر میں خوش ہوں۔

وہ منت کرنے والے انداز میں بولا۔صدام بنا پلک جھپکائے یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

وقتی خوشیوں کے سہارے نہیں جیا جاتا غازان خان۔جو منزل آپ کی ہے آپ کو وہی لوٹنا ہے اور وہی "

"خوشیاں تلاش کرنی ہے۔ چلیں اب۔

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔انداز خاصا جتاتا ہوا تھا۔غازان نے روہانسی نگاہوں سے صدام کی جانب

دیکھا۔

"شہرام۔"

پلیز کیپ یور ماؤتھ شٹ صدام۔ نا میں تم سے مخاطب ہوں اور نا ہی مجھے اب تمہارے سے دوستی رکھنے کا "

"کوئی شوق رہا ہے۔

وہ درشت لہجے میں بولتے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ چکا تھا۔صدام نے تفکر سے اپنی پیشانی مسلی تھی

اور غازان کے نزدیک دوزانوں بیٹھتے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تھا وہ تو جیسے اسی بات کا منتظر تھا بھاگنے والے

انداز میں وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی شہرام نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اسے اندر کیوں بھیجا تم نے۔"

وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

دیکھو شہرام تم اتنے سالوں پہلے کی باتوں کو سر پہ حاوی کر کے ہمارے رشتے میں یہ بات لا رہے ہو۔اب ان "

باتوں کو یاد کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ شہرام نے تلخ مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے کسی چیز کا دکھ نہیں ہے صدام۔افسوس مجھے اس چیز کا ہے جو گناہ اس نے کیا ہی نہیں اسے اس چیز کی سزا" کیوں ملی وہ بھی میرے ہوتے۔مجھے اس وقت میں اس کے دفاع کیلیے یہاں موجود ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کا نام میرے نام سے جوڑتے خراب کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔میں خود پہ سارے الزام لے لیتا مگر اس پہ ایک بھی الزام نا آنے دیتا مگر میں اس کا لگتا کیا ہوں پھر یہ سوالیہ نشان ذہن میں منڈلاتا ہے اور پھر میں خاموش ہو جاتا ہوں لیکن تم سے تو اس کا اتنا گہرا مضبوط دل کا رشتہ ہے نا تمہاری بہن تھی نا وہ تمہاری لاڈو۔میں تو سوچ بھی نہیں پا رہا کہ اس نے کن کن مشکلات کا سامنا کیا ہے پانچ سال قبل۔پہلے میں نے دھتکار دیا پھر اپنوں کی جانب سے یہ صلہ اور پھر پانچ سال اس نے تنہا جھیلے نا جانے کس کرب میں۔کس قدر اذیت میں تھی وہ۔"

دھیمے لہجے میں بولتے بولتے اس کا لہجہ زہر خند ہو چکا تھا۔

"تم سے کم اذیت میں تھی وہ۔"

صدام نے سنجیدگی سے اس کی بات مکمل کی۔شہرام نے اذیت سے مسکراتے نفی میں سر ہلایا اور اپنے گرد لپٹی چادر درست کی تھی۔

میرے بس میں ہوتا تو میں اس پہ ایک آنچ بھی نا آنے دیتا کیونکہ وہ مجھے بے حد عزیز ہے جو تکلیفیں اسے" جھیلنی پڑی ہے وہ بھی میں اپنے سر پہ لے لیتا۔زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا تکلیفیں مزید بڑھ جاتی کوئی نہیں ان کا

All Rights Reserved By Novels Lounge

مداوا بھی کسی صورت میں اس ذات نے لکھ ہی دینا تھا مگر میں اب بھی یہی کہوں گا کہ تم نے میں اس قسم کی توقع نہیں رکھتا تھا صدام تم نے میرا مان جو تم پہ بنا ہوا تھا وہ چکنا چور کر دیا ہے۔"

وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے غازان کو لینے کی خاطر اندر کی جانب بڑھا تھا۔صدام نے آنکھیں میچتے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوکنا چاہا مگر وہی ہاتھ لڑھک کر اس کے پہلو میں آن گرا۔

"غازان چلیں۔"

اس نے فارس کی گود میں چڑھ کر بیٹھے غازان کو اب کی بار سختی سے مخاطب کیا۔

"مگر ڈیڈا۔"

"نو مور آر گیومنٹس اینڈ ہولڈ مائی ہینڈ کوئک۔"

وہ سرد لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولا۔پریسہ جو مریم کی کسی بات پہ مسکرا رہی تھی چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔وہ کسی خیال کے تحت اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور میز پہ رکھی مٹھائی کی پلیٹ تھامتے باری باری سب کی جانب بڑھی تھی۔غازان خاموشی سے اپنی جگہ سے اترتے شہرام کی جانب بڑھتے اس کا ہاتھ تھام گیا جسے اس نے سختی سے تھام لیا تھا۔

شہرام کہاں جا رہے ہو تم۔ تھوڑی دیر مزید ٹھہرتے۔ویسے بھی کل دوپہر میں ہی پری اور عاشر کا چھوٹا سا "مایوں ہیں اور رات میں نکاح کی تقریب۔ تمہیں لازم شامل ہونا ہے۔مبارک باد نہیں دو گے انہیں۔

فارس نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔

میں ضرور ہوتا مگر مجھے واپس ایبٹ آباد کیلیے نکلنا ہے ابھی اسی وقت عجلت میں۔زندگی نے موقع دیا تو مبارک" "باد کے بہت سے مواقع آئیں گے ہماری زندگی میں ان شااللہ۔

وہ دھیمے مگر الجھے ہوئے لہجے میں بولا۔اتنی دیر میں پریسہ مٹھائی کی پلیٹ لیتے اس کے عین سامنے پہنچ چکی تھی۔شہرام کو پلٹ کر باہر کی جانب بڑھنے ہی والا تھا سامنے کھڑی پریسہ کو دیکھ اس کی سانسوں میں طلاطم برپا ہوا تھا۔

میں نے آپ کو یہ حق نہیں سونپا کہ آپ جا جب جی چاہیں میرا راستہ روکیں یا یوں میرے اطراف پہ دیوار" "بن کر کھڑی ہو جائیں۔

وہ کاٹ دار لہجے میں بولا۔پریسہ نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اس کے الفاظ کی ترجمانی نہیں کر رہی تھی۔شہرام بے ساختہ نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

یہ حق جتانے کا اور یہ حکم چلانے اس چیز کا حق میں نے بھی آپ کو نہیں سونپا یہ گھر میرا ہے یہاں موجود ہر" "چیز میری ہے تو پھر میں جہاں مرضی کھڑی ہو آپ کو اس سے کیا مطلب۔

وہ تمسخرانہ لہجے میں بولی۔سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔شہرام نے اپنی پیشانی مسلتے اس کی جانب دیکھا۔پیشانی کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

راستہ چھوڑیں میرا پریسہ افندی۔"

"وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں تو نا جانے کب سے آپ کا راستہ چھوڑ چکی ہوں۔ سامنے تو آپ کھڑے ہیں۔"

یہ الفاظ بولتے نا جانے کیوں اس کا لہجہ ڈگمگایا تھا۔ شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا مگر اس وقت تک وہ خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی۔

"یہ لیں مٹھائی کھائیں۔ میں اپنی نئی زندگی کی شروات کسی بھی قسم کے دکھ یا تکلیف کے ساتھ نہیں کرنا چاہتی۔ آپ واپس لوٹ رہے ہیں میں اپنی زندگی میں آگے بڑھ رہی ہوں پرانی رنجشوں کو بھلا دینا چاہیے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولتی اس کے سامنے مٹھائی والی پلیٹ بڑھا گئی۔ شہرام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے خاموشی سے اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ واپس ان سب کی جانب بڑھتی عقب سے ہی کسی نے اس کا ڈوپٹہ اپنی گرفت میں لیا تھا۔ اس نے چونک کر نگاہیں موڑی تو غازان اس کا ڈوپٹہ ہاتھ میں تھامے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ مجھے روک لیں نا مجھے ابھی نہیں جانا ڈیڈ اذبردستی کر رہے ہیں۔ مجھے واپس نہیں جانا ابھی۔"

وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں گویا ہوا۔ پریسہ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔ اس نے سرعت سے اپنا ڈوپٹہ اس کی گرفت سے آزاد کرایا اور پھیکے پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اس کے نزدیک دوزانوں بیٹھی تھی۔

"یہ بہت برے ہیں یہ کسی کی بھی نہیں سنتے۔ کچھ اذیتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں بیاں کرنا ناممکن ہوتا ہے اور یہ ویسی ہی اذیت سے روشناس کراتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شہرام کی جانب دیکھتے تلخ لہجے میں بولی۔غازان نے بھی افسردگی سے شہرام کی جانب دیکھا تھا۔

"تو پھر آپ میری فرینڈ بن جائیں تاکہ میں جب بھی آپ سے ملوں آپ میری دوست ہو۔"

اس کی بات پہ پریسہ نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا۔

مگر اگلے ہی لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا تھا وہ تو ویسے بھی جا رہا تھا وقتی دوست بننے سے کیا جانا تھا تبھی خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ نرمی سے مسکرائی تھی۔

"اوکے فرینڈز۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے مسکراتے لہجے میں بولی۔غازان نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔باقی سب کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا وہ بھی حق دق کھڑے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"تھینکیو۔"

وہ اس کے گال کو چومتے ہوئے اس کے گلے کا ہار بنا تھا۔پریسہ اس کی بے اختیاری پہ ساکت رہ گئی۔اس نے کانپتے دل سمیت دونوں ہاتھوں کو اس کے گرد لپیٹتے ہلکا سا تھپتھپایا اور سرعت سے اسے خود سے علیحدہ کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔شہرام نے بغور اس کی جانب دیکھا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے غازان کا ہاتھ تھاما اور قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔اس کی چوڑی پشت کو تکتے پریسہ کی نگاہوں کے عین سامنے وہی پانچ سال پہلے والا منظر تازہ ہوا تھا جب ایسے ہی بھیگی رات میں وہ اسے دھتکار کر چلا گیا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔عاشر نے بغور اس کے زرد پڑتے چہرے کو تکا جہاں ایک رنگ آ رہا تھا اور

ایک جا رہا تھا۔اس کے وہاں سے نکلتے ہی پریسہ نے خاموشی سے رخ ان سب کی جانب موڑا تھا جہاں افسردگی کا راج تھا۔

"کیا ہو گیا ہے چل کرو سب کسی ایک کے جانے سے زندگی نہیں رک جاتی۔"

وہ بظاہر ہنستے ہوئے بولی مگر اگلے لمحے اپنے ہاتھ پہ کسی کا نرم گرم لمس محسوس کر اس نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں غازان کھڑا اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ان سب نے اس کے چہرے پہ چھائے تاریک پن کو رنگوں میں گھلتے دیکھا تھا۔بے ساختہ اس نے نگاہیں شہرام کی تلاش میں گھمائی تھی مگر وہ ایک بار پھر ناامید لوٹ آئی۔

"غازان ڈیڈا۔"

وہ تو چلے گئے مگر مجھے چھوڑ گئے ہیں کل لے لیں گے مجھے یہاں سے بول رہے تھے میں فارس انکل کے ساتھ "رہ لوں۔"

وہ مسکراتے ہوئے انہیں بتا رہا تھا اور پریسہ کے چہرے سے ایک بار پھر کسی نے مسکراہٹ نوچ لی تھی مطلب وہ سچ میں ایک بار پھر سے جا چکا تھا۔وہ تیز قدموں سے وہاں سے بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی جانب چلی آئی۔غازان نے مسکراتے ہوئے ان سب کی جانب دیکھا تو فارس کو بے ساختہ اس پہ پیار آیا تھا۔اتنا چھوٹا سا بچہ نا جانے کن پریشانیوں میں گھل چکا تھا۔اس نے سرعت سے اسے گود میں بھر لیا۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اپھو مجھے بھی ایسا تیار ہونا ہے۔"

زیمل کی بات پہ اپنے لبوں پہ گلوز لگاتی پریسہ کا ہاتھ وہی ساکت ہوا تھا۔اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور نرمی سے مسکرائی۔

"ضرور میری جان مگر اس کیلیے آپ کو بڑا ہونا پڑے گا نا۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے بولی۔زیمل نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

میرے خیال میں مایوں کے لحاظ سے اتنی تیاری بہت ہے" ویسے بھی وقت کم ہے نیچے آنٹی بھی غصہ کر رہی ہیں۔ہمیں جلدی تمام کام نپٹانے چاہیے۔"

عناب کی عجلت بھری آواز پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی کھل کر مسکرائی تھی۔آج اس کی مایوں کی تقریب تھی جو ان سب کے اصرار پہ ہی گھر میں ہی رکھوائی گئی تھی ارادہ تو چھوٹی سی کرنے کا تھا مگر ان سب نے مل کر اس تقریب کو بھی اچھا خاصہ بڑا کر دیا تھا تبھی عافیہ ان سب پہ اپنا غصہ نکالتی پھر رہی تھی اور ان سب نے یہاں آکر پریسہ پہ افراتفری مچائی ہوئی تھی۔

کیا ضرورت تھی تم سب کو یہ سب کرنے کی۔شادی تو شادی ہی ہے نا پھر چاہے وہ سادگی سے ہو یا دھوم دھام سے۔"

وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔اس کے لہجے کے پیچھے چھپی اذیت کوئی نہیں سمجھ پایا تھا۔

"ہاں ابھی یہ شادی عاشر سے ہو رہی ہے نا تبھی تم ایسا بول رہی ہوں یہاں عاشر کی جگہ شہرام سر ہوتے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ کمرے میں داخل ہوتی بریزہ اپنی بات مکمل کرتی مریم نے زور سے اس کے بازو میں چٹکی بھری تھی۔وہ تکلیف سے بلبلا کر رہ گئی۔اپنی جلد بازی کا احساس اسے پریسہ کے سپید پڑتے چہرے کو دیکھ کر ہوا تھا۔

"ایم سوری پری وہ۔"

کوئی بات نہیں۔خیر یہ پکڑو اور میرے بالوں میں لگا دو پلیز۔

وہ اس کی جانب پھول بڑھا گئی تھی۔بریزہ نے مشکل مسکراتے اس کے بالوں میں وہ پھول لگائے تو عفیفہ اس کا ڈوپٹہ سیٹ کرنے لگی تھی۔اس دوران وہ بلکل خاموش تماشائی بنی اپنے ہاتھوں پہ لگے نقش و نگار کو تک رہی تھی۔اسی دوران کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور غازان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ان سب نے مسکراتے ہوئے اسے ویلکم کیا تو وہ تو جواب میں مسکرا کر رہ گیا مگر پریسہ پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی آنکھیں جیسے چندھیا کر رہ گئی۔

"واؤ آپ تو آج سچ مچ کی فیری لگ رہی ہیں۔"

اس کی بات پہ جہاں سب کھل کر ہنسے تھے وہی پریسہ کے چہرے پہ سنجیدگی چھا گئی۔ناجانے کیوں اس کی بات پہ وہ مسکرا بھی نا سکی تھی۔

پری ایٹ لیسٹ کرٹسی نبھانے کو ہی تم اس کی بات کا جواب دے سکتی ہوں۔اس کے ساتھ تم وہی سب کرو" گی جو شہرام بھائی نے تمہارے ساتھ کیا تو تم میں اور ان میں فرق کیا رہ جائے گا۔سامنے کھڑا بچہ شہرام کی اولاد "نہیں بلکہ زیمل کی طرح کا ہی ایک بچہ ہے بس یہ سوچ لو۔

عفیفہ نے اس کے کان میں جھکتے نرمی سے سرگوشی کی تو وہ نم نگاہوں سمیت اسے دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔

"تھینکیو۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اس کا گال تھپتھپایا اور چہرہ جھکا گئی۔ویسے بھی اس کی موجودگی سے اسے ہر لمحہ بس شہرام کی موجودگی کا ہی گمان ہوتا تھا۔اس نے اپنی اولاد کو بلکل اپنی طرح ہی بنایا تھا مگر جب اس کی اولا اس کی دیوانی ہو رہی تھی تو پھر وہ کیوں اس کا اسیر نہیں ہو پایا تھا۔کیا اسے ایک لمحے کیلیے بھی پریسہ سے محبت کا گمان نہیں ہوا ہو گا وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

تم میری اپھو کو ایسے کیوں دیکھ رہے ہو جیسے پہلے کبھی کسی کو تیار نہیں دیکھا۔میری تو ماما بھی ایسے ہی فیری" "لگتی ہیں تیار ہو کر۔

زیمل فخریہ انداز میں اسے بتا رہی تھی۔غازان نے سنجیدگی سے سب کی جانب دیکھا جہاں سب ہی نک سک سے تیار تھے۔وہ الجھ کر رہ گیا۔

"مگر میں نے کبھی کسی کو ایسے تیار نہیں دیکھا۔"

اس نے شانے اچکاتے لاپرواہی سے اسے جواب دیا۔پریسہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا مطلب تمہاری ماما ریڈی نہیں ہوتی کیا۔"

اس نے جیسے غازان کی عقل پہ ماتم کیا تھا۔غازان کے چہرے پہ افسردگی چھا گئی۔اس نے دکھ سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

میری ماما ہو نگی تو میں انہیں دیکھوں گا نا۔میری ماما تو میرے پاس ہے ہی نہیں۔ڈیڈا بولتے ہیں کہ شی از ڈیڈ۔"

اس کی بات پہ پریسہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔وہ سب تو اس بات سے واقف تھی تبھی خاموش ہو گئی البتہ پریسہ نے سن پڑتے دماغ اور لرزتے دل سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔ تبھی وہ اس کی جانب حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا تبھی وہ بچہ اس کی توجہ کو ترس رہا تھا اور وہ کس قدر بے دردی سے اسے خود سے دور جھٹک رہی تھی۔

"کک۔کب سے نہیں ہیں آپکی ماما۔"

ان سب کے دوران پہلی بار پریسہ کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی۔غازان نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"میں نے تو کبھی اپنی ماما کو نہیں دیکھا۔"

وہ شانے اچکاتے ہوئے بولا۔

"تو پھر کون سنبھالتا ہے آپ کو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ ڈیڈا کے سامنے بہت پیار کرتی ہیں مگر ڈیڈا کے جانے کے بعد کام بھی کرواتی ہے اور ڈانٹتی بھی ہے۔ مجھے بہت گندی لگتی ہیں وہ کوئی بھی نہیں ایک شائستہ آنٹی ہے۔ مجھے بلکل اچھی نہیں لگتی۔ اتنا گندا کھانا بناتی ہیں۔ اس لیے مجھے واپس نہیں جانا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے ان سب کو بتا رہا تھا اور وہ سب ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھ رہے تھے جو یہ ظلم سہ کر بھی خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔ پریسہ کے وجود میں غصے کا شدید ابال اٹھا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے کرسی کھسکاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان سب نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ عورت ٹھیک ہے بندہ اپنے سے انجان رہ سکتا ہے مگر اپنی اولاد سے بھی انجان کیسے ہو سکتا ہے ایک شخص۔ پیچھے سے انکی اولاد کو مار بھی دے گی نا پھر بھی انہیں معلوم نہیں ہو گا ایسے انسان ہیں وہ جنہیں کسی سے غرض نہیں ہے سوائے اپنے۔"

وہ درشت لہجے میں بولی۔ ان سب کا منہ اس کے شدید رد عمل پہ کھلا کا کھلا رہ گیا جواب پریشانی سے اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"مگر میں نے تو ڈیڈا کو بتایا ہی نہیں۔ وہ بہت تھکے ہوئے ہوتے ہیں جب گھر لوٹتے ہیں پھر میں بس ان کے سینے پہ سر رکھ کر سو جاتا ہوں کوئی بات نہیں کرتا۔"

یہ بات کہتے ہوئے وہ اپنی عمر سے اس قدر بڑا محسوس ہوا تھا ان سب کو۔ پریسہ نے پیشانی پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا اور ڈھے جانے والے انداز میں کرسی پہ بیٹھی تھی۔ جب اس نے خود ہی بات ختم کر دی تھی تو

All Rights Reserved By Novels Lounge

پھر اس کا مزید بپھرنے کا فائدہ ہی نہیں تھا ویسے بھی اپنی بے اختیاری پہ وہ خود پہ پشیمان سی تھی۔اسے اب سب کے سامنے کم از کم یہ حرکت نہیں کرنی چاہیے تھی معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ ان سب نے بیک وقت گردن دروازے کی جانب موڑی تھی جہاں عاشر دروازے پہ ایستادہ تھا۔

"وہ مجھے پریسہ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

اس کی بات پہ ان سب نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ان کے جانے کے کچھ دیر بعد تک ہی کمرے میں معنی خیز خاموشی کا راج رہا تھا۔

"کیا بات کرنی ہے تمہیں۔"

پریسہ کی آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھی تھی۔

"تم جانتی ہو نا آج ہم اپنی زندگی کی ایک نئی شروات کرنے جا رہے ہیں۔"

"ہاں جانتی ہوں کیوں تمہیں کوئی شک ہے کیا۔"

پریسہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں شک تو نہیں بس ایک بار پھر تمہاری طرف سے آمادگی چاہتا ہوں۔کیا تم اس رشتے پہ راضی ہو۔"

اس نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا۔پریسہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے گہرا سانس بھرا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نیچے جس رسم کی تیاری ہو رہی ہے نا عاشر وہ ہماری ہی ہے تم بار بار ایک ہی بات کر کے کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔ میرا ارادہ جب مضبوط ہے تو کیوں ایک ہی بات کو بار بار دہرا رہے ہو تم کیا تمہیں میرے پہ کسی قسم کا شک ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ وہ سہولت سے نفی میں سر ہلا گیا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔"

اس کی بات کا جواب پریسہ کی توقع کے عین برعکس تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ پریسہ نے تعجب سے اس کی پشت کو گھورا تھا جو اسے اپنی پہیلیوں میں الجھاتے خود جا چکا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ان سب کے درمیان میں چلتی وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی لاؤنج کی جانب آئی تھی جسے مہندی کی تقریب کے لحاظ سے سجایا گیا تھا۔ پورا لاؤنج پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ عین سامنے ایک صوفہ رکھا گیا تھا جس کے پشت پہ جالی دار پردے لٹکائے تھے دونوں اطراف میں رکھے گلدان جن میں تر و تازہ پھولوں کی مہک سب کے اعصابوں کو ایک سکون سا بخش رہی تھی۔ صوفے کے عین سامنے ہی مختلف رنگوں کے حساب سے کشنز لگائے گئے تھے جہاں ڈھولکی بجانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سمیت ایک طائرانہ نگاہ پوری تیاری پہ ڈالی تھی۔ یہ سب دیکھ کر بھی اس کا دل کیوں نہیں کوئی شور کر رہا تھا۔ وہ بلکل خاموش تھا۔ کوئی ہلچل کچھ بھی تو نہیں تھی۔ اسے لا کر عین عاشر کے پہلو میں بٹھا دیا گیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ماشااللہ میری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے۔عفیفہ جاؤ مرچیں لے کر آؤ میں اپنی بچی کے اوپر سے واڑ دوں"

"اتنے عرصے بعد یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت سے بولی تو پری نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بابا میں نے آپکی خواہش کا احترام کر لیا ہے۔"

عادل جوں ہی اس کے نزدیک آئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے سینے سے لگتی بھیگے لہجے میں بولی جوابا اُنہوں نے اس کی پیشانی کو چوما تھا۔کچھ دیر بعد ہی تقریب کا آغاز کیا گیا تھا۔

"میں بھی لگاؤں یہ آپکو جو سب لگا رہے۔"

غازان کی آواز پہ پریسہ نے نرمی سے مسکراتے اسے اجازت دی تھی۔اس نے ذرا سا ہاتھوں میں ابٹن لیتے پنجوں کے بل اونچا ہوتے اس کے گال پہ لگایا تھا۔پریسہ نے مسکرا کر اس کے بال سنوارے تو وہ بھی کھل کر ہنس دیا۔زیمل نے بھی اس کے دیکھا دیکھی یہی کام دہرایا تھا۔

"ویسے پری آج تمہارا ہی دن ہے تم خوش ہو سکتی ہو تمہیں خوش ہونے کا پورا حق ہے۔"

فارس کی شریر آواز پہ اس نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ کیا ہے نا میں پریسہ ہوں اور تم فارس میں فارس نہیں بن سکتی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے جتانے والے لہجے میں بولی۔فارس نے فخریہ کالر جھاڑتے اس کی جانب دیکھا اور اپنے ساتھ ہی کھڑی مریم کی گردن کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ کیا حرکت ہے۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔ فارس نے چمکتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

یم یم یونو کہ میں نے اپنی ہونے والی بیوی کیلیے ابھی سے شاپنگ شروع کر دی ہے اور اب میں سوچ رہا ہوں" اس میں سے دو تین سوٹ تمہیں تحفے میں دے دوں۔ برینڈ کے سوٹ ہیں تمہیں بہت پسند آئیں گے اور ایک اور بات یہ پھٹے ہوئے کپڑے لے کر اپنے سسرال مت جانا ٹھیک ہے نا ورنہ اگلے دن ہی گھر سے باہر ہو گی۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔

"تمہیں میرے سے کیا غرض ہے فارس میاں۔"

وہ اس کی بازو پہ چٹکیاں بھرتے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

وہ دراصل مجھے خود سے زیادہ تمہاری ٹینشن ہے۔ دن کیا رات کیا تمہاری فکر میں مجھے کوئی ہوش نہیں" رہتا۔ میں تمہیں شوہر کے قریب ہونے کے نسخے بتاتا ہوں تمہیں کیا تم سب ذرا سامنے آؤ۔ کڈو تم بھی غور سے سننا۔"

وہ رازدارانہ لہجے میں ان سب سے مخاطب ہوا۔

"تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے شوہر کو قابو کیسے کرنا ہے یہ بات مجھے اچھے سے ازبر ہے۔"

وہ دل جلانے والے لہجے میں بولی۔ فارس نے عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"سوچ لو شوہر میرے جیسا ہوا تو کان کے نیچے دور کھ کر چپیڑیں لگائے گا اور پھر تم سب کچھ بھول جاؤ گی۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے جتانے والے لہجے میں بولا۔ مریم نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

اور تمہیں کس بے وقوف نے کہا ہے کہ میں شوہر تمہارے جیسا ڈھونڈو گی۔ میں تو ایسا تلاش کروں گی جس"

"کی سوچ بلکل میری جیسی ہو۔

وہ مزاق اڑانے والے انداز میں بولی۔

اور میں بیوی بلکل خود سے برعکس ڈھونڈوں گا تاکہ اسے اپنے اشاروں پہ نچا کر اسے سیدھا کر سکوں وہ کیا ہے"

"نا لوگوں کو سیدھا کرنا مجھے بہت اچھے سے آتا ہے۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے سنجیدگی سے بولا۔ اس کے چہرے پہ مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔ مریم اس کی بات پہ زبردست قسم کا قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات کا یقین کر لوں گی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی اور جھک کر پریسہ کے سر پہ تیل لگایا تھا۔

اس بات کا یقین تو بہت دور کی بات ہے اس بات کی گواہی ایک دن تم خود اپنے منہ سے دو گی یم یم نوٹ مائی"

"ورڈز۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھوں میں ابٹن لگاتے اس کے گالوں پہ رگڑتے بائیں آنکھ دباتے ہوئے مزے سے بولا۔ مریم نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اور کھوئے کھوئے انداز میں اپنے گالوں کو چھوا تھا جہاں ابٹن لگا ہوا تھا۔

"یہ دلہا دلہن کے نام کی ابٹن ہوتی ہے اسے ایسے ہی کسی کو بھی نہیں لگا دیتے۔"

بریزہ اس کی حرکت پہ چوٹ کرتے ہوئے بولی۔ فارس نے اس کے ہاتھ سے ہائیضم کو لیتے ہوا میں اچھالا تھا۔

"اور اگر میں اسے دلہن ہی بنانا چاہتا ہوں تو۔"

اس کی معنی خیز بات پہ بریزہ کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اب ہنستے ہوئے ان سب کی جانب جا رہا تھا۔ وہ اپنا سر جھٹکتی پریسہ کی جانب بڑھی تھی۔ وہ سب ہنسی خوشی رسم کرنے میں مصروف تھے کہ اسی دوران ہی باہر سے ہانپتے ہوئے شہرام اندر داخل ہوا تھا جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔

"غازغاز۔"

وہ اذیت سے اسے پکار رہا تھا۔ پریسہ کے چہرے پہ جیسے اس کی آواز سن زندگی کی رمق دوڑ گئی۔ اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو غازان کو پکار رہا تھا معاً پریسہ کی جانب نگاہ پڑتے ہی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے نزدیک پہنچا اور اس کے نزدیک بیٹھتے اسے چھو کر محسوس کیا تھا۔

"آپ ٹھیک ہو نا چوٹ تو نہیں آئی کوئی۔ بول رہے تھے نا ڈیڈا کہ میرے ساتھ چلو کیوں کرتے ہو ایسا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کبھی اس کی پیشانی چومتا تو کبھی اس کا سر کبھی اس کے ہاتھ تو کبھی منہ۔سب حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"مگر ڈیڈا مجھے ہوا کیا ہے۔"

اس کی پریشان آواز پہ شہرام نے عجیب سے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

"آپ سیڑھیوں سے نہیں گرے تھے کیا۔"

اس کی بات پہ غازان کا سر جوں ہی نفی میں ہلا شہرام کی نگاہیں بے ساختہ فارس کی جانب اٹھی تھی جو اسے دیکھتے دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔اس کا چہرہ اشتعال کے عالم میں بے تحاشہ سرخ پڑ گیا۔اس نے زہر خند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب ہائیضم کو ہادی کو تھماتے خود اس کی جانب ہی بڑھ رہا تھا۔

وہ کچھ ایڈوینچر کرنے کو نہیں مل رہا تھا تو سوچا کہ لائف میں کچھ ایڈوینچر لانا چاہیے۔اب ہم سب یہاں" لطف اندوز ہو رہے تھے اور تم وہاں تنہا تھے مجھے اچھا نہیں محسوس ہوا اور تمہیں ایسے یہاں بلاتا تو تم قطعی نا "آتے تبھی یہ کرنا پڑا۔

وہ مسکراتے لہجے میں سکون سے اپنا کارنامہ ان سب کے گوش گزار رہا تھا جیسے بہت کوئی نیکی کا کام کیا ہو مگر اگلے ہی لمحے اپنے منہ پہ پڑنے والے زوردار تھپڑ سے اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔فارس نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا البتہ باقی سب نے سرعت سے اپنے ہاتھ لبوں پہ جما لیے۔

"تمہارے لیے ہر چیز مذاق ہے نا فارس۔کوئی جیے تو تمہارے لیے مذاق کوئی مرے تو تمہارے لیے مذاق۔"

وہ بپھرے شیر کی مانند گرج اٹھا۔فارس نے اپنے گال کو سہلاتے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"لو دیکھو یہاں کسی کا بھلا کرنا چاہو گے تو خود کا ہی بیرا غرق ہو گا پہلے میری بات یاد رکھنا۔"

وہ اپنے گال کو سہلاتے منہ بسورتے ہوئے بولا۔شہرام نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرے اور ایک جھٹکے سے مڑا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ میز پہ لگنے کی بدولت وہ ابٹن کا پیالہ الٹتے اس کے کپڑوں کو بری طرح گندا کر گیا۔اس نے پریشانی کے عالم میں سب کی جانب دیکھا اور اس پیالی کو اٹھانا چاہا مگر اس کی بدولت اس کے ہاتھ بھی بری طرح خراب ہو چکے تھے۔

"شہرام بیٹا آپ ایسا کریں واشروم سے ہاتھ دھو لیں اور یہ بھی صاف کر لیں۔"

عافیہ کی نرم آواز پہ وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔عفیفہ نے اسے نیچے موجود کمرے میں ہی بھیجنے میں عافیت جانی تھی۔پریسہ تو دم بخود سی بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو سیاہ شلوار قمیض پہ سیاہ چادر ہی اوڑھے ہوئے تھا۔اس کی آنکھوں میں ایک حسرت سی جاگی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ پہ بیٹھتی نیٹ کا ڈوپٹہ گلدان کی نوک سے اڑنے کی بدولت وہ چڑر کی آواز کے ساتھ ہی پھٹتا چلا گیا۔مریم نے سرعت سے اس کی جانب دیکھا جو اب تفکر سے ڈوپٹے کو جانچ رہی تھی۔

"تم اٹھو میں تمہارا ڈوپٹہ تبدیل کروالاتی ہوں نا جانے آج کیا کیا ہو رہا ہے یہاں میری سمجھ سے باہر ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی اور اسے اپنے حصار میں لیتی عناب کو بتاتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اب اس لباس میں زینے چڑھنا مشکل ہے اس لیے میں نے سوچا نیچے کی سیٹ ہو جائے۔ تم ایسا کرو یہ ڈوپٹہ اتارو میں عفیفہ سے چنری کا پوچھتی ہوں۔"

وہ اسے تاکید کرتے کمرے سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی پریسہ نے اپنے سر پہ پن اپ ہوا ڈوپٹہ اتارتے ایک جانب رکھا اور آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا تھا۔

م"میں خوش ہوں اس سب سے جو بھی کچھ میری زندگی میں ہو رہا ہے میں اس سب سے خوش ہوں کیونکہ یہ میری مرضی سے ہی تو ہو رہا ہے۔میں اپنے ساتھ ساتھ عاشر کی خوشیوں پہ گرہن نہیں لگا سکتی۔پریسہ تم اتنی خودغرض نہیں ہو سکتی۔"

وہ آنکھیں موند کر کھولتی گہرا سانس بھر اٹھی۔اگلے ہی لمحے پورے کمرے میں تاریکی چھا گئی تھی۔اس نے آس پاس کسی چیز کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی تھی مگر موبائل بھی اس کے پاس نہیں تھا جس سے وہ روشنی ہی کر لیتی۔

"پورے گھر کی لائٹ کیسے جا سکتی ہے اچانک۔ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔"

وہ بے چینی سے اپنے دونوں ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے بولی۔سب ہی جانتے تھے کہ اسے اندھیرے سے کس قدر خوف آتا ہے۔وہ بچپن سے ہی تاریکی سے ڈر جایا کرتی تھی۔اچانک واشروم کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

"کک۔کون ہے وہاں۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کانپتے لہجے میں بولی اور قدم پیچھے کی جانب بڑھانے لگی۔ یہاں تک کہ اس کی پشت ذور سے دیوار سے لگی تھی۔ قدموں کے چاپ کی آواز قریب سے قریب تر ہوتی جارہی تھی۔

"کک۔ کون ہے وہاں۔ بھا۔"

سر سراتے لہجے میں بولتی اس سے قبل کہ وہ چلا کر کسی کو بلاتی اپنے لبوں پہ کسی کا بھاری مضبوط ہاتھ محسوس کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس کی سانس آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ خوف کے مارے اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں چلانا مت۔"

اپنے نزدیک سے ابھرنے والی بھاری مردانہ آواز پہ اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ اس نے اندھیرے میں ہی اسے تلاشنا چاہا تھا مگر تاریکی ہونے کی بدولت وہ ناکام رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹا چکا تھا۔ پریسہ نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"موبائل ہوگا آپ کے پاس ٹارچ چلائیں مم۔ مجھے باہر جانا ہے۔"

وہ ہکلاتے لہجے میں بولی۔ شہرام نے اس کی بات پہ اس سے فاصلہ قائم کرتے موبائل کی تلاش میں ہاتھ جیب میں اڑسا تھا۔

"موبائل تو میں افراتفری میں گھر بھول گیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ پریسہ نے پریشانی سے انگلیاں مسلی تھی۔وہ اس کے سامنے اپنی کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی آنکھیں موندتے آیت الکرسی پڑھنا شروع کردی۔مگر اس کے ہونے سے ایک گونہ سکون اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا تھا۔

"میں باہر سے کسی کو بلاتا ہوں۔"

وہ سرد لہجے میں بولتے اس سے پہلے کہ باہر کی جانب قدم بڑھاتا پریسہ نے سرعت سے اس کی چادر تھام لی۔شہرام کے قدموں کو وہی بریک لگی تھی۔

میں یہی ہوں آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔میں جانتا ہوں کہ آپ کو اندھیرے سے خوف آتا ہے"

"اسی لیے میں یہاں ہوں۔

وہ اپنے لہجے میں نرمی سموئے بولا مگر اس کی بات پہ پریسہ کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ اندھیرے سے ڈرتی ہے۔

"آپ کو کیسے معلوم کہ مجھے اندھیرے سے خوف آتا ہے۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولی۔

"مجھے وہ سب بھی معلوم ہے آپ کے بارے میں جو آپ بھی نہیں جانتی ہوگی۔"

اس کی معنی خیز بات پہ پریسہ نے سرعت سے اس کی قمیض کو اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔

"آپ جائیں یہاں سے۔میں تنہا ہی ٹھیک ہوں ویسے بھی لائٹ آنے والی ہوگی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کا لہجہ ایک آگ لیے ہوئے تھا جو کسی کو بھی بھسم کرنے کا حوصلہ رکھتی تھی۔اگلے ہی لمحے شہرام نے اس کے دونوں اطراف پہ دیوار پہ اپنے بازو رکھتے اسے اپنے حصار میں مقید کیا تھا۔سگریٹ اور کلون کی ملی جلی مہک نے اسے اپنی حصار میں بری طرح قید کیا تھا۔وہ دھڑکتے دل سمیت آنکھوں کو موند گئی۔

"جا رہا ہوں میں۔"

اس کی مدھم سی سرگوشی پہ پریسہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا۔

"کہاں۔"

بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا تھا۔

"اپنی زندگی ہارنے۔"

اس کے لہجے میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔شہرام نے اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکاتے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔پریسہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی حرکت پہ وہ ابھی زمین بوس ہو جائے گی۔اس نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے اسے بری طرح پیچھے کی جانب دھکیلا تھا۔

"مت الجھائے مجھے اپنے جال میں۔میں کسی بھی کمزور لمحے کی گرفت میں نہیں آنا چاہتی۔آپ کو جہاں جانا ہے آپ جا سکتے ہیں۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کے دل نے اسے خود سے دور جاتے محسوس کیا تھا۔اس کے بعد کمرے کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پہ اسے اپنا دل پہ بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔وہ دو منٹ

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسی کیفیت میں گھڑی وہی کھڑی رہی تھی معاً لائٹ آتے ہی اس نے سختی سے اپنے گالوں پہ بہ جانے والے آنسوؤں کو رگڑا تھا اور ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔چند ساعتوں بعد مریم بھی تیزی سے اندر آئی تھی۔

"فیوز اڑ گیا تھا صدام بھائی وہی کر رہے تھے اس لیے دیر ہو گئی۔خیر اب اس ڈوپٹے کا تو کوئی فائدہ نہیں میرے خیال میں ہمیں نکاح کی تیاری شروع کرنی چاہیے۔مولوی صاحب آنے والے ہونگے آنٹی کا سختی سے حکم ہے۔"

وہ مزید بھی کچھ بول رہی تھی مگر پریسہ ساکت بیٹھی تھی وجود میں سے جیسے کسی نے جینے کی رمق ہی کھینچ نکالی تھی۔چہرے پہ بس ایک خالی پن سا تھا۔اس کے بعد کب وہ کمرے میں گئی کیسے ان سب نے تیار کیا کیا ہوا کیا نہیں وہ کچھ نہیں جانتی تھی بس سب کی باتوں کا جواب ہوں ہاں میں دیتے وہ کسی کو بھی شک میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔آج ایک بار پھر وہ جاتے جاتے اس کے تمام ذخم ہرے کر گیا تھا۔

"ہماری پری تیار ہے دیکھو تو سہی کیسے روپ چڑھا ہے اسے۔"

بریزہ کی چہکتی آواز پہ اس نے بھی سرخ متورم نگاہیں اٹھاتے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا مگر اسے اپنے چہرے پہ ان سوجھی آنکھوں کے سوا کچھ بھی نا دکھا جن میں بس شہرام خان کے دیے گئے آنسو پوشیدہ تھے۔اپنے ٹوٹے دل کی چبھن محسوس ہوئی جن میں سے شہرام خان کے دیے گئے زخموں کی بدولت خون رس رہا تھا۔اس نے آنکھیں موند کر کھولی مگر کچھ نہیں بدلا تھا سب کچھ ویسے کا ویسا ہی تھا۔ذہن ایک بار پھر گزری

All Rights Reserved By Novels Lounge

باتوں کی جانب جانے پہ آمادہ تھا۔وہ ایک لمحہ کسی فلم کی مانند اس کی نگاہوں کے عین سامنے چلا تھا حال کا عکس دھندلا پڑنے لگا اور چند ساعتوں بعد ہی اس کی جگہ ماضی کے گزرے ان تلخ پنوں نے لے لی تھی۔

"اپنی مسکراہٹ سے کیوں سب کو محروم کر رہی ہیں آپ۔"

آئینے میں اپنے سجے سنورے عکس کو دیکھ اس کے ذہن میں شہرام کے الفاظوں کی باز گشت ہوئی تھی۔

اس نے آنکھوں کو موندتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔آج وہ کسی اور کے نام لکھنے جارہی تھی مگر دل ابھی بھی صرف اسی شخص کا اسیر تھا یہاں تک کہ اس کا ذہن ابھی بھی صرف اسی کی باتوں کے زیر اثر تھا۔وہ کیوں اسے ہر بار ایک نیا زخم دے جاتا تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ اتنی تکلیفوں کے بعد بھی وہ زندہ تھی کیا وہ اتنی مضبوط تھی کہ اس سب کو سہ گئی تھی۔

"میری ساری مسکراہٹیں مجھ سے چھین کر مجھ سے یہ پوچھ رہے تھے کہ میں مسکرانا کیوں بھول گئی۔"

اس نے چپکے سے آنکھ کے کونے سے نکلتا آنسو انگلی کے پوروں سے چنا تھا۔عفیفہ جو اسے گجرے پہنانے میں مصروف تھی اس کی نگاہوں سے یہ حرکت مخفی نارہ سکی۔

"پری۔"

اس نے نرمی سے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔

"تم خوش ہونا۔"

وہ نرم مگر بے چین لہجے میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

خوش ہاں خوش ہی تو ہوں دیکھو مسکرا رہی ہوں۔ میری مسکراہٹ دیکھ کر تمہیں محسوس نہیں ہو رہا کیا کہ "

"میں کتنی خوش ہوں۔

وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے آس بھرے لہجے میں بولی۔

کچھ محسوس نہیں ہو رہا بس اتنا محسوس ہو رہا ہے کہ پریسہ آفندی کل بھی شہرام خان کی دیوانی تھی اور آج اپنی "

"شادی والے دن بھی وہ اسی دوراہے پہ کھڑی ہے یا شاید آج اس کی محبت میں شدت پسندی بھی آچکی ہے۔

اس نے اسے حقیقت سے روشناس کرایا تھا۔ پریسہ نے اذیت سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"عفیفہ میں انہیں بھولنا چاہتی ہوں۔"

تو بھول جاؤ یا پھر ایک بار میری بات سن لو۔

اس نے بھیگی نگاہیں عفیفہ کی جانب اٹھائی۔

"کیسے بھول جاؤں۔"

عفیفہ خاموش رہ گئی۔ دوسری بات تو اس نے جیسے اس کی سنی ہی نہیں تھی۔

"پری شہرام کو بھول جائے۔ مطلب میں خود کو ہی بھول جاؤں۔ ایک انسان خود کو کیسے بھول سکتا ہے۔"

وہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے پاگلوں کی طرح بڑبڑائی تھی۔ عفیفہ نے سختی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"عفیفہ عفیفہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ عفیفہ پری کو مخاطب کرتی عناب چیختی چلاتی تقریباً ہانپتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی مگر سامنے بیٹھی پریسہ کو دیکھ اس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا تھا۔ان دونوں نے نا سمجھی سے اس کے چہرے کا پھیکا پن دیکھا تھا۔دونوں کا دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑک اٹھا۔

"کیا ہوا عناب۔"

عفیفہ نے نا سمجھی سے استسفار کیا جواباً عناب یک ٹک بس پریسہ کو دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی۔پریسہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔اس نے سرعت سے اس کے بازو کو تھاما تھا۔عناب نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری تھی۔

"کیا ہوا عناب پلیز بتاؤ۔سب ٹھیک ہے نا۔"

اس نے بے چینی سے استسفار کیا۔اس نے اپنے کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔

"وہ۔پپ۔پری۔وہ۔"

اس کی زبان اس کا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔تکلیف کا احساس رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

"کیا ہوا ہے جواب دو مجھے عناب پلیز ایسے مت کرو۔"

وہ اس کی باتوں پہ ضبط کھوتے چلائی تھی۔عفیفہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔عناب ایکدم دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔وہ اسے اتنی بڑی تکلیف سے کیسے روشناس کرواسکتی تھی۔

"وہ پری۔"

"بکواس بند رکھو اپنی جواب دو مجھے سیدھی طرح پلیز میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔میں نیچے ہی جاتی ہوں۔"

وہ بے ساختہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اپنا شرارا دونوں ہاتھوں میں تھامتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

"پری شہرام سر از نو مور۔ہی از ڈیڈ۔"

اس کی بھرائی آواز پہ باہر جاتی پری کے قدم زمین میں ہی منجمد ہوئے تھے۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔اس نے سکتے کی کیفیت میں جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے اس کے نزدیک آئی۔عفیفہ کا ہاتھ بے ساختہ لبوں پہ جم گیا۔

"تم مذاق کر رہی ہو ہے نا۔"

وہ مسکراتے لہجے میں شک سموئے بولی۔عناب کو اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہوا تھا۔اس نے نرمی سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا اور نفی میں سر ہلایا تھا۔پریسہ اس کے ہاتھوں کو بے دردی سے جھٹکتے ڈھے جانے والے انداز میں زمین بوس ہوئی تھی۔

"مر جائیں آپ۔مر جائیں تاکہ مجھے سکون آ جائے۔"

اپنے کہے گئے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونجے تھے۔اس نے دونوں ہاتھ کان پہ جماتے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔اس کی حالت ایسی تھی جیسے کوئی کند چھری سے اس کا کلیجہ کاٹ رہا ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شہرام۔"

اگلے ہی لمحے اس کی دلخراش چیخ کمرے کی فضا میں گونجی تھی۔ان دونوں نے بھیگی نگاہوں سمیت تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا جو دونوں ہاتھوں کو بری طرح زمین پہ مارنے میں مصروف تھی یہاں تک کے اس کے بازو بری طرح خون آلود ہو چکے تھے۔ان دونوں نے تڑپ کر اسے تھاما مگر وہ تو جیسے اپنے حواس کھو چکی تھی۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا تم جھوٹ بول رہی ہو نا۔مم۔میں نے یہ کیا کر دیا میں نے مار دیا نہیں۔"

وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔سر کے بالوں کو سختی سے مٹھی میں بھینچتے وہ مسلسل آہ و پکار کر رہی تھی۔ان دونوں سے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

"تمہیں یہ سب کس نے بتایا۔"

ارتضی کا فون آیا تھا وہ ابھی ابھی یہاں سے نکلے تھے مگر راستے میں تیز رفتار ٹرک سے گاڑی ٹکرانے کی بدولت وہ موقع پہ ہی۔

اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی پریسہ نے بری طرح اسے پیچھے کی جانب دھکیلا تھا۔اندر آتی مریم نے سرعت سے اسے تھام کر سہارہ دیا تھا۔

مجھے مرنا تھا مجھے مرنا تھا نہیں نہیں۔انہیں نہیں مرنا تھا۔اتنا کچھ سہ کر مجھے موت کیوں نہیں آئی۔یہ زندگی" مجھے خوشیاں کیوں نہیں لیتے دیتی۔میری ہر خوشی کو ماتم میں تبدیل کر دیتی ہے۔میں تھک گئی ہوں یااللہ مجھے

All Rights Reserved By Novels Lounge

آپ کے پاس آنا تھا۔انہیں ان کی اولاد کی خاطر ہی جینے دیتے میرے پاس جینے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا مگر ان کے پاس تو تھا۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔

"پری خون۔"

مریم نے اسے تھامنا چاہا مگر وہ بری طرح اسے جھٹک گئی تھی۔

"تم سب جھوٹ بول رہی ہو۔وہ ایسے کیسے جاسکتے ہیں۔مم۔میں جاؤں گی ان کے پاس۔مم۔میں۔"

وہ ان سب کو حق دق چھوڑتی روتے ہوئے کمرے کے باہر بھاگی تھی۔جلد بازی میں زینے اترتے آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجانے کی بدولت وہ تین سے چار مرتبہ لڑکھڑائی تھی۔عافیہ اور عادل نے دہل کر اس کی جانب دیکھا البتہ عاشر کا چہرہ بلکل سپید پڑ رہا تھا۔

"بابا۔بابا وہ ایسے کیسے۔"

اس نے گہرے گہرے سانس بھرتے ان کے بازو تھامے۔

پری میری جان یہاں دیکھو سب وہی ہے نا۔تم یہی رہو تمہارا نکاح ہے میری جان۔سب مہمان یہی لان ہے ایسے اچھا نہیں لگتا۔"

عافیہ نے نرمی سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

"مم۔میں نکاح کرلوں نکاح۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بولتے بولتے ہنسی تھی۔

ماتم کرنے دیں مجھے۔ماتم کا دن ہے اج میرے لیے۔ماتم کرنے دیں مجھے۔میں نے بد دعا دی تھی انہیں کہ وہ"

"مر جائیں مجھ سے دور چلے جائیں اور انہوں نے میری بات مان لی۔

وہ سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے چلائی تھی۔عادل نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔اس کی ذہنی حالت پہ انہیں شبہ سا ہوا تھا۔

"مجھے ہسپتال جانا ہے ان کے پاس۔"

"آپ کہیں نہیں جائیں گی پریسہ آج آپ کا نکاح ہے۔اس شخص سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

عادل کے پتھریلے لہجے پہ پری بے دم سی ہوتے وہیں تھم گئی۔وہ گرنے والے انداز میں ان کے قدموں میں بیٹھی تھی۔

بابا۔صرف ایک بار صرف ایک بار انہیں دیکھنے دیں صرف ایک بار آخری بار پھر کبھی آپ سے کوئی خواہش" نہیں کروں گی کبھی نہیں۔مجھے انہیں دیکھنے دیں۔پہلے وہ گئے تھے تو ایک امید تھی ان کے واپس آنے گی اب "نہیں ہے بابا۔

وہ ان کے پیروں میں گرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ان سب نے دہل کر اپنے دل پہ ہاتھ رکھا تھا۔عادل سرعت سے اپنی جگہ سے پیچھے ہٹے تھے۔

"آپ کا نکاح ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی پریسہ نے ایک جھٹکے سے اپنے ماتھے پہ لگی بندیا اور جھومر اتارتے بری طرح زمین پہ پھینکا تھا۔گلے میں پہنا نیکلیس سب کچھ وہ زمین بوس کر چکی تھی۔عادل نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے وہ بھاگنے والے انداز میں خارجی دروازہ عبور کر گئی تھی۔اس کے جاتے ہی عاشر نے اپنی آنکھ سے نکلنے والے آنسو کو مسکراتے صاف کیا تھا۔مریم اس کی حالت کے پیش نظر باہر کی جانب بڑھی اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت طے کرتے ان کی گاڑی نزدیکی ہسپتال کے آگے جا رکی تھی۔پریسہ نے بند ہوتے دل کے ساتھ ہسپتال کی عمارت کو دیکھا تھا۔مریم نے اس کے شانے پہ دباؤ بڑھاتے اسے دلاسا دیا اور وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"پری۔"

صدام کی آواز پہ اس نے بھیگی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ پھوٹ پھوٹ کر جو روئی تو وہ سب کو رلا گئی۔صدام نے اسے اپنے سینے میں بھینچتے اسے سنبھالا تھا مگر وہ تو ہوش ہی نہیں کر رہی تھی۔

"یہ شہرام کی چادر۔"

فارس کی آواز پہ پریسہ نے وہی اس کے سینے پہ سر دھرے اس کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھ سے وہ چادر لی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ابھی کچھ دیر قبل ہی تو وہ اس کی دل ہی دل میں نظر اتار رہی تھی کہ وہ سیاہ شلوار قمیض میں اس قدر حسین لگتا ہے اور اب۔ کیا اسے اسی کی نظر لگ گئی تھی۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ وہی زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"پری۔"

بھائی آپ کہیں ناان سے۔ مجھے ان کے ساتھ رہنا ہے۔ میں ان سے نفرت نہیں کرتی۔ کبھی بھی نہیں" کی۔ کر ہی نہیں کر سکتی۔ جس سے آپ نے محبت کی ہو کیا اس سے آپ کو نفرت ہو سکتی ہے نہیں ہو سکتی بھائی "فریب ہے یہ بس اور کچھ نہیں۔

وہ صدام کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچتے آس بھرے لہجے میں بولی۔ فارس نے سپاٹ چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا تھا جس کی حالت قابل رحم تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھ گئی۔ بلکل خاموش ساکت و جامد۔ آس پاس سے گزرتے لوگ حیرت سے اس دلہاپنے میں موجود لڑکی کو ایسے بیٹھا دیکھ رہے تھے جس کے آنسو رو رو کر بلکل خشک ہو چکے تھے۔ معاً اس کی نگاہ بینچ کی جانب اٹھی جہاں اس کی گاڑی کی چابیاں اس کا والٹ اور دو تین چیزیں رکھی ہوئی تھی۔ اس نے مزید سختی سے چادر کو خود میں بھینچ لیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تک اسے واپس گھر لے آئیں تھے۔ شہرام کا چہرہ ان لوگوں نے اسے چاہ کر بھی دیکھنے نہیں دیا تھا۔ ان کے کہے کے مطابق اس کا چہرہ اس قدر بری طرح خراب ہو چکا تھا کہ وہ چاہ کر بھی نہیں پہچانا جا سکتا تھا مگر وہ تو اس کی ہر اہٹ پہ اسے پہچان جایا کرتی تھی اب کیسے نا پہچانتی۔ اس نے اذیت سے آنکھیں موندتے

All Rights Reserved By Novels Lounge

سوچا۔ابھی بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھی کھڑکی سے باہر آسمان کو تک رہی تھی جب وہ چاروں ایک بار پھر اس کے سر ہو گئی تھی۔اسے ارد گرد کا بلکل ہوش نہیں تھا۔

"پری کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے اپنی۔جب ایک انسان تھا اس وقت تم اس سے نفرت کی دعویدار تھی اور اب جب ایک انسان نہیں رہا تو تم اس کے ہجر میں آنسو بہا رہی ہو۔طے نہیں کیا جا رہا کہ تم ان سے محبت کرتی ہو یا نفرت۔"

وہ ویران لہجے میں گویا ہوئی۔وہ تینوں اس کے بعد بلکل خاموشی اختیار کر گئی تھی۔پریسہ بلکل ساکت بیٹھی تھی۔

"تم جانتی ہو بابا تمہارا نکاح ابھی اور اسی وقت عاشر سے کرنے والے ہیں کیونکہ عاشر باہر جا رہا تھا مگر بابا نے روک لیا کیونکہ ان کے خیال میں اس سے بہتر ہمسفر تمہیں مل ہی نہیں سکتا۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی مگر اس نے ابھی بھی کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا بس وہی سیاہ چادر ہاتھ میں تھامے بیٹھی ہوئی تھی۔عفیفہ نے سنجیدگی سے ان تینوں کی جانب دیکھا تو وہ بھی پریشانی سے اسی کی جانب متوجہ تھی۔

"پریسہ کی حالت ایسی نہیں کہ نکاح کروا دیا جائے انکل کو اس بات کو سمجھنا چاہیے۔"

مریم کی بات پہ عفیفہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہر بار انہوں نے پریسہ کو سمجھا ہے ہو سکتا ہے اس بار ہم سمجھ لیں انہیں تو پریسہ کے حق میں کچھ بہتر ہو جائے۔ایسے تو یہاں بیٹھے بیٹھے یہ پاگل ہو جائے گی۔"

عفیفہ کے نم لہجے پہ وہ تینوں بھی کسی حد تک متفق تھی تبھی اثبات مین سر ہلا گئی۔

"کیا کچھ بولی پری۔"

عافیہ جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی اس کی حالت دیکھ ان کی ممتا تڑپ اٹھی تبھی اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے متفکر سی بولی۔

"بابا اپنی بات سے پیچھے ہٹے یا نہیں۔"

عفیفہ کی بات پہ عافیہ نے تھکے تھکے انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

"وہ اپنی بات پہ قائم ہیں اور اب تو مولوی صاحب بھی آرہے ہیں۔ناجانے اب کیا ہو گا۔میں نے انہیں سمجھانے کی بے حد کوشش کی ہے۔"

ان کی بات پہ وہ سب گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"مطلب بے خبری میں نکاح غلط نہیں ہو جائے گا۔"

عناب کی پریشان کن آواز پہ ان سب نے کوئی جواب نا دیا۔ان میں سے کسی کے پاس بھی اس چیز کا جواب نہیں تھا تو وہ کیا بولتی۔اس کے بعد صرف گھنٹہ مزید لگا تھا اور اس کی زندگی پوری طرح بدل دی گئی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ کب مولوی آیا کب عادل اس کے کمرے میں آئے کب انہوں نے کیا پڑھوایا۔سب کچھ

All Rights Reserved By Novels Lounge

جیسے اس کی بے خبری میں ہوا تھا۔اسے بس اتنا یاد تھا کہ عادل کے کہنے پہ اس نے عاشر کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا تھا۔اس کے بعد انہوں نے اس کی پیشانی چومی اور کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ہاں اس کی زندگی بدل دی گئی تھی کیونکہ اسے پریسہ آفندی سے پریسہ عاشر بنادیا گیا تھا وہ بھی اس دن جس دن اس کا عشق اس سے بچھڑ گیا تھا۔اس نے ایک نظر پاس بیٹھی عناب اور بریزہ کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس چادر کو اچھے سے خود کے گرد لپیٹ لیا تھا جیسے خود کو اس کے لمس کے حصار میں مقید کرنا چاہ رہی ہو۔

"پری پلیز کچھ تو بولو۔"

عناب کی آواز پہ اس نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپالیا تھا۔اس کا دل خالی تھا بلکل خالی۔جینے کی امنگ بھی ختم ہوگئی تھی۔جب وہ خود ہی ختم ہوگئی تھی تو پھر عاشر کی زندگی بھلا کیسے سنور سکتی تھی۔وہ غائب دماغی کی کیفیت میں سوچتے آنکھیں موند گئی۔

****

شام کے سائے چاروں اطراف میں اپنے پر پھیلانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی موجود تھی۔مدھم چلتی ہواؤں نے زور پکڑا ہوا تھا۔آسمان پہ سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چھپ دکھلاتا چاند انتہائی خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ایسے میں وہ صوفے پہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی گہری سوچوں میں غلطاں تھی۔نگاہیں یک ٹک آسمان پہ جمی ہوئی تھی۔ہوا کے زور سے اس کے بال چہرے پہ اٹھکیلیاں کرتے اسے اچھا خاصہ زچ کر چکے تھے۔اس نے تھک ہار کر گہری سانس فضا کے سپرد کی اور دوبارہ گھٹنوں پہ سر رکھے

All Rights Reserved By Novels Lounge

آنکھیں موند گئی۔اسی عمل کے دوران اس کے آنکھ سے یکے بعد دو موتی ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گئے۔معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ بھی اس کی سماعتیں اس جانب متوجہ نہیں ہوئی تھی۔اس کی تمام تر توجہ کھڑکی سے باہر جھانکتے مناظر پہ ٹکی ہوئی تھی۔قدموں کی چاپ نزدیک سے نزدیک تر ہوتی جا رہی تھی مگر پھر بھی اس کا دھیان اس جانب مبزول نہیں ہوا تھا۔

"پری۔"

معاً عفیفہ کی نرم آواز پہ اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا۔اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھال رہی تھی۔وہ خود میں ہی سمٹ کر بیٹھ گئی۔

"کھانا کھالو پھر رخصتی کی تیاری بھی کرنی ہے۔"

وہ مدھم لہجے میں بولتی چاولوں سے بھرا چمچ اس کی جانب بڑھا گئی۔اس کی بات پہ پریسہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا اور سختی سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"کک۔کس کی رخصتی۔"

اس کا سرسراتا لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تو عفیفہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

پری کیا ہو گیا ہے اب تو ہوش کرو کم از کم ہفتہ ہو گیا ہے اس واقعے کو مگر تم نے یہ سب کچھ اتنی بری طرح" اپنے سر پہ سوار کر لیا ہے میں جانتی ہوں یہ سب تمہارے لیے آسان بلکل نہیں ہو گا مگر پھر بھی تھوڑی سی "ہمت تمہیں بھی دکھانی ہو گی۔ایسا کیسے چلے گا۔تم تو اپنے حواس گم کرتی چلی جا رہی ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ پریسہ نے آنکھوں میں نمی لیے اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں بلایا تھا مجھے واپس یہاں میں نے تو ضد نہیں باندھی تھی نا۔ پہلے خود کو زخم میں نے خود دیا تھا مگر اب کی بار میرے زخموں کو کریدنے والے میرے اپنے ہیں جنہیں میری اذیت میرا درد محسوس ہی نہیں ہوتا۔ مت بلاتے مجھے واپس پاکستان نا میں یہاں آتی نا میں ان سے ملتی اور نا میں جذبات میں آکر انہیں مرنے کی بددعا دیتی۔"

وہ روتے ہوئے بولتے اسے سن کر گئی۔ عفیفہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے کس قسم کی فضولیات بول رہی تھی۔

"تمہارا دماغ درست ہے یہ۔ یہ سب کیا بول رہی ہو۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولی۔ وہ سب سمجھ رہی تھی کہ پریسہ خود کو اس کی موت کا ذمہدار ٹھہرا رہی ہے۔

"مم۔ میں نے انہیں کہا تھا عفیفہ کہ وہ مر جائیں میں نے انہیں بددعا دی تھی مگر جب میری دعاؤں میں اتنی سکت نہیں تھی انہیں لے کر تو پھر بددعاؤں میں کیوں ہو گئی عفیفہ۔ میں بہت اذیت میں ہوں میں نے انہیں مار دیا ہے۔ میں ذمہدار ہوں ان کی موت کی۔ میں نے ان کے بیٹے کو اس کے باپ سے محروم کر دیا ہے۔ خود غرض ہوں میں یہاں بھی اپنے بارے میں سوچ بیٹھی تھی اس معصوم کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھوں سے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ عفیفہ اس کی باتوں پہ حق دق بیٹھی رہ گئی۔ چند ساعتوں بعد وہ چونکتے حواسوں میں لوٹی اور گہرا سانس بھرتے پریسہ کی جانب دیکھا جو ابھی بھی زار و قطار رونے میں مصروف تھی۔

پری یہاں دیکھو۔ تمہارے رونے سے انہوں نے واپس بلکل نہیں لوٹنا تم اب کسی کے نکاح میں ہو" پری۔ کسی نا محرم کیلیے رو کر خود کو کیوں اذیت دے رہی ہو اور اللہ کو بھی ناراض کر رہی ہو۔ پلیز خود میں "تھوڑی سی ہمت پیدا کر و اور کھانا کھالو۔ ڈیڈ کا کہنا ہے کہ رخصتی آج ہی ہو گی تمہاری عاشر کے ساتھ۔

وہ دھیمے سے بولتے نگاہیں چرا گئی۔ پریسہ نے ذرا سا پلکیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ رخصتی رکوا دو عفیفہ ورنہ میں اپنی جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گی۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولتی عفیفہ کو خوفزدہ کر گئی۔ اسے اس کے ارادوں سے بے ساختہ خوف آنے لگا۔

تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے اور کوئی بات نہیں ہے۔ پاگل ہو گئی ہو تم۔ پہلے عاشر سے شادی شادی کا شور مچایا" ہوا تھا اور اب جب شہرام بھائی رہے ہی نہیں ہیں تو ان کا ہجر کاٹ رہی ہو۔ تم نے بات کرنا ہی بیکار ہے۔ مت کھاؤ کھانا بھی۔ بس رخصتی کی تیاری پکڑو اور خدارا پریسہ اب کسی قسم کا کوئی ہنگامہ مت کرنا کیونکہ ڈیڈ تمہاری اس بار ایک نہیں چلنے دیں گے۔ خو تو تم اذیت سے دوچار ہو ہی مگر اپنے ساتھ ساتھ ڈیڈ کو بھی تکلیف دے "رہی ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتی سر جھٹک کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔پریسہ نے اس کی باتوں پہ اذیت سے اپنی جلتی آنکھوں کو موندا تھا۔اس کا دل جل رہا تھا۔اس نے ایک نگاہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں ڈالی تھی۔اس نے سب کچھ اپنے ہاتھوں سے ہی ختم کر لیا تھا۔وہ خود پہ لپٹی چادر کو ڈھنگ سے خود پہ اوڑھتے گھٹنوں میں سر رکھ گئی۔وہ سوچ چکی تھی کہ اگر کوئی بھی اسے رخصتی کیلیے اصرار کرے گا تو وہ خود کے ساتھ کیا کرے گی۔عفیفہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے جوں ہی کمرے سے باہر نکلی سامنے کھڑے فارس کو دیکھ اس کی زبان کو وہی بریک لگی تھی۔

"اب تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

وہ جل بھن کر بولی۔فارس نے سر کھجاتے اس کی پشت پہ دیکھا جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

چہرہ کیوں اتنا کالا کر لیا ہے سڑ سڑ کر۔لگتا ہے صدام کی توجہ تمہاری جانب مبذول کروانی پڑے گی جو تمہیں "بھولا بیٹھا ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔عفیفہ نے شرمیلی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"تاکہ وہ تمہیں کسی اچھے برینڈ کی کریم دلوا سکے ہمیں حبشن عفیفہ نہیں چاہیے۔"

معاً اس کی اگلی بات پہ عفیفہ کے لبوں سے مسکراہٹ کسی نے نوچ لی تھی۔اس نے خونخوار تیوروں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

"جاہل انسان پورے کے پورے چنڈال ہو تم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔فارس نے مزے سے مسکراتے بھنویں اچکائی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ غصے سے آگے کی جانب بڑھتی فارس نے آواز دے کر اسے روکا۔

"پری کے کیا حالات ہیں۔"

اس نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"جو بھی ہے تم خود ہی دیکھ لو کیوں کہ میں یہ سب سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

وہ تھکی تھکی سانس خارج کرتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔فارس کی زیرک نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔معاً کچھ سوچتے اس نے قدم پریسہ کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔دو تین بار دروازے پر دستک دینے کے باوجود بھی جب دوسری جانب سے کسی نے دروازہ نہ کھولا تو اس نے خود ہی دروازے کو ہلکا سا واں کیا تھا۔اگلے ہی لمحے دروازہ چڑ کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔اس نے پریسہ کی تلاش میں متلاشی نگاہیں پورے کمرے میں دوڑائی تو وہ اسے صوفے پہ بیٹھی دکھائی دی تھی۔وہ اسے شہرام کی موت والے دن کے بعد آج دیکھ رہا تھا مگر آج بھی اس کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔وہ ابھی بھی بلکل ویسی ہی تھی کسی اداس شام کی مانند چہرے پہ اضطراب لیے خود کو شہرام کی اسی سیاہ چادر میں لپیٹے۔ایک لمحے کیلیے اس کا دل سکڑ کر پھیلا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ خود کو مضبوط کرتے اس کی جانب بڑھ گیا۔اپنے نزدیک قدموں کی چاپ محسوس کر پریسہ نے سن کر بھی نظرانداز کر دیا۔وہ سمجھ رہی تھی کہ ابھی بھی شاید عفیفہ ہی ہو گی مگر اس کی جانب منہ پھیرنا بھی گوارا نہیں کیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کس بات کا سوگ منا رہی ہو پری۔"

وہ جو کمرے کی کھلی کھڑکی کے پار دیکھنے میں پوری طرح مگن تھی۔ چہرے پہ اضطراب چھایا ہوا تھا۔اس کی سوجھی آنکھیں مسلسل رت جگے کی گواہ تھی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ چونک کر اپنی پشت پہ دیکھا جہاں فارس دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے سنجیدگی سے اسی سے مخاطب تھا۔اس نے خالی خالی نگاہوں سے اسے تکتے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں آ سکتا ہے۔

"تت۔تم یہاں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے شانے پہ بکھرے بالوں کو سمیٹتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔جب سے وہ حادثہ پیش آیا تھا وہ بلکل خاموش ہو کر رہ گئی تھی۔فارس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جیسے اس کے بات بدلنے پہ اسے انتہائی طیش آیا ہو۔

یہ میری بات کا جواب نہیں ہے پری۔تم جانتی ہو کہ میں کسی اور کیلیے نا سہی مگر تمہارے لیے ہمیشہ کھڑا رہا" ہوں تمہارے ساتھ تمہارے ہمقدم کیونکہ سب دوستوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو مگر اب میں بھی سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر تم چاہتی کیا ہو۔شہرام جب واپس حویلی گیا تھا اس وقت تمہارا گم صم رہنا سمجھ میں آتا تھا وہ واپس لوٹا تمہارا اسے نظر انداز کرنا بنتا تھا ٹھیک ہے ہم نے مان لیا مگر اب جب وہ اس دنیا میں ہی نہیں رہا تو اب۔تمہاری محبت تو نفرت میں تبدیل ہو گئی تھی تو پھر اس کے جانے سے یہ حالت کیوں۔تم اپنے رویے سے مسلسل اپنے ماں باپ کو تکلیف میں مبتلا کر رہی ہو۔آخر چاہتی کیا ہو تم۔تم چھوٹی بچی تو نہیں ہو جسے

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایک بات بار بار سمجھائی جائے جسے ایک بات کیلیے منایا جائے اپنا اچھا برا جانتی ہو تبھی تو تم نے عاشر سے شادی کرنی چاہی تھی ہے نا۔"

"آخر تم مجھ سے چاہتے کیا ہو۔"

وہ اس کی بات درمیان میں کاٹتے دھیمے شکست خوردلہجے میں بولی۔ فارس نے ایک سخت نگاہ اس پہ ڈالی اور گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا۔

"کہ تم اب بنا کسی تردد کے عاشر کے ساتھ رخصت ہو جاؤ۔ ویسے سے عاشر سے نکاح کے بعد تمہارے دل میں اگر شہرام کیلیے کوئی محبت تھی بھی تو اب اسے لازماً نفرت میں تبدیل ہو جانا چاہیے کیونکہ یہ سب آج جو بھی کچھ ہو رہا ہے صرف تمہاری بدولت ہی ہو رہا ہے۔ نفرت نفرت کا راگ تم نے ہی الاپا تھا نا

"شاید۔ بددعائیں تم نے ہی۔

اس کی بات پہ پریسہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔

"میری نفرت کھوکھلی ہے فارس اس کا کوئی وجود نہیں ہے میری نظر میں اور تم بتاؤ جن سے محبت کی جاتی ہے کیا ان سے نفرت کی جاسکتی ہے نہیں فارس نا ان سے نفرت ہوتی ہے اور نا ہی انہیں بددعائیں دی جاتی ہیں بلکہ ان کیلیے صرف ایک ہی دعا مانگی جاتی ہے کہ کاش وہ ہمارا نصیب بن جائے کسی بھی طرح۔ میں نے بھی ہر

All Rights Reserved By Novels Lounge

وقت ہر لمحہ بس یہی دعا مانگی تھی وہ بددعا تو بس پتہ نہیں میں کیسے۔ میری بددعاؤں میں اتنی سکت نہیں ہو سکتی

"فارس۔ خیر تم نے مجھے بتایا نہیں غازان کہاں ہے کیسا ہے پلیز مجھے بتادو کچھ تو تسلی کے دو بول کہ دو۔

اس کی بات پہ وہ تڑپ کر گویا ہوئی ساتھ ہی ڈوبتے دل سمیت غازان کے متعلق استفسار کیا۔ فارس نے تمسخر سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے پری نا ہی تمہارا اس پہ کوئی حق ہے۔ تمہیں فرق نہیں پڑنا چاہیے کہ وہ" کہاں ہے کیسا ہے کس کے ساتھ ہے۔ تمہیں فرق اب فقط عاشر کی ذات سے پڑنا چاہیے اسی لیے اٹھو اور اس کے ساتھ رخصتی کی تیاری پکڑو۔ مزید کسی کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے انکل آنٹی ویسے بھی بہت پریشان ہے عفیفہ کو بھی تم نے اچھا خاصہ عاجز کر دیا ہے تم نے سب کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے اور کوئی بات "نہیں ہے۔ قصور شہرام کا نہیں قصور فقط تمہارا ہے پریسہ فقط تمہارا۔

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے سفاک لب و لہجے میں بولتے سر جھٹک گیا۔ پریسہ کے کان اس کی بات پہ سائیں سائیں کرنے لگے۔ اس نے سن پڑتے دماغ کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا جس کے چہرے پہ سرد پن چھایا ہوا تھا۔

"مم۔ میں تم سب کیلیے پریشانی ہو۔ میری غلطی ہے۔"

وہ انگلی سے اپنی جانب اشارہ کرتے ناسمجھی سے بولی۔ آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم ہمیشہ ان کی طرف داری کیوں کرتے ہو۔میری غلطی کیسے ہو سکتی ہے بھلا۔میں نے کیا کیا ہے۔وہ مجھے چھوڑ کر گئے تھے۔"

وہ روتے روتے دھیمے لہجے میں چلائی تھی۔فارس نے ماتھے پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ تمہیں چھوڑ کر گیا تھا ناپری۔تم نے کتنی بار جاننے کی کوشش کی کہ وہ تمہیں کیوں چھوڑ کر گیا تھا۔کس سے ماننے کی کوشش کی کہ وہ کیوں گیا تھا۔بس اس بات کا جواب دے دو مجھے۔"

اس نے پریسہ سے آج سیدھی بات کرنے کی ٹھانی تھی۔آج پانچ سال گزر جانے کے بعد بھی وہ بدگمانیوں میں جی رہی تھی۔پریسہ نے ٹھہر کر اس کی جانب دیکھا۔

"اس میں جاننا یا نا جاننا کیا تھا فارس۔انہوں نے مجھے ٹھکرایا تھا۔میں نے منتیں کی تھی گڑگڑائی تھی ان کے آگے مگر وہ۔"

"کیا اس نے تمہیں کہا تھا کہ میرے آگے گڑگڑاؤ۔"

اس نے درشت لہجے میں اس کی بات کاٹی تو پریسہ کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"فارس تم ایسے کیسے۔"

"شٹ اپ پری۔شٹ اپ۔آج تم کچھ نہیں بولو گی کچھ بھی نہیں۔پانچ سال پریسہ آفندی پانچ سال تم نے انہی بدگمانیوں میں گزاریں ہیں جن کا سرے سے ہی کوئی مول نہیں ہے۔تم نے اپنی زندگی کو خود جہنم بنایا۔تم کہتی ہو کہ شہرام ذمہدار ہے اس سب کا ارے اسے تو کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔تم کہتی ہو تمہیں اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

سے محبت ہے نہیں ہے تمہیں اس سے محبت کیونکہ اگر محبت ہوتی تو تم محبوب کا چہرہ پڑھنے کے فن سے بھی "ماہر ہوتی مگر تم نہیں پڑھ پائی نا اس کا چہرہ نا اس کے الفاظ اور نا ہی اس کا ٹوٹا ہوا دل۔

وہ تلخی سے مسکراتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا اور سختی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

تم میری محبت پہ انگلی نہیں اٹھا سکتے فارس میں نے خود کو کھویا ہے انہیں پانے کی خاطر کیا اس سے بڑی سزا" "میرے لیے کوئی ہو سکتی ہے۔ تم ایسا نہیں کہہ سکتے میں تمہیں یہ حق نہیں دیتی ہوں۔

وہ تکلیف ذدہ لہجے میں بولی۔ فارس نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

پھر تمہیں بھی کوئی حق نہیں ہے اس پہ بات کرنے کا اسے غلط کہنے کا۔ تم لڑکیوں کو کیا لگتا ہے تم لوگوں نے" محبت کی تو وہ سچی مگر ہم جیسے مرد جو اتنا سب کچھ سہن کر کے بھی جیتے ہیں اس سب کا کیا۔ کیا جانتی ہو تم شہرام "کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تم اس کے بارے میں۔

"ب جانتی ہوں میں سب کچھ جانتی ہوں۔"

وہ اس کی بات درمیان میں کاٹتے بھیگے لہجے میں چیخی تھی۔

کیا جانتی ہو تم یہ جانتی ہو کہ اس کا نکاح اب سے نہیں بلکہ سولہ سالہ عمر میں ہی کروا دیا گیا تھا۔ یہ جانتی ہو تم" کہ اس کا نکاح ذبردستی کروایا گیا تھا۔ یہ جانتی ہو تم کہ اس کی بہن کے ساتھ کیا کیا ہوا یا یہ جانتی ہو تم کہ اس نے اس سب میں اپنی ماں کو کھویا یا پھر یہ کہ اس کی بیوی نے ہی دشمنی میں اس کی بہن کے ساتھ ذیادتی کروائی تھی کیا جانتی ہو تم اس کے بارے میں یہ سب جانتی ہو کیا تم۔ وہ چھوٹا سا بچہ جو تمہاری توجہ کیلیے ترستا تھا نا اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

کی ماں مری نہیں ہے اس کی ماں پاگل ہو چکی ہے اس نے کبھی ممتا کا احساس محسوس نہیں کیا۔اسے عورت ذات میں دلچسپی ہی نہیں ہے یہاں تک کہ وہ اپنی پھپھو تک کے پاس نہیں جاتا مگر تمہارے پاس وہ نا جانے کیسے مائل ہو کر آیا مگر تم نے اسے دھتکار کیا۔کون تھا ان سب چیزوں میں شہرام کے ساتھ وہ ان حالات میں کتنی بار ٹوٹ کر بکھرا کس نے سنبھالا اسے۔کوئی نہیں تھا اس کے پاس۔بہن تو بہن خود بکھر گئی تھی ماں جو سنبھالنے والی تھی وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی گئی اور بیوی وہ تو سرے سے ہی اس کی نہیں تھی۔پھر بھی وہ اپنی زندگی میں تمہارے لیے خوش تھا تو تمہاری محبت پہ تف ہے پریسہ تف ہے۔"

وہ اشتعال کے عالم میں بولنے پہ آیا تو بولتا چلا گیا۔پریسہ نے سن ہوتے دماغ سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھی تھی۔فارس کی باتیں مسلسل دماغ میں گردش کر رہی تھی۔اسے اپنی حسیں مفلوج ہوتی دکھائی دی۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے وجود سے آہستہ آہستہ کوئی جان نکال رہا ہو۔

"مم۔میں یہ سب نہیں جانتی۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے غائب دماغی کی کیفیت میں بولی۔

کتنی بار تو تمہیں بتانے کی کوشش کی تھی پری۔کبھی میں نے کبھی عفیفہ نے کبھی صدام نے مگر تم نے کبھی "کسی کی سنی ہی نہیں تم تو اس کا نام بھی سننے کی روادار نہیں تھی تو کوئی کیسے بتاتا۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔پریسہ گم صم بیٹھی اس کی صورت دیکھتی رہ گئی۔

"تمہارے پاس تو تمہارے رشتے تھے ہم دوست تھے۔ماں باپ بھائی ہم سب کون کون نہیں تھا پری تم پھر نا سنبھل پائی وہ جو ہم سب سے دور تنہا جی رہا تھا ان سب اذیتوں میں تو سوچو اس کا دل کس قدر زخموں سے چور ہو گا کیسے چھپاتا ہو گا وہ اپنے درد۔"

بولتے بولتے اس کا لہجہ بھرایا تھا۔پریسہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہ گیا۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"میں نے سب کچھ ختم کر لیا فارس سب کچھ۔برباد کر دیا سب کچھ اپنے انہی ہاتھوں سے۔خود کو بھی اور اپنے ساتھ ساتھ اتنی زندگیوں کو بھی۔"

وہ اپنی ہتھیلیوں کو تکتے بھاری لہجے میں بولی۔فارس نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے آنکھیں موند کر کھولی تھی۔

"پری اب ان سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اب زندگی ویسی نہیں رہی۔بہت کچھ بدل گیا ہے۔خیر مجھے بھی اب نیچے چلنا چاہیے کافی وقت ہو گیا ہے۔تم بھی تیاری پکڑو۔میرا تمہیں یہ سب باتیں بتانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ تم ان سب باتوں کو ذہن پہ حاوی کر لو۔تمہاری نئی زندگی کی شروات ہے اسے اچھے سے گزارنا۔شہرام اب نہیں ہے ہمارے درمیان اس کا کوئی وجود نہیں ہے شاید اسے ان سب سے چھٹکارا اسی صورت میں ملنا تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مدھم شکست خوردلہجے میں بولتے ڈھیلے ڈھالے قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھ گیا۔پریسہ نے بھیگی نگاہوں سے اسکی پشت کو تکا تھا۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی کمرے میں وہ چاروں ہنستی مسکراتی داخل ہوئی تھی مگر اس سب کے برعکس اس کا دل بلکل خالی تھا۔چہرے پہ کسی قسم کی خوشی کے آثار نہیں تھے بس پس مژدگی چھائی ہوئی تھی۔

"ع"عاشر تو آج بہت خوش دکھائی دے رہا ہے۔

عناب کی بات پہ وہ بس چہرہ جھکائے بیٹھی رہی جب دل میں ہی کوئی خیال نہیں تھا اس کے متعلق تو لبوں سے کیونکر بیان ہوتا۔

"کیوں ناخوش ہو بھئی اتنی عرصے کی ریاضتوں کا پھل ملنے جا رہا ہے۔"

بریزہ کی بات پہ اس کا دل خون کے آنسو رویا تھا۔اس کی بھی تو اتنے عرصے کی ریاضت تھی وہ بھی تو تڑپی تھی ایک شخص کے خاطر تو پھر وہ اسے کیوں نہیں ملا تھا۔وہ کیوں بچھڑ گیا تھا اس سے۔وہ سب مل کر اسے سجا سنوار رہی تھی مگر اس کا وجود آہستہ آہستہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

"بس مزید کچھ نہیں عفیفہ۔"

وہ اسے میک اپ کے نام پہ لپ سٹک لگتے ساتھ ہی ٹوک گئی تھی۔اس سے زیادہ نا اس میں سکت تھی نا گنجائش۔ان سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور سختی سے لبوں کو بھینچ گئی۔معاً نیچے سے اٹھنے والے شور کی آواز پہ وہ سب ہنستے ہوئے اسے وہی رکنے کا بولتی نیچے کی جانب بڑھ گئی۔ان کے جاتے ہی اس نے ایک نظر

All Rights Reserved By Novels Lounge

آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا تھا۔ خود کو آئینے میں دیکھ اسے حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ تو کہی سے بھی دلہن معلوم نہیں ہورہی تھی۔ سوجھے ہوئے پپوٹے سرخ آنکھیں کپکپاتے لب مسلسل چہرہ رگڑنے کی بدولت گال بھی بے تحاشہ سرخ ہورہے تھے۔ پیشانی پہ بس ایک ٹیکا لگایا ہوا تھا جو اس کی خوبصورتی کو دوبالا کررہا تھا۔

"جب سے میرے دل میں آپکے عشق نے پناہ لی ہے اس وقت سے میری ذات ریزہ ریزہ ہوگئی ہے۔"

کپکپاتے لبوں کے درمیان سے اس کے یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔

م۔ میں نے کیسی محبت کی آپ سے۔ نہیں کی میں نے آپ سے محبت۔ میں بہت بری ہوں بہت زیادہ۔ میں" "نے تکلیفیں پہنچائی ہیں آپ کو۔

وہ دونوں ہاتھوں کو ڈریسنگ پہ مارتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ معاً کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اس نے سرعت سے اپنی آنکھوں کو پونچھتے آئینے میں ابھرنے والے عکس کو دیکھا مگر وہاں کھڑے غازان کو دیکھ اس کے وجود سے رہی سہی جان بھی جیسے کسی نے نکال لی تھی۔ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ کر ہولے سے مسکرا رہا تھا۔ پریسہ نے بھیگی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ غازان بنا کسی دیری کے تیزی سے بھاگتے اس کے نزدیک آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے مسکرایا تھا۔ پریسہ یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے ناجانے کیا سوچتے وہ زمین پہ دوازنوں بیٹھی اور سختی سے اسے سینے میں بھینچ لیا تھا۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے ناسمجھی سے گویا ہوا۔ پری اس کے لبوں سے اپنے لیے پری سن ساکت رہ گئی۔ اگلے ہی سیکنڈ میں اس نے اپنے آنسو پونچھے تھے۔

"بس ایسے ہی۔ آنسو آ گئے۔ آپ کہاں سے آئے ہو اور کس کے ساتھ۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولی۔ غازان اس کی حرکت پہ پورے دل سے مسکرایا تھا۔

"آپ مت رویا کریں پری۔ ڈیڈا کے بعد آپ کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ جو چہرہ جھکائے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی اس کی برجستہ بات پہ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا جیسے اس بچے سے وہ اس قسم کی بات کی توقع نا کر رہی ہو۔ اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"آپ سے کس نے کہا یہ سب۔"

وہ سرسراتے لہجے میں بولی۔

ایک بار چپکے سے میں نے بابا کی بات سن لی تھی۔ یہ بیڈ مینرز ہیں مگر میں نے خود نہیں سنی تھی میرے "کانوں نے سن لی تھی بس۔

وہ کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے گویا ہوا۔ پریسہ کے دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی تھی۔

"آپ کو ایک بات بتاؤں پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

غازان کی پراسرار سی آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ناجانے کیا سوچ کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے کہ میں آپ کو دیکھ کر خوش کیوں ہوا تھا جب آپ پہلی بار مجھ سے ملی تھی۔"

اس کی بات پہ پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ سچ میں نہیں جانتی تھی۔

"کیونکہ مجھے اپنے بابا کے فیس پہ سمائل چاہیے تھی اور وہ سمائل کیسے واپس لوٹنی تھی اس کا سیکرٹ بھی دادوں نے مجھے بتایا تھا۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔

"کیا بتایا تھا آپ کے دادوں نے آپ کو۔"

وہ خالی خالی لہجے میں بولی۔

"انہوں نے بتایا تھا کہ میرے بابا کی سمائل ایک پری کے پاس ہے جو بہت دور رہتی ہے۔ جنہیں دادوں نے بابا کا ہونے نہیں دیا تھا جس کی وجہ سے بابا کی سمائل کہی کھو گئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ جیسے ہی پری ڈیڈا کو مل جائے گی تو بابا کی کھوئی ہوئی سمائل بھی واپس لوٹ آئے گی۔"

وہ دھیمے سے مسکراتے لہجے میں بولا۔ پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ ناجانے اس پہ ابھی کون کونسے راز آشکار ہونے تھے۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس کا دل کرلا رہا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگر میں تو آپ کے ڈیڈا کو وہ خوشی نہیں دے پائی۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔غازان نے نرمی سے اس کے آنسوؤں کو صاف کیا اور اس کے لبوں کو کھینچا تھا۔

"جب آپ ایسے مسکرائیں گی نا تو ڈیڈا جہاں بھی ہو وہ بھی خوش ہو جائیں گے۔"

اپنی بات مکمل کرتے وہ بیڈ سے نیچے اترا اور پنجوں کے بل اونچا ہوتے اس کے دونوں گالوں کو ہولے سے چوما تھا۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو اب ہنستے ہوئے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس نے سانس لینے کی کوشش کی مگر اسے اس سب میں بھی دشواری پیش آ رہی تھی۔

"میں یہ رخصتی نہیں کر سکتی۔مجھے یہ رخصتی نہیں کرنی۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور کھینچ کر ڈریسنگ ٹیبل پہ موجود سامان بے دردی سے نیچے پھینکا تھا۔تمام پرفیومز وغیرہ ایک چھناکے کے ساتھ چکنا چور ہو گئے۔

"ان کی خوشی میری ذات سے منسلک تھی اور میں نے وہ بھی نوچ لی۔یااللہ مجھے موت دے دے میں نہیں اس صدمے میں جی پاؤں گی۔میں مر جاؤں گی۔"

وہ اپنے دکھتے سر کو دباتے ہوئے بولی۔اس کا تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ دیوار گیر الماری کے عین نزدیک زمین پہ گرے کانچ پہ جا کر رکی تھی۔وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔کپکپاتے ہاتھوں سے وہ کانچ اٹھاتے اس کا دل بری طرح لرز رہا تھا۔اس نے لرزتے ہاتھوں سے وہ کانچ اپنی کلائی پہ رکھا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایم سوری ماماڈیڈا۔ایم سوری۔میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کو جہنم میں بدل لیا ہے اوراب مجھ میں "ہمت نہیں کہ میں اس جہنم میں جی سکوں۔"

اس نے اس کانچ سے اپنی کلائی پہ دباؤ بڑھایا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی غلط قدم اٹھاتی اگلے ہی لمحے پورے کمرے میں تاریکی چھاگئی تھی۔پریسہ کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ برآمد ہوئی تھی۔وہ کانپتے ہوئے الماری کے ساتھ چپک گئی۔اندھیرے کمرے میں اسے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔وہ وہی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔چند ساعتوں بعد ہی کمرے کا دروازہ چڑر کی آواز کے ساتھ کھلا تھا۔اس نے دھندلی نگاہوں سے اندر آنے والے شخص کا چہرہ جانچنا چاہا مگراندھیرا ہونے کی بدولت ناکامی ہوئی تھی۔اس نے آنسوؤں سے تر چہرے کو رگڑتے اپنے ہاتھ چہرے سے ہٹا لیے تھے۔بھاری بوٹوں کی آواز کمرے کی خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کررہی تھی۔

"کک۔کون ہے۔"

اس نے ڈوبتے دل سمیت استفسار کیا۔ہاتھ میں موجود کانچ پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے نزدیک بیٹھا تھا۔سانسوں کی آواز اس کی سماعتوں میں اترتے اسے اضطراب میں مبتلا کررہی تھی۔وہ خود میں مزید سمٹ کر بیٹھ گئی۔معاً اگلے ہی لمحے لائٹ آنے کی بدولت پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا۔روشنی ہوتے ہی پری نے پھٹی پھٹی نگاہوں سمیت اپنے سامنے بیٹھے وجود کو دیکھا تھا۔البتہ مقابل کا چہرہ بلکل سنجیدہ تھا۔وہ ہانپتے ہوئے سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس سے پہلے کہ وہ فق چہرے

All Rights Reserved By Novels Lounge

سمیت کمرے سے باہر کی جانب بھاگتی ایک ہی جست میں شہرام نے اس کی کلائی کو سختی سے تھامتے اپنی جانب کھینچا تھا۔

"ہہ۔ہاتھ چچ۔چھوڑیں میرا۔"

وہ کپکپاتے لبوں کو بھینچتے ہوئے بھرائے لہجے میں بولی۔

"پریسہ۔"

اس کی زبان سے اپنا نام ادا ہوتے ہی اس نے وہی مزاحمت ترک کر دی تھی اور بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جس کی پیشانی پہ پٹی بندھی ہوئی تھی البتہ آنکھ کے نیچے گہرے کٹ کا نشان واضح تھا۔وہ بنا پلک جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"آپ کہاں سے آئے ہیں۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔شہرام نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں ہوسپٹل سے۔کیوں کیا ہوا۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"مگر اس دن تو آپ کی ڈیڈ باڈی آئی تھی اور سب بول رہے تھے کہ آپ اب نہیں ہیں۔"

اس کے بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے کسی کا ذہنی توازن خراب ہو۔شہرام کو اس لمحے وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگی تھی البتہ اس کی باتوں نے اسے بہت کچھ سوچنے سمجھنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ۔

شہرام نے اسے شانوں سے تھاما اور اس کا گال ہولے سے تھپتھپایا تھا مگر وہ تو گم صم سی کھڑی تھی۔

"پریسہ یہاں دیکھیں۔"

وہ اس کے بھیگے گالوں کو صاف کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔اس نے جواب میں ذرا سی بھیگی نگاہیں اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔کتنی خواہش تھی نزدیک سے ان آنکھوں کو دیکھنے کی انہیں پڑھنے کی۔وہ اس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ تمام باتیں بھلاتے تڑپ کر اس کے سینے سے لگی تھی۔شہرام اس کی بے ساختہ حرکت پہ ساکت رہ گیا۔اس کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔

"کہاں تھے آپ۔مم۔میں نے آپ کو اتنا بلایا اتنا روئی مگر آپ نہیں آئے۔آپ کہاں چلے گئے تھے۔"

اس کی قمیض کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچتے وہ بری طرح رونے میں مصروف تھی۔شہرام کا وجود پتھر سا ہو گیا۔اس کے ہاتھ پہلو میں آن گرے۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ اس کے گرد حصار کیسے باندھے۔خاموش کمرے میں اس کی سسکیاں گونج رہی تھی۔کتنے ستم ڈھائے تھے اس نے اس پہ۔اپنی خاموشی سے اپنی نفرت سے۔اپنے لہجے سے مگر اس کے سینے سے لگی لڑکی نا جانے کیسی تھی کہ جس نے اس پہ ستم ڈھایا تھا وہ اسی کے وجود میں پناہ تلاش کر رہی تھی۔

"پریسہ۔"

اس نے ہولے سے اسے شانوں سے تھاما مگر وہ تڑپ کر اس کے اطراف میں گرفت مزید مضبوط کر گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں میں کہی نہیں جانے دوں گی۔"

وہ کسی ضدی بچے کی مانند بڑبڑائی۔ شہرام نے اذیت سے آنکھوں کو موندا تھا۔

"پری میں یہی ہوں پلیز۔"

اس کے لہجے میں ایک درخواست سی تھی۔ وہ الجھ کر اس سے علیحدہ ہوئی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کی نگاہوں کے عین سامنے عاشر کا چہرہ لہرایا تو اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا تھا۔ اس کے بعد کئی لمحے تو کمرے کی فضا میں خاموشی کا راج رہا۔ وہ اس کے بولنے کا منتظر تھا اور وہ اس کے بولنے کا منتظر تھا۔ لب خاموش تھے مگر ان کی آنکھیں ب رہی تھی۔ ایک کی آنکھوں میں حسرت تھی تو دوسرے کی آنکھوں میں شکوے۔

پانچ سال پری پانچ سال۔ چھوٹا عرصہ بلکل نہیں ہے۔ آپ نے تو یہ سب صرف پانچ سال جھیلا ہے میں تو یہ" سب سولہ سال کی عمر سے جھیلتا آیا ہوں۔ ان تکلیفوں کا کوئی مول نہیں ہے "۔

بالاخر شہرام کی آواز نے اس مسلسل چھائی ہوئی خاموشی کو توڑا تھا۔ پری نے چہرہ جھکاتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں بھینچ لیا۔

میں جب پانچ سال پہلے یہاں سے گیا تھا تو یہ سوچ کر گیا تھا کہ ہمارا سامنا کبھی نہیں ہو گا۔ میں کبھی آپ سے" نہیں ملوں گا۔ ہمارے راستے بلکل جدا ہو چکے ہونگے۔ آپ مجھے بھول جائیں گی مگر ایسا تو کچھ ہوا ہی نہیں۔ اصل میں میں چاہتا ہی نہیں تھا کہ آپ مجھے بھول جائیں کیونکہ اگر ایسا کچھ ہوتا تو میں جینے کی وجہ کیسے "تلاش کر پاتا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بولتے بولتے ازیت سے ہنسا تھا۔اس کی آواز میں اندر تک اتر جانے والی ٹھنڈک تھی۔پریسہ کا چہرہ سپید پڑ گیا۔

جس دن میں نے آپ کو اس برستی بارش میں دھتکارا تھا نا اس دن میں نے اپنی ذات کو بھی دھتکار دیا" "تھا۔اس کے بعد شہرام کبھی مسکرا نہیں سکا۔

وہ مزید کچھ بھی بول رہا تھا اور پریسہ کا چہرہ بلکل آنسوؤں سے تر تھا۔بھلا اب ان سب باتوں کا کیا مقصد تھا جب وہ کسی اور کے نام لکھی جا چکی تھی۔اس نے حلق تر کرتے گہرا سانس بھرا اور ذرا سی نگاہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے اس کا ایمان ایک بار پھر سے کمزور پڑا تھا کیونکہ اس کی آنکھوں میں نمی چھلک رہی تھی۔

ان سب باتوں کا اب کوئی مقصد نہیں ہے۔میری محبت بہت کمزور تھی میں اسے نبھا نہیں پائی میں نے اپنے" ہاتھوں سے اس کی قبر کھود دی ہے۔میں کہتی تھی نا میں نے محبت کی ہے آپ سے روتی تھی بلکتی تھی نہیں میں محبت لفظ کا ایک پائی بھی ادا نہیں کر پائی۔میں نے محبت کی ہی نہیں بلکہ میں تو۔میں تو آپ کو اذیت دینے والے لوگوں میں سر فہرست رہی ہوں۔میں اپنی محبت کا حق ادا نہیں کر پائی شہرام۔میں بہت بری "ہوں۔خود غرض ہوں مفاد پرست ہوں۔مختصر ساری برائیوں سے مالا مال ہوں میں۔

وہ دھیمے لہجے میں بولتے قدم پیچھے کی جانب بڑھانے لگی تھی۔شہرام نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا معاً اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ زمین پہ گرے خون کے قطروں پہ پڑی تھی۔اس نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں جوں ہی دیکھا اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ شہرام کی گرفت میں مقید تھا۔چہرے پہ ازلی سرد مہری چھا چکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاتھ کھولیں پریسہ۔"

اس کی بات پہ پریسہ نے مدھم سا مسکراتے اس کی جانب دیکھا اور بس اسے ہی دیکھتی رہی تھی۔اس کے چہرے پہ چھائی فکر کس قدر خواہاں تھی وہ یہ سب دیکھنے کی خاطر۔

"کیا یہ فکر سچ میں میرے لیے ہی ہے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی اور ذرا سا ہاتھ اٹھاتے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کی بڑھی ہوئی شیو پہ پھیرا تھا۔شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے لبوں کے ساتھ آج اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی۔

"ہاتھ کھولیں پریسہ۔میرا ضبط مت آزمائیں۔"

وہ کرخت لہجے میں باور کرانے والے انداز میں بولا مگر وہ بے نیاز بنی کھڑی بس اسے ہی تکتی رہی۔شہرام نے ایک کٹیلی نگاہ اس ضدی لڑکی پہ ڈالتے خود ہی اس کا ہاتھ کھولا تھا اگلے ہی لمحے ٹوٹے کانچ کی کرچیاں اس کے ہاتھ سے گرتے زمین پہ جا گری البتہ پورا ہاتھ جگہ جگہ کٹ لگنے کی بدولت خون سے لتھڑا ہوا تھا۔وہ اسے لیتے تیزی سے صوفے کی جانب بڑھا تھا۔سائیڈ ٹیبل سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے وہ دوزانوں اس کے نزدیک بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہلکے ہاتھوں سے اس پہ دوا لگاتے پٹی باندھی تھی۔اس سب کے دوران ایک بار بھی اس کی نگاہیں شہرام کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے استفسار کیا۔پریسہ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے ہاتھ پہ گرا تھا۔

"میں اس چہرے کو پوری زندگی یوں ہی تکنا چاہتی ہوں مگر۔"

وہ بولتے بولتے بے بسی سے گہرا سانس بھرا ٹھی۔

"مگر۔"

شہرام نے ڈوبتے دل سمیت سوال کیا۔

"مگر میں یہ حق کھو چکی ہوں۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔شہرام نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے نزدیک ہی صوفے پہ جگہ سنبھالی تھی۔پریسہ اسے ایک نظر مسکرا کر دیکھتے اس سے پہلے کہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوتی شہرام نے نرمی سے اسے اپنی ٹانگوں پہ بٹھایا تھا۔پریسہ کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"آپ کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ آپ مجھ سے یہ حق بھی لے لیں۔"

اس کی بات پہ وہ اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔اس کے چہرے کی حرکت سے اس کے کان میں جھولتا آویزہ بھی حرکت میں آیا تھا۔شہرام نے کچھ بھی کہے بغیر ان آویزوں کو اس کے کانوں سے نکالتے اس کے کان کو سہلایا تھا۔پریسہ کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

"میری رخصتی ہے آج۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک جھٹکے سے اس کا حصار توڑتے اپنی جگہ سے اٹھی۔شہرام نے بنا کسی تردد کے اسے اٹھنے دیا تھا حالانکہ وہ خود ابھی بھی وہی بیٹھا اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا جو اب اپنی انگلیوں کو مسل رہی تھی۔

"دولہے کے بغیر رخصتی کیسے ممکن ہے پریسہ۔"

اس کے لہجے پہ ایسا کچھ تھا کہ وہ اسے دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔

"کک۔کیا مطلب۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔مسلسل رونے کی بدولت آواز بے تحاشہ بھاری ہو رہی تھی۔

جس کے ساتھ رخصت ہونا ہے۔رخصت ہو کر جس کے گھر جانا ہے اسے تو ساتھ لیتی جائیں مسز شہرام "خان۔"

اس کی بات پہ پریسہ کی آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا سا چھایا۔وہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھی۔شہرام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک رنگ جا رہا تھا اور ایک آ رہا تھا۔

"میری رخصتی عاشر کے ساتھ۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ مضبوط قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آیا اور نرمی سے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھاما تھا۔پریسہ کی نگاہیں اس کے ہاتھوں میں مقید اپنے ہاتھوں پہ جم کر رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آج کے بعد بس شہرام اور پریسہ اور تیسرا کوئی نہیں۔ آپکی محبت کا مجھے پتہ نہیں مگر آپ کو مجھ سے زیادہ محبت کوئی نہیں کر سکتا۔ میں نے بہت انتظار کیا ہے ان ہاتھوں کو تھامنے کا۔ انہیں محسوس کرنے کا۔ آپ میرے لیے اتنی قیمتی ہو جتنی ایک اندھے کیلیے روشنی قیمتی ہوتی ہے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا۔ اس کا لہجہ خاصہ جتاتا ہوا تھا۔ پریسہ کیلیے تو یہ سب ابھی ایک خواب کی مانند تھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ اس نے سختی سے اپنی آنکھوں کو رگڑا تاکہ سامنے کھڑے شہرام کا عکس دھندلا نا ہو۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی اس کے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ شہرام نے چند ساعتیں اس کے بولنے کا انتظار کیا مگر اس کی جانب سے مسلسل خاموشی سن اس نے انتہائی نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے خود میں بھینچا تھا۔ پریسہ جو بے یقینی کے حصار میں مقید تھی اپنے اطراف میں پھیلتی اس کے مخصوص کلون کی مہک محسوس کرتے کئی ساعتیں تو خود پہ ضبط کرتی رہی مگر اگلے ہی لمحے وہ ضبط کی تمام حدیں توڑتے ہچکیوں سمیت پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ شہرام اس کے رونے پہ کچھ نہیں بولا تھا بس نہایت نرمی سے اس کی پشت سہلایا تھا یہاں تک کہ اس کا رونا شدت اختیار کر گیا۔ شہرام کے پاس شاید تسلی دینے کو بھی الفاظ نہیں تھے۔ وہ اس کی کیفیت سمجھ سکتا تھا کیونکہ آج اس کا دل بھی اسی دوراہے پہ تھا مگر وہ ہمیشہ کی طرح اپنے خول میں تھا مگر وہ اس کے سینے سے لگی اپنے دل کا غبار ہلکا کر رہی تھی۔ اس نے اسے کچھ نہیں کہا تھا بس نرمی سے اس کی پیشانی پہ اپنے لب مس کیے تھے۔ اس لمس میں پریسہ کو عزت اور اپنائیت

All Rights Reserved By Novels Lounge

صاف محسوس ہوئی تھی۔وہ اب اس کی سوجھی ہوئی آنکھوں کو سہلا رہا تھا۔اگلے ہی لمحے اپنی آنکھوں پہ اس کا لمس محسوس کر وہ سختی سے آنکھوں کو میچ گئی تھی۔

"جانتی ہیں آپ سے عشق کی وجہ آپ کی یہ آنکھیں ہیں کیونکہ جب جب آپ مسکراتی تھی تو یہ آنکھیں بھی ساتھ چھوٹی ہو جایا کرتی تھی۔سب سے پہلے مجھے اسی چیز نے آپ کی جانب متوجہ کیا تھا۔"

وہ ایک بار پھر اس کی آنکھوں کو چھو رہا تھا اور پریسہ وہ تو جیسے کسی خواب کے زیر اثر تھی۔وہ اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو نرمی سے چھوتے جیسے خود کو یقین دلانے کی کوششوں میں تھا۔

کنڈی مت کھڑکاؤ راجہ

سیدھا اندر آؤ راجہ

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا اپنے عقب سے آنے والی زندگی سے بھرپور آواز پہ پریسہ نے اس سے فاصلہ قائم کرنا چاہا مگر شہرام نے اس کی یہ کوشش بھی ترک کر دی تھی۔

"اہاں کیا چل رہا ہے بھئی۔کیا یہاں رومانوی کہانی رقم کی جا رہی ہے۔ایک تھا راجہ ایک تھی رانی دونوں مل گئے ختم کہانی۔نہیں نہیں ایسے کیسے ختم کہانی ابھی تو اس بادشاہ کی ملکہ کو بھی آنا ہے اور پھر درجن بچوں کو دنیا میں بھی لانا ہے۔"

وہ ایک ادا سے بالوں کو سنوارتے ہوئے مزے سے بولا۔شہرام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا البتہ پریسہ کی آنکھوں میں شکوہ اتر آیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہوا تم دونوں مجھے ایسے کیا گھور رہے ہو۔"

پریسہ نے اس کے عقب سے سب کو مسکراتے ہوئے اندر آتے دیکھا تھا مگر وہ ان کے مسکرانے پہ چاہ کر بھی مسکرا نہیں سکی تھی۔

"اب تم سب کچھ بتا رہے ہو یا میں تمہاری گردن دوسری جانب لگا دوں فارس شیخ۔"

شہرام کے کرخت لہجے پہ فارس نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا ساتھ ہی اپنا سر کھجایا تھا۔

دیکھو معصوم سا بچہ ہو معاف کر دینا۔پری کچھ بھی کہنے سے پہلے یہ سن لو کہ اس سب میں انکل بھی برابر کے "شریک تھے۔"

وہ عادل کی گھوریوں کو بھاڑ میں جھونکتے مسکینیت سے گویا ہوا۔

مختصر قصہ سناتا ہوں نا اب شہرام کا ایکسیڈینٹ تو ہو گیا تھا ثبوت تمہارے سامنے ہیں۔اب تم نے جو حرکت کی" تھی عاشر سے شادی کی حامی بھر کر ہم سب جانتے تھے کہ ضد میں آ کر کی ہے جس میں تم اپنے ساتھ ساتھ اس کی زندگی بھی برباد کر رہی تھی خیر میں نے انکل کو سمجھا بجھا کر یہ پلین ترتیب کیا تا کہ تمہارے دل میں جو ہے وہ اگلوا سکیں اور تم نے سب کے سامنے اگل بھی دیا اور اس وقت ایک باپ اپنی بیٹی کی خوشیوں کے آگے ہارتے مجبور ہوا تھا تبھی انہوں نے تمہارا نکاح شہرام سے کرنے پہ حامی بھری تھی۔شہرام کی موت کی خبر سن تم اپنے حواسوں میں نہیں تھی تبھی تم نے غور نہیں کیا کہ عاشر کی جگہ شہرام کا نام لیا جا رہا تھا اور تم نے

All Rights Reserved By Novels Lounge

بے دھیانی میں عاشر کی جگہ شہرام کو اپنے نکاح میں قبول کر لیا۔اس کے بعد سے اب تک جو بھی کچھ ہوا وہ ہم

"سب کے پلین کا حصہ تھا۔

اس نے جوں ہی اپنی بات مکمل کرتے پریسہ کی جانب دیکھا تو اس کے چہرے پہ ایک اذیت رقم تھی۔

خوشی نہیں ہو رہی مجھے بلکہ تمہاری باتوں نے توڑ دیا ہے مجھے فارس تم نے اتنے بڑے مجمعے میں میری عزت"

"دو کوڑی کی کر دی ہے اور صرف فارس نے نہیں آپ سب نے۔

وہ بھیگے لہجے میں بولتی تیز قدموں سمیت وہاں سے نکلتی چلی گئی۔فارس نے ہونقوں کی طرح ارتضی اور ہادی

کی جانب دیکھا وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ صدام اور شہرام کے چہرے پہ جمی تھی جن کے چہروں سے بھی

اضطراب چھلک رہا تھا۔

د"دیکھو شہرام میں نے نکاح کروانا تھا کروا دیا اب اپنی بیوی کو مناؤ اور رخصت ہو جاؤ۔یار تم لوگوں کی نیا پار

"لگے گی تبھی تو فارس شیخ کی کہانی کا آغاز ہو گا۔

وہ فرضی کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔غازان جو مریم کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ

چھڑواتے پریسہ کے پیچھے بھاگا تھا۔اس کے کمرہ بند کرنے سے قبل ہی وہ تیزی سے اندر گھس آیا۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہو غازان۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔

"پری آپ سے ایک بات پوچھوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی پر سوچ آواز پہ پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔رو ناد ھو ناوہ سرے سے بھول گئی تھی۔

"ہمم پوچھو۔"

وہ نرمی سے گویا ہوئی ساتھ ہی اس کے بالوں کو سنوارا تھا۔

"میں آپ کو مما کہوں یا پری۔"

اس کی اچانک بات پہ پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"یہ آپ سے کس نے کہا۔"

اس کا دل نا جانے کیوں عجیب سے پڑلے پہ دھڑکا تھا۔

"فارس چاچو بول رہے تھے کہ آپکی مما بہت ضدی ہے کیونکہ بہت نانانانوں کی لاڈلی ہے۔"

وہ بہت سوچ سوچ کر یہ لفظ ادا کر رہا تھا۔پریسہ نے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔

"اور پھر آپ نے ان سے کیا کہا غاز۔"

معاً اپنے نزدیک سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جواب دوازنوں ان دونوں کے نزدیک ہی جگہ سنبھال چکا تھا۔غازان پریسہ کی گود میں تھا جبکہ شہرام دوازنوں زمین پہ بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے کہا کہ آج سے مما میری اور ڈیڈا کی بھی لاڈلی ہیں اور ان کی ضدیں میں اور ڈیڈا دونوں پوری کریں گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس بچے کی بات پہ پریسہ نے ذراسی نگاہیں موڑتے شہرام کی جانب دیکھا تھا جو نرم گرم نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔پریسہ کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ اسے گود سے اتارتے تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔ان دونوں نے گہرا سانس بھرتے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"سچ میں ضدی ہے۔"

غازان منہ بسورتے ہوئے بولا۔شہرام اس کی حرکت پہ دلکشی سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا اور نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کی پیشانی چومی تھی۔

****

"تم نے اپنے ساتھ ایسا کیوں کیا۔"

پریسہ کمرے سے باہر نکلتے نیچے لاؤنج کی جانب بڑھ رہی تھی معاً اس کی نگاہ دور کھڑے عاشر کی جانب اٹھی جو دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے کھڑکی سے باہر آسمان پہ ناجانے کیا تکنے میں محو تھا۔کچھ لمحے تو وہ سوچتی رہی کہ وہاں جائے یا نا جائے اور اگر جائے بھی تو کس حق سے کس منہ کے ساتھ مگر پھر ناجانے کیا سوچتے ہمت مجتمع کرتے گہرا سانس بھرتے اس کے نزدیک پہنچی اور نم لہجے میں استفسار کیا۔اپنے عقب سے آنے والی نرم مترنم آواز پہ اس نے چونک کر پریسہ کی جانب دیکھا جو نک سک سی تیار تھی۔اس کا دل بے ساختہ ڈوب کر ابھرا۔

"تم یہاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولتے نگاہیں چرا گیا۔اس کا یوں نگاہیں چڑانا پریسہ نے صاف محسوس کیا تھا تبھی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے عاشر۔"

اس کے لہجے میں ایک آس سی تھی۔عاشر نے دھیمے سے مسکراتے گلہ کھنکھارا اور اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کرائی تھی۔

اس سوال کا جواب میرے پاس بھی نہیں ہے پریسہ یا میں دینا ہی نہیں چاہتا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میں" تمہارے یا کسی کے سامنے بھی کمزور پڑوں۔میں بہت اذیت ذدہ لمحوں کی ذد میں ہوں تم یہ سوال کر کے میری "ازیت کو ہوا مت دو پلیز۔

وہ چہرہ جھکا کر بولتے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ گیا۔پریسہ نے دہل کر اس کی جانب دیکھا۔وہ بھلا کیسے اس کی اذیت میں اضافہ کر سکتی تھی۔

"عاشر میں ایسا کبھی نہیں چاہوں گی۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔اس کی بات پہ اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

میں جانتا ہوں تم ایسا کبھی نہیں چاہو گی کہ تمہاری بدولت کسی کو اذیت کا سامنا کرنا پڑے مگر کبھی کبھی سمجھ" "نہیں آیا مگر ہم اپنے عمل سے کسی کو تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔پریسہ نے اپنا نچلا لب دانتوں میں دباتے اپنی سسکی روکی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں یہاں تمہیں اذیت دینے نہیں آئی بس ایک سوال پوچھنے آئی ہوں اگر تمہیں ٹھیک لگے تو جواب دے دینا اگر نا لگے تو چاہے دھتکار دینا۔"

وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔اس نے جواب میں خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"تم کچھ بھی پوچھ سکتی ہو میں نے تمہیں یہ حق آج بھی دیا ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا مگر اس کی مسکراہٹ میں بھی ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔پریسہ کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی۔

"تم مجھ سے محبت سوری عشق کے دعویدار تھے نا تو پھر عین وقت پہ نکاح سے انکار کیسے کر سکتے تھے تم۔کیا یہ اتنا آسان ہوتا ہے۔"

وہ اپنے لہجے میں تلخی سموئے بولی۔اس کے سوال پہ کئی لمحے عاشر نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔

"جانتی ہو پہلی ملاقات سے اب تک کی ملاقات تک میں نے تمہیں ہمیشہ روتے ہوئے دیکھا ہے تمہاری آنکھیں روئی روئی ہوتی تھی۔تم ہنسنے والی بات پہ بھی نہیں ہنستی تھی تعجب ہوتا تھا بہت۔اور پہلی ملاقات میں ہی میرے دل میں یہ حسرت جاگی تھی کہ اس نم آنکھوں والی لڑکی کو ایک بار ضرور مسکراتا دیکھوں اینڈ یو نو تم کب مسکرائی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بولتے بولتے مدھم سا ہنسا۔پریسہ دم سادھے اس کی باتیں سن رہی تھی۔اس کے دل میں کیا چل رہا تھا اس کیفیت کا اندازہ لگانا اس کیلیے بے حد مشکل تھا۔

شہرام کی بات پہ۔غازان کی بات پہ ان دونوں باپ بیٹے نے تمہیں جیت لیا پریسہ۔میں سمجھ گیا تھا کہ وہ" دونوں تمہیں حاصل کر چکے ہیں۔شاید میرے میں یہ گٹس ہی نہیں تھے کہ میں تمہیں خوش رکھ پاتا۔اسی "لیے اپنے قدم خود ہی پیچھے لے لیے۔

اس کا لہجہ بھیگا تھا یا پریسہ کو محسوس ہوا وہ سمجھ نا سکی۔

"اور تم نے ہار مان لی۔ہے نا عاشر۔"

وہ دانت پہ دانت جماتی سختی سے بولی۔

میں نے ہار مان لی پریسہ کیونکہ میں کبھی تمہیں جیت نہیں سکتا تھا۔کبھی بھی نہیں کیونکہ تمہاری خوشی شہرام" "تھی اور میری خوشی تم۔میں نے اپنی خوشی کیلیے ہار مان لی۔

وہ سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوا۔پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

کیا پیار عشق محبت ہمیں اتنا حوصلہ بھی دے دیتا ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی خوشی کی خاطر سب کچھ" فراموش کر جاؤ۔نہیں عاشر میں نہیں کر پائی تھی تو تم میں اپنی خوشی کی خاطر تمہاری زندگی کیسے جہنم بنا دوں میں نے اپنی زندگی کے یہ پانچ سال روز ایک نئی موت مر کر گزارے ہیں۔مم۔میں سب جانتے بھوجتے وہی "اذیت تمہیں کیسے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہکلاتے لہجے میں گویا ہوئی۔عاشر نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔سامنے کھڑی لڑکی اسے کمزور کر رہی تھی اور وہ کمزور پڑنا نہیں چاہتا تھا تبھی کھل کر ہنس دیا۔

"میرے نزدیک عشق کے دو پڑاؤ ہوتے ہیں یا محبوب کو حاصل کر لو یا پھر اس کی خوشنودی کو عزیز رکھ لو اور اسے حاصل کر لو۔میں نے محبوب کے آگے اس کی خوشی کو عزیز رکھا ہے کیونکہ میں تمہاری آنکھ میں مزید آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔میں عشق کے اس مقام پہ ہوں شاید جہاں مقابل کی خوشنودی ہی آپ کیلیے سب سے اونچا مقام رکھتی ہے اور مجھے میرے دل نے یہ ہمت دی ہے کہ تمہیں اس شخص کو سونپ دوں جس کے ہونے سے تمہاری ہنسی آباد ہے۔"

وہ شانے اچکاتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔پریسہ نے کھوئی کھوئی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔دل کی حالت بے حد عجیب تھی۔

"میں اپنی آگے کی زندگی میں تمہیں یاد رکھنا نہیں چاہتی عاشر۔"

وہ بھیگے لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔عاشر کے دل کو گویا کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔اس نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا۔پریسہ نے اس مسکراتے شخص کی آنکھوں میں پہلی بار نمی ابھرتی دیکھی تھی۔

"مگر اب میں تمہیں کبھی بھول نہیں پاؤں گی۔"

اس نے ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں نمی کی جگہ ایک مخصوص چمک کو لیتے دیکھا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ نم نگاہوں سمیت مسکرایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم مجھے یاد مت رکھنا کیونکہ اگر تم مجھے یاد رکھو گی تو تمہارے دل میں جو گلٹ ہے مجھے لے کر وہ تمہیں تمہاری زندگی میں آگے بڑھنے نہیں دے گا۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔پریسہ یک ٹک اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تم کون ہو عاشر میرے زندگی میں آنے والا مسیحا اچھا دوست خیر خواہ یا پھر ایک ایسے انسان جس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ مجھے اندازہ ہوا تھا کہ یہ شخص تو مسکرانے کیلیے ہی بنا ہے۔میں کبھی نہیں سمجھ پاؤں گی۔"

وہ سوالیہ نگاہیں اس پہ مرکوز کیے کھڑی تھی۔

"اتنامت سوچو اور جاؤ اپنی رخصتی کی تیاری کرو۔میرے سے زیادہ شہرام اور غازان کو تمہاری ضرورت ہے۔"

وہ اس کے سوال کو سہولت سے نظرانداز کرتے نرم لہجے میں بولا اور ایک بھرپور نگاہ اس کے پس مژدہ چہرے پہ ڈالتے عادل کی جانب بڑھ گیا جو لاؤنج میں کھڑے انہی کے منتظر تھے۔پریسہ نے بھی اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتے قدم اس کی ہی تقلید میں بڑھائے تھے۔

"پری۔"

عادل کی پکار پہ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔اس دوران باقی سب بھی لاؤنج میں اکٹھا ہو چکے تھے۔اس نے ایک نگاہ ان سب پہ ڈالتے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا کیونکہ ان سب نے ہی کہی نا کہی اس کے جذبات اس کے احساسات کا مذاق اڑایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"انکل بتیسہ صدمے میں ہے خوشی والا صدمہ یونو۔"

فارس اس کے نزدیک آتے مزے سے بولا۔پریسہ نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھااور ایک جھٹکے سے اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

اپنی بکواس بند رکھواور مجھ سے دوبارہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کسی کو بھی۔آپ سب بہت برے" ہیں بہت زیادہ۔کسی کو بھی میرا خیال نہیں ہے۔سب نے اپنی مرضی کی اور میرے احساسات کے ساتھ کھیلا۔راضی تھی نامیں عاشر سے نکاح پہ تو کیوں یہ کھیل رچایا میرے ساتھ آپ سب نے مل کر۔حیرت مجھے اس بات پہ ہے کہ ان سب نے تو جو کیا سو کیا تم چاروں نے بھی مجھے کچھ نہیں بتایا تم سب کو ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا کہ مجھ پہ کیا گزرے گی۔ماما بابا آپ دونوں ڈیڈا آپ۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔میں روتی "رہی بلکتی رہی آپ کے قدموں میں بیٹھ کر اور آپ سب میری بے بسی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

اس نے روتے ہوئے جوں ہی اپنی بات مکمل کی صدام نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا اور اسے اپنے حصار میں لینا چاہا تھا مگر وہ اس کے حصار میں آنے سے قبل ہی اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔شہرام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

پری ایسا کچھ نہیں۔ہم سب تو اس متعلق جانتے تھے بس بابا کو یہ سب دکھانا ضروری تھا۔وہ تمہاری خوشی" "چاہتے تھے شروع سے اور تمہاری خوشی عاشر کے ساتھ نہیں تھی اس بات کا اعتراف عاشر نے خود کیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔عادل نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔عافیہ نے بروقت اسے سنبھالا تھا۔ناجانے ان کی بیٹی کی خوشیوں کو کس کی نظر لگ گئی تھی جس کی زندگی میں آنسوؤں نے ڈیرہ ہی جمالیا تھا۔

"عافیہ تم نے جو بھی رسومات کرنی ہے کرو اور پری کی رخصتی کی تیاری کرو۔"

وہ نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔پریسہ نے سختی سے نفی میں سر ہلاتے اپنی چیخوں کو گلہ گھونٹا تھا۔

"نہیں کروں گی میں رخصتی۔نہیں کروں گی۔میں ایسے ہی اسی گھر میں رہوں گی۔"

وہ گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے بولی۔اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔اسے اپنے اطراف میں اندھیرا پھیلتا ہوا محسوس ہوا۔عفیفہ نے سرعت سے پانی کا گلاس تھامتے اس کے لبوں سے لگایا تھا۔شہرام نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے عادل کی جانب دیکھا اور خود کو کچھ کہنے کیلیے تیار کیا تھا۔

انکل ایم سوری ٹو انٹرپٹ یو بٹ اگر پریسہ ابھی رخصتی پہ رضامند نہیں ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ہم اس"
"کے سمجھنے تک انتظار کر سکتے ہیں۔

اس نے اس کی حالت کے پیش نظر کہنا ضروری سمجھا۔

کیا تم اس کے ضدی پن سے واقف نہیں ہو۔وہ ساری زندگی ایسے ہی بیٹھی رہے گی مگر اپنی ضد سے نہیں"
ہٹے گی اور یہ میں کم از کم افورڈ نہیں کر سکتا۔مجھے اسے اچھی زندگی دینی ہے اگر آج میں نے اس کی بات مان کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسے یہاں رکھ لیا تو بہت غلط کروں گا میں اپنی بیٹی کی زندگی کے ساتھ اسی لیے اس کی رخصتی آج ابھی اور اسی وقت ہو گی اور تم اسے اپنے ساتھ لے کر ہی جاؤ گے اینٹ آباد ویسے بھی شادی کے بعد بیٹیاں اپنے شوہر کے گھر میں ہی اچھی لگتی ہیں۔اس کی فضول ضدوں میں کم از کم میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔"

ان کا فیصلہ اٹل اور مضبوط تھا۔پریسہ نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔شہرام بھی خاموشی اختیار کر گیا۔جب وہ راضی نہیں تھے اس کی سننے پہ تو کچھ کہنے سننے کا فائدہ ہی نہیں تھا۔پریسہ نے ایک جلتی ہوئی نگاہ ان سب پہ ڈالتے وہاں سے اٹھی اور بھاگنے والے انداز میں وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔وہ جانتی تھی کہ ضد میں وہ عادل پہ ہی گئی ہے اگر وہ ضدی تھی اور عادل اس سے زیادہ اپنی ضد کے پکے تھے۔اب جو بھی تھا اس کی رخصتی تو ہونی ہی تھی۔صدام کے اشارے پہ وہ چاروں بھی ایک ساتھ اس کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

"پری۔"

عفیفہ نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے جوں ہی اسے پکارنا چاہا وہ بری طرح اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔

"جو کام کرنے آئی ہو بہتر ہے وہی کرو فضول کی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے۔"

وہ بغیر ان کی جانب دیکھے سختی سے باور کرانے والے انداز میں بولی تو وہ بیچارگی سے ان تینوں کو دیکھتے خجل سی ہو گئی۔

"پری تم کم از کم ایک بار ہماری بات۔"

"شٹ اپ عناب جسٹ شٹ اپ۔ تم ہی روتے ہوئے اوپر آئی تھی نا کہ شہرام۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ تم۔ تم سب میرے ساتھ ایسا کر سکتی ہو۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔ وہ سب اس کی بات سے خائف ہوتی نگاہیں چرا گئی۔

"اچھا ناپری اب تم پرانی باتوں کو بھول جاؤ نا اور بس ایک ہی بات یاد رکھو کہ تمہاری شادی اب شہرام سر سے ہو چکی ہے۔ تمہیں تو آج ان کے علاوہ کچھ ملنا ہی نہیں چاہیے سوچنے کیلیے۔ بس شہرام نام کی مالا جپو۔"

مریم اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے ہوئے مزے سے بولی۔ پریسہ اس کی بات کے جواب میں کچھ نہیں بولی تھی بس خاموشی سے ان سب کے عکس کو آئینے میں دیکھ کر رہ گئی۔ بریزہ نے ہائیضم کو اٹھاتے اس کی گود میں بٹھایا اور خود اس کا سامان سمیٹنے لگی تھی۔ عفیفہ نے جلدی جلدی میں اس کے میک اپ کو ہلکا پھلکا ٹچ دیا تھا۔

"ویسے میرے خیال میں دور کا سفر ہے تو پری کو چینج کر لینا چاہیے ایبٹ آباد بہت دور ہے۔ وہ کمفرٹیبل نہیں رہے گی۔"

بریزہ کی بات پہ ان سب نے بھی اس کی بات کی تائید کی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ گلابی رنگ کے ہلکے پھلکے گھٹنوں کو چھوتے فراک میں ملبوس تھی۔ ان سب نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا البتہ پریسہ کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ویسے میں کیا سوچ رہی تھی ہمت ہے شہرام سر کی جو نکاح ہونے کے باوجود کیسے بول رہے تھے کہ آپ پری "

"کو ابھی یہی رکھ لیں جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتی سڑے ہوئے لگ رہے تھے بلکل۔

مریم کی گوہر افشانی پہ عناب نے غصے سے اس کے بازو میں چٹکی بھرتے اس کی توجہ پریسہ کی جانب مبذول کرائی جس کے چہرے پہ سرد پن عود آیا تھا۔دل میں شدت سے بدگمانی نے انگڑائی لی تھی۔

"کہاں دیکھا نہیں کیسے جب ہم کمرے میں آئے تھے تو شہرام سر کیسے رومینٹک ہوئے پڑے تھے۔"

بریزہ پریسہ کو ٹھوکا مارتے ہوئے اس کا دل ہلکا کرنے کی خاطر بولی مگر اس کے موڈ میں خاطر خواہ اثر بھی نہیں آیا تھا۔

وہ دونوں بس ایک دوسرے کے نزدیک تھے تم نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا تھا کیا کیسے سرخ ہو رہا تھا میں یہ "

"بات سو فیصد یقین سے کہ سکتی ہوں وہ رومانس بھی غصے میں کرتے ہونگے۔

وہ سر جھٹکتے ہوئے منہ بنا کر بولی۔

"یہ غصے میں رومانس کیسے ہوتا ہے۔"

عفیفہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

مثال کے طور پہ سنو۔میں تم سے محبت کرتا ہوں بات سمجھ میں آتی ہے تو آئے نہیں تو بھاڑ میں جاؤ میری بلا "

"سے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی پری کے لبوں پہ مدھم سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی البتہ وہ تینوں اس کی حرکت پہ کھل کر ہنس دی تھی۔

"یم یم۔"

معاً عقب سے آنے والی آواز پہ مریم کے ساتھ ساتھ ان سب نے بھی چونک کر پشت پہ دیکھا جہاں فارس کھڑا اسے ہی دیکھ کر دانت نکوس رہا تھا۔

شہرام کے رومانس کو چھوڑو وہ تو پری نے جھیلنا ہے تم میرے رومانس کے بارے میں سوچو میں ہمیشہ اچھے "موڈ میں رومانس کیا کروں گا ہنستے مسکراتے خوشی خوشی۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا۔ مریم نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا اور تمہارے رومانس کے بارے میں سوچ کر میں کیا کروں۔"

وہ دونوں ہاتھ پہ سینے پہ باندھتی دانت پہ دانت جماتی سختی سے گویا ہوئی۔

"پھر تم اپنے بارے میں سوچو کہ کیا تم میرے ساتھ رومانس کرنے کو تیار ہو۔"

وہ ایک ادا سے بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ مریم نے صدمے کی کیفیت میں آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"واہیات انسان۔ چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے غرائی۔ ان سب نے ان دونوں کی باتوں پہ بمشکل مسکراہٹ دبائی تھی۔

NovelsLounge.com

چلو پھر پانی میں پورا ہی نہیں آنا میں نے پورے تالاب کا انتظام کرنا پڑے گا تمہیں اس کے بعد سب سے پہلے "
"اس میں تمہیں ڈوباؤں گا اور پھر تمہارے غم میں خود بھی ڈوب کر مر جاؤں گا۔

وہ آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت بھرے لہجے میں بولا تو وہ دانت کچکچا کر رہ گئی اور مٹھیاں بھینچتے مشکل اپنے اشتعال پہ قابو پایا تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے فارس تم ہم سب کا وقت ضائع کر رہے ہو۔"

عفیفہ اسے آنکھیں دکھاتے جھاڑ پلانے والے انداز میں بولی۔ فارس نے ناک منہ چڑھا کر اس کی جانب دیکھا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ اس کے جاتے ہی وہ سب دوبارہ پریسہ کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ پریسہ نے گہرا سانس بھرتے خود کے عکس کو آئینے میں ریکھا اور سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گئی۔

"فارس نیچے لان میں بلا رہا ہے ہم سب کو۔"

مریم کی بات پہ ان سب نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں نہیں جا رہی تم سب جاؤ۔"

پریسہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں بولی مگر اس کی اگلی بات پہ وہ بدوقت سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"خاص کر تمہیں ہی بلایا ہے۔"

پریسہ نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا اور اثبات میں سر ہلاتے قدم ان سب کی تقلید میں باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ لاؤنج میں قدم رکھتے ہی ان سب کی نگاہوں میں حد درجہ تحیر سمٹ آیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ سب کیا۔"

عفیفہ صدام سے حیرت سے مخاطب ہوئی۔

"یہ کام فارس کا ہے میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔"

وہ شانے اچکا کر بولا۔اتنی دیر میں ساری ینگ جنریشن وہاں اکٹھی ہو چکی تھی۔

اوکے سو میرا یہ سب کرنے کا کوئی ارادہ تو نہیں تھا مگر یہ کرنا بے حد ضروری تھا۔اتنا دور جا رہے ہو تم دونوں"

"ہم سے تو ایک یقین دہانی تو ضروری تھی نا۔

فارس شہرام اور پریسہ کا ہاتھ تھامتے ان دونوں کو وسط میں لایا تھا۔پریسہ نے چونک کر شہرام کی آنکھوں میں دیکھا اور اگلے ہی لمحے زاویہ بدل گئی۔

یہ خاص تحفہ میں نے تم دونوں کیلیے بنوایا ہے۔اس نے بولتے ساتھ ہی لاکٹ ہوا میں لہرائے تھے۔ایک" لاکٹ پہ تالا تو دوسرے پہ چابی بنی ہوئی تھی۔پریسہ دم سادھے اس کی حرکات کا ملاحظہ کر رہی تھی۔اب یہ تالا

"جو ہے وہ شہرام کے گردن کی زینت بنے گا اور چابی پری کی۔

ایم سوری مگر میں یہ سب نہیں کروں گا۔

شہرام سرد مہری سے گویا ہوا۔فارس نے ماتھے پہ شکنیں سجائے اس کی جانب دیکھا۔پریسہ کے چہرے پہ بھی سختی کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

"چلو یہ پکڑو اور یہ پری کو پہنا کر ہمیں یہ یقین دلاؤ کہ اس چابی کی حقدار صرف ہماری کڈو ہی ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔ شہرام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ اضطراب صاف واضح تھا۔ بنا کسی وقت کا ضیاع کیے اس نے نہایت نرمی سے اس چابی والے لاکٹ کو اس کے گلے کی زینت بنایا تھا۔ خود کو اس کے حصار میں محسوس کر پریسہ نے سختی سے آنکھوں کو میچتے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ جوں ہی اس سے الگ ہوا پریسہ کے دل کی دھڑکن رک سی گئی۔

مجھے ان چیزوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے فارس مگر میں صرف اپنی بیوی کی خاطر یہ سب کرنے پہ مجبور" ہوں۔"

وہ آخر میں جتانا نہیں بھولا تھا۔ ان سب نے اس کی بات پہ زبردست قسم کی ہوٹنگ کی تھی۔

"چلو پری اب تمہاری باری۔"

فارس نے کہتے ساتھ ہی لاکٹ اس کی جانب بڑھایا تو اس کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ ایک تو وہ اتنا لمبا اور اس کا قد اسے خوامخواہ شرمندگی محسوس ہونے لگی۔ اب وہ کیسے اسے پہناتی ذرا سا اونچا بھی ہوتی تو ہاتھ نہیں جانا تھا۔ اس نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا اور انگلیاں چٹخانے لگی۔ اس کی انگلیوں کی حرکت دیکھ شہرام نے ذرا سا گردن جھکاتے اس کی مشکل خود ہی حل کر دی تھی۔ پریسہ کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا۔ البتہ باقی سب کی منتظر نگاہیں اسی کے چہرے پہ جمی تھی جس کی آنکھوں سے یکے بعد دو تین آنسو اس کے گال پہ بہے تھے۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے جوں ہی شہرام کو وہ لاکٹ پہنانا چاہا وہ لاکٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ زمین بوس ہوتا شہرام نے سرعت سے اسے تھام لیا۔ اگلے ہی لمحے ان

All Rights Reserved By Novels Lounge

سب کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی جب شہرام گھٹنوں کے بل زمین پہ اس کے آگے بیٹھا تھا۔ان سب نے بے یقینی کے عالم میں اپنے لبوں پہ ہاتھ جما لیے۔پریسہ نے ایک نظر اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کو دیکھا جس پہ لاکٹ رکھا ہوا تھا۔پریسہ نے لرزتے ہاتھوں سے لاکٹ اٹھاتے اس کے گلے میں ڈالا تھا اگلے ہی لمحے وہ اس کے ساتھ ہی گھٹنوں کے بل اس کے ساتھ ہی بیٹھی ہچکیوں سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔شہرام نے ڈوبتے دل سمیت اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ حد درجہ سرخ پڑ رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ ایک بھیگی شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالتے تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ان سب کی نگاہیں بیک وقت پریسہ کی پشت کی جانب اٹھی تھی۔شہرام نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا تھا۔

****

عناب بیٹا یہ ذرا یہ ڈبے پکڑ کر باہر لاؤنج میں میز پہ رکھ دو میں صدام کو بول کر اسے گاڑی میں رکھوا دیتی"

"ہوں۔

عافیہ کی آواز پہ اس نے مسکراتے ہوئے جی اچھا کہا اور وہ ڈبے اٹھاتے باہر میز کی جانب بڑھ گئی۔دو تین قدم چلتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھایا تھا مگر وہ سرے سے نظر انداز کر گئی۔معاً ایک جگہ رکتے اس نے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور خود میں ہمت پیدا کرتے دوبارہ میز کی جانب بڑھ گئی۔

"شاید تھکاوٹ ہو گئی ہے اچھی خاصی۔گھر جا کر سب سے پہلے کوئی دوا لوں گی پھر ہی سو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دل ہی دل میں ارادہ باندھتے ہوئے بولی اور دوبارہ کچن کی جانب بڑھی تھی۔اس سے قبل کہ وہ چلتے چلتے بری طرح لڑکھڑا کر زمین بوس ہوتی عافیہ نے تیزی سے اس کی کلائی تھام کر اسے سہارہ دیا۔

"ارے کیا ہوا عناب طبیعت ٹھیک ہے۔"

انہوں نے تشویش زدہ لہجے میں استسفار کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے صوفے پہ بٹھایا تھا۔اس دوران ارتضی جو شہرام سے کوئی بات کرنے میں محو اندر کی جانب آرہا تھا چونک کر اس کی جانب متوجہ یوا اور شہرام سے معذرت کرتے تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔

"کیا ہوا عناب طبیعت کو۔"

وہ پریشانی سے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں ہوا ارتضی۔اپنے ہاتھوں کو لگام دو تم بس۔"

وہ بظاہر مسکراتی دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ارتضی سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"آنٹی کیا ہوا آپ ایسے کیوں بول رہی تھی اس کی طبیعت ٹھیک ہے نا۔"

"پتہ نہیں بیٹا چلتے چلتے لڑکھڑا گئی۔"

وہ اس کی بات کے جواب میں تسلی دینے والے انداز میں بولی۔

جی آنٹی سب ٹھیک ہے اسے ویسے ہی بس زیادہ پریشان ہونے کی عادت ہے۔میں جانتی ہوں تھکاوٹ کی" "بدولت بس چہرہ اتر جاتا ہے میرا آج بھی وہی ہوا ہے گھر جا کر کوئی دوا لوں گی تو خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے تسلی دینے والے انداز میں بولی۔عافیہ جو زیرک نگاہوں سے اسے تکنے میں محو تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"نہیں بیٹا خود سے کوئی دوا مت لینا۔پہلے ڈاکٹر سے مشورہ کرلو پھر ہی کچھ کرنا ارتضی خیال کرنا یہ ایسے ہی کوئی میڈیسن نا لے لے۔اب آپ ادھر ہی رہو میں کسی اور کو اپنی مدد کیلیے بلا لیتی ہوں۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ساتھ ہی ارتضی کو تاکید کرتے وہاں سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔ان کے جاتے ہی عناب نے تھکے تھکے انداز میں صوفے سے پشت ٹکائی تھی۔

"تم نے مجھے اپنی طبیعت خرابی کی بابت بتانا بھی گوارا نہیں کیا عناب۔کم از کم مجھے ایک بار بتاتی تو سہی۔"

وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔عناب نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے سر اس کے شانے پہ رکھا تھا۔

"میری طبیعت تو کچھ دنوں سے خراب تھی مگر میں نے سوچا شاید انہی سب تیاریوں میں تھکاوٹ کے بدولت ہو گیا ہو گا مگر یہ اندازہ نہیں تھا کہ طبیعت مزید خراب ہو جائے گی۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ارتضی نے اس کی بات پہ تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"خیر اب ہم اب جاتے ہوئے سیدھا ڈاکٹر پہ جائیں گے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔عناب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔کچھ ہی دیر میں رخصتی کی تیاریاں شروع ہوئی تھی۔غازان تو پریسہ کو دیکھ جیسے شہرام کو بھی بھلا بیٹھا تھا تبھی اس کا ہاتھ تھامے اسی سے جڑ کر کھڑا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

عادل نے سنجیدگی سے پریسہ کو ایک نظر دیکھا اور اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"جانتی ہو جب آپ باہر جارہی تھی اس وقت دل میں یہ خواہش جاگی تھی کہ میری بیٹی میری زندگی میں ہی اپنے گھر کی ہو جائے اور آج یہ دن دیکھ میرا سر سجدہ ریز ہوا ہے کہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا ہوں۔ اپنے ڈیڈا کو معاف کر دینا ڈیڈا آپ سے بہت محبت کرتے ہیں تبھی صرف اپنی بیٹی کی خوشنودی کی خاطر یہ قدم اٹھایا ہے کہ میری بیٹی ہمیشہ خوش رہے ہنسی مسکراتی رہے۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت سے گویا ہوئے۔ پریسہ نے ان کی بات پہ مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔ صدام سے ملتے ہی اس کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔

"ارے یہ رونا کیوں لاڈو۔"

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا جوابًا وہ نفی میں سر ہلا گئی جبکہ اس کے لاڈو کہنے پہ شہرام نے سختی سے لب بھینچے تھے۔ اس سے قبل کہ صدام شہرام کی جانب بڑھتا شہرام تیزی سے عادل کی جانب مڑ گیا تھا۔ پریسہ نے حیرت سے اس کی حرکت کا ملاحظہ کیا جس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے۔

"بھائی یہ۔"

اس سے پہلے کہ وہ صدام سے اس متعلق کچھ پوچھتی عفیفہ نے آکر اس کے باقی کے الفاظ چھین لیے تھے۔

"یار پری اب بس جلدی سے اپنا گھر بساؤ اور جو یہ تمہاری بیٹی ہو گی نا اسے میرے بیٹے کیلیے بچا لینا میں نے رشتہ داری بڑھانی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔اس کی بیہودہ بکواس پہ پریسہ کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئی۔ایک اس کی بات سونے پہ سہاگہ سب کے سامنے۔شہرام نے تند نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"وہ دیکھو توسہی شہرام بابو کو کیسے گھور رہا ہے مجھے۔"

وہ آنکھیں مٹکاتے ہوئے مزے سے بولا معاً اس کی نگاہ اس کے عقب میں کھڑی خود کو گھورتی مریم کی جانب اٹھی جو بالوں کو اونچی پونی میں مقید کر رہی تھی ساتھ ساتھ اسے القابات سے نوازنے کا کام بھی جاری تھا۔کسی خیال کے تحت اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

جب یار نے اٹھا کر زلفوں کے بال باندھے

تب میں نے اپنے دل میں لاکھوں خیال باندھے۔

بے اختیاری کے عالم میں اس کے لبوں سے یہ شعر ادا ہوا تو سب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جواب چہرہ جھکائے خود ہی مسکرا رہا تھا۔

"یہ کیا تھا فارس۔"

عناب کی ہونق زدہ پکار پہ وہ سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"وہ یہ۔یہ جو میرے دل میں ٹھرک کا لاوا زور و شور سے ابل رہا ہے نا اس کی ترجمانی تھی۔"

وہ بولتے بولتے سختی سے دونوں ہاتھ منہ پہ جما گیا۔ان سب نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور یہ ٹھرک کا لاوا کس کیلیے ابل رہا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ آنکھیں چھوٹی کرتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولی۔

"یار کیا ہو گیا ہے تم سب تو شادی شدہ ہو۔ میری باتوں پہ کان مت دھرو۔ یہاں پہ جو کنوارا ہے بس اسے میری بات سننی چاہیے۔ کیوں یم یم۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے مزے سے چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔ مریم کے لبوں سے مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔اس نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو اسے جلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"شہرام ڈرائیور جائے گا کیا آپ کے ساتھ۔"

عادل کی آواز پہ وہ جو موبائل پہ مصروف تھا چونک کر سہولت سے نفی میں سر ہلا گیا۔

"جانے تو وہی والا ہے انکل مگر اس کی بیوی کی طبیعت کچھ ناساز ہے وہ اسے یہاں تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تو میں نے سوچا کہ خود ہی سفر شروع کیا جائے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔ عادل نے اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔اس کے بعد پریسہ روتی ہوئی زیمل سے ملتے ان سب کو الوداع کہتے گاڑی میں بیٹھی تھی۔ غازان کو شہرام نے پچھلی سیٹ پہ بٹھا دیا تھا۔ وہ جو ونڈ سکرین سے باہر جھانکنے میں محو تھی اس کی نگاہ نا جانے کیا سوچتے دائیں جانب اٹھی جہاں عاشر کھڑا اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ناچاہتے ہوئے بھی اس کی مسکراہٹ کے جواب میں وہ بھی نم سا مسکرائی تھی۔ شہرام کے جگہ سنبھالتے ہی اس نے ایک نگاہ ان سب پہ ڈالی۔ وہ ان سب سے اتنے تھوڑے میں وقت میں اتنا دور جا رہی تھی۔اس کا دل بھر آیا۔ اگلے ہی لمحے شہرام نے گاڑی کا گئیر بدلا اور گاڑی ملک ہاؤس کی حدود سے باہر

All Rights Reserved By Novels Lounge

نکلتی چلی گئی۔پریسہ نے ایک بار بھی مڑ کر واپس پیچھے نہیں دیکھا تھا۔بس ایک نگاہ شہرام کی جانب اٹھی تھی جس کی بازو میں ابھی بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ان دونوں کے نکلتے ہی وہ سب بھی واپس اندر آ گئے۔

"سب کے مسئلے مسائل سلجھ گئے ناں اب۔"

فارس کی غیر متوقع بات پہ ان سب نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا جیسے اس کی بات سمجھ میں نا آئی ہو۔

"ہاں کیوں اب تجھے کیا یاد آیا ہے۔"

ہادی کی تھکی تھکی سی آواز پہ فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور کھل کر مسکرایا تھا۔

"چلو پھر۔"

وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔سب نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"کہاں۔"

ارتضی کی بات پہ اس نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے اس کی جانب دیکھا۔

"اب سب سے بڑے مسئلے کو حل کرنے کا وقت آ پہنچا ہے۔دی گریٹ فارس شیخ کی شادی کا مسئلہ۔"

وہ مزے سے بائیں آنکھ دباتے ہوئے بولا تو سب کے چہروں پہ انوکھی سی خوشی دوڑ گئی تھی۔اس کی شادی کا تو ویسے بھی ان سب کو بہت انتظار تھا۔

"یم یم میں نے اپنے کمرے کی الماری طرح طرح کے سوٹوں سے بھر لی ہے اپنی ہونے والی بیوی کیلیے۔"

وہ ناجانے اسے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔سب نے مزے سے مریم کی جانب دیکھتے اس کے تاثرات کا جائزہ لینا چاہا۔

"ڈیٹس گریٹ مگر ایک مشورہ دو کچھ ویسٹرن ٹائپ مینز پینٹ شرٹس کا بھی انتخاب کرنا ہو سکتا ہے وہ اس قسم کے کپڑے پہنتی ہو۔"

اس کے جواب پہ فارس مزاق اڑانے والے انداز میں قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"پینٹ شرٹس اور وہ بھی میں تمہیں لگتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو تم جیسا لباس زیب تن کرواؤں گا۔ میں اس کی ٹانگیں توڑ کر رکھ دوں گا مگر اس کی اس خواہش کو کبھی پورا نہیں ہونے دوں گا۔"

اس کا لہجہ ٹھوس تھا۔ ان سب کو شروع سے ہی اندازہ تھا کہ فارس کو ایسے لباس کبھی بھی پسند نہیں رہے۔ ان کے گروپ میں بھی سب شلوار سوٹ ہی پہنتی تھی بس مریم اور کبھی کبھی عناب اس قسم کی ڈریسنگ کیا کرتی تھی مگر وہ اس قدر سنجیدہ ہو گا اس چیز کو لے کر اس بات کا اندازہ وہاں موجود کسی بھی فرد کو نہیں تھا۔ ماحول کی سنگینی کا اندازہ لگاتے ارتضی سرعت سے عناب کو لیتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے اٹھتے ہی ان سب کی بات وہی درمیان میں رہ گئی اور کہی نا کہی وہ سب چاہتے بھی یہی تھے کہ بات مزید طوالت اختیار نا کرے کیونکہ اس کا اختتام بحث ہی تھا۔

****

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ شہرام نے ایک نگاہ ونڈ سکرین کے پار دوڑائی جہاں سے آتی ٹھنڈی ہوا اس بات کی صاف گواہ تھی کہ موسم خراب ہو رہا ہے۔ پریسہ نے آسمان پہ موجود ستاروں کے جھرمٹ کو دیکھا جو کسی پہ بھی اپنا سحر طاری کرنے کو کافی تھا مگر وہ چاہ کر بھی اس کے سحر میں قید آج نہیں

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہو سکی تھی۔اس کے اندر ناجانے کیوں پریشانی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔معاً اپنے بازو پہ کسی کا لمس محسوس کر اس نے چونک کر شہرام کی جانب دیکھا جو چہرے پہ سپاٹ تاثرات سجائے ڈرائیونگ میں محو تھا۔ مسلسل چار گھنٹوں کی مسافت کر کے اس کی کمر اب بری طرح دکھنے لگی تھی مگر اسے نا بلانے کی بھی قسم اٹھا رکھی تھی تبھی خاموشی اختیار کیے بیٹھی ہوئی تھی۔وہاں سے ہوتے اس کی نگاہیں غازان کی جانب اٹھی تھی جو چہرے پہ مسکینیت سجائے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا۔"

اس نے نہایت نرمی سے استفسار کیا۔

"مجھے آگے آنا ہے۔آپ کے پاس۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولا۔اس کی کمر تو پہلے ہی درد سے بھرتہ بن چکی تھی مگر اسے کس منہ سے انکار کرتی اور شہرام اس کے انکار کے بارے میں کیا سوچتا تبھی اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیر گئی۔

"اپنے ڈیڈا سے کہو۔"

وہ اس کے کان کے قریب جھکتی سرگوشی میں بولی۔غازان نے چونک کر شہرام کی جانب دیکھا۔

"ڈیڈا مجھے آگے آنا ہے میں نے پری سے کہا ہے وہ بول رہی ہیں کہ ڈیڈا سے کہو۔"

وہ ایک طرح کا بھانڈا پھوڑنے والے انداز میں بولا۔پریسہ کو بیٹھے بیٹھے ایک جھٹکا سا لگا۔اس نے خشمگین نگاہوں سے غازان کی جانب دیکھا جو اب معصومیت سے شہرام کے گاڑی روکنے کا منتظر تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"غازان پیچھے ہی رہیں اور سو جائیں آرام سے کسی کو بھی تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

شہرام سرد لہجے میں گویا ہوا۔وہ ویسے بھی کسی ہوٹل کے انتظار میں تھا تاکہ وہاں کچھ دیر ٹھہر جائے کیونکہ کچھ دیر میں بارش تو یقینی تھی۔

"پری۔"

وہ روہانسے لہجے میں پریسہ سے مخاطب ہوا تو اس نے دونوں باپ بیٹے کے بیچ میں خود کو بری طرح پستا ہوا محسوس کیا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے پریسہ اس کی سننے کی۔اس نے ابھی سو جانا ہے بس ایسے ہی کرتا ہے یہ۔"

شہرام گاڑی کا گئیر بدلتے تنبیہی لب ولہجے میں گویا ہوا۔پریسہ نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور چلتہ گاڑی میں ہی مڑتے اس کی جانب اپنی باہیں واں کی تھی۔غازان کو کیا چاہیے تھا فوراً سے پہلے اس کی گود میں آگیا۔پریسہ نے احتیاط سے اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔

"ویری بیڈ مینرز غازان۔"

شہرام نے واضح ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

"جس کے خود کے مینرز ٹھیک نا ہو تو اچھا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے مینرز بھی جج نا کرے۔"

غازان کے ساتھ مصروف پریسہ تنک کر بولی۔شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔اس وقت اسے پریسہ میں پانچ سال پرانی پریسہ کی جھلک دکھی تھی جس کی زبان ہر وقت شعلے اگلتی تھی۔غازان خاموشی سے اس

کے سینے سے لگ کر بیٹھ گیا۔ شہرام نے مسکراتی نگاہوں سے اس منظر کو تکا تھا۔ کس قدر سکون سے وہ اس کا ہاتھ تھامے ناجانے سو گوشیوں میں کونسی باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"ڈیڈا بھوک لگی ہے۔"

غازان کی آواز پہ شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"جی جی بیٹا بس کوئی ہوٹل دکھ جائے پھر کچھ دیر ہم وہاں سٹے کریں گے۔"

وہ اس کے بال بگاڑتے ہوئے محبت سے بولا۔ غازان کھل کر مسکراتے دوبارہ پریسہ کے سینے سے لگ کر بیٹھ گیا۔ چند ساعتوں بعد ہی مدھم سانسوں کی آواز پہ پریسہ نے جھک کر اس کی جانب دیکھا جو پرسکون نیند سو رہا تھا۔ شہرام نے بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

بول رہا تھا میں یہ ایسے ہی کرتا ہے نظرانداز کر دیں مگر نہیں آپ کو اپنی ضد پوری کرنے کا بہت شوق "ہے۔ لائیں اسے پیچھے لٹا دوں۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا۔ لہجے میں طنز کی آمیزش بلکل نہیں تھی مگر پریسہ کو صاف محسوس ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ شہرام ایک جانب گاڑی روکتا پریسہ سختی سے اسے ٹوک گئی تھی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے گاڑی روکنے کی۔ رہی بات اسے اپنی گود میں بٹھانے کی تو یہ میرا مسئلہ ہے نن آف "یور بزنس مسٹر شہرام۔ اسی لیے بہتر ہے آپ خاموش رہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سرد لہجے میں بولتے سیٹ سے پشت ٹکا گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت طے کرنے کے بعد بالا خرا سے نزدیک ہی ایک ہوٹل دکھ گیا تھا۔ موسم نہایت آبر آلود ہو رہا تھا۔

"لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔"

شہرام کی بات پہ پریسہ کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا تھا۔ اس نے گھبرا کر فق ہوتے چہرے سمیت شہرام کی جانب دیکھا جواب ہوٹل کے عین باہر گاڑی روک چکا تھا۔ وہ گاڑی سے اترتے ہی سیدھا اس کی جانب آیا اور اس کی طرف کا دروازہ کھولتے نہایت نرمی سے غازان کو اس کی گود سے لیا تھا۔ مسلسل اسے گود میں بٹھا کر اب اس کی ٹانگوں میں بھی اچھا خاصہ اکڑاؤ ہو گیا تھا۔ خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ گاڑی سے باہر نکلی اور اس کی تقلید میں اندر کی جانب بڑھی تھی۔ خراب موسم کو دیکھ نا جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکن نہایت سست پڑ رہی تھی۔ کمرہ بک کرواتے وہ سیدھا اسے کمرے میں ہی لے آیا تھا۔ پریسہ نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جواب غازان کو بیڈ پہ لٹا رہا تھا۔

"ہم یہاں کیوں رکے ہیں۔"

یہ پہلی بار تھا جو اس نے خود ہی اسے مخاطب کیا تھا۔ شہرام نے ٹھٹھک کر اس کا گھبرایا ہوا چہرہ دیکھا تھا۔

"کیونکہ ایسے موسم میں سفر کرنا نہایت مشکل کام ہے آگے سے سارا پہاڑی علاقہ شروع ہو جائے گا کبھی بھی لائٹ جانے کے امکان ہیں۔ لگتا ہے باہر بارش شروع ہو گئی ہے۔"

وہ نرمی سے گویا ہوا ساتھ ہی ٹیرس سے باہر جھانکتے ہوئے اسے اطلاع دی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بارش۔ بارش کیوں شروع ہو گئی۔"

وہ خوف سے بڑبڑائی تو شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ رہا تھا۔

"کیا ہوا پریسہ۔"

وہ پریشانی سے بولتے اس کے نزدیک آیا مگر اس سے پہلے ہی وہ دھڑکتے دل سمیت جا کر صوفے پہ بیٹھ گئی۔ شہرام نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ بارش کی آواز مزید تیز ہو گئی تھی۔ جوں جوں بارش تیز ہوتی جا رہی تھی اس کے دل کے دھڑکن رکتی جا رہی تھی۔ شہرام نے کمفرٹر کھولتے غازان کے اوپر اوڑھایا اور مسکرا کر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔ اس کی نگاہ ایک بار پھر پریسہ کی جانب اٹھی جس کے چہرے پہ خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اب بات کا آغاز تو کرنا ہی تھا اسی لیے شہرام اپنے گرد لپٹی شال اتار کر ایک جانب رکھتے اس کی سمت بڑھا اور اس کے ساتھ ہی فاصلے پہ جگہ سنبھالی تھی۔

"کیوں گھبرا رہی ہیں۔"

شہرام کی بھاری آواز پہ اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے سہولت سے نفی میں سر ہلاتے چہرہ جھکا لیا۔

"نن۔ نہیں تو گھبرا تو نہیں رہی۔"

وہ انگلیاں مسلتے ڈوبتے دل سمیت بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں بہت چہرہ شناس ہوں پریسہ۔ مجھ سے جھوٹ مت بولیں۔ کیا ہوا ہے مجھے بتائیں ہو سکتا ہے میں کچھ "کر سکوں۔"

وہ اس کی جانب دیکھتے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔ اگلے ہی لمحے نہایت ذور سے بجلی کڑکی تو وہ سہم کر اس کا ہاتھ تھام گئی۔

"ڈر کیوں رہی ہیں یہ تو آپ کا پسندیدہ موسم ہے نا۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتے نرمی سے اس سے بلوانے کا خواہاں تھا۔ پریسہ نے اس کی بات پہ نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پسندیدہ موسم تھا کبھی مگر اب۔ اب مجھے اس موسم سے خوف آتا ہے۔ مجھے بارش نہیں اچھی لگتی۔"

وہ کسی روٹھے بچے کی مانند بولی۔ شہرام کی پیشانی پہ سلوٹوں کا جال بچھا تھا۔

"بارش نہیں اچھی لگتی اور ایسا کب سے ہے اور کیوں ہیں۔"

وہ نرمی سے اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

"اس بارش میں بہت کچھ مجھ سے چھین لیا گیا تھا۔"

وہ بھرائے لہجے میں بولی۔ شہرام نے ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ اونچا کیا تو اس کے گالوں پہ آنسوؤں کی لکیریں تھی۔ اس نے نہایت نرمی سے اس کے گالوں کو پونچھتے اس کے چہرے پہ جھولنے والی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا۔ معاً کچھ یاد آنے پہ وہ ایکدم اس کا حصار توڑتے جھٹکے سے الگ ہوئی تھی۔

"آپ مجھ سے بات مت کریں۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔شہرام نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"پریسہ اٹس انف ناؤ۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولا۔

"خود اتنی سی بے رخی سہ کر تھک گئے اور جو میں نے آپ کی اتنی بے رخی سہی اس کا کیا۔اس کا حساب کون دے گا۔"

وہ تنک کر بولی۔

"اور ویسے بھی ابھی میں کسی اور وجہ سے بات نہیں کر رہی آپ نے بھی ذبردستی میرے ساتھ نکاح کر لیا نا۔اپنی ضد تو آپ بھی منوانا جانتے ہیں بہت اچھے سے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں بولی۔شہرام نے گہرا سانس بھرتے اپنے تنے ہوئے اعصابوں پہ قابو پایا۔

"پریسہ یقین کریں مجھے خود اس بارے میں اندازہ نہیں تھا کہ ہمارا نکاح اس پلیننگ کے تحت ہو رہا ہے۔مجھ سے جو فارس نے کہا میں وہ کرتا چلا گیا بس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ اسے دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔شہرام نے ایک بار پھر اسے اپنے حصار میں لیا تو اس بار اس نے کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ویسے بھی جہاں اسے سکون میسر آنا تھا وہاں سے وہ خود کو دور نہیں کر سکتی تھی۔

"جب میرا ایکسیڈینٹ ہوا تھا یہ اسی دن کی بات ہے فارس ارتضی وغیرہ سب ہسپتال آئے تھے میرا پتہ لینے چوٹیں آئی تھی مجھے کافی ان سب کا تو مجھے اندازہ تھا کہ وہ لوگ آئے گے مگر سب سے زیادہ حیرت مجھے عادل انکل کی امد سے ہوئی تھی مگر پھر اس کے بعد فارس کا میرے سامنے ہی انکل کو رضامند کرنا مجھے رضامند کرنا نکاح کیلیے۔میں نے دیکھا ہے کہ فارس نے انہیں کس کس قسم کے ترلے باندھے تھے مگر پھر بھی وہ رضامند عاشر کے یقین دلانے پہ ہی ہوئے تھے۔اس نے آپ سے نکاح کیلیے انکار اس بنا پہ کر دیا تھا کہ آپ کبھی اس کے ساتھ خوش نہیں رہ پاؤں گی۔بس پھر انکل کا دل میں نے پل میں بدلتے دیکھا تھا۔وہ رضامند ہو گئے تھے۔اس کے بعد کیسے آپ کے دستخط ہوئے نکاح نامے پہ پھر میرے میں سمجھنے سے قاصر ہوں مگر مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ آپ اس بات سے انجان نہیں ہے کہ ہمارا نکاح ہوا ہے۔میرے شک پہ مہر اس دن لگی جب میں آپ سے ملا اور آپ نے مجھے مرا ہوا تسلیم کیا ہوا تھا اس کے بعد مجھ پہ یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ یہ سب کیا دھرا فارس کا ہے اس نے جان بوجھ کر آپ کے سامنے مجھے مرا ہوا بتایا اور پھر یہ سب ہوا تھا۔اس بات کو بتانے کا مقصد آپ کو صرف یہی تھا کہ میں سرے سے انجان تھا اس سب سے تو میرا قصور کہاں ہے اس میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تمام بات تفصیل سے اسے بتاتے آخر میں سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوا۔پریسہ نے ناراض شکوہ کناں نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"اس سب سے پہلے بھی آپ نے میرے ساتھ بہت کچھ کیا ہے۔"

وہ ابھی بھی اپنی ضد پہ قائم تھی۔

"ہم اس چیز کی سزا کاٹنے کو بھی تیار ہیں ملکہ۔"

وہ اس کی پیشانی پہ اپنے لمس کا احساس بخشتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔

"تو ٹھیک ہے پھر جب تک میں آپ کو مخاطب نا کروں آپ بھی مجھ سے بات نہیں کریں گے۔"

وہ سنجیدگی سے بولتی اس کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرا گئی۔اس سے قبل کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی شہرام نے سرعت سے اس کی کلائی تھامتے دوبارہ اپنے نزدیک بٹھایا تھا۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جواب اس کی گود میں سر رکھے لیٹ چکا تھا۔پریسہ کا دل اس کی حرکت پہ دھک سے رہ گیا۔

"اتنی بڑی سزا مت دیں مجھے کم از کم۔پہلے ہی زندگی کے سفر نے بہت تھکا دیا ہے اب آپ کو اپنے نزدیک اور سامنے پا کر بھی نظرانداز کر دینے کا حوصلہ مجھ میں نہیں ہے۔بہت تھک گیا ہوں میں میری تھکن اتار دیں پلیز۔"

وہ کسی چھوٹے بچے کی مانند اس سے لپٹتے ہوئے بولا۔پریسہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اگلے ہی لمحے اس نے ہولے سے جھکتے اس کی کنپٹی پہ اپنا لمس چھوڑا تھا اور وہی اس کے سر پہ اپنا سر ٹکا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں اب آپ کو مزید تھکنے نہیں دوں گی۔ میری محبت میرا وقت یہ کبھی بھی آپ کو تھکنے نہیں دیں گے۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے نم لہجے میں بولی تھی۔ شہرام نے اس کے ہاتھ کو تھامتے اپنی آنکھوں پہ رکھا تھا۔

"میرے پاس کوئی نہیں تھا جسے میں اپنا درد کہہ سکتا۔ پہلے پرخہ کے ساتھ جو ہوا اس کے بعد میں ٹوٹا لیکن کس کے سامنے اپنا دکھ درد روتا نہیں رو سکتا تھا مرد تھا نا۔ پھر مورے کی اچانک موت نے مجھے توڑ کر رکھ دیا روح تک کانپ اٹھی تھی انہیں لحد میں اتارتے ہوئے۔ پھر پشمینہ نے جو کچھ کیا ہمارے ساتھ ساری اذیتیں اپنوں کی دی ہوئی تھی مگر میں نے غازان کے ہوتے ہی اسے طلاق دے دی تھی۔ یہ جو کچھ ہوا تھا انجانے میں ہوا تھا اس میں میرے غازان کا کوئی قصور نہیں ہے پلیز کبھی بھی تمہیں اس کی ماں سے حسد محسوس ہو تو میرے بیٹے سے نفرت کا اظہار مت کیجیے گا وہ بہت معصوم ہے وہ تو پشمینہ کے متعلق جانتا بھی نہیں۔ میں نے اسے دیکھ کر ہی دوبارہ جینا سیکھا ہے۔ میں اس پہ ایک آنچ بھی برداشت نہیں کر پاؤں گا۔"

بولتے بولتے اس کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے اس کی شیو میں جذب ہوا تھا۔ پریسہ نے نہایت نرمی سے اس کے گال پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کرتے اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ شہرام اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے کندھے پہ سر رکھتے بچوں کی مانند پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ آج پریسہ نے اسے رونے دیا تھا۔ گزرے سالوں میں وہ لمحہ بہ لمحہ اپنے دل کا غبار نکالتی رہتی تھی مگر وہ تو کبھی کسی کے سامنے نہیں رویا تھا

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسی لیے اس نے آج اسے رونے دیا تھا۔وہ بار بار اس کے بالوں کو سہلاتے اسے اپنی موجودگی کا احساس بخش رہی تھی۔شہرام نے سختی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"شہرام۔"

اس نے ہولے سے اسے اپنے مقابل کرتے اس کا چہرہ اپنے مقابل کیا اور ہولے سے اس کی آنکھوں کو صاف کیا تھا۔

"آپ رو کیوں رہے ہیں مجھے آپ روتے ہوئے بلکل اچھے نہیں لگتے۔"

وہ نروٹھے پن سے بولی۔اگلے ہی لمحے وہ گہرا سانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔پریسہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا معاً اس کی پھیلی چوڑی ہتھیلی دیکھ اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہے ہیں۔"

وہ اسے ٹیرس کی جانب جاتا دیکھ نا سمجھی سے بولی۔

"شہرام میں باہر نہیں جاؤں گی پلیز۔"

اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے ٹیرس کی جانب بڑھا تھا۔پریسہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر اگلے ہی لمحے خود پہ بارش کی بوندیں محسوس کر اس نے

All Rights Reserved By Novels Lounge

آنکھوں کو سختی سے میچا تھا۔شہرام نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو آنکھوں کو میچے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

"مم۔میں اندر جا رہی۔"

اس سے پہلے کہ وہ ہانپتے ہوئے بولتی اندر کی جانب بڑھتی شہرام نے عقب سے ہی اسے تھاما تھا۔

"شہرام پلیز۔"

وہ حلق تر کرتے ہوئے بولی۔شہرام نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"مجھے اس برستی بارش سے ابھی بھی بہت خوف محسوس ہوتا ہے اگر پھر آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تو۔"

وہ اس کی قمیض کو مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے بولی۔موسم سرد ہونے کی بدولت اس کے لب کپکپا رہے تھے۔شہرام نے انگلیوں کے پوروں سے اس کی نم پلکوں کو چھوا تھا۔

آپ میری اتنے سالوں کی ریاضتوں کا پھل ہیں پریسہ۔میں مر کر بھی کبھی یہ کوتاہی نا کروں دوبارہ کہ آپ" کو چھوڑ جاؤں۔میں نے اس پل کا اس دن کا بہت انتظار کیا ہے بہت زیادہ۔اٹھتے جاگتے سوتے بیٹھتے ہر سیکنڈ ہر منٹ ہر گھنٹے ہر لمحے ہر دن صرف آپ کو سوچا ہے آپ کو دیکھا ہے آپ کو چاہا ہے آپ سے محبت کرنا سیکھا ہے آپ کے سنگ ہی عشق کی منزل کو جانا ہے اور آج مجھے یہ کہنے میں کوئی شرم نہیں ہے کہ مجھے اپنی بیوی کم "محبوب زیادہ سے عشق ہے اور اب اس عشق کو بڑھتے چلے جانا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے محبت سے پر لہجے میں بولا۔ پریسہ نے بھیگی نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائی جہاں ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔ اس نے بے خودی کی کیفیت میں جھکتے دوسرے گال کو بھی یوں ہی چھوا ساتھ ہی اس کی ناک سے ناک سہلائی تھی۔ وہ اس کے اعتراف پہ نم نگاہوں سمیت کھل کر ہنس دی تھی۔ شہرام نے آنکھوں کے راستے اس کی ہنسی کی نظر اتاری تھی۔

"آپ سے ایک بات کہوں۔"

وہ ریلنگ سے باہر جھانکتے ہوئے بولی۔ شہرام نے عقب سے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔ اسے یہ دیکھ کر ہنسی آئی تھی کہ وہ اس کے دل کے مقام سے بھی نیچے آ رہی تھی۔

"سو باتیں کہیں ملکہ۔"

وہ اس کے سر کے بالوں پہ اپنا لمس چھوڑتے محبت سے بولا۔

"میں آپ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرنا چاہتی ہوں۔"

اس کی خواہش پہ شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

آپ کی خواہش سر آنکھوں پہ۔ مگر کیا میں جان سکتا ہوں اچانک سے یہ خواہش کیوں آپ کے دل میں جاگی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اب ریلنگ سے پشت ٹکائے کھڑی تھی اور شہرام نے اس کے دونوں اطراف پہ ریلنگ پہ اپنے ہاتھ جمائے اس پہ جھکا ہوا تھا۔

"میں خانہ کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اس عنایت کا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے آپ کے ساتھ ابھی بہت جینا ہے اس چیز کی دعا کرنا چاہتی ہوں۔ اس ذات کا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کے ساتھ طواف کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے تفاخر بھرے لہجے میں بولی۔ شہرام نے ہولے سے اس کی آنکھوں کو عقیدت سے چومتے اسے سینے سے لگایا تھا۔ بارش زور و شور سے ان دونوں کو بھگا رہی تھی۔

"ہم ضرور جائیں گے۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔

"اچھا آپ سے ایک اور بات پوچھنی تھی۔"

وہ اپنی پیشانی پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ شہرام نے اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کرائی تھی۔

"آپ صدام بھائی سے ناراض ہیں کیا۔ ان سے بات کیوں نہیں کر رہے مطلب آتے ہوئے بھی میں نے دیکھا تھا آپ ان سے مل کر نہیں آئے۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ شہرام کا چہرہ یکلخت سپاٹ ہوا۔

"ہم اس بارے میں پھر بات۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں ابھی ہی کرنی ہے آپ بتائیں کیا بات ہوئی ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے ضدی لب و لہجے میں بولی۔

"کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے کہ اس نے آپ کو گھر سے باہر نکالا تھا وہ بھی شک کی بناء پہ۔"

شہرام کے کرخت لہجے پہ اس کے چہرے کی رنگت سپید پڑ گئی۔ پریسہ نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا اور اپنا سر پیٹا تھا۔

"یہ بہت پرانی بات ہے شہرام۔ اس میں بھائی کا کوئی قصور نہیں تھا بس سب سے ماضی میں کوتاہیاں ہوئی ہیں کہی اپ سے کہی مجھ سے کہی بھائی سے۔ ہمیں اس متعلق آپ نہیں بات کرنی چاہیے آپ پلیز اپنی دوستی کو میری بدولت خراب مت کریں وہ میرے بھائی ہیں پلیز۔ مجھے بلکل اچھا نہیں لگے گا اگر آپ بھائی کے ساتھ ایسا کچھ کریں گے تو۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔ شہرام نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔ پریسہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اور کوئی حکم ملکہ۔"

وہ اس کے سر سے سر ٹکراتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔ پریسہ ہولے سے مسکراتے نفی میں سر ہلا گئی۔ شہرام نے اسکے دونوں ہاتھوں کی پشت کو نرمی سے چھوا تھا۔

"ڈیڈا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسی لمحے غازان کی چہکتی آواز پہ وہ دونوں سرعت سے ایک دوسرے سے الگ ہوئے تھے۔پریسہ نے گھبرا کر شہرام کی جانب دیکھا جس نے دوزانوں بیٹھتے سرعت سے اس کے آگے اپنی باہیں واں کی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ اس کی باہوں میں تھا۔

"میرا بچہ۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔

"آپ دونوں بارش میں نہا رہے تھے وہ بھی میرے بغیر۔"

وہ منہ پھلاتے ہوئے بولا۔پریسہ اس کی بات پہ کھل کر ہنس دی تھی۔

"آپ کو تو بارش سے ڈر لگتا تھا۔"

وہ اب پریسہ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔شہرام نے مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔پریسہ نے اپنے لبوں پہ ہاتھ رکھتے اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹا تھا۔

آپ کے ڈیڈا نے میرے سارے ڈر جو نکال دیے ہیں اور اب میں اور غازان مل کر بارش میں انجوائے کریں گے۔"

وہ اسے شہرام کی گود سے لیتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولی۔شہرام ریلنگ سے پشت ٹکائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا جو آپس میں مستیوں میں محو تھے۔اس کے نزدیک اس سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

مکمل منظر کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ایک گلٹ تھا جو اس کے دل میں آج وہ پریسہ کی ہنسی دیکھ ناجانے کہاں جا سویا تھا۔اس کے وجود میں طمانیت بھرا احساس سرائیت کرتا چلا گیا۔

"اونلی ٹین منٹس یو بوتھ ہیو اس کے بعد آپ دونوں اندر آجایئے گا میں کھانا آرڈر کر رہا ہوں۔"

وہ ان دونوں کی پیشانی چومتے تحکم بھرے لہجے میں بتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔پریسہ نے محبت سے مسکراتے اس کی چوڑی پشت کو تکا تھا جس کے سائے میں آج وہ اپنے تمام دکھ درد اور ڈر بھلا بیٹھی تھی۔

****

"میرے خیال میں اب مطلع صاف ہو چکا ہے ہمیں آگے کے سفر کا آغاز کر دینا چاہیے۔"

شہرام نے ایک نظر ٹیرس سے باہر جھانکتے پریسہ کی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے گروپ میں ان سب سے محو گفتگو تھی چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"اتنی رات کو سفر کرنا ضروری ہے کیا۔اب تو غازان بھی سو گیا ہے ہم صبح نہیں کر سکتے کیا۔"

وہ الجھن بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔شہرام نے ٹھنڈی آہ بھرتے اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"نہیں رات کا سفر ہی ٹھیک ہے ویسے بھی ابھی کچھ دیر میں اجالا ہو جائے گا۔رہی غازان کی بات تو ایسے ہی راستے میں سو جایا کرتا ہے۔میں اسے سنبھال لوں گا آپ اپنی تیاری پکڑیں مزید تاخیر کریں گگ تو لیٹ ہوتی رہے گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نرمی سے اسے قائل کرنے والے انداز میں بولا تو وہ شانے اچکاتی اثبات میں سر ہلا گئی۔ شہرام مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پریسہ نے بھی اس کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے تا کہ ہلکا پھلکا فریش ہو سکے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک بار پھر اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے مگر اب فرق اتنا تھا کہ پہلے جو سفر ان کے درمیان خاموشی میں کٹا تھا اب اس سفر میں پریسہ کی باتوں کے ساتھ ساتھ اس کی کھلکھلاہٹیں بھی گونج رہی تھی اور شہرام دل ہی دل میں یہی سب کچھ تو چاہتا تھا۔ اس نے تشکر بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔ شہرام نے سبق رفتاری سے گاڑی چلاتے ذرا سا رخ موڑتے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جو تھوڑا سا باہر کی جانب رخ کیے اندھیرے میں نا جانے کونسے بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔ باہر تاریکی کے ساتھ ساتھ گہرا سناٹا بھی چھایا ہوا تھا۔ اس نے ایک نظر ڈیش بورڈ پہ رکھی گھڑی کی جانب دیکھا جو ساڑھے چار بجا رہی تھی وہ فجر کی نماز ادا کر کے ہی ہوٹل سے روانہ ہوئے تھے۔

"پریسہ آپ کو نیند تو نہیں آ رہی۔"

اس کی فکر مندی پہ پریسہ نے غازان کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہولے سے نفی میں سر ہلا یا تھا۔

مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ہی نیند نہیں آ رہی کہ نا جانے میں کہاں جا رہی ہوں وہاں کون کون ہو نگے۔ آپ کچھ "بتا بھی نہیں رہے مجھے۔"

وہ بلند آواز میں ناراضگی سے بڑبڑائی۔ اس کی بات پہ شہرام بے آواز ہنسا تھا۔

"اچھا ناراض تو مت ہو ہم ایبٹ آباد جا رہے ہیں۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔ پریسہ نے کینہ توز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بہت شکریہ بتانے کا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا آپ نے بتا دیا مجھ پہ احسان عظیم کر دیا۔"

وہ جل بھن کر بولی۔ شہرام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔ وہ اسے بس اپنے ساتھ ہی بس حویلی لے کے جانا چاہتا تھا۔ گھر میں ویسے بھی کوئی نہیں ہوتا تھا۔ جانتا تھا اگر ابھی اس کے تنہا رہنے کا ذکر کیا تو پہلے گھبرائے گی اور بعد میں اس کی بات سنے گی۔

"بس اسی بدولت کچھ نہیں بول رہا تھا میں۔"

وہ ابھی بھی اسے تنگ کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔ پریسہ نے ناراضگی سے چہرہ پھیر لیا۔ شہرام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو سوئے ہوئے غازان کے بالوں کو نرمی سے سہلا رہی تھی۔ اس کی حرکت پہ وہ دھیما سا مسکرایا تھا۔

"ویسے انکل کی ایک بات نے مجھے خاصہ حیران کیا ہے۔"

وہ احتیاط سے گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ پریسہ کی تمام تر سماعتیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"کونسی بات۔"

اس کا انداز لٹھ مار تھا۔ شہرام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

کہ آپ نہایت کم گو ہیں اور بحث تو کرنا ہی نہیں جانتی۔اب اس وقت میں انہیں کیا بتاتا کہ ان کی کم گو بیٹی کم "از کم میرے سامنے بلکل بھی کم گو نہیں ہے بلکہ ٹھوک کے اگلے انسان کو جواب دینا جانتی ہے۔

شہرام نے دلچسپی سے اس کے چہرے کے بگڑتے تاثرات کا جائزہ لیا تھا۔

"بلکل ٹھیک کہا ہے بابا نے مگر ایک بات میں بھی واضح کردوں آپ پہ میں اگلے انسان کے ساتھ بلکل اس کے جیسی ہی ہوں۔اب آپ خود جیسے ہونگے آپ کو میں بھی ویسی ہی لگوں گی۔سواٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔شہرام ستائشی انداز میں بھنویں اچکا کر رہ گیا۔اس کی نگاہوں میں اسی پریسہ کا عکس گھوما تھا جب وہ یونیورسٹی کے دور میں ٹرپ پہ گئے تھے۔گاڑی ابھی بھی تیزی سے اپنی منزل کی جانب بھاگ رہی تھی مگر پہاڑی سلسلہ شروع ہونے کی بدولت راستہ اونچا نیچا تھا جس کی وجہ سے گاڑی مسلسل ہچکولے کھا رہی تھی۔یہ والی سڑک خاصی خراب تھی۔پریسہ نے ناگواری سے باہر کی جانب جھانکا۔آسمان پہ مدھم مدھم نے روشنی چھا گئی تھی۔

"بہت گندا روڈ ہے۔"

وہ ناگواری سے بڑبڑائی۔شہرام نے ہولے سے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ تھکن کے تاثرات نمایاں تھے۔اس سے پہلے کہ وہ اس کی مشکل حل کرتا گاڑی چلتے چلتے ایک جھٹکا کھا کر رکی تھی۔انجن نے چند ساعتوں کیلیے شور مچایا اور پھر ایک دم سے ساکن ہو گیا۔شہرام ایک جانب گاڑی روکتے سرعت سے

All Rights Reserved By Novels Lounge

گاڑی سے باہر نکلا تھا۔پریسہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا اور ہمت کرتے غازان کو سیٹ پہ لٹایا تھا۔صد شکر تھا اس کی نیند میں ذرا بھی خلل نہیں پڑا تھا۔

"اب اسے کیا ہو گیا ہے۔"

وہ خوفزدہ لہجے میں گویا ہوئی۔ایک تو سنسان سڑک سونے پہ سہاگہ کسی بھی ذی روح کا نام ونشان نہیں تھا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔وہ کھسک کر شہرام کے نزدیک ہوئی تھی۔

"ڈونٹ وری پری میں دیکھ رہا ہوں۔"

شہرام تسلی آمیز لہجے میں بولتے گاڑی پہ جھکا اور تاروں کو یہاں وہاں کرتے ناجانے کیا کرنے کے جتن کر رہا تھا۔

ڈونٹ وری تو ایسے بول رہے ہیں آپ جیسے لارنس میں آئے ہو۔پہاڑی علاقہ ہے اور وہ بھی سنسان میری تو سوچ سوچ کر ہی آدھی جان نکلتی جا رہی ہے۔

اسے اپنی ٹانگوں پہ کھڑا رہنا نہایت مشکل کام لگا تھا۔شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"اتنی ڈرپوک تو نہیں تھی آپ کبھی بھی۔جرمنی میں بھی تنہا ہی رہ کر آئی ہیں شاید آپ۔"

وہ متبسم لہجے میں گویا ہوا۔اس کے انداز میں ایسا کچھ تھا کہ وہ جل بھن کر راکھ ہو گئی۔

وہی تو میں بھی سوچ رہی ہوں کہ تنہا رہتے ہوئے مجھے کبھی ڈر نہیں لگا مگر اب اندازہ ہو رہا ہے کہ مجھے آپ" "کی موجودگی میں ہی تو ڈر لگ رہا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی زبان بروقت پھسلی تھی۔ شہرام نے نہایت حیرانگی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ سٹپٹاتے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔ اگلے ہی لمحے شہرام کے لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اس نے گاڑی کا بونٹ بند کرتے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔

"شہرام آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔"

وہ حلق تر کرتے ہوئے بولی۔ شہرام نے نرمی سے اسے گاڑی کے بونٹ کے بٹھاتے اس کے دونوں اطراف پہ ہاتھ جمائے تھے۔ اب وہ اس پہ جھکا اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

آپ کو ڈرانے والا ہوں۔ ابھی تو صرف الزام تھا اب وہ حقیقت کا روپ دھارے گا۔

وہ اس کے بالوں کو سمیٹتے گھمبیر لہجے میں بولتے اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔ پریسہ کی پلکیں لرز کر سرخ عارض پہ جھک گئی۔

"شش۔ شہرام غازان سو رہا ہے۔"

یہی تو بول رہا ہوں کہ وہ سو رہا ہے اب اس کے آگے ڈھول بھی بجا لو وہ نہیں جاگے گا۔ موقع ہے اور دستور بھی۔

وہ اپنا چہرہ اس کے چہرے کے نزدیک کرتے بھاری لہجے میں بولا۔ یخ بستہ ہوائیں ان دونوں کے وجود میں سرائیت کر رہی تھی۔ پریسہ نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"یہاں بہت اندھیرا ہے شہرام۔"

"اندھیرے میں موقع بھی ہے اور موقع سے فائدہ اٹھانے والے کو ہی فاتح کہتے ہیں میری جان۔"

وہ اس کے گال سے گال سہلاتے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کرتے ہوئے ذو معنی لہجے میں گویا ہوا۔اس کے لہجے میں ایک تپش سی تھی۔پریسہ کے چہرے پہ سرخی سی دوڑی تھی۔شہرام نے محبت سے اس کے چہرے پہ بکھرتے دلکش رنگوں کو تکا تھا۔

"بارش ہونے والی ہے شاید۔"

وہ اس کا دھیان ہٹانے کی خاطر نگاہیں چراتے اپنے ہاتھوں کو مسلتے سردی کی شدت کم کرنے کی کوششوں میں تھی۔شہرام نے نرمی سے اس کے ہاتھوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اس کے ہاتھوں کی پشت کو چھوا۔پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے تھے۔

"ایک دوسرے کے سنگ بھیگتے سب کچھ بھلادیں گے۔"

وہ اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے بھاری لہجے میں بولا۔پریسہ اس کی جوابی کاروائی پہ تلملا کر رہ گئی اس نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس کے تیزی سے دھڑکتے دل کو شدت سے محسوس کیا تھا۔ایکدم وہ اس کی پیشانی پہ لمس چھوڑتے پیچھے ہٹا تھا۔پریسہ نے نیند سے بوجھل ہوتی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا تھا۔

"چلیں گاڑی ٹھیک ہوگئی ہے۔"

وہ اس کے سر پہ ہولے سے چپت لگاتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔پریسہ اپنی حرکت پہ خفت سے سرخ پڑتے اس سے بھی تیزی سے اپنی جگہ پہ بیٹھی تھی۔اتنی دیر میں غازان بھی جاگ چکا تھا۔پریسہ نے مسکرا کر اسکی

All Rights Reserved By Novels Lounge

جانب دیکھا۔ شہرام کی پر تپش نگاہیں اسی کے وجود پہ جمی تھی جو سیٹ سے پشت ٹکائے نیند کے جھونکوں پہ ضبط کر رہی تھی۔

"پریسہ۔"

شہرام سے مصروف سی آواز پہ اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس نے اس کی جانب اپنا بازو پھیلایا ہوا تھا۔ کئی ساعتیں تو وہ یوں ہی دھڑکتے دل سمیت سوچتی رہی کہ کیا کرے معاً نیند شدت سے اس پہ غالب آئی تھی۔ وہ سکون سے اس کے شانے سے سر ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔ شہرام اب ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرنے میں محو تھا البتہ غازان اس کی گود میں بیٹھا اس کے موبائل میں گیم کھیلنے میں محو تھا۔ شہرام نے ایک نگاہ سوئی ہوئی پریسہ پہ ڈالی تھی اس کے ذہن میں پر خہ کے رد عمل کو سوچتے ایک عجیب سی پریشانی چھائی ہوئی تھی نا جانے وہ پریسہ کو اس کی بیوی کے روپ میں دیکھ کر کیسا برتاؤ کرتی۔

"اب میں اچھو کو اپنی مما سے ملواؤں گا اور اگر انہوں نے میری مما کو کچھ کہا تو اچھو کو بھی ڈانٹ دوں گا۔"

نا جانے غازان کا کیا سوجھی تھی کہ وہ اس کی جانب رخ موڑتے جتانے والے لہجے میں بولا تھا۔ شہرام نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو نا جانے اس کے دل کی بات کر گیا تھا۔ یکلخت اس کی بات اس کے اعصابوں پہ ٹھنڈی پھوار بن کر برسی تھی۔ اس کے وجود میں سکون سا سرائیت کرتا چلا گیا۔ اس نے فرط مسرت سے اس کے بالوں پہ لب رکھے تھے۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

رات کی سیاہی نے ہر جانب اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے۔ ہر جانب ہو کا عالم تھا۔ دور کھڑی بائیک کے چلنے کی آواز اس کی سماعتوں میں اتر رہی تھی۔ اس نے چونک کر ایک طائرانہ نگاہ پورے اطراف میں دوڑائی تھی۔ پتوں کے سرسرانے کی آواز ہوا کے تیز ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔ فارس نے ایک چور نگاہ گھر کے اندر دوڑائی کشادہ لاؤنج میں سب ایک لائٹ جل رہی تھی۔ معاً اس کی نگاہ لاؤنج میں ہی صوفوں پہ بیٹھے نفوس پہ پڑی جن کے چہروں پہ کر ختگی چھائی ہوئی تھی۔ فارس نے تمسخر سے مسکراتے ان دونوں کی جانب دیکھا اور گلہ کھنکھارتے انہیں اپنی موجودگی سے آشنا کیا تھا۔ اس کے گلہ کھنکھارنے پہ ان دونوں نے چونک کر خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو مسکراتے ہوئے بال سنوارتے اسی کی جانب آرہا تھا۔

"ویلکم ویلکم صاجزادے صاحب۔"

آفتاب ہنستے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور اس کی جانب اپنی باہیں پھیلائی تھی۔ فارس نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا جو اب مسکراتے ہوئے اس کی جانب ہی ریکھ رہی تھے۔

کیا ہو گیا ہے ڈیڈ آپکو۔ میرے پیدا ہونے پہ بھی آپ نے اتنی خوشی نہیں منائی ہو گی جتنی آج منا رہے ہیں۔"

وہ طنزیہ لب ولہجے میں گویا ہوا۔ اس کے چہرے پہ پھیلی طنزیہ مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹتے کر ختگی میں بدل گئی۔ کلثوم حیرت سے ان دونوں باپ بیٹے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ ہنس نہیں رہا میں تم جیسی اولاد کو جنم دینے پہ رو رہا ہوں۔ تمہارے پیدا ہونے پہ تو بہت خوش ہوا تھا کہ اللہ نے بیٹا دیا ہے مگر اس وقت یہ نہیں معلوم تھا کہ بیٹا نہیں ہوا بلکہ میرے سر پہ عذاب نازل ہوا ہے۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولے۔ فارس ان کی بات پہ کھل کر ہنس دیا اور انہیں تسلی دیتے ہوئے پیچھے صوفے پہ سکون سے بٹھایا تھا۔ کلثوم نے تاسف سے فارس کی جانب دیکھا۔

"فارس سب مجھ سے پوچھتے تھے کہ میں نے تمہیں کیا کھا کر پیدا کیا ہے مگر اس وقت میں اس بات پہ دھیان نہیں دیتی تھی مگر آج میں یہ بات خود سوچنے پہ مجبور ہو گئی ہوں کہ سچ میں کیا کھا کر میں تمہیں اس دنیا میں لائی تھی۔"

وہ باقاعدہ اپنا سر پیٹتے ہوئے بولی جسے ارد گرد کیا ہو رہا ہے اس سے کوئی خبر ہی نہیں ہوتی تھی۔ وہ دونوں میاں بیوی انتہائی سوشل تھے اور ایک ان کی اولاد دنیا جہاں سے بے خبر بس اپنی ہی دنیا میں گم ہوتا تھا۔

"چلیں ماما یاد آئے تو اب ڈائری پہ لکھ لیجیے گا میں اپنی بیوی کو وہی کھلانے پہ ارادہ رکھتا ہوں۔"

وہ سکون سے صوفے پہ پشت ٹکاتے ہوئے مزے سے بولا۔ وہ دونوں اس کی بات پہ پہلو بدل کر رہ گئے۔

"بکواس بند رکھو۔ مجھے تو کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ایک دن تم نے مذاق مذاق میں ہی پورے ہو جانا ہے۔"

آفتاب نے گہرا سانس بھرتے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔وہ اب اس سے اٹل بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ وہ ہر بات کو مذاق میں لے جاتا تھا اور اب وہ بات کو مزید طوالت نہیں بخشنا چاہتے تھے تبھی سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا چاہتے ہو تم۔"

.وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے نہایت سنجیدگی سے بولے

"شادی۔"

فارس نے کھٹاک سے جواب دیا۔اس کے جواب پہ کئی ثانیے ان دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی تھی۔

"نا شادی والی تمہاری شکل ہے نا عقل۔"

انہوں نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے تحمل سے جواب دیا۔

آپ کو بھی تو مام جیسی کوئی ملی ہے نا مجھے بھی مل جائے گی اور ویسے بھی آپ کو دیکھ کر ہی مجھے اندازہ ہوا ہے"

"کہ ناامیدی کفر ہے۔

وہ سکون سے بولتے ان کا سکون سرے سے غارت کر گیا۔

"باپ ہوں میں تمہارا فارس۔"

میکس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے فارس نے اس نئی خبر پہ مسکراتے ہوئے دائیں آئبرو اچکائی تھی۔

"اور میں آپ کی اولاد میرے خیال میں بتانے کی ضرورت تو نہیں ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دوبارہ میکس کی جانب رخ پھیرتے نہایت سعادت مندی سے بولا۔ آفتاب صوفے سے پشت ٹکاتے گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔ ہر بات کا جواب تو اس کے پاس ہوتا تھا۔

"ابھی بھی گھر سے باہر ہی رہ لیتے گھر ہی کیوں آئے ہو تمہیں ہم نے آوارہ گردی کرنے کی خاطر ہی تو پیدا کیا ہے۔"

ان کی بات پہ وہ خجل ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ ہنسی تو بہت آئی تھی مگر جواب کیا دیتا ٹھیک ہی تو بول رہے تھے وہ گھر سے زیادہ تو وہ دوسروں کے گھروں میں پایا جاتا تھا۔

"ڈیڈ ایک مزے کی بات بتاؤ پہلے پہل میں بھی آپ کو دیکھ کر یہی سوچا کرتا تھا جب آپ نا جانے کونسے کاموں کے سلسلے میں گھر سے باہر رہا کرتے تھے بس آپ کو دیکھ کر مجھ میں یہ شوق بیدار ہوا اب جب میں نے باہر رہنا شروع کر دیا ہے تو آپ گھر بیٹھ گئے ہیں۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتے نہایت معصومیت سے گویا ہوا۔ آفتاب نے بمشکل مسکراتے کلثوم کی جانب دیکھا جو خود بھی اس کی حاضر جوابی پہ پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔

"اس بات پہ ہنسنا تھا کہ رونا تھا۔"

انہوں نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔

"ہنس ہی لے ڈیڈ روتے تو ویسے بھی آپ چوبیس گھنٹے رہتے ہیں۔ ہنسنا صحت پہ اچھا اثر ڈالتا ہے۔"

وہ اپنے کپڑے جھاڑتے صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں جارہے ہو بیٹھو ہمیں تم سے بات کرنی ہے۔"

"اتنی باتیں لگا کر بھی ابھی بات کرنی ہے ڈیڈ۔"

وہ ان کی بات پہ ہونق ذدہ رہ گیا۔

"شادی کو ترسے ہوئے ہو تو لازمی کوئی پسند بھی کر رکھی ہو گی تم نے۔"

وہ اب کی بار سید حامدے کی بات کی جانب آئے۔اس سے پہلے کہ فارس انہیں جواب دیتا کلثوم درمیان میں ہی انہیں ٹوک گئی تھی۔

ارے ایسے کیسے اس نے پسند کی ہو گی۔میں نے پسند کی ہے ایک لڑکی اس کیلیے میری دوست کی بھانجی ہے"

کل وہ لوگ آرہے ہیں فارس کو دیکھنے اب بس جھٹ منگنی پٹ ویاں والا سین کرنا ہے۔اس کے سب

"دوستوں کی شادیاں ہوگئی ہے صرف یہی رہ گیا ہے۔

وہ اترا کر گویا ہوئی۔فارس انہیں دیکھتے ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔اپنی اتنی سہیلیوں کی بے عزتی کروانے کے بعد بھی اپنی ہی کسی دوست کو گھر بلارہی تھی سچ میں پھر وہ اسی کی ماں تھی۔وہ محض سوچ کر رہ گیا۔وہ اپنے باپ کو ایک نظر دیکھتے شانے اچکا کر میکس کو اشارہ کرتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جاتے ہی آفتاب نے خونخوار نگاہوں سے کلثوم کی جانب دیکھا تھا۔وہ جو کل کے بابت سوچتے مسکرا رہی تھی ان کی مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جو کل تمہاری دوست آرہی ہے نا اس کیلیے تسلی کے دو بول پہلے ہی سوچ لینا کیونکہ اس کی بے عزتی کی" ذمہدار تم خود ہو گی۔اپنے بیٹے سے تو کوئی اچھی امید مت رکھنا۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔کلثوم نے حیرت سے ان کی پشت کو دیکھا مگر اگلے ہی لمحے ان کی بات کو بھلاتے شانے اچکا کر ہنس دی۔انہیں فلحال بس فارس کی دلہن کو گھر لانے سے غرض تھا۔

****

سورج کی روشنی نے زمین پہ اپنا بسیرا کیا ہوا تھا۔پرندوں کے چہچہانے کی آواز صبح ہونے کی جانب نشاندہی کر رہی تھی۔رات کی بانسبت سردی کا عنصر فضا میں اب کم تھا۔اس کی آنکھ اچانک ہی گاڑیوں کے ہارن اور شور کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تو کوئی ثانیے وہ بے دھیانی میں اطراف کا ہی معائنہ کرتی رہی مگر جیسے ہی اس کی نگاہ اپنے ساتھ بیٹھے کسی سے فون پہ مصروف شہرام کی جانب اٹھی وہ ایکدم سٹپٹا کر اٹھی تھی۔چمکدار دن پوری آب وتاب کے ساتھ نمودار ہو چکا تھا۔باہر ہلکی پھلکی دھوپ بھی نکل چکی تھی۔اس نے ونڈ سکرین کے پار دیکھا تو وہ کسی پٹرول پمپ پہ موجود تھے۔

"پریسہ سامنے ہی واشروم ہے آپ نے فریش ہونا ہے تو ہو جائیں۔"

شہرام کی آواز پہ وہ جو سوئی جاگی کیفیت میں باہر کی جانب دیکھ رہی تھی ٹھٹھک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔اسے احساس ہوا کہ وہ کہاں ہے تبھی سرعت سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ نے مجھے اٹھایا ہی نہیں۔"

وہ چہرے پہ جھولتے بالوں کو کیچڑ کی مدد سے مقید کرتے شرمندگی کے زیر اثر بولی۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بہت عرصے بعد آپ اتنی پر سکون نیند سوئی ہیں اور ویسے بھی آپ نے جاگ "کر کیا کرنا تھا۔"

وہ فون ڈیش بورڈ پہ رکھتے مسکرا کر اس کی جانب پلٹا تھا اور پھر یکلخت مبہوت سا اس کے خوابیدہ حسن کو تکے گیا۔ اگلے ہی لمحے وہ جھکا اور محبت سے اس کی پیشانی کو چوما تھا۔ اب اس چیز کا حق تو اس کے پاس محفوظ تھا۔ پریسہ نے سرخ پڑتے غازان کی جانب دیکھا جو نہایت غور سے ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"شہرام غازان جاگ رہا ہے۔"

وہ اسے خود سے دور دھکیلتی شرمندگی سے بولی جواباً وہ کھل کر ہنس دیا۔ پریسہ نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اپنا ہینڈ کیری لیتے گاڑی سے نیچے اتر گئی۔ صاف ستھرے واشروم دیکھ اسے قدرے سکون محسوس ہوا تھا اچھی طرح اپنی حالت سنوارنے کے بعد وہ جوں ہی گاڑی میں بیٹھی شہرام غازان کو کسی بات پہ ڈانٹ رہا تھا۔

"مجھے انکار نہیں سننا غازان اوپن یور ماؤتھ اینڈ فنش اٹ۔ نو مور ایکسکیوزز۔"

وہ سخت لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولا تو اس نے غصیلی نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا تھا۔ پریسہ نے تعجب سے ان دونوں کی جانب دیکھا جو غصیلی نگاہوں سے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

"نہیں کھانا مجھے سینڈوچ گندا لگتا ہے۔"

وہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے غصے سے بولتے پریسہ کی جانب آ گیا۔ پریسہ کا منہ اس کی حرکت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"غازان۔"

شہرام نے غصے سے اسے پکارا مگر پریسہ اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتے اسے ٹوک گئی تھی۔ شہرام نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا اور اس کے ہاتھ سے سینڈوچ لیتے اس کا رخ ونڈ سکرین کی جانب کیا تھا۔ اگلے ہی لمحے نا جانے اس نے اسے کیا کہا تھا کہ وہ منہ بنا کر ہی سہی مگر اس کے ہاتھ سے کھا ضرور رہا تھا۔

"کتنا سفر رہ گیا ہے۔"

وہ چائے کا کپ لبوں سے لگاتی اطمینان سے بولی۔

"ایبٹ آباد پہنچ چکے ہیں ہم بس آدھا گھنٹہ مزید۔"

وہ اپنی چوڑی کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے نرمی سے گویا ہوا ساتھ ہی گاڑی آگے کی جانب بڑھائی تھی۔ پریسہ نے ایک نظر باہر کے مناظر پہ ڈالی تھی جہاں اونچے لمبے پہاڑ دونوں اطراف میں موجود تھے۔ اس کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ ہاں وہ شہرام کے سنگ اس کے گھر میں اس کے دل میں اس کے شہر میں ان پہاڑوں کے عین وسط میں بسنے کو دل و جان سے تیار تھی۔ اس کے اندازے کے مطابق اگلے پچیس منٹ میں ہی ان کی گاڑی حویلی کے اندرونی حصے میں داخل ہوئی تھی۔ تمام ملازمین اس کی گاڑی دیکھ فوراً سے پہلے الرٹ ہو چکے تھے۔ اس نے گاڑی سے باہر نکلتے پریسہ کی جانب کا دروازہ کھولا تھا۔ وہ جو

All Rights Reserved By Novels Lounge

مبہوت سی اس اونچی لمبی حویلی کو تک رہی تھی جو نا جانے اتنی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ سرخ اینٹوں سے بنی یہ بڑی حویلی جس کے اطراف میں درختوں کا ایک بڑا سا جھرمٹ تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق تو وہاں ہر قسم کا درخت تھا۔ وہ یک ٹک گھوم کر ایک تفصیلی نگاہ چاروں جانب ڈال رہی تھی کہ شہرام کے اپنے گرد بازو پھیلانے پہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی اور نم نگاہوں سمیت مسکرائی تھی۔

.السلام علیکم، دا°ل لہ دومرہ مود°وروستہ بیرتہ راغلی، ھر°ہ سم وو، نہ، مو°°ولوتا سو°یر یاد کا°ل

سلام صاحب جی اس بار آپ کی واپسی اتنے عرصے بعد ہوئی۔ سب خیر خیریت سے تھا نا۔ ہم سب نے)

(چھوٹے صاحب کو بہت یاد کیا۔

اس کا ایک خاص ملازم گاڑی سے ان کا سامان نکالتے ہوئے محبت سے پر لہجے میں گویا ہوا۔ پریسہ کو ان کی زبان کی سمجھ تو نہیں آئی تھی مگر اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ پشتو میں اس سے مخاطب ہیں۔ گاہے بگاہے ان تینوں ملازمین کی نگاہیں اس کی جانب بھی اٹھ رہی تھی۔

.دا°ل زہ ا°وم چہ°دیو مھم کار لہ پای تہ رسولو وروستہ بیرتہ راستون شوم

(مجھے اس بار ایک ضروری کام مکمل کر کے لوٹنا تھا تبھی تاخیر ہو گئی۔)

وہ گہری نگاہوں سے پریسہ کو دیکھ نرم گرم لہجے میں بولا۔ پریسہ پریشانی سے ان کی جانب دیکھتی رہ گئی۔

"یہ آج سے تم لوگوں کی بیگم صاحبہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ان سب کو پشتو میں ہی پریسہ کے متعلق بتا رہا تھا اور پریسہ وہ حیرت سے اس کی تیزی سے چلتی زبان کو دیکھ رہی تھی۔

دالله شکر دی چ°د°کورتہ ھم یو°°°°خپل عزت ور کا°ی دی،تاسوز مو°لپارہ د عزت سرچینہ یاست، بیبی°م صاحبہ،°ہ راغلاست.

شکر ہے اللہ کا۔اس گھر کو بھی کسی عورت نے اپنا شرف بخشا۔آپ ہمارے لیے باعث عزت ہے بیگم صاحبہ (خوش آمدید خوش آمدید)

ان سب کی زبان کو سمجھ نہیں سکتی تھی مگر محبت اور اشاروں کی زبان اس کیلیے اجنبی نہیں تھی سونے پہ سہاگہ ان کی آنکھوں میں نمی دیکھ پریسہ کو اندازہ ہوا کہ اس حویلی کا ہر ہر پھر چاہے وہ ملازم ہی کیوں نا ہو۔ایک سخت زندگی گزار رہا تھا۔اس کے بعد ان سب نے جو ممکن پڑا انہوں نے استقبال میں کیا تھا۔یہاں تک کہ کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔وہ لوگ جوں ہی حویلی کا بالائی براسا دروازہ عبور کرتے اندر داخل ہوئے اندر کھڑی لڑکی کو دیکھ پریسہ کے قدم وہی تھمے تھے۔اس نے الجھی نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ بھی سنجیدگی چھا چکی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ شہرام سے اس کے متعلق پوچھتی غازان نے سرعت سے اس کے نزدیک آتے اس کا ہاتھ تھام لیا۔عین اسی لمحے پریسہ پہ یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ وہی لڑکی ہے جس کے متعلق غازان نے اسے بتایا تھا۔

"شائستہ میرا کمرہ صاف ہے یا نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

غازان کی سنجیدہ آواز پہ وہ جو ماتھے پہ شکنیں سجائے پریسہ کو تکنے میں محو تھی ٹھٹھک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی اور بمشکل مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"آپ پریسہ کو کمرے تک پہنچا دیں مجھے کسی ضروری کام سے کہی جانا ہے۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔ پریسہ نے شکایتی انداز میں اسکی جانب دیکھا تھا۔

"ابھی تو آپ آئے ہیں مجھے تو یہاں کسی کا پتہ بھی نہیں میں اکیلی کیسے۔"

وہ اس کے جانے کا سن کر ہی بوکھلا گئی۔

"بس آدھا گھنٹہ دے دیں بہت ضروری کام ہے فرم میں ویسے بھی غازان آپ کے ساتھ ہی ہے۔"

وہ اس کا گال سہلاتے اس سے درخواست کر رہا تھا یا اجازت مانگ رہا تھا وہ سمجھ نا سکی مگر چاہ کر بھی وہ اسے انکار نہیں کر سکی تھی۔ شہرام مسکراتے ہوئے تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ شائشتہ نے چبھتی نگاہوں سے اس منظر کو تکا تھا۔ تو کیا وہ وہاں جا کر شادی کر آیا تھا اور پریسہ اس کی بیوی تھی۔ اس کا شہرام کی بیوی بننے کا اور اس حویلی پہ راج کرنے کا خواب بری طرح چکنا چور ہوا تھا۔ اتنا حسین مرد وہ اس کی قسمت میں لکھا جا چکا تھا مگر وہ بھی تو کم حسین نہیں تھی اگر وہ دونوں ایک دوسرے کیلیے بنے تھے یہ کہنا بھی غلط نہیں تھا۔ غازان جو اس کی نگاہیں پریسہ پہ محسوس کر چکا تھا سرعت سے اس کے اگے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ میری مما اور پری دونوں ہیں دیکھیے گا اب آپ مجھے مار نہیں سکیں گی۔ میری مما بھی مجھے بچا لیں گی۔"

وہ اسے جتانے والے انداز میں بولا تو شائشتہ نے گھبرا کر پریسہ کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ تفکر کی لکیریں ابھری تھی۔ وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ گڑبڑا کر رہ گئی۔ غازان منہ پھٹ تھا اس سے ڈرتا نہیں تھا اس بات کا اسے اندازہ تو تھا مگر وہ اس لڑکی کے سامنے ایسا کچھ بول دے گا یہ بات اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے غازان آپ تو مجھ سے ملے ہی نہیں نا ہی اپنی مما کو ملایا ہے۔ میں وہی میم شائستہ ہوں۔ خیر میرا نام شائستہ ہے میں اس حویلی میں ایک سال سے کام کر رہی ہوں۔ دراصل غازان مجھے شروع سے ہی پسند نہیں کرتا اسی لیے مجھ سے ایسے ہی بات کرتا ہے۔ میں اس کے بھلے کیلیے بھی اسے ڈانٹوں تو وہ ایسے ہی غصہ کرتا ہے۔ ہے نا غازان۔"

وہ اسے صفائی پیش کر رہی تھی یا پھر غازان کو ڈرا دھمکا رہی تھی وہ ٹھیک سے سمجھ نا سکی تبھی اسے کوئی شک ہونے دیے بغیر وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام گئی اور ساتھ ہی سپاٹ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نو پرابلم مس شائستہ۔"

وہ خشک لہجے میں مسکرا کر بولی۔ شائستہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ شہرام اور اسے ساتھ دیکھ اسے یہ بات شدید ناگوار گزری ہے جو کہ صاف اس کے چہرے سے عیاں تھا تبھی اسے مزید جلانے کا سوچا۔

"غازجانو۔ مما کو بابا کے کمرے میں لے چلو مجھے فریش ہونا ہے ویسے بھی شہرام کو میں ہمہ وقت فریش چاہیے ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ جب وہ تھکے ہارے گھر لوٹے تو انہیں میں بھی تھکی ہوئی ملوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا گال چومتے محبت بھرے لہجے میں بولی غازان نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھامتے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔شہرام کے کمرے کی جانب جاتی پریسہ کی پشت کو دیکھتے شائستہ تلملا کر رہ گئی۔

"شائستہ آج میرا یہاں پہلا لنچ ہے تو کچھ سپیشل سا بنا دیجیے گا ہو سکے تو شہرام کی پسند کا۔یا ایسے کریں پلاؤ اور کوفتے ڈن کریں یہ دونوں چیزیں میری پسند کی ہے اور میری پسند سے شہرام کبھی انکار نہیں کریں گے۔"

وہ ناجانے کیا سوچ کر دوبارہ اس کی جانب واپس آئی اور سرخ پڑتے چہرے سمیت بولی۔اس نے جواب میں بمشکل مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔اس کے چہرے پہ پھیلا گلال اسے اچھا خاصہ مضطرب کر گیا۔

"جی پریسہ۔"

پریسہ نے خود کو نام سے مخاطب ہوتا دیکھ محظ آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا اور سر جھٹکتے اس کے نزدیک آئی۔

"پریسہ۔ویٹ آمنٹ فور یور کائنڈ انفارمیشن لیڈی میں پریسہ صرف اپنے شوہر کیلیے ہوں۔یو کین کال می میم بیگم صاحبہ اور واٹ ایور یو وانٹ ٹو سے۔اب ایک ملازمہ اور گھر کی مالکن میں اتنا تو فرق لازماً ہونا چاہیے ورنہ ملازمہ بھی خود کو گھر والی سمجھ بیٹھتی ہے مگر کوئی بات نہیں اب میں آگئی ہوں ناسب کو اس کی جگہ اچھے سے یاد دلا دوں گی کہ کس کا اس گھر میں کیا اور کونسا مقام ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بے نیازی سے بولی۔اس کا لہجہ آگ برساتا تھا۔شائستہ نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا جواب اسے ہاتھ ہلاتی واپس اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔وہ اس کی آمد پہ دانت پہ دانت جماتے کڑھ کر رہ گئی۔پریسہ نے کمرے میں آتے ساتھ ہی اس کمرے کی فضا کو آنکھیں موندتے اپنے رگ و پے میں اترتا

محسوس کیا تھا۔وہ اس شخص کی زندگی میں اس کی بیوی کی حیثیت سے شامل ہو چکی تھی ابھی بھی یہ سب اس کیلیے ایک خواب کی مانند تھا۔ایک بار پھر آنکھوں میں نمی کی ایک لکیر تیری تھی۔اس کی مہک کو اندر اتارتے آج اسے یہ ادراک ہوا تھا کہ وہ اس کی مہک کی ہی تو دیوانی تھی۔یہ کمرہ یہ گھر اور شہرام صرف اس کا تھا صرف اور صرف اسکا۔پانچ سال وہ اس کی محبت اس کو پانے کیلیے تڑپی تھی۔ٹوٹے دل سمیت بھی وہ مسکراتی تھی۔نمازوں میں دعاؤں میں سب سے پہلے صرف ایک شخص تھا اور آج وہ شخص مکمل طور پہ صرف اس کا تھا۔اسے اس پہ پورا اختیار تھا۔اس سے پہلے اس کی زندگی میں کون تھا کیوں تھا کیسے تھا اب وہ یہ سب سوچنا نہیں چاہتی تھی اب بس اس کا دل اس بات پہ آمادہ تھا کہ آج اور آنے والے کل میں وہ صرف پریسہ کا ہے۔دیوار پہ لگی اس کی تصویر کو دیکھتے وہ کھل کر مسکرادی تھی۔یہاں بھی اس نے وہی سیاہ شال اوڑھی ہوئی تھی۔وہ اب کی بار کھل کر مسکرادی۔یہ کہانی اسی سیاہ شال سے تو شروع ہوئی تھی۔

"پانچ سال شہرام پانچ سال بہت تڑپایا ہے آپ نے۔رولایا تھا اذیت دی ہے بے تحاشہ مگر ان پانچ سال کا ازالہ جانتے ہیں کب ہوا جب آپ نے مجھ سے منسوب ہوتے صرف ایک بار مجھے سینے سے لگایا تھا اور وہ سینے سے لگتے ہی آپ کا لمس پاتے ہی میں سب کچھ بھول گئی شہرام سب کچھ۔بس یاد تھا تو صرف اتنا کہ اب پریسہ کو شہرام سے کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا۔اس کے لبوں سے مسکراہٹ کوئی نہیں نوچ سکتا کیونکہ اب اسے ہنسانے والا اس کے پاس ہے۔اس کی آنکھ میں آنسو کوئی نہیں آنے دے سکتا کیونکہ اس کے آنسو پونچھنے والا اس کی زندگی میں ایک عنایت کے طور پہ شامل کر دیا گیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی تصویر کو نگاہوں میں بسائے دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھی۔ لہجہ نم تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے آنسو پونچھ کر رخ موڑتی اپنی گردن پہ گرم سانسوں کی تپش محسوس کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"سولہ سال کا تھا میں جب پہلی بار اس عجیب و غریب جذبے سے میرے دل پہ دستک دی تھی۔میں جانتا تھا کہ میں غلط راہ کا مسافر بن رہا ہوں میری عمر یہ سب کرنے کی نہیں ہے مگر میرا میرے دل پہ بس نہیں تھا۔" وہ بولتے بولتے ہنسا تھا۔اس کی ہنسی میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔پریسہ نے ہولے سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا تو وہ بے ساختہ نگاہیں چڑا گیا۔

"صرف دو ماہ پریسہ صرف دو ماہ لگے تھے مجھے۔اس دوران آپ کے گھر آنا جانا اور پھر صدام کی بہن کی ایک مسکراہٹ کے خاطر میں اپنا آپ بھی بھلاتا چلا گیا۔مجھے آج بھی یاد ہے۔میں جب بھی آفندی ہاؤس آتا تھا آپ کیلیے کبھی نا کبھی کچھ نا کچھ ضرور لاتا تھا اور صدام مجھ پہ ناراض ہوتا تھا کہ تم اپنی پوکٹ منی پریسہ پہ کیوں خرچ کر دیتے ہو۔اس وقت ایک بھائی ہونے کی حیثیت سے میں اس پہ یہ سب آشکار نہیں کر سکتا تھا۔مگر دل ہی دل میں سوچ بیٹھا تھا کہ اگر زندگی نے موقع دیا تو یہ کمرہ صرف ایک ہی عورت بسائے گی اور وہ پریسہ آفندی ہو گی۔"

پریسہ کا چہرہ اس کی بات پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مگر زندگی نے موقع ہی نہیں دیا۔انہی دنوں میں باباجان کا فون آیا اور انہوں نے ایمرجنسی میں مجھے حویلی بلایا تھا۔میں نہیں جانتا تھا کہ میری زندگی میں کیا ہونے والا ہے۔میں سب کچھ وہی چھوڑتے یہاں لوٹ آیا اور یہاں چھوٹی سی عمر میں ہی مجھ سے میرے خواب میری خوشیاں نوچ لی گئی اور مجھے اس لڑکی کو سونپ دیا گیا جسے میں نے کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں تھا۔اس رات اس رات سب کچھ کھو جانے کے بعد میں بہت رویا تھا۔تکلیف سے اذیت سے اپنے اندر کے خالی پن سے جنگ لڑتے نا جانے کب میں سویا مگر جب اگلے دن جاگا تو سب کا سامنا ایک الگ ہی شہرام سے ہوا تھا۔پھر میں واپس لوٹ آیا تھا لیکن واپس لوٹنے کے بعد میں کبھی پہلے والا شہرام نہیں بن پایا۔کبھی آفندی ہاؤس نہیں جا پایا۔سب کچھ تو جیسے اس دن ہی ختم ہو گیا تھا۔میں بھلانا چاہتا تھا پریسہ افندی کو مگر چاہ کر بھی میں اسے بھلا نہیں پایا تھا۔زندگی آہستہ آہستہ گزرتی چلی جا رہی تھی میں اپنی سٹڈیز سے فارغ ہو کر دوبارہ حویلی آ گیا مگر اس کے بعد میرا اصل امتحان شروع ہوا تھا جب میری ملاقات یونی میں بطور ٹیچر آپ سے ہوئی تھی۔آپ کی آنکھوں میں پسندیدگی دیکھ میں آپے سے باہر ہو جایا کرتا تھا۔میں جانتا ہوں میں نے بہت تکلیف دی ہے اپنے رویے سے آپکو مگر میں خود ہی ٹوٹا بکھرا تھا میں کیسے کسی کی ذات کو جوڑ سکتا تھا۔میں ایک بار آپ کو روتا بلکتا چھوڑ واپس آ گیا۔اس کمرے میں جب پشمینہ رخصت ہو کر آئی تھی اس دن میرا دل بلکل خاموش تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ نے اس کے ذکر پہ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں میچی تھی۔اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھاوہ جو حقیقت کو کسی دوسرے نظریے سے دیکھتی آرہی تھی یہاں تو معاملہ ہی الگ تھا۔وہ دم سادھے مدھم چلتی سانسوں کے درمیان اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"میں ناامید تھا بہت زیادہ۔میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ کبھی اس کمرے میں میری بیوی کی حیثیت سے اس قدر نزدیک کھڑی ہوگی اور مم۔میرے پاس آپ کو دیکھنے کا پورا اختیار ہوگا۔مجھے اس ذات نے میری توفیق سے بڑھ کر نواز دیا ہے۔مجھے پریسہ آفندی کا محافظ بنادیا گیا ہے۔"

وہ اس کے کندھے پہ سر رکھے بے بسی سے بولا۔اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔پریسہ نے اپنے کپکپاتے ہاتھ اس کے گرد حمائل کیے تھے۔اگلے ہی لمحے شہرام نے شدت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔

"آپ کو مجھ سے اور مجھے آپ سے نواز دیا گیا ہے تو پھر یہ آنسو کیوں ہیں شہرام۔"

"یہ تو تشکر ہے آنسو ہیں نا۔یہ شکر گزاری کا لمحہ ہے ہم دونوں کیلیے کہ ہم اپنی زندگی کی شروات سب سے پہلے اس ذات کے آگے سجدہ ریز ہو کر کرے۔"

پریسہ نے اس کے شانے پہ سر رکھا تو شہرام نے نرمی سے اس کی بالوں کو اپنے لمس سے روشناس کرایا تھا۔پریسہ سرخ پڑتے چہرے سمیت اپنی آنکھوں کو میچ کر کھولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اب اسے بس اس ذات کا شکر ادا کرنا تھا جس نے اس کی دعاؤں کو رائیگاں نہیں جانے دیا تھا۔اس کی دعاؤں میں طاقت تھی تبھی آپ وہ عاشر کو چھوڑ کر شہرام خان کی عزت بنادی گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

****

"عناب ارتضی اٹھا نہیں ابھی تک۔"

نائمہ نے ناشتے کی میز لگاتے سنجیدگی سے اس سے استفسار کیا جو صوفے سے پشت ٹکائے ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھی تھی۔اس کی طبیعت خرابی وہ پہلے سے محسوس کر چکی تھی تبھی اسے مخاطب کر بیٹھی۔

ماما آپ کا بیٹا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔دو گھنٹے پہلے بھی اس کے سامنے ڈھول باجے بجانا شروع کر دو"

"پھر بھی وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

وہ اپنی پیشانی مسلتے چڑ کر گویا ہوئی۔نائمہ نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا اور سارے کام وہی چھوڑتے اسی کی جانب چلی آئی۔

"کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا میں دو تین دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں تھکی تھکی سی لگ رہی ہو۔"

وہ اس کی پیشانی کو چھوتے تشویش بھرے لہجے میں بولی۔عناب نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ تفکر بکھرا تھا۔اپنے لہجے کا احساس اسے شدت سے ہوا تھا۔

شکر ہے آپ نے نوٹ تو کیا۔وہ جو ایک آپکی اولاد دن میں سو بار مجھ سے وعدے وعید کرتی ہے وہ سکون سے "

"سو رہی ہے۔پرسوں بھی آنٹی نے اسے مجھے ڈاکٹر پہ لے جانے کا کہا تھا مگر جلد بازی میں وہ بھول گیا۔

وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

"تم رکو اس سے تو میں آج خود نپٹتی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ غصے سے بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔عناب بھی ان کی تقلید میں کمرے کی جانب بڑھی تھی۔کمرے میں پہنچتے ہی بلکل ان کی توقع کے مطابق وہ اوندھے منہ بیڈ کے وسط کے پڑا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔کمرے میں مدھم مدھم خراٹوں کی آوازیں گونج رہی تھی۔

"یہ دیکھ رہی ہیں ایسے سو رہا ہے جیسے ہفتہ بھر اس کی نیند ہی پوری نا ہوئی ہو۔"

وہ شکایتی لب ولہجے میں گویا ہوئی۔نائمہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور تن فن کرتی اس کے سر پہ پہنچی تھی۔

"ارتضی۔"

انہوں نے غصے سے اس کا شانہ ہلایا۔وہ جو پر سکون نیند میں غرق تھا مسکرا کر ان کا ہاتھ تھامتے ایک بار پھر آنکھیں موند گیا۔

"ہوں بولو نا۔"

وہ سوئے سوئے لہجے میں بولا۔نائمہ نے گھبرا کر عناب کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔

"ارتضی میں بول رہی ہوں اٹھو۔"

وہ اب کی بار اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔ارتضی نے موندی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور ان کی ہاتھ کی پشت کو چھو لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جان من سونے دو نا۔ ساری رات تم سونے نہیں دیتی صبح تمہیں میں سویا ہوا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ کسمساتے ہوئے بولا مگر اگلے ہی لمحے اپنے کان کے نیچے پڑنے والے تھپڑ پہ گھبراتے اس نے پٹ سے آنکھیں کھولتے پریشانی سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔ عناب سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے ماما۔ کم از کم بیوی کا ہی لحاظ کر لیں اور اگر زیادہ ہی بچوں کو مارنے کا شوق ہو رہا ہے تو ایک اور بچہ "لے آئیں میری بیوی آ گئی ہے اب۔

وہ اپنا کان سہلاتے تنک کر گویا ہوا۔

جان من کے کچھ لگتے اگر اتنی ہی اپنی جان کی پرواہ ہے تو صبح سے جو اس کی جان ہلکان ہوئی پڑی ہے اس جان" "کی فکر کون کرے گا۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو ارتضی کی نیند اگلے ہی لمحے بھک سے اڑی تھی۔ اس نے چونک کر عناب کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے خفا خفا نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا عناب کو۔"

وہ پریشانی سے اس کی جانب بڑھا۔

"بھاڑ میں گئی عناب تم بھی دفعہ ہو جاؤ۔"

وہ تنک کر بولتے صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی۔ ارتضی نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھتے اپنا سر کھجایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارے کیا ہو گیا صبح صبح کیا یاد آ گیا آپ دونوں کو جو کمرے میں گھس آئی۔"

نواز نے سنجیدگی سے نائمہ کو مخاطب کیا جو گھورتی نگاہوں سے ارتضٰی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"بیوی کی طبیعت خراب ہے اور ماہ راجا صاحب نیند پوری فرما رہے ہیں۔ یہ زحمت نہیں ہوئی کہ جا کر بیوی کو ڈاکٹر کو ہی دکھا لائے۔ کل عافیہ نے بھی بولا تھا نا تو لے جاتے کتنا وقت لگنا تھا۔"

وہ غصے سے اسے جھاڑ پلانے والے انداز میں بولی۔

"مما سچ میں ذہن میں نہیں رہا مجھے یاد نہیں رہا تو یہی یاد کروا دیتی میں کیا انکار کر دیتا۔"

وہ صفائی دینے والے انداز میں بولا۔

"بھئی اس بار میں اس کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس نے کبھی بھی عناب کی جانب سے کوئی لاپرواہی نہیں برتی اب اگر ایک کوتاہی کے بعد اتنا کچھ سنانا بنتا نہیں ہے۔ بھئی اب میں بھی ایک شوہر ہوں اور ایک شوہر کا دکھ نہیں سمجھے گا تو کون سمجھے گا۔"

نواز فوراً ہاتھ کھڑے کرتے ارتضٰی نے حیرت سے پھٹی نگاہوں سمیت ان کی جانب دیکھا۔

"حیرت ہے یہ میرا باپ ہی ہے نا جو میرا ساتھ دے رہے ہیں وہ بھی میرے ہوش و حواس میں پہلی بار۔ سچ ہے یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔"

وہ ڈرامائی لب و لہجے میں بولتے ان دونوں کو ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چلواب جلدی سے تیاری پکڑواور عناب کوڈاکٹر پہ لے جاؤں دو تین دن سے ویسے ہی ڈھیلی پڑی ہوئی

ہے۔چلو عناب آپ کی تیاری پکڑو میں نواز کو کھانا دے دوں۔"

وہ ان دونوں کو تاکید کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ان کے جاتے ہی ارتضی نے سنجیدگی سے اس کی جانب

دیکھا اور اس کے نزدیک ہی صوفے پہ جگہ سنبھالی تھی۔

عناب۔

"او جاؤ جا کر ارتضی ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔"

وہ اس کی بات شروع ہونے سے قبل ہی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"روٹھی محبوبہ جب پہلو میں ہو تو کس کافر کو نیند آسکتی ہے میری جان۔"

وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹتے مزے سے دانت نکوستے ہوئے بولا اور اس کا ہاتھ تھامتے اپنی آنکھوں پہ رکھا

تھا۔

"عناب۔مجھے ہمارا بے بی چاہیے۔"

اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔اس کی انوکھی فرمائش پہ اس کا دل دھڑک اٹھا۔حیا سے چہرے پہ

رنگ تو بکھرے تھے مگر اپنا پلڑا ابھی تو اب بھاری رکھنا تھا۔

"آسمان سے اتار لاؤں ارتضی میاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی طنزیہ کاٹ دار آواز پہ ارتضی نے تنگ کر اس کی جانب دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں زمین سے کھود کر نکالو۔ عجیب و غریب انسان ہو تم بھی اچھا بھلا بندے کا رومینٹک موڈ تباہ و برباد کر دیتی ہو۔"

وہ بھی جواباً تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

"اتنی مشقتیں مجھ سے نہیں ہوتی اب اٹھو اور نیچے پہنچو پھر ڈاکٹر پہ بھی جانا ہے یہ نا ہو کہ مجھے تمہیں ہی زمین کھود کر دفنانا پڑ جائے۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولتی کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ اس کی بات پہ ارتضی کی حالت تو ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ کئی ساعتیں تو غائب دماغی کی کیفیت میں اس کی پشت کو تکتا رہا جو نا جانے کب سے نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے فریش ہونے کا خیال ترک کرتے اس کی ہی تقلید میں قدم بڑھائے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اپنے فیملی ڈاکٹر کے کلینک کی جانب رواں دواں تھے۔

****

"مما آپ نے دوائیاں۔ کیا کر رہی ہیں آپ مما۔"

عفیفہ جو شام کے وقت انہیں دوائیاں دینے سے غرض سے ان کے کمرے کی جانب آئی تھی انہیں موبائل پہ کسی کا نمبر ڈائل کرتے دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔ انہوں نے اس کی اچانک آمد پہ گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"نہیں کچھ نہیں۔"

وہ خشک پڑتے لبوں کو تر کرتے ہوئے بولی۔اس نے حیرت سے محض بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا۔

"کیا ہو گیا مما آپ مام اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہیں سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ ان کے نزدیک جگہ سنبھالتے ہوئے بولی۔

مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔میری پری اتنی دور چلی گئی ہم سے ایک بار پھر سے نا جانے وہاں کیسی ہو گی"

"وہ۔

وہ دھڑکتے دل سمیت بولی۔عفیفہ نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔

مما وہ جرمنی بھی تو گئی تھی اور وہ بھی اکیلی۔اب تو وہ پھر اپنے شوہر کے ساتھ ہے اور شوہر بھی محبوب اور من" پسند۔کسی شک کی گنجائش ہی نہیں بچتی آپ پریشان مت ہو اور میڈیسن ٹائم پہ لے لیں۔میں بھی سوچ رہی "ہوں کہ رات میں صدام کے ساتھ امی کے گھر کا چکر لگا آؤں۔منال کی ڈیٹ بھی فکس ہو گئی ہے نا۔

وہ مسکرا کر انہیں تسلی دیتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"صدام آگیا یا نہیں ابھی۔"

وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے ہوئے بولی۔اس نے چونک کر گھڑی کی جانب دیکھا۔

ابھی تک تو نہیں آئے حالانکہ آجانا چاہیے تھا میرے خیال میں انے والے ہونگے۔میں زیمل کو سلا دیتی" "ہوں ویسے بھی اس کے سونے کا وقت ہو رہا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں بتاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے ایک نظر مسکرا کر زیمل پہ ڈالی جو ابھی بھی لیپ ٹاپ پہ پوئم دیکھنے میں محو تھی۔اس نے سرعت سے اس کے کھلونے سمیٹتے باسکٹ میں ڈالے اور اس کی جانب فیڈر بڑھایا تھا۔کچھ دیر بعد اس کی غنودگی میں جاتے ہی وہ اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔اس سے پہلے کہ وہ جھک کر لیپ ٹاپ اٹھاتی کسی نے عقب سے ہی اس کی کمر کے گرد حصار باندھا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ چیخ مارتی صدام نے سرعت سے سختی سے اس کے لبوں پہ ہاتھ جما لیا۔

"کیا ہو گیا ہے میں ہوں۔"

وہ دھیمے سے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔

"کیا ہو گیا ہے ایسے کیوں بول رہے ہیں۔"

وہ حیرت زدہ سی بولی۔صدام نے جواباً مسکینیت سے اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

کیوں اس چھوٹی سی فتنی کو اٹھانا ہے۔اس کا بس چلے تو تمہیں الگ کمرے میں اور مجھے الگ کمرے میں "رکھے۔"

وہ تاسف زدہ لہجے میں بولا۔عفیفہ نے مسکراہٹ دبا کر اس کی جانب دیکھا۔

"تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کمفرٹر تہہ لگاتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی۔

"بہت گھمبیر صورتحال ہے یار اس طرح تو یہ میرے منے کو اس دنیا میں نہیں آنے دے گی۔"

اس کے پرسوچ لہجے پہ وہ باقاعدہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"صدام آپ بس یہی سوچتے رہتے ہیں کیا۔"

وہ دبے دبے لہجے میں چلائی۔ صدام نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب کیا سوچنے پہ بھی پابندی ہے۔ عمل تو تم کرنے دیتی نہیں۔"

اس کے شکایتی لہجے پہ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"ایک تو تم شرماتی ایسے ہو جیسے ہمارا پہلا بے بی ہو۔ چار سال کی ہو چکی ہے زیمل۔"

وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے پہ چوٹ کرتے ہوئے بولا۔

"بے شرم انسان۔"

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔ صدام نے شانے اچکاتے بالوں کو سنوارا تھا۔

"صدام آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔"

اس کے اچانک سوال پہ اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

مجھے ابھی تک اچھے طریقے سے یاد ہے کہ شادی کے پانچ ماہ بعد ہی میں نے تم سے اظہار محبت کیا تھا۔ کیا اس"

"کے بعد بھی کچھ کہنا سننا باقی ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس بات کو بھی پانچ سال بیت چکے ہیں۔ کیا آپ ساری زندگی اسی اظہار محبت پر چلے گی۔"

وہ طنزیہ لب و لہجے میں بولی۔

"کیا تم چاہتی ہو کہ میں تم سے اظہار محبت کروں۔"

"جی بلکل۔"

وہ اتراتے ہوئے گویا ہوئی۔

میں تم سے اظہار محبت کروں یا نا کروں تمہیں کم از کم یہ یقین رکھنا چاہیے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں"

"کتنی کرتا ہوں کیوں کرتا ہوں یہ سب چیزیں اہم نہیں ہے اہم یہ ہے کہ میں تم سے ہی محبت کرتا ہوں۔

وہ اس کی پیشانی چومتے محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا۔عفیفہ نے تمام کام ترک کرتے اس کے شانے پہ سر رکھ لیا۔اس سے پہلے کہ صدام اس کے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھتا اپنے کندھے پہ ننھے منھے ہاتھ محسوس کر وہ پیچھے کی جانب ہی سر گرائے قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

"بس اسی کی کمی تھی۔"

وہ اسے گود میں بھرتے اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت سے بولا جو اباً اس نے اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ناک سکوڑا تھا۔

"ہم دونوں میاں بیوی ہے میری ماں۔ذیادہ نا سہی میاں بیوی جتنی ہی پرائیوسی دے دے۔"

وہ اس کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے ملتجیانہ لہجے میں بولتے عفیفہ کو کھل کر ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ میری ماما ہے۔"

زیمل ماتھے پہ بل ڈالتے ہوئے بولی جیسے اسے صدام کی بات بلکل بھی پسند نا آئی ہو۔

"اس سے بھی پہلے یہ میری بیوی ہے میری ماں۔"

وہ بھی جواباً ماتھے پہ بل ڈالتے ہوئے بولا۔اس نے جواب میں نروٹھے پن سے اس کی جانب دیکھا تو وہ اس کی ادا سے محظوظ ہوتے اس کی ننھی سی ناک چوم گیا۔

****

"پری۔"

پریسہ جو پریشانی کے عالم میں فون پہ کسی سے محو گفتگو تھی۔غازان کی پکار پہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی اور فون بند کرتے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا غاز۔"

وہ موبائل سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے اس کے بال بکھیرے ہوئے بولی۔

"مجھے پاستہ کھانا ہے وہ جو آپ نے زیمل کو بنا کر دیا تھا وہ والا۔بہت ٹیسٹی تھا وہ۔"

اس کے سنجیدہ لہجے پہ پریسہ نے مسکرا کر بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا اور اس کا ہاتھ تھامتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔اندر قدم رکھتے ہی اس کی نگاہ شائستہ کی جانب اٹھی جو اس کے کہے کے مطابق رات کا کھانا تیار کر رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کچھ چاہیے تھا کیا آپ کو میم۔"

اس نے بمشکل مسکراتے پریسہ کی جانب دیکھا اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔

"جو مجھے چاہیے ہو گا میں خود لے لوں گی تم اپنا کام کرو۔"

وہ سپاٹ لہجے میں بولتی غازان کی مدد سے چیزیں نکالنے لگی۔اسے زیادہ نا سہی مگر تھوڑا بہت تو اندازہ تھا تبھی پریسہ کی کافی مدد ہو گئی تھی۔پاستہ بننے کے عمل کے دوران بھی وہ سلیب پہ پریسہ کے ساتھ ہی بیٹھا رہا تھا۔اس دوران ان دونوں کی ہلکی پھلکی نوک جھوک بھی جاری تھی اور شائستہ کی جلتی نگاہیں غازان کے مسکراتے چہرے پہ جمی تھی۔وہ کبھی اس کے ساتھ تو ایسے مسکرا کر نہیں بولا تھا۔

"غازان آپ میرے ساتھ آجائیں میں آپ کو سکول کا کام کروا دیتی ہوں۔"

شائستہ نے نرمی سے اسے مخاطب کیا تو اس نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جیسے اسکا پریسہ اور اس کے درمیان بولنا اسے بلکل پسند نہیں آیا تھا۔پریسہ نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے طیش بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

اس کی ماں تم ہو یا میں۔اس گھر میں شہرام مجھے اس کی ماں کی حیثیت سے لائے ہیں تو اپنے بیٹے کا اچھا برا میں" بخوبی جانتی ہوں۔اسے پڑھانا کھلانا نہانا دھلانا ہر قسم کا کام مجھ پہ عائد ہوتا ہے تم پہ نہیں۔اسی لیے جس کام کیلیے "تمہیں یہاں رکھا گیا ہے وہ کرو تو بہتر ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بار بار کی مداخلت اسے بلکل بھی پسند نہیں آرہی تھی تبھی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔البتہ اس کی گھورتی نگاہیں غازان پہ جو جمی تھی وہ اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ اسے ایک بچے سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔پاستہ بننے کے دوران ہی شہرام بھی کام سے واپس لوٹ آیا تھا۔حویلی کے صحن میں گاڑی رکتے ہی غازان تو تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا البتہ پریسہ کے چہرے پہ اس کی صبح والی قربت پہ رنگ بکھرے تھے۔

"تم کھانا لگا دوں ہم سب اکٹھے بیٹھ کر ہی کھانا کھائیں گے۔"

وہ سنجیدگی سے اسے بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"کچن میں کیا کر رہی تھی آپ۔"

وہ جو غازان سے باتوں میں مصروف تھا اسے کچن سے نکلتا دیکھ سخت لہجے میں بولا۔

"غازان کا پاستہ کھانے کا دل ہو رہا تھا تو بس وہی بنا رہی تھی۔"

وہ مسکرا کر بولی۔شہرام نے سرد نگاہوں سے غازان کی جانب دیکھا۔اس دوران شہرام کمرے کی جانب بڑھ چکا تھا۔پریسہ بھی تیزی سے اس کے تعاقب میں بڑھی تھی۔

"آپ جلدی سے فریش ہو جائیں پھر ہم ڈائننگ پہ بیٹھ کر ایک ساتھ کھانا کھائیں گے۔"

"ڈائننگ پہ کھانے کی کیا ضرورت ہے ہم کمرے میں ہی کھا لیتے ہیں۔"

وہ اپنی چادر اتار کر صوفے پہ رکھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔اس کے لہجے پہ پریسہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"اگر آپ ڈائننگ پہ نہیں کھائیں گے تو میں کمرے میں بھی نہیں کھاؤں گی۔"

وہ شانے اچکاتے ضدی پن سے بولی۔ شہرام نے ذراسی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔اس کی نگاہوں میں ناجانے ایسا کیا تھا کہ وہ جھرجھری لے اٹھی۔

اتنا ضدی پن اچھا نہیں ہوتا پری کبھی کبھی مقابل کی بھی سن لینی چاہیے۔لازمی نہیں آپ صحیح ہو اور آپ"
"کے سامنے کھڑا انسان فضول بول رہا ہو۔

اس کا لہجہ خاصہ جتاتا اور گہرا تھا۔

میں کسی اور کی بات نہیں کرتی مگر ہمارے معاملے میں آپ کو ہمیشہ میری ہی سننی ہو گی اور یہ میرا حکم"
"ہے۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے گردن اکڑاتے ٹھوس بھرے لہجے میں بولی۔

"آپ کا حکم ہمیشہ شہرام کی سر آنکھوں پہ ملکہ۔"

وہ اس کی پیشانی چھوتے گھمبیر لہجے میں بولا۔پریسہ نے تفاخر سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا جواب اس کی ناک کو ہولے سے چھو رہا تھا۔

"جانتی ہیں مسکراتے ہوئے کتنی پیاری لگتی ہیں آپ۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنی ترستی آنکھوں سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو آنکھوں کے راستے اندر اتارتے گہرے لہجے میں بولا۔

"کتنی۔"

پریسہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے چہرہ اونچا کرتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"اتنی کہ آپ کی اس مسکان کیلیے میری جان بھی حاضر ہے۔"

وہ اس کے شانے کو اپنے عقیدت بھرے لمس سے مہکا گیا۔پریسہ نے سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے وہ مسکرا کر اس کے سینے سے لگی تھی۔

"چلیں اب باہر۔"

وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔شہرام نے اس کا ہاتھ تھامتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔اس نے پہلے پریسہ کیلیے کرسی کھسکائی پھر سربراہی کرسی پہ خود بیٹھا تھا۔

"بیٹھیں مس شائستہ۔"

"یہ کیوں یہاں بیٹھیں گی۔یہ فیملی ڈنر ہے۔وہ اپنے روم میں بھی کر سکتی ہے۔"

پریسہ نے ناگواری سے شہرام کو ٹوکا تو وہ کھانا بھلاتے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"وہ اکیلی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اکیلی ہے یا سوموکل ہے اس کے ساتھ آپ کو اس سے کوئی غرض نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اپنی پلیٹ پہ دھیان دیں۔"

وہ تنک کر تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ شہرام اس کی بات پہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ اسے کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ تو ویسے بھی نہیں تھا۔

"کوئی بات نہیں سر میں اپنے روم میں ہی چلی جاتی ہوں۔"

وہ مسکینیت بھرے لہجے میں بولی اسے امید تھی کہ شہرام پریسہ کو جھڑک کر ایک بار پھر اسے روکے گا مگر اسے رغبت سے کھانا کھاتا دیکھ وہ تلملا کر رہ گئی۔ اتنا بھی کیا زن مرید انسان ہو وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

"غازان آرام سے بیٹا۔"

"میں کھلا دوں غازان کو۔"

شہرام اسے کپڑوں پہ گراتا دیکھ ٹوک اٹھا تبھی وہ سرعت سے مڑ کر دوبارہ ان کے نزدیک آئی تھی۔

تمہارے ساتھ مسئلہ ہے آخر۔ جب ایک بار بول دیا ہے کہ فیملی ڈنر ہے یہ میری فیملی ہے تو کیوں بار بار دخل اندازی کر رہی ہو۔ مجھے بلکل نہیں پسند کہ کوئی غیر انسان ہمارے درمیان بولے۔ مجھے کھانا ہی نہیں کھانا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چمچ پلیٹ میں پٹختے غصے سے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ شہرام نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے کچھ لمحے سوچا اور ایکدم اپنی کرسی کھسکاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ اسے صوفے پہ بیٹھی موبائل میں مصروف دکھائی دی تھی۔

"پریسہ یہ کیا حرکت تھی۔"

وہ بغیر کسی بات کی تمہید باندھے سوالیہ لہجے میں بولا۔

"اس سے نہیں پوچھا آپ نے۔"

وہ سر جھٹک کر بولی۔

"میرے نزدیک اس نے کچھ غلط نہیں کیا۔ اسے میں نے یہاں اسی بدولت رکھا تھا پریسہ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنے مقابل کرتے ہوئے بولا۔

"تو مجھے کس لیے لائے ہیں شادی نا کرتے مجھ سے۔"

وہ منہ پھلاتے ہوئے بولی۔ شہرام نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی تھی۔

"آپ کو تو میں اپنا خیال رکھنے کیلیے لایا ہوں۔"

سوری ٹو سے مسٹر شہرام خان مگر میں آپ سے پہلے غازان کی ہر چیز کا خیال کرتی ہوں۔ اسی لیے آپ اسے "ابھی کے ابھی واپس بھیج دیں میں خود ہی سب کچھ کروں گی۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ پریسہ نے نفی میں سر ہلاتے سرعت سے اس سے ہاتھ چھڑایا تھا۔

"ایم سوری پریسہ۔ میں آپ کو یہاں ان کاموں میں الجھانے کیلئے نہیں لایا۔ اسی لیے جو جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دیں۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے محبت سے بولا۔ اگلے ہی لمحے وہ اس کی سنے بغیر باہر کی جانب بڑھا تھا۔ پریسہ جو اسے اس کے متعلق بتانا چاہتی تھی دل مسوس کر رہ گئی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ اور غازان دونوں ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ شہرام کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے بھی تھی۔ وہ ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"ناراضگی میرے سے ہے نا میں پوری رات مناتا رہوں گا مگر کھانے سے ایسے منہ نہیں پھیرنا چاہیے۔"

وہ سرد لہجے میں وارن کرنے والے انداز میں بولا۔ اگلے ہی لمحے اس نے منہ کھولا تھا۔ شہرام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے چمچ اس کی جانب بڑھایا۔

"ویسے یہ اچھا طریقہ ہے اپنی ضدیں منوانے کا۔"

"ہاں تو آپ تھک گئے تو وہ بات کریں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔ شہرام نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا شائستہ نے دروازے پہ اسے پرخہ اور نوفیل کے آنے کی اطلاع دی تھی۔پریسہ نے سوالیہ نگاہیں شہرام کی جانب اٹھائی تھی۔وہ اسے کچھ بھی کہے بغیر باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"لالہ آپ کب آئے۔ام نے آپ کا بہت انتظار کیا۔آپ تو باہر جاکر امارے کو بھول ہی گئے تھے۔"

وہ اس کے سینے سے لگتے روتے ہوئے بولی۔ شہرام نے نرمی سے اس کے بالوں کو چوما تھا۔پریسہ نے مسکراتے ہوئے تجسس سے اس لڑکی کی جانب دیکھا جو دکھنے میں تو اس سے بھی چھوٹی لگ رہی تھی۔

"دیکھو میں بلکل ٹھیک ہوں بس کچھ ضروری کام نپٹانا تھا مجھے۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے نوفیل کے سینے سے لگا تھا۔پرخہ اب غازان سے مل رہی تھی۔ معاً اس کی نگاہ شہرام کی پشت پہ پڑی تو اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔اس نے ناسمجھی سے شہرام کی جانب دیکھا جو پریسہ کو دیکھتے دلکشی سے مسکرا رہا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی جو اس نے سرعت سے تھام لی تھی۔

"یی۔یہ کون لالہ۔"

پرخہ سرسراتے لہجے میں بولی۔

"یہ ان سے ملو پرخہ یہ پریسہ ہے میری بیوی پریسہ شہرام خان اور تمہاری اکلوتی بھاجائی۔"

وہ پریسہ کو اپنے ساتھ لگاتے اسے اپنی نگاہوں کے حصار میں لیے بولا۔نوفیل نے مسکرا کر اسے سلام کیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بڑے چھپے رستے تم۔امارے" کو بھی نہیں بتایا تمہاری شادی کا لڈو ہی کھا لیتے ام بھی۔"

نوفیل اس کا شانہ تھپتھپاتے شرارت سے ہنستے ہوئے بولا۔پریسہ مسکراتے ہوئے چہرہ جھکا گئی اپنے اوپر کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کر اس نے چونک کر جوں ہی نگاہیں اوپر اٹھائی پرخہ کو خود کو گھورتا پا کر اس کے لبوں سے مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔

"لالہ امارے کو آپ سے بات کرنی ہے ابھی۔"

پرخہ جی کڑا کر بولتی کمرے میں گھس گئی۔شہرام اور نوفیل نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا اور اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔پریسہ بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گئی۔باہر تو غازان بھی نہیں تھا وہ ویسے بھی شاید اندر ہی بیٹھا بیٹھا اب تک تو سو چکا ہو گا۔

لالہ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔آپ کسی بھی شہری لڑکی کو اٹھا کر غاز کی مورے کیسے بنا سکتے ہیں۔آپ نے" امارے ساتھ بلکل اچھا نہیں کیا۔ام نے لالہ رخ کی بات رکھی آپ نے انکار کر دیا ام نے شائستہ کا کہا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ام کو امید تھی کہ آپ اس رشتے پہ حامی بھر دیں گے۔یہ دونوں امارے غاز کو جانتی تھی اچھے سے سنبھال سکتی تھی۔وہ عورت جو شہر کی ہے وہ اس کی سوتیلی ماں ہے اور سوتیلی ماں سوتیلی ہی ہوتی ہے۔"

"بس پرخہ اب آپ حد سے بڑھ رہی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام دانت پہ دانت جماتے شہادت کی انگلی اس کی جانب اٹھاتے تلخ لہجے میں گویا ہوا۔ باہر کھڑی پریسہ کو اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا دوبھر لگا تھا۔اس نے سختی سے پلر کو تھامتے حلق تر کیا۔آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی تھی۔

"ام کچھ غلط نہیں بول رہے لالہ۔ کیا بھروسہ ہے کل کو اس کی اپنی اولاد ہو گی تو وہ امارے غاز کے ساتھ غلط رویہ نہیں رکھیں گی۔ وہ اپنی اولاد پہ تو اسے فوقیت نہیں دے گی نا۔"

وہ غصے سے ہانپتے ہوئے بولی۔نوفیل نے سختی سے اس کی کلائی کو تھاما تھا۔

"تم چلو امارے ساتھ۔اماری بے جا رمی نے تمہیں ایسا بنا دیا ہے۔ شہرام معاف کرنا امارے کو۔ ہمیں ابھی یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ تم خوش رہو۔ جب اس کا دماغ درست ہو گا ام اس کو یہاں لے آئے گا۔"

وہ معذرت خواہانہ لہجے میں شہرام سے بولتے اسے تقریباً کھینچتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ جاتے جاتے بھی وہ پریسہ کو گھورتی نگاہوں سے دیکھنا نہیں بھولی تھی۔ پریسہ نے گھبرا کر شہرام کی جانب دیکھا جو اپنی پیشانی مسلتے کمرے میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ وہ حلق تر کرتے اسکی جانب بڑھی۔ آنکھوں میں نمی سی ابھری ہوئی تھی۔

"شش۔ شہرام۔"

وہ اس کا بازو تھامتے ہوئے بولی۔ وہ چونکا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔

"نہیں کچھ نہیں۔آپ کچھ بول رہی تھی پر خہ کے آنے سے پہلے۔"

وہ مسکرا کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔پریسہ جو اسے شائستہ کے متعلق بتانے کا ارادہ رکھتی تھی لب سی کر رہ گئی۔اگر وہ اسے غلط سمجھتا تو پھر وہ کیا کرتی اور وہ کم از کم شہرام کی نگاہوں میں غلط نہیں ہو سکتی تھی۔

"نہیں تو کچھ بھی نہیں۔"

وہ ہولے سے مسکرا کر بولی۔شہرام نے ایک گہری نگاہ اس کے اڑے اڑے چہرے پہ ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس کے جاتے ہی وہ بھیگی نگاہوں سمیت ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔وہ جو سمجھ رہی تھی کہ اس کی زندگی میں خوشیوں نے مکمل طور پہ دستک دے دی تھی تو کیا ابھی بھی اس میں کسک باقی تھی۔وہ سوچتے آنکھوں کو سختی سے میچ گئی مگر اس لمحے اس نے ایک فیصلہ ضرور لے لیا تھا اب بس اس پہ قائم رہنے کی باری تھی۔اس نے گالوں پہ بہنے والے آنسوؤں کو سختی سے رگڑ دیا تا کہ کوئی بھی اسے روتا ہوا نا دیکھ لے۔

****

فارس چلو نیچے آنے کی تیاری پکڑو میری دوست آگئی ہے اور تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ان کے سامنے ذرا" "ڈھنگ سے رہنا۔نا جانے تمہیں کیا ہو جاتا ہے۔اور اس کتے۔

بھاؤں بھاؤں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ میکس کو کتا بول کر مزید کچھ کہتی وہ ان کی جانب چھلانگ مارتے سرعت سے بول پڑا۔ وہ ہانپتے ہانپتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

" کتنی بار بولا ہے اسے کتا مت بولا کریں۔ دل جل جاتا ہے بیچارے کا۔ میکس نام ہے اس کا۔"

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔ میکس نے زبان باہر نکالتے اس کی بات کی تائید کی تھی۔ وہ ایک ناگوار نگاہ ان دونوں اپنے ڈالتے اپنی ساڑھی سنبھالتے نیچے کی جانب بڑھ گئی۔

" چل میکس ایک اور آفت کو پار لگا کر آتے ہیں دیکھیں تو سہی کون آیا ہے فارس شیخ سے بے عزت ہونے۔"

وہ اپنی جیکٹ کو جھاڑتے دلفریبی سے گویا ہوا اور اسے اپنی تقلید میں آنے کا اشارہ کرتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ نیچے لاؤنج میں پہنچتے ہی اس کی نگاہ صوفے پہ بیٹھی ایک عورت اور لڑکی کی جانب پڑی تھی۔ اس کے دیکھنے پہ وہ لڑکی بھی دلکشی سے مسکرائی تھی۔ وہ نرمی سے سلام کرتے سامنے ہی صوفے پہ براجمان ہو گیا۔

" کیسے ہو فارس بیٹا۔"

اس عورت نے مسکرا کر اس سے استفسار کیا۔

"جی آنٹی بلکل ٹھیک۔"

وہ چہرہ جھکاتے معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔

"بیٹا اوپر تو دیکھیں ذرا یہاں۔"

وہ اسے ہنوز چہرہ جھکائے بیٹھا دیکھ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"توبہ توبہ آنٹی شرم کریں۔نامحرم ہیں آپ میرے لیے۔"

وہ انہیں شرم دلانے والے انداز میں بولا۔آفتاب نے پرسکون انداز میں کلثوم کی جانب دیکھا جو اس کے جواب پہ گڑبڑا کر پہلو بدل گئی تھی۔

"میں اپنی بیٹی کو دیکھنے کی بات کر رہی ہوں۔"

"تو وہ کیا میری باجی لگتی ہیں۔"

اس کے غیر متوقع جواب پہ اس لڑکی کو زوردار قسم کا پھندا لگا۔فارس نے آنکھیں پٹپٹاتے اس کی جانب دیکھا جو اب ہاتھ کی پشت سے اپنا چہرہ صاف کر رہی تھی۔

"میرا بیٹا بہت مزاقیہ ہے۔خیر آپ لیں نا چائے۔بیٹا آپ بھی لو۔"

کلثوم ہنستے ہوئے بولی ساتھ ہی اسے گھورتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔کلثوم کے کہنے پہ اس عورت نے پزے کا ایک پیس تھامتے پلیٹ میں رکھا تو فارس نے الجھی ہوئی نگاہوں سے ان کے ہاتھوں کی حرکت دیکھی تھی۔

"آنٹی نیور مائنڈ بٹ ماما نے تو آپ کو چائے لینے کا کہا تھا آپ نے تو پزا ہی لے لیا۔"

وہ صوفے سے پشت ٹکاتے ہنستے ہوئے بولا تو خفت کے احساس سے ان کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔کلثوم نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ان کے دیکھنے پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"سارا پزا ختم کر دیا آپ نے۔کچھ تو چھوڑ دیتی اب میں مریم کو کیا کھلاؤں گا اسے تو بہت پسند ہے۔"

وہ افسوس کرنے والے انداز میں بولا تو اب کی بار وہ لڑکی ضبط ہارتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا ہوا باجی۔"

"باجی گئی بھینس لینے تم یہ بتاؤ کہ یہ مریم کون ہے۔"

وہ اس کے سوال پہ تنک کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"باجی تو بھینس لینے چلی گئی اب اسے کیسے بتاؤں۔"

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولا۔اس لڑکی نے آنکھیں میچتے ضبط سے گہرا سانس بھرا تھا۔

"مجھے بلکل نہیں ہنسی نہیں آرہی۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہہ کرنے والے انداز میں بولی۔

تو مت ہنسو مجھے تمہارے ہنسنے رونے سے کوئی واسطہ نہیں ہے ویسے بھی تمہاری یہ سڑی ہوئی شکل میں نے "کونسا پوری زندگی دیکھنی ہے۔مجھے بس ایک ہی انسان کے ہنسنے رونے سے فرق پڑے گا اور وہ میری ون اینڈ "اونلی عزیزم یم یم ہے۔

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔اس سے پہلے کہ وہ مزید بگڑتی فارس کا فون بجا تھا۔اس نے چونک کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں یم یم کالنگ جگمگا رہا تھا۔

"اوکے گڈ بائے میری شادی میں ضرور آیئے گا۔سب سے گرینڈ شادی ہونے والی ہے میری۔"

وہ انہیں دیکھ کر بائیں آنکھ دباتے سیٹی کی دھن بجاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔پورچ میں کھڑی اپنی سپورٹ کار میں بیٹھتے ہی اس نے تیزی سے گاڑی اس ریسٹورینٹ کی جانب بڑھائی تھی جس کا ایڈریس مریم نے اسے

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارورڈ کیا تھا۔لبوں پہ ایک دلکش مسکراہٹ رقصاں تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ اس کی گاڑی ایک پر تعیش سے ریسٹورینٹ کے باہر رکی تھی۔وہ سیاہ لیدر کی جیکٹ کو درست کرتے آنکھوں میں گوگلز لگاتے جوں ہی باہر نکلا آس پاس سے گزرتی لڑکیوں نے اس کی شخصیت سے مرعوب ہوتے اسے مڑ کر ضرور دیکھا تھا۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو۔"

ہمیں تو مریم نے بلایا ہے یہاں تاکہ جب تم اندر کی صورتحال دیکھ صدمے میں چلے جاؤ تو تمہیں واپس گھر چھوڑ سکیں۔

ان کے جواب پہ فارس نے الجھن بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا اور قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔اس کی ریزرو کیے گئے میز پہ پہنچتے ہی فارس کے چہرے پہ موجود مسکراہٹ کی جگہ سرد مہری نے لے لی تھی۔سامنے کا منظر دیکھ اس کی آنکھیں جلنے لگی۔ہادی اور ارتضی نے چور نگاہوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور حلق تر کر کے رہ گئے کیونکہ سامنے ہی مریم ایک لڑکے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے بیٹھی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اشتعال کے عالم میں ان کی جانب بڑھتا ارتضی نے سرعت سے اسے قابو کیا تھا۔

"ارے فارس تم لوگ آ بھی گئے بہت اچھے وقت پہ آئے ہو۔تم لوگوں سے مجھے اسے ملوانا تھا۔یہ میرا بہت اچھا دوست ہے اور اسے میں جیسی ہوں ویسی ہی قبول ہوں۔بہت جلد ہم شادی بھی کرنے والے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی بازو میں بازو ڈالتے خصوصاً فارس کو جتاتے ہوئے بولی۔اس کے چہرے پہ کر ختگی چھا گئی۔ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔مریم نے ایک لمحے کو تو حلق تر کیا مگر یہ اس کی اپنی زندگی تھی وہ کیوں کسی سے گھبراتی۔

اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ اس لڑکے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالتی فارس نے اپنا آپ ہادی کی گرفت سے ازاد کراتے سختی سے اس کا ہاتھ تھام کر دبایا تھا۔مریم کو اپنے ہاتھوں کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔فارس کی نگاہیں اس کے چہرے سے ہوتی اس کے کپڑوں پہ ٹک گئی۔آنکھوں سے چنگاریاں سی جلنے لگی تھی۔

"میں اگر ہنسانا جانتا ہوں تو رلانا بھی بہت اچھے سے جانتا ہوں مریم۔"

وہ اس کے ہاتھ پہ دباؤ بڑھاتے پتھریلے لہجے میں غرایا۔خود کو مریم کہے جانے پہ اس کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ وہ ہمیشہ اسے یم یم ہی کہہ کر پکارتا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکا مریم کا ہاتھ فارس کی گرفت سے آزاد کراتا فارس نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔اس کے قدم اگلے ہی لمحے وہی تھم گئے۔

"ہاتھ چھوڑو میرا۔"

وہ آنکھیں میچ کر کسمساتے ہوئے بولی۔اس کی باتوں پہ اس کے دل کی دھڑکن سست پڑ رہی تھی۔

"یہ ہاتھ تو ساری عمر اسی ہاتھ میں رہے گا پھر چاہے وہ ہنس کر یا رو کر تھامنا چاہو گی یہ تم پہ ہی منحصر ہے۔"

وہ سختی سے باور کرانے والے انداز میں بولا۔مریم نے عین اسی وقت مزاحمت ترک کر دی۔اگلے ہی لمحے فارس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا اور ایک کڑی نگاہ اس کے پہناوے پہ ڈالتے لمبے

All Rights Reserved By Novels Lounge

لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ارتضی اور ہادی جو سکتے کی کیفیت میں اس کا وحشی پنہ دیکھ رہے تھے اس کے جاتے ہی باہر کی جانب بڑھے تھے۔ہادی نے تو عقب سے جا کر ہی اسے گردن سے تھام لیا۔

"میں تو پہلے ہی بولتا تھا ماموں بنا رہا ہے ہمیں سالا۔"

ہادی اس کی گدی پہ تھپڑ مارتے ہوئے دانت پیستے ہوئے بولا۔فارس نے چمکتی نگاہوں سمیت اس کی جانب دیکھا۔

ماموں تو ابھی تم لوگ بنو گے اور جس دن تم لوگ ماموں بنو گے نا اس دن تم لوگ جھک کر میری اولاد کو "سلام کرو گے۔"

وہ ان دونوں کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے مزے سے بولا۔ان دونوں نے حیرت سے اس کی مسکراتی آنکھوں کو دیکھا تھا جس کی رنگت ابھی کچھ دیر قبل مریم کو دیکھ سرخ پڑ رہی تھی اور اب وہ کس قدر سکون میں تھا۔

"اور مریم۔"

ارتضی نے کھوجتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ اب خود میرے پاس آئے گی۔"

وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے پر سوچ لہجے میں بولا۔ان دونوں کی پر سوچ نگاہیں فارس کی چوری پشت پہ جمی تھی جو اس لڑکے کے ساتھ ریسٹورینٹ سے نکلتی مریم کو سخت نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔اس کے

All Rights Reserved By Novels Lounge

چہرے کے عضلات ایک بار پھر سے تنے ہوئے تھے اور یہ بات ان دونوں کو اچھے سے ازبر تھی کہ یہ سب مریم کے لباس کی بدولت ہے۔اب بس انہیں فارس کی بات مکمل ہونے کا انتظار تھا۔

****

"میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں کی کہانی کچھ ایسی ہو کہ ساری دنیا یاد رکھے۔"

وہ جو کوئی بھی تھی اب اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ رہی تھی۔مقابل نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں محبت کے چھوٹے چھوٹے جگنو تھے۔

"کہاں جا رہی ہو۔"

اس نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

"میں آج آپ کو کچھ دکھانا چاہتی ہوں۔"

وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی اور اسے لیتے آگے کی جانب بڑھ گئی یہاں تک کہ چلتے چلتے ہر جانب تاریکی چھاتی جا رہی تھی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں آگے تو بہت تاریکی ہے۔"

وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔مقابل اس کی بات پہ پراسرار سا مسکرایا تھا۔اس کی مسکراہٹ بہت زیادہ عجیب تھی۔

"تمہیں اب اسی تاریکی میں بسیرا کرنا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے عقب سے آنے والی نسوانی آواز پہ اس کا پورا وجود تھرا کر رہ گیا۔اس نے جھٹکے سے رخ مورتے اپنے عقب میں دیکھا جہاں کسی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے سامنے دیکھا مگر وہاں سے وہ مسکراتا شخص بھی غائب ہو چکا تھا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔اندھیرا بڑھتا چلا جارہا تھا اور اس کی سانسیں تھمتی جارہی تھی۔

"نہیں میں اب اسے کھونے کی ہمت نہیں رکھتی۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامتی بے چینی سے بلند آواز مین بڑبڑائی۔چلتے چلتے قدم شل ہو گئے تھے۔اس نے بھیگی نگاہیں اٹھاتے سامنے دیکھا تو وہاں محض تاریکی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیا تھا۔اگلے ہی لمحے جیسے کسی نے اسے اس تاریکی میں اپنی جانب بے دردی سے کھینچ لیا۔

پریسہ نے ہڑبڑ کر آنکھیں کھولی۔کمرے میں مکمل تاریکی کا راج تھا۔اس کا تنفس بہت بری طرح بکھرا ہوا تھا۔کئی ساعتیں تو اسے یہی سوچتے بیت گئی کہ وہ کہاں ہے۔آنکھوں کی پتلیوں میں خوف پھیلا ہوا تھا۔اس نے تاریکی میں ہاتھ مارتے اپنے ساتھ سوئے شہرام کو ٹٹولنا چاہا مگر وہاں کسی کا بھی نام ونشان تک نہیں تھا۔وہ ایکدم جیسے کسی خواب سے بیدار ہوئی تھی۔ہاں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ کوئی بھیانک خواب تھا جو وہ دیکھ رہی تھی۔اب وہ اس خواب سے جاگ چکی تھی۔اس نے تھکے تھکے انداز میں بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائی اگلے ہی لمحے اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی تھی۔

"شہرام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کا دل اس کے بابت سوچ دھک سے رہ گیا۔اس کی اس لمحے غیر موجودگی اسے بری طرح کھلی تھی۔وہ ایک جھٹکے سے کمبل ہٹاتے اپنی جگہ سے اٹھی لیکن اگلے ہی لمحے سردی کا احساس اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔اس نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے جیسے سردی کی شدت کو کم کرنا چاہا۔وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔غازان کے کمرے میں جھانکتے ہی اسے اندازہ ہوا کہ وہ وہاں بھی نہیں ہے۔یکلخت اسے پریشانی نے آن گھیرا۔اس نے غازان کے اوپر کمبل درست کرتے شال کو اچھی طرح خود کے گرد لپیٹا اور مرے مرے قدموں سے واپس کمرے کی جانب آئی تھی۔ارادہ اسے فون کرنے کا تھا۔

"کیا وہ اپنی بہن کی باتوں میں آگئے ہیں۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے پریشانی سے دل ہی دل میں مخاطب تھی۔اسے شدت سے رونا آنے لگا۔کیا اس کی زات شہرام کیلیے اتنی بے وقعت تھی کہ کوئی بھی اس کے بابت اس کی سماعتوں میں کچھ اتارتا اور وہ یقین کر لیتا۔اس نے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھاتے اس کا نمبر ڈائل کیا تو فون کی آواز کمرے سے ہی آرہی تھی۔ایکدم اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔وہ تیزی سے ٹیرس کی جانب بڑھی تھی۔وہ سامنے ہی راکنگ چئیر پہ بیٹھا نا جانے کن سوچوں میں غرق تھا۔ساتھ ہی میز پہ فون پڑا بج رہا تھا۔اس نے سرعت سے کال کاٹی تھی۔

"شہرام۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ کی مدھم آواز پہ وہ راکنگ چیئر پہ بیٹھے بیٹھے چونکا اور گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا۔ سامنے ہی وہ کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں کی سوزش دیکھ اسے اندازہ ہوا کہ جب وہ یہاں آئی ہے یا تو وہ رو رہی ہے یا نیند ہی پوری نہیں ہو پا رہی۔

"آپ یہاں اتنی سردی میں۔ سوئے کیوں نہیں اب تک۔"

وہ دھیمے سے بولتی اس کے نزدیک آئی تو شہرام سر جھٹک گیا۔

"نیند نہیں آ رہی تھی اور میں تو ویسے بھی راتوں کو جاگنے کا عادی ہوں۔"

وہ عام سے لہجے میں بولا۔ پریسہ کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

"مجھے جگا دیتے آپ۔"

وہ خود کو کہنے سے روک نا پائی۔ اس کے لہجے میں ایک بے نام سی اداسی چھائی ہوئی تھی۔

"اتنی گہری نیند میں تھی آپ دل نہیں کیا جگانے کا۔ خیر کیا ہوا میں نے تو کسی قسم کا کوئی شور بھی نہیں کیا جس سے آپ کی نیند میں خلل پیدا ہوتا۔"

وہ سوالیہ نگاہیں اسی پہ مرکوز کیے بیٹھا تھا۔

"شہرام آپ پریشان ہیں نا۔"

وہ جی کڑا کر گویا ہوئی۔ پریسہ نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پہلا سوال میرا تھا پریسہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اب وہ چہرہ دوسری جانب موڑے آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ پریسہ کو رونا آنے لگا۔ وہ اسے نظرانداز کیوں کر رہا تھا۔

"آپ میری وجہ سے پریشان ہیں نا۔"

شہرام نے گردن موڑتے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ خوف اضطراب بے چینی ہر قسم کا عنصر موجود تھا۔ اس نے اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوتی دیکھی۔ سردی کی بدولت وہ اپنے ہاتھوں کو بے دردی سے مسل رہی تھی۔ وہ اسے ایک نئے جھنجھٹ میں تو نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ اس نے گہرا سانس بھرتے چیئر کی حرکت روکی اور اس کی جانب اپنا بازو پھیلایا تھا۔ پریسہ نے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں اشارہ سمجھتے اس نے جھجکتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی پہ رکھا تھا۔ شہرام نے نرمی سے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

"نیند سے کیوں جاگ گئی۔ کل سے نیند پوری نہیں ہوئی آپ کی۔"

وہ اب اس کے دونوں ہاتھوں کو نرمی سے سہلاتے جیسے انہیں گرمائش پہنچانے کی کوششوں میں تھا۔

"آپ میری وجہ سے اپ سیٹ ہے نا۔"

اس نے ایک بار پھر اپنا سوال دہرایا۔ شہرام نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"کبھی سنا ہے آپ نے کہ جو لوگ آپ کے سکون کی وجہ ہو ان سے آپ کو کوئی پریشانی ہوئی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اب اس کی ٹھوڑی تھامے اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے ہوئے بولا۔

لیکن آپ مجھ سے بات نہیں کر رہے جب سے وہ آپکی بہن۔ مجھے لگا جیسے آپ پرخہ کی باتوں سے اتفاق"

"کرتے ہیں۔ وہ مجھے شاید پسند نہیں کرتی میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ناپسندیدگی دیکھی ہے۔

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔ شہرام نے اس کے سر دہاتھوں کو سہلاتے اپنی شال کا ایک سرا اس کے گرد لپیٹا تھا۔ اب وہ مزید اس کے حصار میں آگئی تھی۔

کیا وہ ہماری زندگی میں اتنی اہمیت کی حامل ہے کہ ہم ایک شخص کی بدولت اداس ہو جائے۔ آپ کو اس کی"

"آنکھوں سے نہیں میری آنکھوں سے غرض ہونا چاہیے کہ میری آنکھیں کیا کہتی ہیں۔

وہ اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے مدھم لہجے میں بول رہا تھا سمجھا رہا تھا یا جتا رہا تھا وہ سمجھ نا پائی۔

"مگر مجھے تو آپ کی آنکھوں میں بھی کچھ نظر نہیں آرہا اتنی دیر سے۔"

اس کی اخری بات پہ وہ سر اٹھاتے نروٹھے لہجے میں بولی۔ اس کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ کھل کر ہنس دیا۔

میاں بیوی کے رشتے میں کسی تیسرے کی گنجائش نہیں ہوتی پریسہ۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں"

جو بھی بات ہے ہمیں ایک دوسرے سے کھل کر کرنی ہے۔ پرخہ نے کیا کہا کیوں کہا یہ سب پوچھنے کا آپ پورا

"حق رکھتی ہیں مجھ سے۔ میں نے آپکو یہ حق سونپا ہے تو پھر یہ جھجک یہ ڈر یہ اضطراب کیوں۔

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ کہتے ساتھ ہی آنکھیں میچ گئی۔

"کس چیز کا ڈر۔"

وہ اب اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔پریسہ نے اپنی آستین سے ناک رگڑی تو شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مجھے ابھی بھی آپ مکمل طور پہ نہیں ملے آپ مجھے چھوڑ جائیں گے۔میں پھر بھی خالی ہاتھ رہ جاؤں گی۔میں یہ باتیں آپ کو پریشان کرنے کی وجہ سے نہیں۔"

وہ اپنے دل کی کیفیت اس پہ آشکار کر رہی تھی۔

"مجھے آپ کی ذات پریشان نہیں کر رہی پریسہ نہیں کر رہی۔یہ جو دو پل میں نے ہنس کر جیے ہیں نا یہ آپ کی ہی بدولت ہے۔ہاں میں پریشاں ہوں مگر اس کے پیچھے آپ کی ذات نہیں ہے اور نا کبھی ہو سکتی ہے۔"

وہ اب کی بار اس کی ایک ہی تکرار پہ چڑ کر جتانے والے لہجے میں بولا۔پریسہ نے ایکدم چپی سادھ لی۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہا تھا۔شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"اب کیوں رو رہی ہیں۔"

وہ دو منٹ تک اس کا چہرہ دیکھتا رہا مگر پھر بھی جب اس کے آنسو نا تھمے تو گہری سنجیدگی سے بولا۔پریسہ نے اب کی بار اس کی شال سے ناک رگڑی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے خود علم نہیں ہے مگر پتہ نہیں کیوں جب بھی آپ کو دیکھتی ہوں میں کمزور پڑ جاتی ہوں۔آپ کی آواز" "سن کر مجھے رونا آئی جاتا ہے۔جی چاہتا کہ اتنا روؤں کہ میں انہی آنسوؤں میں بہہ کر ختم ہو جاؤں۔

اس نے سر اٹھا کر براہ راست شہرام کی آنکھوں میں دیکھا جس کے چہرے پہ گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔

"کیا میری آواز اس قدر بھیانک ہے پریسہ۔"

وہ بلند آواز میں بڑبڑایا۔اس نے اس کی بات مکمل طور پہ گول کر دی تھی شاید وہ اس کی توجہ ہٹانا چاہتا تھا۔

"اگر خطرناک بھی ہے تو پھر بھی مجھے بے حد عزیز ہے۔میری سماعتیں ترسی ہیں اس آواز کو سننے کیلیے۔"

ایکدم اس کے ساکت وجود میں حرکت پیدا ہوئی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے شدت سے اسے سینے میں بھینچ لیا تھا۔اس کے آنسو اب شہرام کی شرٹ کو بھگو رہے تھے۔اس نے اپنوں کو خوش کرنے کی خاطر اس لڑکی کی زندگی تک کو داؤ پہ لگا دیا تھا۔کس قدر موم ہوتی ہے نا یہ لڑکیاں جو ایک نظر التفات کی اس پہ ڈال دے یا نرمی سے اس کے آنسو پونچھ دے کچھ لمحوں کی ہمدردی دکھا دے یا محبت کا اظہار کر دیں تو ساتھ ہی پگھل جاتی ہے۔وہ ٹھنڈی آہ بھرتے محض سوچ کر رہ گیا۔

"پریسہ ناؤ یو آر ہرٹنگ می۔"

اس کے لہجے میں ایک تھکان سی تھی۔پریسہ نے ناسمجھی سے چہرہ اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔"

وہ اپنے گال رگڑتے ہوئے خالی خالی لہجے میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"مت رویا کریں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

وہ گزارش کرنے والے انداز میں بولا تو پریسہ بمشکل مسکراتے اس سے علیحدہ ہوئی تھی۔ ہوا میں موجود خنکی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

"سردی بڑھ رہی ہے میرے خیال میں اب ہمیں سونا چاہیے۔"

وہ مدھم لہجے میں بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ شہرام نے بھی اپنی شال درست کرتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ وہ کمرے میں اس وقت تک ہیٹر آن کر چکی تھی۔ شہرام بیڈ پہ آکر جب تک اپنی جگہ پہ بیٹھا وہ کمبل اوڑھتے اپنی جگہ پہ لیٹ چکی تھی۔ شہرام نے گہرا سانس بھرتے اس کی جانب دیکھا اور اپنی سائیڈ کا لیمپ آف کرتے خود بھی سکون سے لیٹ گیا۔ پریسہ کا مسلسل بے چینی سے کروٹیں بدلنا اس سے مخفی نہیں تھا۔ اگلے ہی لمحے نہایت نرمی سے اس نے پریسہ کو اپنے حصار میں لیا تو وہ اس کی حرکت پہ دھک سے رہ گئی۔

"شہرام۔"

"او جائیں پریسہ سکون سے۔"

اس کے لہجے میں واضح تنبیہ تھی۔ پریسہ کا دل بری طرح ٹوٹا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ کسی وجہ سے پریشان ہے مگر وہ یہ چاہتی تھی کہ شہرام اس سے خود اپنے دل کی بات کرے مگر وہ کسی گہرے سمندر کی مانند خاموش تھا۔ وہ دل ہی دل میں ضبط کرتے اس کا بازو اپنے گرد سے ہٹاتے ایک جانب ہو گئی۔ شہرام نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جواب دوسری جانب کروٹ بدل گئی تھی۔ پرخہ کی باتیں اس کے ذہن کے دریچوں میں

All Rights Reserved By Novels Lounge

شدت سے لہرائی تھی۔اس نے آنکھوں کو سختی سے میچا تھا۔اپنی پشت پہ شہرام کی نگاہیں وہ صاف محسوس کر سکتی تھی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کبھی بھی اس کے نزدیک نہیں جائے گی۔اس کیلیے یہی اہم تھا کہ وہ اس کے پاس ہے ساتھ ہے۔اس کیلیے اس کی موجودگی ہی سب کچھ تھی۔ شہرام حیرت ذرہ سا اس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔اسے پریسہ سے اس قسم کی توقع بلکل نہیں تھی۔

"پریسہ۔"

اس نے سنجیدگی سے اسے پکارا مگر اس کی جانب سے مسلسل خاموشی سن وہ سرد آہ بھر کر رہ گیا۔

****

نوفیل تھکا ہارا سا اپنی پیشانی مسلتے جوں ہی کمرے میں داخل ہوا کمرے میں غیر معمولی خاموشی کا راج تھا۔اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی مگر پرخہ کا سرے سے ہی نام و نشان تک نہیں تھا۔اس وقت کے بعد سے وہ باہر تھا کیونکہ وہ بلکل بھی بحث کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔وہ جانتا تھا کہ پرخہ سے بات کرنے کا مطلب بس بحث ہے جو طوالت اختیار کرتی چلی جائے گی تبھی وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گیا تھا مگر اب واپسی پہ بھی اس کا نام و نشان نا دیکھ اس کے وجود میں اشتعال کی ایک شدید لہر دوڑی تھی۔وہ الٹے قدموں سے وہی سے نکلتا چلا گیا۔

"ارے لالہ اتنی رات کو جاگ کر کیا کر رہے ہیں آپ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

لالہ رخ کی آواز پہ وہ جو نوری کی کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا چونک کر اس کی جانب پلٹا اور بمشکل مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں کچھ نہیں وہ بس ٹھنڈی ہوا کھانے باہر جا رہا تھا۔"

وہ جی کڑا کر گویا ہوا۔لالہ نے شرارتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

آپ امارے سے کم از کم جھوٹ مت بولیں کیونکہ باہر اس جانب ہے یہاں تو نوری کا کمرہ ہے۔آپ مجھ سے "سچ بول سکتے ہیں۔"

وہ شرارتی مسکراہٹ لبوں میں دبائے مزے سے بولی تو اب کی بار وہ ساری باتیں بھلائے کھل کر ہنس دیا اور اس کا سر تھپتھپاتے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔لالہ رخ بھی پانی کا جگ لیتے زربی بی کے کمرے کی سمت بڑھ گئی۔نوری کے کمرے کا دروازہ ہولے سے وا کرتے ہی اس کی نگاہ سامنے کے منظر پہ تھم کر رہ گئی جو نوری کو سلانے کے ساتھ ساتھ اس کے بالوں پہ بھی ہاتھ پھیر رہی تھی۔اس کے ہاتھ میں بریخنہ کی تصویر بھی موجود تھی جس سے وہ اسے بہت بار باتیں کرتا دیکھ چکا تھا۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے نزدیک پہنچا اور اس کے ہاتھ سے تصویر کھینچی تھی۔پر خہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا مگر سامنے کھڑے نوفیل کو دیکھ اس کے چہرے پہ خود بخود سختی در آئی۔

"تصویر واپس کرے امارے کو۔"

وہ دبے دبے لہجے میں بولی۔آنکھیں مسلسل رونے کی بدولت سرخ ہو رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

یہاں سے اٹھواور کمرے میں چلوپر خہ۔امارے کو سختی کرنے پہ مجبور مت کرو۔میں تمہیں واضح کر رہا"

"ہوں۔

وہ درشت لہجے میں اسے باور کرانے والے انداز میں بولا تو پر خہ نے شکایتی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

آہستہ بولیں نوری بہت مشکل سے سوئی ہے امارا ہی خیال نہیں ہے تو کم از کم اپنی بیٹی کا ہی کر لیتے جانتے ہیں"

"کہ آپکی بیٹی کو آپ کے بغیر نیند نہیں آتی لیکن آپ کو بس امارے سے لڑنا آتا ہے۔

وہ خفا خفا لہجے میں گویا ہوئی۔نوفیل نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔

ابھی میں تم سے تمیز سے ہی مخاطب ہوں اگر برے طریقے سے ہوتا تو کھینچتے ہوئے کمرے میں لے کر"

جاتا۔ام نے تم کو اتنی بار باور کرایا ہے کہ امارے ساتھ فضول کی لڑائیاں مت پالا کرو نا جانے تمہیں کیا ہوتا

"جا رہا ہے۔

وہ دانت پہ دانت جماتے سختی سے بولا۔اس کی اونچی ہوتی آواز پہ نوری ہلکا سا کسمسائی تو پر خہ گھبرا کر سرعت

سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے امارے کو بھی آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔آپ جائیں میں آج نوری کے ساتھ سو جاؤں گی۔"

وہ نوری کے بال سہلاتے ہوئے نظریں چراتے ہوئے بولی۔اگلے ہی لمحے نوفیل نے سختی سے اس کی کلائی کو

تھامتے کمرے کی لائٹ بجھائی اور تیز قدموں سے اسے لیتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی

نوفیل نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی آزاد کی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیوں تماشہ لگا رہی ہو پرخہ۔"

وہ تھکے تھکے لہجے میں گویا ہوا۔پرخہ نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں تماشہ لگا رہی ہوں میں نوفیل۔میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں تماشہ وہ تھا جو آپ نے کل کی آئی اس لڑکی کے سامنے امارا لگایا ہے۔کیسے آپ امارے کو کھینچتے ہوئے وہاں سے لے کر آئے تھے۔وہ اماری مورے کا بھی گھر ہے۔"

وہ نم لہجے میں بولی۔نوفیل نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ کل کی آئی ہوئی لڑکی جو ہے نا وہ تمہارے لالہ کی بیوی ہے اب۔تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے لالہ کی بیوی کو بھاجائی کہہ کر ہی مخاطب کرو۔اس طرح تمہارے لالہ کو بھی اچھا محسوس ہوگا اور تمہیں بھی۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔

"لیکن لالہ امارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔انہوں نے کسی سے پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا۔"

وہ ایکدم کچھ ڈھیلی پڑی تھی۔نوفیل جانتا تھا کہ وہ ایسے ہی سنے گی۔

"ایک بار وہ اپنے گھر والوں کی محبت میں سولی سے لٹک چکا ہے۔امارا نہیں خیال اب کی بار اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت تھی۔اس نے جو بھی کیا ہے بہت اچھا کیا ہے۔

نوفیل تو اس کی زندگی میں آگے بڑھنے میں بے حد خوش تھا اور یہی خوشی اس کی باتوں سے بھی جھلک رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

امارا اس میں کیا قصور تھا کہ ان کی پہلی شادی برباد ہوئی۔

قصور تو اس کا بھی نہیں تھا جو اس چیز کی بھینٹ چڑھ گیا اور تم اگر اپنا قصور پوچھتی ہو تو ام تمہیں بتاتے ہیں کہ تمہارا قصور کیا تھا۔ کیا تم نہیں جانتی تھی کہ شہرام پشمینہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ پھر بھی تم اس کی شادی شہرام سے کرانے پہ بضد تھی اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر چاہے اس وقت تم جانتی تھی یا نہیں کہ پشمینہ کا اصل کیا ہے اگر اس وقت تمہیں تمہارے لالہ یاد نہیں آئے نا تو اب بھی نہیں آنے چاہیے سمجھ لگی تمہیں امار ی بات۔"

وہ بولنے پہ آیا تو بنا سانس روکے بولتا چلا گیا۔ پرخہ کی آنکھوں کی پتلیاں اس کی بات پہ حیرت سے پھیلی تھی۔ اس نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔

"ہر چیز میں ام ہی تو قصوروار نہیں نا۔"

چند لمحوں کی توقف کے بعد جب وہ بولی تو اس کا لہجہ لرزتا ہوا تھا۔

تم قصوروار نہیں تھی مگر آج جو تم نے وہاں کیا ہے اس میں سراسر تمہارا ہی قصور ہے میں تمہارے اس عمل پہ تمہیں سراہوں گا بلکل بھی نہیں۔"

اب کی بار وہ ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا۔

میں تو بس اسی لیے بولی تھی کہ اگر وہ بھی لالہ کے حق میں غلط ہوئی تو اب کی بار تو غازان بھی ان سے جڑا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے اپنی بات رکھنی چاہی تھی۔ نوفیل نے ہولے سے اس کی بات پہ نفی میں سر ہلایا۔

"کیا اس نے تمہارے لیے امارے کو چنتے ہوئے غلط کا انتخاب کیا۔ کیا میں نے تمہارے ساتھ کبھی غلط رویہ رکھا۔ کیا کسی پرانی بات کو دہرایا نہیں نا۔"

آپ نے تو مجھے دوسری زندگی دی ہے۔ میری شخصیت جو کھو گئی تھی اسے دوبارہ مجھ سے ملوایا ہے۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے بھیگے لہجے میں بولی۔ نوفیل نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

"پھر تم ایسا کیسے سوچ سکتی ہو کہ وہ اپنی اولاد کیلیے یا اپنے لیے غلط کا انتخاب کرے گا۔ جب اس نے اپنی بہن کیلیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تو پھر کیا وہ اپنے لیے نہیں سوچے گا۔"

وہ اس سے سوال کر رہا تھا اور جواب میں پرخہ بلکل خاموش تھی۔

"میں بس اچانک۔ مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ میں لالہ سے معافی مانگ لوں گی۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔

"جب وہ دوسروں کی خوشیوں کیلیے جی جان لگا دیتا ہے تو ہم کیوں اس کی خوشیوں میں خوش نہیں ہو پاتے۔ اسے بھی خوشیوں پہ اتنا ہی اختیار حاصل ہے جتنا ہم سب کو ہے۔ اگر تم زندگی کی جانب آئی ہو تو اسے بھی اپنی زندگی کی جانب لوٹنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ پرخہ نے اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا تھا۔ اس کی ایک ایک بات ٹھیک ہی تو تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں لالہ سے معافی مانگوں گی۔ میں اپنے لالہ سے بہت پیار کرتی ہوں میں انہیں اداس نہیں ہونے دوں گی"

"اور ان سے منسلک رشتوں کو بھی بہت پیار کرتی ہوں۔

وہ بچوں کی طرح اپنے آنسو پونچھتی دھیمے سے بڑبڑائی۔ نوفیل کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ اسے ڈیل کرنا اس تمام عرصے میں اچھے سے سمجھ گیا تھا۔ اس کا ذہن ابھی کمزور تھا وہ جذباتی ہو جاتی تھی۔ یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی تبھی آج نوفیل نے اس کے ساتھ کسی قسم کی نرمی نہیں برتی تھی۔

"آپ ناراض ہیں کیا مجھ سے۔"

وہ آس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"شادی کے بعد کے تمام عرصے میں پہلے کتنی بار ناراض ہوا ہوں میں تم سے۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے نروٹھے لہجے میں بولا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی وہ روتے روتے کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

"کبھی بھی نہیں۔"

وہ مسکاتے ہوئے تفاخر سے بولی۔ نوفیل جو اس دھوپ چھاؤں کے منظر میں الجھا ہوا تھا چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"یہ جو تم روتے روتے ہنستی ہو نا قسم سے جان نکال لیتی ہو۔"

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پیشانی پہ شدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا تو وہ جھجکتے اس کے سینے میں سر دھڑ گئی۔

"نوفیل کے ملنے سے ہی تو پرخہ کو ایک نئی شناخت ملی ہے۔آپ کے وجود سے ہی میری ذات مکمل ہے۔"

وہ نم لہجے میں بولی تو نوفیل اپنی جگہ پہ ساکت رہ گیا۔ گزرے چار سالوں میں پہلی بار اس نے اپنی محبت کا اظہار یوں کھل کر کیا تھا۔نوفیل نے اس کی بات پہ مزید شدت سے خود میں بھینچ لیا۔یہ لڑکی اس کی رگ رگ میں سما چکی تھی۔

****

"یہ تم اتنا بن ٹھن کر کہاں جا رہی ہو۔"

عائشہ نے سر تا پا اس کا جائزہ لیا جو کہیں جانے کو نک سک سی تیار تھی۔اب وہ آئینے میں دیکھتے اپنے لبوں کو آپس میں ملاتے لپ سٹک لگا رہی تھی۔عائشہ کی آواز پہ اسنے چونک کر عائشہ کی جانب دیکھا۔

"ڈیٹ پہ۔"

وہ انگلی کی مدد سے بالوں کو سنوارتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔عائشہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"فارس کے ساتھ۔"

اس کے لہجے میں ایک آنچ سی تھی۔مریم کے چہرے پہ اگلے ہی لمحے کرختگی چھا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تمہارا دماغ خراب ہے کیا جو تمہیں یہ خیال آیا۔ ہاں ہی از آ گڈ فرینڈ آف مائن بٹ ڈیٹ نو نیور۔ نا جانے تم نے سوچ بھی کیسے لیا۔"

وہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے تاسف زدہ لہجے میں بولی۔

"اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے۔ مجھے تو اس بات پہ حیرت ہے کہ تم ان کے ساتھ کیوں نہیں جا رہی۔ اچھا خاصہ ہینڈ سم ہے۔ ویل ایجوکینٹڈ ہے امیر ہے اور کیا چاہیے تمہیں۔ میں تمہاری جگہ ہوتی تو سو بار اس کا ہی انتخاب کرتی۔"

وہ ناک سکوڑتے ہوئے بولی ساتھ ہی چپس کا پیک کھولتے اپنا ناول لے کر بیڈ پہ بیٹھ گئی۔

"ہاں تو دوست بھی ہیڈ سم ہو ہی سکتے ہیں ضروری تو نہیں جو ہینڈ سم ہو وہ ہسبینڈ مٹیریل بھی ہو۔ ہر لڑکی کی ترجیحات مختلف ہوتی ہے عائشہ۔ اس کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو مجھے اس کی جانب مائل ہونے سے روکتی ہیں۔"

وہ شاید پہلی بار اتنا کھل کر اس سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔

"جیسے کہ۔"

وہ ناول پڑھنا جیسے بھول گئی تھی تبھی کتاب بند کرتے پوری دلجمعی سے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جیسے کہ اس کو اپنی بیوی میں اپنے مطابق تبدیلیاں لانی ہے اگر وہ پینٹ شرٹس پہنتی ہوئی تو اس کی جگہ شلوار سوٹ۔ اگر اس کے دوست لڑکے ہوئے تو وہ سب سے پہلے وہ دوستی ختم کروائے گا۔ نہیں مطلب کیا ایک لڑکی کی اپنی کوئی زندگی نہیں ہے پہلے وہ ماں باپ کے مطابق جیے پھر شوہر کی مطابق۔ ہم اپنے لیے کب جیے

All Rights Reserved By Novels Lounge

گی۔ میں جو ہوں میں وہی رہوں گی خود کو کسی کی پسند کے مطابق ڈھالنا اٹس ناٹ مائی ٹائپ۔ سو پلیز سٹے اوے فرام دس ٹاپک۔"

"میں پوزیسو ون۔"

عائشہ کے تبصرے پہ وہ جی بھر کر بدمزہ ہوئی تھی۔

اسے پوزیسو ہونا بلکل نہیں کہتے تنگ نظر ہونا کہتے ہیں۔

وہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے بولی۔ عائشہ نے اپنا سر پیٹا تھا۔

"ویسے تمہیں ایک بات بتاؤں اگر وہ تم میں انٹرسٹڈ ہے تو تمہیں بھی اس میں انٹرسٹڈ ہونا چاہیے کیونکہ وہ تم سے لاکھ گناہ حسین ہے۔ آئی سوئیر اگر مجھے وہ پروپوز کرتا نا تو میں اپنا سب کچھ چھوڑ دیتی۔ بھئی اگر ہم خود کو اس کی پسند کے مطابق ڈھال لیتے ہیں تو اس میں مضائقہ کیا ہے۔ وہ کونسا اپنی بیوی کو عبایہ پہنانے کی بات کر رہا ہے۔ شلوار سوٹ کرتے یہ تو آج کل اتنے عام ہے۔"

وہ نا جانے اسے کیا سمجھانا چاہ رہی تھی اور مریم کے چہرے کے تاثرات بگڑتے جا رہے تھے۔

"میں تمہاری بہن ہو یا وہ تمہارا بھائی جس کی اتنی طرفداری تم کر رہی ہو۔"

وہ لپ سٹک ڈریسنگ ٹیبل پہ پٹختے چڑ کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"استغفر اللہ اب اتنے ہیڈ سم لڑکے کی بہن تو مت بناؤ مجھے کم از کم۔ کیا معلوم تمہیں چھوڑ کر وہ مجھے ہی رشتہ بھیج دے۔ تمہارے دوست کی بیوی بن جاؤں گی پھر میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا تھامتے خیالوں کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔اگلے ہی لمحے اپنے منہ پہ پڑنے والے کشن کی بدولت وہ ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔

"انسان کو اتنا خوش فہم بھی نہیں ہونا چاہیے۔"

اسے ناجانے کیوں نہایت تاؤ آیا تھا اس کی بات پہ جس کا پتہ اس کے سرخ پڑتے چہرے نے دیا۔

فارس سے شادی نہیں کرنی۔اس سے چڑنا بھی ہے مگر جب اس کے ساتھ کسی کی شادی کا تصور کرنے لگو تو "جان نکل جاتی ہے نارائٹ۔"

وہ بھنویں اچکاتے مزے سے بولی۔مریم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتی مریم نے اس کی چوٹی جکڑتے بے دردی سے گھمائی تھی۔وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ تلملا کر رہ گئی۔

سچی باتیں لگتی بھی بہت ہیں جل ککڑی۔جل جل کر کالی ہوتی جارہی ہو مزید کالی ہو گئی تو فارس تو کیا باہر سے "کوئی کالا انسان بھی نہیں آئے گا سمجھی۔"

وہ جاتے جاتے بھی بولنے سے باز نہیں آئی تھی۔اسے باہر جاتا دیکھ مریم دوبارہ آئینے کی جانب مڑی اور ایک نظر موبائل کی جانب دیکھا جہاں ارقم کے لاتعداد میسجز جگمگا رہے تھے۔اس نے اسے فون ملاتے کان سے لگایا۔

تم کب تک آ رہی ہو یار۔مجھے پھر تمہیں لے کر گھر بھی جانا ہے مام ڈیڈ سے ملواؤں گا تبھی تو وہ آگے رشتے کی بات چلائیں گے نا۔"

وہ نا جانے کیوں اس قدر اتاولا ہو رہا تھا۔مریم دل مسوس کر رہ گئی۔عائشہ کی باتیں پوری طرح ذہن میں گردش کر رہی تھی۔

"کیا ہم کل نہیں مل سکتے ارقم۔"

اس نے بالآخر دھیمے لہجے میں جیسے گزارش کی۔

نو ویز مریم میں اپنے گھر ٹائم دے چکا ہوں۔سو پلیز جلدی پہنچو یا ایسا کرتا ہوں میں تمہیں پک کر لیتا ہوں"

"اٹس ناٹ آ بگ ڈیل۔

وہ تو جیسے ہتھیلی پہ سرسوں جمانے کی کوششوں میں تھا۔مریم ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔

"نو تھینکیو میں گاڑی کروا کے آجاؤں گی۔اوکے بائے آئی ول سی یو لیٹر۔"

اس نے سنجیدگی سے کہتے سرعت سے کال کاٹ دی مبادہ اس کی باتیں سن مزید دل برا نا ہو جائے۔واٹس ایپ کھول کر یونی گروپ کو سنسان دیکھ اس کے دل میں عجیب سی بے چینی ہوئی تھی۔اس کی انگلیاں نا چاہتے ہوئے بھی تیزی سے کی پیڈ پہ حرکت کرنے لگی۔

"آج گروپ اس قدر سنسان کیوں پڑا ہے۔"

میسج ڈبل ٹک ہو چکا تھا مطلب کسی نے تو سین کیا تھا۔اس نے جوں ہی تفصیل کا جائزہ لیا اگلے ہی لمحے اس کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ سب سے پہلے سین کرنے والی ذات فارس کی ہی تھی۔وہ ہمیشہ اس کی بات کا سب سے پہلے جواب دیا کرتا تھا چاہے بونگا ہی سہی۔اس نے بددلی سے موبائل ہینڈ کیری میں رکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"اوکے ماما میں نکلتی ہوں۔گاڑی آگئی ہے نیچے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔رومانہ نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

ایسا کب تک چلے گا مریم۔اگر وہ تم میں انٹرسٹڈ ہے تو اسے کہو کہ گھر آئے رشتہ لے کر۔میں تمہیں اکیلے" جانے کی اجازت تو دے رہی ہوں مگر کہیں نا کہیں مجھے کچھ کھٹک رہا ہے۔یہ آخری بار ہے اس کے بعد جب بھی ارقم سے کسی متعلق بات ہوگی تو وہ شادی ہی ہوگی۔عمر تمہاری نکلتی جارہی ہے اور پریشانی ہی نہیں ہے تمہیں "کسی بھی قسم کی۔

وہ تو جیسے بھری بیٹھی تھی تبھی ساری باتیں سنا کر ہی دم لیا۔اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کے کان بھرنے والی عائشہ ہی ہے جو ساتھ بیٹھی اسے دیکھ کر مزے سے بھنویں اچکا رہی تھی۔

میں جانتی ہوں اسی نے کان بھرے ہیں آپ کے۔جانتی ہیں کیا سوچ وچار رکھتی ہے یہ آپ کی اولاد۔کہتی" "ہے میرے دوست فارس سے شادی کرنی ہے۔ناشکل نا عقل شادی کرنی ہے اسے۔

وہ کڑھتے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا ہے تو بہت اچھی بات ہے میں تو بخوشی یہ کام کروں گی بغیر کسی دیری کے۔"

وہ تو جیسے فارس کے نام سے ہی پھولے نہیں سما رہی تھی۔

مریم نے مٹھیاں بھینچتے دل ہی دل میں عائشہ کو گالیوں سے نوازا اور تن فن کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔اس کے جاتے ہی عائشہ اور رومانہ نے سنجیدگی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔یہ لڑکی ان دونوں کی سمجھ سے باہر ہوتی جا رہی تھی۔

"ماما آئی کانٹ بلیو دس ایک لڑکی بس اپنا لائف سٹائل بدلنے سے خوف سے اتنا اچھا لڑکا دھتکار رہی ہے۔"

عائشہ تو جیسے کچھ زیادہ ہی حیران تھی۔

"اسے اپنی آزادی بہت عزیز ہے۔وہ سمجھتی ہے یہ سب کر کے وہ آزاد خیال ہے مگر ایسا نہیں ہے ہمارا معاشرہ اس کے بلکل برعکس ہے۔اسے ایک ٹھوکر لگنے کی دیر ہے خود ہی سنبھل جائے گی۔میں نے خود نہیں اسے روکا وہ مزید فارس سے بدگمان ہوتی جو میں نہیں چاہتی کہ وہ ہوں۔اس نے اپنی جانب سے پہل کر لی ہے اب اس کی باری ہے اور میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ میری بیٹی اچھے برے کی پہچان کرنا سیکھ جائے جیسے تم سیکھ گئی ہو۔

وہ عائشہ کو دیکھتے مدھم سا مسکرائی تو اس نے ان کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔گاڑی ایک پر تعیش سے ریسٹورینٹ کے آگے رکی تھی۔مریم نے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں گھمائی اور چھوٹے چھوٹے قدم

All Rights Reserved By Novels Lounge

اٹھاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ماحول انتہائی خوابناک ہورہا تھا۔وہ ہولے سے مسکراتے ارقم کی میز کی جانب

بڑھی تو اس نے مسکرا کر اسے خوش آمدید کہا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

"شکریہ۔"

وہ مسکرا کر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

حیرت ہے میں تمہیں ایسے لباس میں بھی اچھی لگ رہی ہوں حالانکہ فارس کہتا ہے کہ لڑکیاں پورے"

"کپڑوں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔تم لڑکے بھی کس قدر مختلف ہوتے ہونا ایک دوسرے سے۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ارقم نے چونک کر اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں تھا۔

"کیا لوگی جوس یا کافی۔"

اس نے پوچھتے ساتھ ہی ویٹر کو آواز لگائی۔

"میں موسم کے لحاظ سے کافی۔"

"اوکے ون کافی اینڈ ون فریش جوس پلیز۔"

اس نے آرڈر دیتے دوبارہ اپنا رخ مریم کی جانب کیا جو اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔

"تم نے کافی نہیں منگوائی۔"

"اٹس آلٹل بٹ وائرڈ بٹ آئی ڈونٹ لائک کافی ایٹ آل۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"نواٹس ناٹ وائرڈاٹس ٹوٹلی یور چوائزاینڈ یونو فارس کو بھی کافی نہیں پسند۔ایون کے ہمارا پورا گروپ اگر کافی پیے گاتو فارس اور ارتضی چائے چائے چائے۔"

اس کی بات میں ایک بار پھر سے فارس کا ذکر دیکھ وہ سختی سے لبوں کو بھینچ گیا۔اگلے ہی لمحے اس نے بمشکل مسکراتے اپنی جیب سے ایک مخملی ڈبیا نکالی تھی۔مریم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جواب اس میں سے چین نکال رہا تھا۔مریم کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلی۔کئی لمحے وہ بنا پلک جھپکائے اسی چین کو دیکھتی رہی۔

"ارے ایسی چین ہم پانچوں کو فارس نے دی تھی۔ویسے وہ بہت کنجوس ہے مگر پھر بھی اس کی جانب سے یہ ہمیں پہلا تحفہ ملا تھا۔ہاں یہ چین تھوڑی موٹی ہے وہ باریک تھی اور مجھے باریک ہی زیادہ پسند ہے یونوکیول۔"

"شٹ اپ مریم جسٹ شٹ اپ کون ہے یہ فارس جس کا ذکر تمہاری ہر بات میں ہے۔"

"وہی جس نے اس دن تمہارا بازو مروڑا تھا۔"

وہ تیزی سے بولتی سختی سے ہاتھ لبوں پہ جما گئی اور خفت سے سرخ پڑتے اس کی جانب دیکھا۔

"تم کیا جتانا چاہ رہی ہو مجھے۔"

"میں کچھ بھی نہیں ایم رئیلی سوری ارقم بٹ سیریسلی میں نے نوٹس نہیں لیا بس وہ کیا ہے نا آج ہو بھی ایسا ہی سب کچھ رہا ہے تو بس سلپ ہو گیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ وضاحت دینے والے انداز میں بولی۔ذیادہ نا سہی ارقم کچھ حد تک نارمل تو ہو گیا تھا۔مریم نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ایک اچھا ساڈنر کرنے کے بعد ارقم اسے لیتے باہر پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔

ارقم بہت لیٹ نائٹ ہو گیا ہے۔میرے خیال میں مجھے اب گھر ہی واپس جانا چاہیے تمہارے ساتھ جاؤں گی "

"تو مزید تاخیر ہو جائے گی۔

"ڈونٹ وری میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا مگر آج یہ کام تو کر کے ہی رہوں گا۔"

وہ مسکرا کر بولتے گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔مریم نے بھی اپنی جگہ سنبھالی تھی۔گاڑی سنسان کشادہ سڑک پہ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔باہر پھیل رہی تاریکی سے گھبراتے مریم نے پہلو بدلا تھا۔

ارقم یہ سڑک کچھ ذیادہ ہی سنسان نہیں ہے۔میرا نہیں خیال ہمیں رات کے اس پہر اس جانب سے آنا"

"چاہیے تھا۔

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔

تم تو ایسے پریشان ہو رہی ہو جیسے تن تنہا ہو۔میں ہوں نا تمہارے ساتھ بی ریلیکس۔پینک کرنے کی ضرورت"

"نہیں ہے۔

وہ اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولا۔مریم نے غیر محسوس انداز میں اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔مریم نے ایک نظرون-ڈ سکرین سے پار دیکھا تو اسے ناجانے کیوں آگے کسی کی موجودگی کا گمان ہوا تھا۔اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارقم کیا سامنے تم بھی وہی دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہی ہوں۔"

اس کی سرسراتی آواز پہ ارقم نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا کیونکہ سامنے سے دو بائیک سوار انہی کا راستہ روکے کھڑے تھے۔ مریم کو تو اس افتاد پہ رونا آنے لگا۔ اس نے روہانسی نگاہوں سے ارقم کی جانب دیکھا جو اب گاڑی کو بریک لگا چکا تھا۔

"تم نے گاڑی کیوں روکی۔"

وہ آنکھیں پھاڑے حلق کے بل چلائی۔ اس نے گھبرا کر مریم کی جانب دیکھا۔

"تو کیا انہیں اڑا کر جیل میں چلا جاؤں۔ ان سے مسئلہ مسائل تو پوچھنے دو کیا معلوم اچھے ہو۔"

ہاں نا بہت اچھے ہیں اتنے اچھے ہیں کہ جب تمہاری خاطر داری کریں گے نا چاۓ پانی کا پوچھے گے تو تمہاری "ساری ہمدریاں یہی بہہ جائے گی۔

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ ارقم سے سختی سے دانتوں پہ دانت جمائے تھے۔ ان دونوں کی بحث کے دوران وہ بائیک سوار ان کی گاڑی کے نزدیک پہنچ چکے تھے۔ اس نے شیشے پہ انگلی بجاتے شیشہ نیچے کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تم دروازہ نہیں کھولو گے ارقم۔"

مریم شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے جتانے والے لہجے میں بولی۔ اس نے گھبرا کر ایک نظر باہر کی جانب دیکھا کیونکہ وہ لوگ اب اپنی جیب سے اسلحہ برآمد کر رہے تھے۔ مریم کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

نے سختی سے ارقم کا ہاتھ تھام لیا کیونکہ اس کی رنگت بھی پھیکی پڑتی جارہی تھی۔اگلے ہی لمحے ارقم نے سہولت سے اپنا بازو اس کے شکنجے سے آزاد کراتے گاڑی کا لاک کھولا اور گہرا سانس بھرتے باہر نکل گیا کیونکہ وہ لوگ انہیں نقصان پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرنے والے تھے۔مریم نے چور نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا جو نجانے کیا باتیں کر رہے تھے۔

"دیکھو تم لوگوں کو جو چاہیے وہ لے لو مگر ہم دونوں کو جانے دو۔"

ارقم نے صلح جو انداز اپنایا۔ان چاروں نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا اور اپنی پسٹل اس کے سر پہ تانی تھی۔اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔

"اے چل بکواس بند کر اپنی اور یہ گاڑی اور۔"

وہ بولتے بولتے مکروہ قہقہہ لگا کر ہنسا اور ایک خباثت بھری نگاہ مریم پہ ڈالی جو اب سکڑی سمٹی سی گاڑی کے دروازے سے لگ کر کھڑی تھی۔ان کی نگاہوں سے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو کہی غائب کر لے۔اسے شدت سے رونا آنے لگا مگر وہ اس وقت رو کر خود کو کمزور ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔

اور یہ لڑکی ہمارے حوالے کر دے۔ہم تیری جان بخشی کر دیں گے اور اگر تو نے انکار کیا تو اپنی موت کا" ذمہدار تو خود ہی ہو گا۔"

اس نے پتھریلے لہجے میں بولتے ایک بار پھر پسٹل اس کے سر پہ تانی تھی۔ارقم نے ایک نگاہ دور کھڑی مریم پہ ڈالی۔اپنی جان کے لالے تو اسے بھی پڑے ہوئے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بول اب تیار ہے اس ڈیل کیلیے۔اپنی جان تو تجھے بہت پیاری ہو گی کیوں۔"

وہ مزے سے بول رہا تھا اور ارقم سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھ رہا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے اشاروں میں مریم سے کچھ کہا تھا۔کئی ساعتیں تو مریم کو اس کی بات سمجھنے میں ہی لگ گئے تھے مگر شعور کی منزل طے کرتے ہی اس نے چور نگاہ ان سب پہ ڈالتے پولیس سائرن کی آواز نکالتے چلائی تھی۔اگلے ہی لمحے سناٹے زدہ ماحول میں عجیب سی ہلچل پھیل چکی تھی۔ان تینوں کی رنگت سپید پڑ چکی تھی۔ارقم نے ان کے چہرے پہ خوف وہراس دیکھتے مریم کو اشارہ کیا اور خود ایک جانب جھاڑیوں میں دوڑ لگا دی۔مریم پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے اکیلا ہی بھاگتا دیکھ رہی تھی یہاں تک وہ کہیں اوجھل ہو گیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اپنی جان بچانے کو بھاگتی اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اس کی دل کی دھڑکن باقاعدہ سست پڑی تھی۔

باس وہ لڑکا ہمیں چکمہ دے کر بھاگ گیا وہ سائرن کی آواز اس چھوکری کے موبائل سے آرہی ہے۔مطلب"

"وہ لڑکا خود اسے یہاں چھوڑ گیا ہے۔

وہ مزے سے بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔مریم کی آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا چھا گیا۔وہ تینوں اب اس کی جانب قدم بڑھا رہے تھے اور اس کا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔اسے ایسا محسوس ہوا جیسے موت اس کے انتہائی نزدیک ہو اور اسی کی جانب ہی قدم بڑھا رہی ہو۔

"دیکھیں مم۔میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے کپکپاتے لہجے پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔ان تینوں نے اس کی بات پہ اس کی جانب ایسے دیکھا جیسے انہیں یقین نا آیا ہو۔

"وہ تو پتہ چل رہا ہے تجھے دیکھ کے۔"

اس کی بات پہ مریم نے بے ساختہ نگاہ اپنے لباس کی جانب دیکھا۔مطلب وہ اتنی رات میں کسی مرد کے ساتھ دیکھ کوئی عیاش قسم کی عورت۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔اس سے آگے سوچنا اس کیلیے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔اسے اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج ہوتی دکھائی دی۔اس نے الٹے قدم پیچھے کی جانب بڑھانا شروع کیے اور گہرے گہرے سانس بھرتی اندھا دھند دوسری جانب جھاڑیوں کی طرف بھاگی تھی۔بھاگتے بھاگتے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ تینوں اسی کے تعاقب میں آرہے تھے۔

"یا اللہ بس ایک بار۔بس ایک بار بچا لے پلیز۔"

آنے والا لمحات کو سوچتے اس کی آنکھیں تیزی سے برس رہی تھی۔اس نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتے دھندلے پن کو کم کرنا چاہا تھا۔اگلے ہی لمحے ایک بڑا سا پتھر دیکھتے اس نے اس کے عقب میں پناہ لی تھی۔اس نے روتے ہوئے سختی سے اپنے لبوں پہ ہاتھ جما لیا تاکہ کوئی اس کی سانسوں کی آواز بھی نا سن سکے۔اس کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کال لوگ اوپن کیا تو سیدھا نگاہ فارس کے نمبر سے ٹکرائی تھی۔اس نے بنا کسی تاخیر کے اسے فون ملایا تھا۔ان کے قدموں کی آواز نزدیک سے نزدیک تر ہوتی جارہی تھی۔فون کان سے لگاتے اپنی بے بسی پہ اسے شدتوں سے رونا آرہا تھا۔اگلے ہی لمحے

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی سوئی سوئی آواز پہ مریم نے اپنی سسکی دبائی تھی۔دوسری جانب فارس کی آنکھیں اس کی سسکی پہ پٹ سے کھلی تھی۔وہ کمفرٹر ایک جھٹکے سے پرے کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم رو رہی ہو مریم۔"

فارس کی آواز پہ مریم نے ہچکی بھری تھی۔فارس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"فف۔فارس پلیز ہیلپ می۔"

اس کا بھرائے لہجے پہ فارس کے دل پہ ایک گھونسا سا لگا۔اس نے اپنی پیشانی مسلتے اپنی سلیپرز پہنے اور تیزی سے بنا کوئی وقت ضائع کیے باہر کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

"کہاں ہو تم۔یا ایسا کرو اپنی لوکیشن اون کرو۔"

اس کی سرد آواز پہ مریم نے سختی سے آنسوؤں کو رگڑا تھا۔اس کی باتوں پہ نا جانے وہ کیسے خود پہ ضبط کیے بیٹھی تھی ورنہ شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

مجھے پتہ ہے تم نہیں آنا چاہتے بٹ پلیز یہ آخری بار۔مم۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔یہاں بہت اندھیرا ہے۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔فارس نے غصے سے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔سنسان ماحول میں ایک لمحے کیلیے ارتعاش سا پیدا ہوا۔

"شٹ اپ ڈیم اٹ۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے کی مریم بلائے اور فارس نا آئے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ درشت لہجے میں بولا۔اپنی غصے میں کہی بات کا اندازہ اسے خود بھی نہیں ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس کی گاڑی دھول اڑاتی گھر کی حدود پار کرتی چلی گئی۔مریم نے اس کی بات پہ آنکھوں کو سختی سے میچا۔فارس نے اس کے فون کو سپیکر پہ ڈالتے اس کی لوکیشن ٹریس کرنا شروع کی تھی۔اسے یہ دیکھ کر انتہائی غصہ آیا تھا کہ وہ ایک لڑکی ہو کر اتنی رات کو تن تنہا کیسے اتنی سنسان جگہ پہ پہنچی ہوئی تھی۔اس سے زیادہ غصہ اسے اس کے گھر والوں پہ آیا تھا۔تیزی سے گاڑی چلاتے اس نے پچیس منٹ کا سفر دس منٹ میں طے کیا تھا۔ریسٹورینٹ سے کچھ دوری پہ گاڑی روکتے وہ تیزی سے فون کان سے لگاتے جھاڑیوں کی سمت بھاگا تھا کیونکہ لوکیشن اسی جانب کی آرہی تھی۔کچھ دوری پہ ہی اسے تین چار آدمی موبائل کی ٹارچ جلائے کسی کو تلاش کرتے دکھائی دیے تھے۔ان میں سے ایک نے ناجانے کیا سوچ کر عقب میں دیکھا مگر اس کی نگاہوں میں آنے سے پہلے وہ سرعت سے درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔گہرا سانس بھرتے اس نے ان کی نگاہوں میں آئے بغیر قدم دھیرے سے مریم کی جانب بڑھائے تھے۔کچھ دوری پہ پتھر کے پیچھے اسے ناجانے کیوں مریم کا گمان ہوا تھا۔وہ گھٹنوں کے بل رینگتا اس تک پہنچا جو گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھی رو رہی تھی۔اس کو اس کی لاپرواہی پہ جی بھر کر تاؤ آیا تھا۔

"اٹھو۔"

اس نے بھاری مردانہ آواز پہ چونک کر چہرہ اٹھایا اس سے پہلے کہ وہ خوشی سے کچھ بولتی فارس نے سختی سے لبوں پہ ہاتھ جمایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کچھ مت بولنا اور جیسے میں باہر کی جانب بڑھ رہا ہوں ویسے ہی میرے پیچھے پیچھے آنا۔"

وہ سرد لہجے میں اسے وارن کر رہا تھا۔ مریم نے حلق تر کرتے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے نقش قدم پہ چلتی جھاڑیوں سے باہر نکلتے نا جانے کیسے باہر سڑک پہ آ گئے تھے۔ فارس نے ایک نظر اسے دیکھتے اپنی پیشانی مسلی اور اپنے انگوٹھے ایک دوسرے کے ساتھ رگڑتے جیسے اپنے اضطراب یا غصے کو کم کر رہا تھا۔ مریم نے بھیگی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس کی نگاہیں اب اس کے سراپے پہ جمی تھی۔ زندگی میں پہلی بار اسے کسی مرد کے سامنے اپنے لباس کو لے کر شرمندگی ہوئی تھی اور وہ مرد بھی فارس تھا یہ بات سوچ کر ہی اس کا جی چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ آنسو جیسے بہنے کو بے تاب تھے۔

"کیا لباس پہنا ہے تم نے۔"

"فارس۔"

جسٹ سٹاپ اٹ۔ میری سنو اب تم۔ جانتا ہوں کوئی حق نہیں رکھتا کہ تمہیں ٹوکوں لیکن جب گھر والے ہی" تمہیں گمراہی کی راہ پہ دھکیل رہے ہو تو میں چاہ کر بھی خاموش نہیں رہ پاؤں گا اوکے۔ اینڈ ون مور تھنگ جانتی ہو کیوں وہ تمہارے پیچھے ہیں۔ سوری ٹو سے بٹ یہ شریفوں کا لباس نہیں ہے۔ نہیں پوچھوں گا میں کہ "یہاں کس کے ساتھ آئی اور کیوں آئی بٹ آئی سوئیر مریم یو آر جسٹ سپیچ لیس۔

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی سرد آنکھیں گاڑھتے سرد لہجے میں بولا۔ مریم کا پورا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔

"جانتی ہو ابھی میں یہاں نا آتا تو تمہارے ساتھ کیا کیا ہو سکتا ہے۔ سوچ سکتی ہو تم ایس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ غصے میں اس کی بات مکمل ہوتی مریم روتے روتے اس کے سینے سے لگی تھی۔اس کی بات وہی کہی بیچ میں رہ گئی۔اب کی باری وجود ٹھنڈا فارس کا پڑ گیا۔اس نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنے سینے سے لگی مریم کی جانب دیکھا جو ہچکیاں بھر رہی تھی۔اس نے پہلو میں لٹکے ہاتھوں کو سختی سے بھینچ لیا۔

"ایم سوری۔مجھے سچ میں اندازہ۔"

اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی فارس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"مجھ سے ذرا فاصلہ اوکے۔خود کو تم بدنام کر چکی ہو بٹ پلیز مجھے اس سب میں انولومت کرو میں کم از کم بدنامی اپنے ماتھے پہ نہیں سجانا چاہتا۔"

وہ درشت لہجے میں بولا۔اس کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔مریم نے اپنی زندگی میں پہلی بار اسے اتنا غصے میں دیکھا تھا۔

"تم ایسا کیسے کہ سکتے ہو فارس۔"

وہ صدماتی کیفیت میں بولی۔فارس نے تمسخر سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

"چبھی نا میری باتیں۔مزے کی بات چبھے گی بھی کیونکہ سچی باتیں ہی تو کڑوی لگتی ہیں تمہارا قصور نہیں ہے مگر میں ایک بار پھر سے کہوں گا کہ شریف گھرانے کی لڑکیاں رات کے اس پہر تن تنہا کسی بھی غیر محرم لڑکے کے ساتھ منہ اٹھا کر باہر نہیں نکل جاتی۔جسے تم اوپن مائنڈ ہونا کہتی ہو نا اسے دوسرے لفظوں میں بے حیائی کہا جاتا ہے۔خیر میرے خیال میں اب تمہیں گھر جانا چاہیے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چن چن کر طنز کے تیر چلا رہا تھا اور مریم کا حال تو ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔اشتعال کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی تھی۔

"وہ رہی لڑکی۔ارے یہ تو کوئی دوسرا یار ہے اس کا۔"

اپنے عقب سے آنے والی خباثت بھری آواز پہ ان دونوں نے چونک کر پیچھے دیکھا۔فارس تو ان کی بات پہ سختی سے لبوں کو بھینچ گیا جبکہ مریم کا جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے ان غنڈوں کی جانب دیکھا جبکہ فارس پرسکون سا دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں اڑسے کھڑا تھا جیسے ان کی بات سے اسے کوئی فرق نا پڑ رہا ہو۔

"فارس یہی سے مڑ کر گاڑی میں چلتے ہیں۔"

مریم ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔فارس اس کی بات پہ ٹس سے مس نا ہوا بس یک ٹک ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"بہت نچایا ہے نا تو نے ہمیں اب تم دونوں کے ناچنے کی باری ہے۔اب بینڈ ہم بجائیں گے اور ناچوں گے تم دونوں۔"

ان میں سے ایک کٹیلے لہجے میں دھاڑا۔مریم کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اس نے پریشانی سے فارس کی جانب دیکھا اور ایک نظر ان سب کی جو اسی کی جانب بڑھ رہے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

تم لوگ کیا نچاؤ گے ہمیں ہم خود ہی ناچیں گے اور تم دیکھنا ایسا ناچیں گے کہ تم سب بھی۔ مجبور ہو جاؤ گے "ہمارے ساتھ ناچنے کیلیے۔"

اس دوران فارس کی زندگی سے بھرپور آواز ان سب کی سماعتوں میں گونجی تھی۔ ان سب کے چہروں پہ نا سمجھی کے تاثرات پھیلے تھے۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنا موبائل نکالتے اس میں گانا لگایا تھا۔ فضا میں آہوں آہوں گانے کی آواز اب مکمل طور پہ پھیلی ہوئی تھی۔

تو آجا دل جانیا!!

وے کر مہربانیاں

تو آجا دل جانیا!!

وے کر مہربانیاں

آسانوں تیری لوڑ ر روے

نا جند ساڈی رول وے

مریم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سمیت دونوں ہاتھ لبوں پہ جمائے کیونکہ وہ بہت مزے سے سڑک پہ ہی مزے سے ناچنے میں مصروف تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ ٹھیک ٹھاک سڑا ہوا تھا مگر اب اسے دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا کہ یہ وہی فارس ہے۔

آکھ لڑ جانا

All Rights Reserved By Novels Lounge

مر مک جانا

ایکو ہی کہانی بس بدلے زمانہ

آہوں آہوں آہوں آہوں

اب کی بار اس نے ان میں سے دو کو اپنے ساتھ گھسیٹتے مزے سے جھومنا شروع کر دیا۔ مریم حیرت سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھی کیونکہ وہ چاروں بھی اب اس کے ساتھ ہلکا ہلکا جھومنا شروع ہو چکے تھے۔ مریم ہونقوں کی طرح ان کی جانب دیکھ رہی تھی جو مزے سے اپنے کام میں مصروف تھے۔

مزہ آرہا ہے نا۔

فارس اپنی کمر ہلاتے ہوئے بولا۔ ان سب نے بغیر کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

بھلا ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ جہاں فارس ہو اور وہاں مزہ نا آئے۔ قسم سے زندگی بہت اداس تھی تم لوگوں" "سے مل کر زندگی کا لطف دوبالا ہو گیا ہے۔ ڈانس تو کافی اچھا کرتے ہو مجرا کیوں نہیں شروع کر دیتے۔

وہ دلفریبی سے باہیں پھیلاتے ہوئے بولا۔ ان سب نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ مریم کو فارس کی دماغی حالت پہ شک ہوا تھا۔ وہ پوری دلجمعی سے گانے کے بول پہ ناچنے میں محو تھے اسی دوران کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی وہاں پولیس سائرن کی آواز پہ ان سب کے ہلتے قدموں اور کمروں کو وہی بریک لگی تھی۔ ان سب نے رک کر ذرا سی گردن موڑتے فارس کی جانب دیکھا مگر وہ ابھی بھی اپنے کام میں محو تھے۔ وہ سارا معاملہ سرعت سے سمجھ چکے تھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ وہ غصے میں اپنی پسٹل نکال کر اس کی جانب بڑھتے پولیس سرعت سے ان کے نزدیک پہنچ چکی تھی اور ان سب کو اپنی حراست میں لے لیا تھا۔فارس نے مسکرا کر ان سب سے مصافحہ کیا البتہ وہ چاروں خشمگین نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

آہوں آہوں آہوں آہوں آہوں آہوں۔

فارس اسے چڑانے والے انداز میں بولا تو وہ اپنی بے وقوفی پہ تڑپ کر رہ گئے۔

بائے بائے۔شکریہ تو کہتے جاؤ میرا میں نے تمہیں اتنی اچھی یادیں دی ہے اب وہاں جا کر بھی تم لوگوں کو" بہت مزہ آئے گا میں تم سب کو گارنٹی دیتا ہوں۔انسپکٹر صاحب آہوں آہوں گانا چلا دیجیے گا بس پھر جب "ڈنڈے پڑنے کے بعد ہل ہل کر ڈانس ہوگا تو مزید مزہ آئے گا۔

وہ دل جلانے والے لہجے میں بولا۔اس کے سرد لہجے پہ مریم کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ان کے جانے کے بعد کئی ساعتوں تک وہ دوسری جانب ہی رخ کیے کھڑا تھا اور مریم کو پہلی بار اپنی زندگی میں اس بات کا اندازہ ہوا تھا کہ احساس ذلت کس قدر بری چیز ہے۔

"تم گئی نہیں ابھی تک۔"

اس نے رخ موڑتے ہی ناقدرانہ نگاہوں سے سرتاپا اس کا جائزہ لیا تو مریم نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا۔

میں نے تمہیں کوئی لطیفہ نہیں سنایا جو ہنس رہی ہو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کا لہجہ برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔مریم کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹ گئے۔

"مجھے گھر چھوڑ دو پلیز۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے منت کرنے والے انداز میں بولی۔فارس کے اپنی گاڑی کی جانب بڑھتے قدم اس کے لہجے پہ تھمے تھے۔وہ تن فن کرتا اس کے سر پہ پہنچا۔

"کیوں وہ تمہارے ساتھ جو ایک دلیر سا نوجوان آیا تھا وہ کہیں مر کھپ گیا ہے کیا جو تمہیں میری ضرورت پڑ گئی۔"

اس کے طنز پہ مریم کے چہرے پہ خفت کے احساس سے سرخی پھیل گئی۔ارقم نے تو اسے ٹھیک ٹھاک ذلیل کروا کر رکھ دیا تھا۔فارس دوبارہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"قہ کت *الچا کمینہ لوفر ذلیل انسان سچ میں ہی مر کھپ جائے اور اگر وہ نہیں بھی مرا تو میں نے اس کا نماز جنازہ دل میں ہی ادا کر لیا ہے۔ابھی بس تم مجھے گھر چھوڑ دو۔"

وہ تیز قدموں سے چلتی اس تک آئی اور منمناتے ہوئے بولی۔فارس نے ستائشی انداز میں اس کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھتے دروازہ بند کیا تھا۔مریم کا منہ اس کی حرکت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ابھی وہ مجبور تھی تبھی اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی ورنہ اندر ہی اندر وہ اس کی حرکتوں اور باتوں پہ کھول کر رہ گئی تھی۔اس نے گاڑی ایک جست میں آگے کی جانب بڑھائی تھی۔مریم نے بے بسی سے گہرا سانس بھرتے رخ موڑتے وہاں کی صورتحال کا جائزہ لیا تو چاروں اطراف میں بس تاریکی ہی

All Rights Reserved By Novels Lounge

دکھائی دی تھی۔اس کے دل میں خوف سرائیت کرتا چلا گیا معاًاپنے نزدیک ٹائز چڑچڑانے کی آواز پہ اس نے اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے بائیں جانب دیکھا جہاں فارس کی گاڑی موجود تھی البتہ اس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔مریم مسکراتے ہوئے موقع ضائع کیے بغیر تیزی سے گاڑی میں بیٹھی تھی۔

"میں جانتی تھی تم مجھے چھوڑ کر جا ہی نہیں سکتے۔"

اس کی بات پہ فارس کی گرفت سڑئینگ پہ سخت ہوئی تھی۔

کرلی بکواس پال لی خوشفہمیاں۔ایک مشورہ دیتا ہوں کت *اپال لو بلی پال لو مگر خوش فہمی کبھی مت پالو اور"

"زیادہ شوخی ہونے کی ضرورت نہیں ہے ایک سیکنڈ نہیں لگنا مجھے تمہیں گاڑی سے باہر پھینکنے میں۔

اس نے تلخی سے کہتے گاڑی کا گئیر بدلا تھا۔مریم اس کی بکواس پہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔کچھ دیر بعد ہی اس کے گھر کے باہر گاڑی روکتے ہی اسے اتارتے اس نے بغیر کوئی وقت ضائع کیے گاڑی واپسی کے راستوں پہ دوڑائی تھی۔مریم نے بنا کسی تاخیر کے واٹس ایپ کھولا تھا۔

جو گالیاں میں نے تمہارے سامنے ارقم کو دی تھی اسے خود تک خود ہی ٹرانسفر کرلینا ذلیل انسان کیونکہ تم"

"بھی اسی لائق ہو۔

منجانب مریم

وہ اپنے دل کی بھڑاس اچھی طرح نکالتے ہلکی پھلکی ہوتے گھر کے اندر بڑھ گئی۔فارس جو پوری دلجمعی سے ڈرائیونگ میں مصروف تھا میسج کی ٹون بجتے ہی اس نے چونک کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں مریم کا میسج

جگمگا رہا تھا۔اس کا میسج پڑھتے ہی فارس کا جی چاہا کہ جا کر اس کا سر پھاڑ آئے معاًنا جانے کیا سوچتے اس نے موبائل پر سکون سے انداز میں فون ڈیش بورڈ پہ رکھا اور شاطرانہ انداز میں مسکرا دیا۔آنکھوں میں ایک انوکھی جیت واضح تھی۔فلحال تو وہ بس گھر پہنچ کر خود کو متوقع ڈانٹ کیلیے تیار کر رہا تھا۔

****

"ارتضی اسے چھوڑ دو یہ میں نے تمہارے لیے نہیں عناب کیلیے بنائی ہے۔"

وہ جو پلیٹ میں رکھے گلاب جامن سے ہاتھ صاف کرنے والا تھا اپنے ہاتھ پہ پڑنے والے تھپڑ سے اس نے چونک کر نائمہ کی جانب دیکھا جو خشمگین نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"ماما اٹس ناٹ فئیر اسے اتنی اہمیت کس خوشی میں مل رہی ہے۔"

وہ تلملاتے ہوئے بولا۔نائمہ نے اس کی بات کو سرے سے ہوا میں اڑا دیا۔

"کیونکہ اس نے ہمیں اتنی بڑی خوشی ہے۔اس کی خواہشات پوری کرنا تو ہم پہ فرض ہے نا آخر کو ماں بننے والی ہے۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔ارتضی نے باقاعدہ دانت کچکچائے۔

"اگر وہ ماں بننے والی ہے تو میں بھی تو باپ بننے والا ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے پر ذور انداز میں احتجاج کیا۔اس کی بات پہ نائمہ نے سنجید گی سے اس کی جانب دیکھااور اگلے ہی لمحے سر جھٹک گئی۔اس دوران عناب بھی کرسی کھسکاتے وہاں جگہ سنبھال چکی تھی۔ارتضی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو نہایت محویت سے گلاب جامن سے دودو ہاتھ کر رہی تھی۔

"عناب۔"

"ہمم۔"

اس کی بات پہ عناب نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"اک دو مجھ مظلوم باپ کیلیے بھی چھوڑ دو۔کھا کھا کر موٹی ہوتی جاؤ گی۔"

اس نے اسے ڈرانا چاہا۔

"تو کیا اگر موٹی ہو بھی گئی تو کیا تمہیں پسند نہیں آؤں گی۔"

وہ دل جلانے والے انداز میں بولی۔

"اب تم بات کو غلط رخ دے رہی ہو میں تو بس یہ مانگ رہا تھا۔"

اس نے اس کے آگے رکھی پلیٹ کی جانب اشارہ کیا۔میٹھا اس کی کمزوری تھی اور وہ سب اس بات سے بھرپور انداز میں فائدہ اٹھا رہے تھے۔

"عناب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے عقب سے آنے والی نسوانی آواز پہ ان دونوں نے بیک وقت مڑتے پیچھے دیکھا جہاں بریزہ ہائیضم کو گود میں اٹھائے کھڑی تھی۔عناب خوشی سے بے قابو ہوتے اس کی جانب بڑھی اور اس کے گلے سے لگی تھی۔اگلے ہی لمحے ہائیضم اس کی گود میں تھا جسے وہ بھرپور انداز میں ہوا میں اچھالنے میں مصروف تھی۔

"عناب بیٹا احتیاط۔یوں اسے ہوا میں اچھال کر مت پکڑو۔"

نائمہ کی سخت آواز پہ وہ خجل سی ہو گئی۔

"یہ پاؤں میں کیا ہوا۔"

بریزہ کی توجہ اس کی پاؤں کی جانب مبذول ہوئی جہاں سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"کشتی لڑ رہی تھی میرے ساتھ۔"

ارتضٰی کی بات پہ ہادی کے حلق میں ذوردار قسم کا پھندا لگا۔اس نے کھانستے ہوئے ارتضٰی کی جانب دیکھا جو قہر آلود نگاہیں اسی پہ ٹکائے بیٹھا تھا۔

"واہیات انسان۔"

ارتضٰی اس کے بازو پہ دھموکا جڑتے ہوئے بولا۔ان دونوں نے چونک کر ان کی جانب دیکھا جہاں ہادی چڑانے والی مسکراہٹ اسی پہ جمائے بیٹھا تھا جبکہ ارتضٰی کے چہرے پہ سرخی پھیلی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا تم دونوں کو۔""

بریزہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اپنے شوہر سے پوچھو کچھ زیادہ ہی واہیاتی پہ اتر آیا ہے۔"

ارتضی پھار کھانے والے انداز میں بولا۔

"تمہاری بھابھی کی سنگت کا کمال ہے۔"

وہ بریزہ کو ٹھوکا مارتے ہوئے بولا تو وہ دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئی۔کچھ دیر میں ہی کھانے وغیرہ سے فارغ ہوتے وہ دونوں نے واپسی کی راہ لی تھی۔

ارتضی جاؤ عناب کو کمرے میں لے جاؤ پاؤں میں سوزش اس سے پہلے مزید بڑھے فائدہ ابھی جو تھوڑا بہت "چل رہی ہے وہ بھی نا چل پائے۔"

نائمہ تشویش بھرے لہجے میں بولی تو ارتضی نے اس کی جانب اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔عناب اس کا ہاتھ تھامتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔تکلیف کے آثار اس کے چہرے سے واضح تھے۔اگلے ہی لمحے ارتضی نے کچھ سوچتے اسے اپنی باہوں میں بھر لیا۔عناب نے سٹپٹا کر نائمہ کی جانب دیکھا جس نے ان کی حرکت کا کوئی خاص نوٹس ہی نہیں لیا تھا۔

ارتضی یہ کیا بیہودگی ہے۔اتارو مجھے نیچے ماما دیکھ رہی ہیں۔

وہ اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔ارتضی نے جھٹکے سے رخ موڑتے نائمہ کی جانب دیکھا جو پرسکون سی بیٹھی کسی شو سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"ماما۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی پکار پہ نائمہ نے اس کی جانب دیکھا۔

"میں آپکی بہو کو گود میں اٹھا کر لے جاؤ کمرے میں تو قومی ساسوں کی طرح آپ کا دل تو نہیں چلے گا نا۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا تو وہ ہٹ بدمعاش کہتے ک کر ہنس دی تھی۔ ارتضی نے ہنستے ہوئے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ اسے بیڈ پہ بٹھاتے ہی ارتضی نے کریم اس کی جانب بڑھائی تاکہ وہ اپنی ٹانگ کی مالش کر سکے مگر جواباً عناب نے نہیں تھامی بلکہ وہ ہنوز اسے گھور رہی تھی۔

"تم لگاؤ گے آج مجھے یہ کریم۔"

وہ شانے اچکاتے بے نیازی سے بولی۔ ارتضی نے ذرا سا رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا جو اس پہ حکم چلا رہی تھی۔

"عناب بی بی یہ جو فرمانبردار بیویاں ہوتی ہیں نا یہ اپنے پیروں پہ اپنے مزاجی خدا کے ہاتھ نہیں لگواتی۔"

اس کا لہجہ خاصا جتاتا ہوا تھا۔ عناب نے فقط بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا۔

"ایم سوری ارتضی بٹ میں فرمانبردار بیوی بلکل نہیں ہوں۔"

وہ کریم اس کی جانب اچھالتے سرے سے ہی اس کی بات کو ہوا میں اڑا گئی۔ ارتضی نے کٹیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے نرمی سے اس کا پاؤں تھاما اور اس کی پٹی کھولتے اس کے پاؤں پہ مساج کرنا شروع کیا تھا۔ درد سے اس کے وجود میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

"اففف تمہارے ہاتھ کس قدر مردانہ ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

بے اختیاری میں اس کے لبوں سے ادا ہوا تھا مگر بولنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ وہ کچھ غلط بولنے کی کوتاہی کر چکی تھی۔

"اب مردوں کے ہاتھ مردانہ ہی ہونگے۔ چہرہ مردانہ اور ہاتھ زنانہ تو نہیں لے کر گھوم سکتا نا عناب۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھتے دانت پیستے ہوئے بولا۔ عناب خجل سی ہو گئی مگر آہستہ آہستہ اس کے وجود میں ایک سکون سا سرائیت کرتا چلا گیا تھا۔

یار محبت کے الاپ یوں ہی نہیں باندھے جاتے بلکہ جب کبھی بھی ضرورت محسوس ہو تو بنا کہے بنا سوچے "سمجھے جتایا بھی جاتا ہے مسٹر ارتضی چودھری۔"

وہ دھیمے مگر مسکراتے لہجے میں گویا ہوئی۔ ارتضی نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھتے اس کی پیشانی پہ محبت بھرا بوسہ دیا تھا۔

"محبت کے اس امتحان میں تم مجھے ہمیشہ سرخرو ہی پاؤ گی میری جان۔"

وہ سر خم کرتے ایک ادا سے بولا تو عناب کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ ارتضی نے ایک بار پھر شدت بھرا لمس اس کی پیشانی پہ چھوڑا تھا۔ ویسے بھی اب وہ اسے پہلے سے بھی کئی گناہ زیادہ عزیز ترین ہو گئی تھی وجہ اس کے وجود میں پنپتا وہ احساس جوان دونوں کی محبت کی نشانی تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

بڑی حویلی کو سورج نے مکمل طور پہ اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی ابھی بھی موجود تھی۔ دوپہر میں مناسب موسم اور شام میں سرد موسم کی صورتحال چل رہی تھی۔ حویلی میں اچھی خاصی چہل قدمی تھی کیونکہ پریسہ نے آج پہلی طرح پوری حویلی کا معائنہ کیا تھا اور اب تھکی ہاری گہرے گہرے سانس بھرتی صوفے پہ بیٹھی تھی۔

"میم غازان بابا کا کمرہ میں نے سارا کر دیا ہے اب مزید کیا کرنا ہے۔"

وہ چہرہ جھکائے سنجیدگی سے اس سے مخاطب تھی۔ پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور گہرا اسانس بھرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں اب تم کھانے کا دیکھ لو میں شوکیس خود ہی دیکھ لوں گی ویسے بھی شہرام نے منع کیا تھا ہاتھ لگانے کو۔"

وہ بڑبڑا کر سر پہ ہاتھ مارتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ غازان ویسے بھی سکول گیا ہوا تھا تو اس کی ژیادہ پریشانی نہیں تھی اور شہرام اپنے کسی کام کی بدولت شام میں لوٹنے والا تھا۔ اس کی پشت کو دیکھتے شائستہ کے لبوں پہ ایک کاٹ دار مسکراہٹ پھیلی تھی۔ وہ اپنی ہتھیلیوں کو مسلتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔ پریسہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی شوکیس کھولا اور ایک ایک کرکے ہر چیز کا معائنہ کرنے لگی۔ اسے یہ دیکھ کر انتہائی اچھا لگا تھا کہ شہرام نہ ایک ایک چیز کو کس قدر سنبھال سے رکھا ہوا تھا۔

جانتی ہیں یہ مورے کی آخری نشانی ہے۔ یہ میرے پاس اس وقت سے ہے جب مورے نے مجھے سنبھالا "تھا۔ بلکل چھوٹا سا تھا میں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

گزری رات کی شبیہہ اس کی آنکھوں کے دریچے میں لہرائی تو وہ فریم اٹھاتے بغور اس کا معائنہ کرنے لگی۔لبوں پہ ایک نہایت خوبصورت مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔اس نے ڈسٹ کلوتھ کی مدد سے اس فریم کو صاف کیا جس میں ایک ماں نے بچے کو گود میں اٹھا رکھا تھا۔کس قدر حسین اور مکمل منظر تھا۔وہ یک ٹک اسے تک رہی تھی۔غازان اور اس کا رشتہ بھی تو کچھ اس طرح کا ہی تھا۔

"پری۔"

وہ بنا پلک جھپکائے غازان کے ساتھ بیتائے لمحات کی بابت سوچ رہی تھی کہ اسی دوران باہر سے آنے والی غازان کی آواز پہ وہ فریم وہی چھوڑتی تیزی سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

"کیا ہوا غازان آپ کب آئے۔"

وہ اس کے بال سنوارتے ہوئے بولی۔شائستہ نے ایک نظر ان دونوں کو مسکراتے دیکھا اور اگلے ہی لمحے بجلی کی سی تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ اسی فریم پہ پڑی تو آنکھوں میں شیطانی چمک لہرائی تھی۔اس نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور بنا کوئی لمحہ ضائع کیے وہ فریم زمین پہ پھینکا تھا۔غیر معمولی سے شور کی بدولت پریسہ وہ آواز نا سن سکی۔شائستہ تیزی سے کام نپٹاتے دوبارہ راہداری سے ہوتے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"چلیں اب اٹھیں آپ جلدی سے یونیفارم چینج کریں میں بھی بابا کے آنے تک کام نپٹا لیتی ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پیشانی چومتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ غازان بھی اچھلتا کودتا وہاں سے بھاگا تھا۔ وہ جو مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہو رہی تھی سامنے کا منظر دیکھ اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے جبکہ آنکھوں میں بے یقینی سی در آئی۔ وہ دوڑتی ہوئی فریم تک پہنچی جو زمین پہ چکنا چور ہوا پڑا تھا۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اسے چھوا تھا۔

یہ ٹوٹ کیسے گیا یہ تو میں یہاں رکھ کر گئی تھی۔ شہرام کو پتہ چلا وہ تو۔ مم۔ میں ایسا کرتی ہوں جوڑ دیتی"

"ہوں۔

وہ اپنے ہاتھوں سے کانچ سمیٹتے ہوئے پریشان کن لہجے میں بولی۔ اس دوران اس کے ہاتھ میں دو تین جگہ کٹ بھی لگ چکا تھا جس میں سے خون بھی رس رہا تھا مگر وہ اس سب سے لاپرواہ بنی پریشانی سے وہ بکھرے کانچ سمیٹ رہی تھی۔ شائستہ نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا اور دلفریبی سے مسکراتے باہر نکل آئی۔

"شہرام نے منع بھی کیا تھا مجھے۔"

وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی اور ٹشو کی مدد سے اپنی ہتھیلی رگڑی تھی۔

"پریسہ۔"

شہرام جو ابھی ابھی گھر واپس لوٹا تھا کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر دیکھ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اس کے ہاتھ میں موجود کانچ کے ٹکروں کو ایک جھٹکے سے زمین میں پھینکا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ درشت لہجے میں بولا اور ایک نظر اس کی ہتھیلی کا جائزہ لیا تھا۔

شہرام وہ۔میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔میں باہر غازان۔"

"میں اس کا نہیں پوچھ رہا پریسہ یہ ہاتھ زخمی کیوں کر لیے۔ایک شو پیس ہی تو تھا۔

وہ سرد مہری سے بولا۔پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

"یہ شو پیس وہی تھا جو آپ کی مورے نے آپ کو دیا تھا۔"

وہ چہرہ جھکاتے مجرمانہ لہجے میں بولی۔ایک لمحے کیلیے شہرام کے ہاتھوں کی حرکت تھمی چہرے پہ تاریک سا سایہ بھی لہرایا تھا۔اگلے سیکنڈ ہی وہ خود پہ قابو پا چکا تھا تبھی تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اسے اپنے حصار میں لیا۔

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے پریسہ۔ٹوٹنے والی چیز تھی ٹوٹ گئی اس کیلیے ہاتھ زخمی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔مجھے آپ کے ہاتھ بے حد پسند ہیں اور جو چیز مجھے پسند ہو میں اس پہ بلکل بھی کومپرومائز نہیں کرتا پریسہ۔"

وہ اس کے ہاتھوں کی پشت پہ لب رکھتے ہوئے نرمی سے بولا۔پریسہ نے نروٹھے پن سے اس کی جانب دیکھا۔

آپ کو تو میری ہر چیز ہی پسند ہے۔روؤں تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے جیسے اپنی نہیں میں آپکی آنکھوں سے رو رہی ہوں اور اب ہاتھوں پہ بھی مجھے غلطی سے بھی چوٹ نا لگے کیوں کیونکہ خان صاحب کو یہ بہت پسند ہیں۔عجیب۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تلملا کر بولی۔ شہرام نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔اس کی آنکھوں میں چھپی اداسی اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکی۔

"اب جو میرے پاس ہے اس پہ میں حق تو جتا سکتا ہوں نا۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں بولا۔

"شہرام آپ کو دکھ ہوا ہے نا یہ فریم ٹوٹنے کا۔"

جو چیز جانے والی تھی وہ تو چلی گئی اب جو میرے پاس ہے وہ صرف میرا ہے تو کیا یہ اہم نہیں کہ ہم جو چیز چلی" "گئی اسے فراموش کر کے جو پاس ہے اس پہ توجہ دیں۔

وہ اس کی ٹھوڑی پہ اپنے لمس کا احساس جگاتے گھمبیر لہجے میں بولا۔ پریسہ نے دونوں بازو اس کے گرد حمائل کرتے اس کے سینے پہ سر دھرا تھا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ ہر روز ایک نئے طریقے نئے الفاظ میں آپ سے محبت کا اظہار کروں یہاں تک کہ لغت" "بھی تمام ہو جائیں تو پھر بھی میں پیچھے ناہٹو میں پھر ہر زبان میں آپکو آپکی اہمیت کا احساس دلاؤں۔

"اور اگر زبانیں بھی ختم ہو جائے تو۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے شرارتی لب و لہجے میں بولی۔

"تو پھر اشاروں کی زبان ہی آپکو آپکی اہمیت کا احساس دلائے گی۔"

اس کی بات پہ پریسہ کی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اور اگر میں اشاروں کی زبان سمجھ نا پاؤ تو۔"

وہ اس کی مونچھوں کو انگلیوں سے چھوتے اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور ناممکنات چیزیں میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔"

وہ اس کی پیشانی پہ ہولے سے چپت لگاتے جتانے والے لہجے میں بولا۔ پریسہ دل کھول کر ہنس دی تھی۔ اس کی ہنسی کی جلترنگ باہر کھڑی شائستہ کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔

"اتنی محبت کرتے ہیں۔"

وہ سوالیہ لہجے میں بولتی بھنویں اچکا گئی۔ لہجے میں بے یقینی سی تھی۔

"اس کا جواب میں آپ کو نہیں دوں گا۔ اس بات کا جواب آپ کی زندگی کا ہر گزرتا دن دے گا جب آپ ہر روز میری محبت کا الگ زاویہ دیکھو گی یہاں تک یہی الفت نبھاتے نبھاتے محبت امر ہو جائے گی اور میری ذات فنا۔"

وہ ایک ایک لفظ اس کی سماعتوں میں جیسے اتار رہا تھا اور پریسہ یک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ شہرام نے نرمی سے اس کے گالوں کو چھوا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ جذبات کی رو میں مزید بہکتا پریسہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ شہرام نے تعجب سے اس کا یہ گریز محسوس کیا تھا۔ وہ لوگ جب سے یہاں آئے تھے پریسہ نے ایک بار بھی اسے خود کے نزدیک نہیں آنے دیا تھا۔ اگر یہ جھجک تھی تو سمجھ میں آتا

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا مگر اگر اس سب کے پیچھے اگر بات کچھ اور تھی تو کیا تھی وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا۔اس نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا اور سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے فریش ہونے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

"یہ کیا کیا تم نے غازان۔"

شائستہ جو ابھی کچھ دیر قبل ہی اس کے کمرے کو سنوار کر گئی تھی۔کمرے کا نظام درہم برہم ہوا دیکھ برہمی سے بولی۔اس سے پہلے کہ وہ اسے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پہ تھپڑ مارتی پریسہ نے غصے میں اس کے اٹھے ہاتھ کو تھاما تھا۔

"تمہاری جرأت کیسے ہوئی غازان پہ ہاتھ اٹھانے کی۔"

پریسہ کو سامنے دیکھ شائستہ کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"میم وہ میں۔ابھی کمرہ صاف۔"

بکواس بند رکھو اپنی تم اس پہ ہاتھ اٹھانے والی تھی کس تک سے۔تم ہمارے پیچھے سے اس چھوٹے سے بچے پہ" تشدد کرتی ہو۔"

وہ تو ششدر رہ گئی۔شائستہ کی پیشانی پہ پسینے کی ننھی منھی بوندیں نمودار ہوئی تھی۔غازان اس کی شرٹ تھامے اس کے عقب میں کھڑا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام غیر معمولی شور کی آواز سن اس کے کمرے میں پہنچا تو غازان کو پریسہ کے پیچھے چھپا دیکھ نا سمجھی سے گویا ہوا۔پریسہ نے اپنے تاثرات اگلے ہی لمحے بحال کیے۔

"نہیں کچھ نہیں وہ بس میں شائستہ کو کمرہ صاف کرنے کا بول رہی تھی۔"

پریسہ گھبرا کر بولی۔اس کے چہرے پہ خالی پن صاف چھلک رہا تھا۔غازان اور شائستہ نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جو اس کی آمد پہ کیسے گھبرا گئی تھی۔شہرام نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"ڈیڈا مجھے انہوں نے مارا ہے۔"

غازان کی بات پہ شہرام کے باہر کی جانب بڑھتے قدم وہی تھمے تھے۔اس نے تحیر کے عالم میں اس کی جانب دیکھا۔

جھوٹ نہیں غازان میں جانتا ہوں آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔آپ کو وہ پسند نہیں ہیں اس وجہ "سے۔شائستہ آپ جائیں اپنا کام نپٹائیں۔"

شہرام سختی سے اسے ٹوکتے شائستہ سے مخاطب ہوا۔پریسہ کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔اس نے ہولے سے غازان کو اپنے ساتھ لگایا۔اس کے لبوں کو تو جیسے قفل لگ گیا تھا وہ چاہ کر بھی کچھ بھی بول نہیں پا رہی تھی کیونکہ اس کے نزدیک اگر وہ بولتی تو شہرام اس کے بارے میں غلط سوچتا ویسے بھی اس نے پرخہ کے متعلق اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ناجانے اس کی باتیں شہرام کو کتنے فیصد سچ لگی تھی۔

"شہرام اگر وہ کچھ بول رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس میں سچائی ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔

پریسہ میں جانتا ہوں اسے۔یہ پہلے بھی ایک بار یہ کر چکا ہے حالانکہ شائستہ نے کبھی ایسا کچھ نہیں کیا۔بات" بس یہی ہے کہ اسے وہ نہیں پسند جس کی بدولت وہ اسے یہاں سے بھیجنا چاہتا ہے۔اگر وہ یہاں سے چلی گئی تو "دوسری ملازمہ رکھنا بے حد مشکل ہے۔

"مگر میں تو ہوں نا۔گھر کے کام کاج تو میں کر ہی سکتی ہوں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

سوری پریسہ میں آپ کی مصروفیت میں اضافہ نہیں کر سکتا۔آپ مجھ پہ یا غازان پہ دھیان دے دیں ہمارے" "لیے یہی بہت ہے۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے بولا۔غازان نے ناراض نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور بھاگتے ہوئے باہر نکل گیا۔پریسہ لبوں کو سختی سے بھینچتے بمشکل مسکرائی تھی۔اب اسے وہ کیا بتاتی کہ وہ سب کچھ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہے۔

"پریشان کیوں ہو رہی ہیں میری جان۔"

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے محبت سے بولا تو پریسہ چہرہ جھکاتے نفی میں سر ہلا گئی۔ابھی کچھ دیر پہلے شہرام کا دل جو اس کی حرکت پہ عجیب ہوا تھا اب اس کے سامنے آتے ہی بلکل ٹھکانے پہ آگیا تھا۔اتنا تو اسے اندازہ تھا

All Rights Reserved By Novels Lounge

کہ اس لڑکی سے ناراض وہ چاہ کر بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ جہاں وہ اس کی صورت دیکھتا تھا اس کی ہر غلطی بھول جایا کرتا تھا۔

****

"فارس یہاں آکر بیٹھو۔"

آفتاب کی آواز پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی ان کے عین سامنے رکھے صوفے پہ جاکر بیٹھ گیا۔ جانتا تھا ان کی بات ایک ہی چیز کے متعلق ہوتی تھی اور وہ تھا اس کا رشتہ۔

"دیکھو فارس میں آج بلکل سنجیدہ ہوں۔"

وہ بات شروع ہونے سے پہلے ہی جتانے والے انداز میں بولے۔ فارس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا اور ذرا سا مسکرایا۔

"کیا آپ کو میری حاضر جوابی سے خوف آتا ہے ڈیڈ۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولا تو وہ تلملا کر رہ گئے۔

"حاضر جوابی تو بہت دور کی چیز ہے مجھے تو تم جیسی اولاد سے ہی خوف آتا ہے۔"

وہ تنک کر بولے تو وہ اب کی بار قہقہہ لگا کر ہنس دیا معاً ان کی خونخوار نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ نامحسوس انداز میں سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

"کیا ہم مسئلہ کشمیر حل کرنے والے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ انہیں ہاتھ پہ ہاتھ جمائے بیٹھا دیکھ سنجیدگی سے بولا مگر لہجے میں ابھی بھی مذاق کی رمق واضح تھی۔

تمُ مسئلہ کشمیر سے بھی ایک بہت بڑا مسئلہ میری زندگی میں تمہاری صورت میں لکھ دیا گیا ہے پہلے اسے تو حل

"کر لوں۔

وہ کٹیلے لہجے میں بولے۔فارس نے ان کی بات پہ مودب سے انداز میں سر ہلایا تھا۔

دیکھو فارس ابھی تمہاری ماں نہیں ہے یہاں۔مجھ سے اگر کچھ شئیر کرنا چاہو تو کہ اگر کوئی لڑکی پسند ہے"

تمہیں۔ویسے اس دن تم ان مہمانوں کے سامنے ذکر تو کر چکے ہو مریم کے متعلق مگر میں تم سے مکمل تفصیل

جاننا چاہتا ہوں کہ تم کیا سچ میں اس میں انٹرسٹڈ ہو۔اگر ہاں تو مجھے بات آگے چلانے میں کوئی دقت نہیں

"ہے۔مجھے اب جلد از جلد تمہاری شادی نپٹانی ہے۔

وہ سنجیدگی سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولے۔فارس سرعت سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"جی ڈیڈ آپ رشتہ لے کر جائیں گے اس کے گھر مگر اس کیلیے نہیں بلکہ اس کی چھوٹی بہن عائشہ کیلیے۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتے صوفے سے پشت ٹکا گیا۔آفتاب نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

"اس دن تو تمہاری عزیزم مریم تھی آج عائشہ کیسے ہو گئی۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کرتے مشکوک لہجے میں بولے۔

ڈیڈ آپ کو میری شادی سے غرض ہونا چاہیے لڑکی سے نہیں۔زندگی تو میں نے گزارنی ہے نا۔بس اب یہ"

"آپ پہ منحصر ہے کہ آپ مام کو کیسے مناتے ہیں مگر کل تک آپ ان کے گھر لازمی چلے جائیے گا۔

وہ اٹل لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔آفتاب نے اس کی پشت کو پرسوچ نگاہوں سے تکا تھا۔یہ لڑکا سرے سے ہی ان کی سمجھ سے باہر تھا۔وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے انہی سوچوں میں غلطاں تھے کہ اسی دوران باہر سے آتی کلثوم کو دیکھتے وہ سر جھٹک گئے۔

"کیا ہوا آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔"

وہ ہینڈ کیری میز پہ رکھتے ان کے ساتھ ہی صوفے پہ جگہ سنبھال گئی۔

جس کی زندگی میں تم جیسی بیوی اور وہ جو ایک عظیم الشان سپوت کا ساتھ لکھ دیا گیا ہو کیا اس کیلیے پریشانی کی "یہ وجہ کافی نہیں۔"

وہ چڑ کر بولے۔کلثوم کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"وہ آپ کی بھی اولاد ہے۔میں اپنے گھر سے اٹھا کر نہیں لائی تھی اسے۔عجیب۔"

وہ بھی نحوست سے بولتے سر جھٹک گئی۔آفتاب نے گہرا سانس بھرتے اپنے اشتعال پہ قابو پایا اور سنجیدگی سے ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

"کل ہم جارہے ہیں مریم کے گھر فارس کا رشتہ مانگنے۔"

انہوں نے نپے تلے لہجے میں انہیں باور کرایا۔ان کی بات پہ کلثوم نے کئی ساعتیں سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا مگر پھر یہ سوچ کر حامی بھر گئی کہ زندگی اس کی تھی بیتانی بھی اسے تھی تو وہ کیونکر درمیان میں بکھیرا کھڑا

All Rights Reserved By Novels Lounge

کرتی۔آفتاب نے ان کا سر اثبات میں ہلتا دیکھ تشکر بھرا سانس خارج کیا۔فلحال انہوں نے عائشہ کا ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

****

"پری اتنی رات کو آپ کو کیا سوجھی ہے۔بس کردیں۔"

شہرام کی آواز پہ پری نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا اور دوبارہ اپنے کام کی جانب توجہ مبذول کرا لی۔

"شہرام بس یہ کپڑے ہینگ کرلوں۔اس دن سے مصروفیات ہی کچھ ایسی تھی کہ نہیں کرپائی۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔اصل میں وہ اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ شہرام جذبات کی رو میں بہکتے کوئی قدم اٹھائے تبھی اسے ٹال رہی تھی۔

"یہ کام میری غیر موجودگی میں بھی ہوسکتے ہیں۔"

اس نے شکوہ کرنا ضروری سمجھا۔پریسہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے مگر اس بار اس نے کوئی جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اور اپنے کام میں مصروف رہی۔شہرام تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔پریسہ نے جلدی جلدی میں کپڑے الٹ پلٹ کرنا شروع کردیے۔معاً اس کی نگاہ بیگ میں رکھی سیاہ رنگ کی شال کی جانب اٹھی۔ماضی کے ناجانے کتنے مناظر اس کی آنکھوں میں روشن ہوئے تھے۔اس نے بے دھیانی میں مسکراتے وہ شال نکالی تو شہرام نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی مسکراہٹ دیکھی تھی جو اس

شال کو مٹھیوں میں بھینچے نا جانے کیا سوچ رہی تھی۔ اپنے نزدیک سے آنے والی مخصوص سگریٹ اور کلون کی ملی جلی مہک محسوس کر وہ اپنے خیالات سے باہر نکلی تھی۔

"یہ شال پتہ نہیں کس کی رکھ دی ہے عفیفہ نے۔"

شہرام نے نرمی سے اس کے ہاتھوں سے وہ شال لی تھی۔

"یہ میری شال ہے پریسہ۔"

اس کے لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔ پریسہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا کیونکہ اس کے مطابق اس کے پاس تو شہرام کی کوئی چیز نہیں رکھی تھی۔

آپ کی شال وہ بھی میرے پاس مگر میں تو بھائی کو دے کر آئی تھی تاکہ وہ یہ آپ تک پہنچا دے میں نہیں" چاہتی تھی کہ میں جرمنی جاتے جاتے آپ کی کسی بھی چیز کو اپنے پاس رکھوں۔ اس لیے میں نے یہ شال بھی "صدام بھائی کو دے دی تھی تاکہ وہ آپ تک پہنچا دے۔

اس نے شانے اچکاتے سچ بیان کیا۔ شہرام اس کی سچائی پہ دل کھول کر ہنسا تھا۔

مَ "میرے خیال میں صدا کی جھلی تھی آپ اس وقت۔ یہ چیزیں مجھے لٹا بھی دیتی تو پھر بھی میری سب سے "قیمتی چیز آپ ہی کے پاس تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہنستے ہوئے بولا۔ پریسہ نے اس کا چہرہ دیکھا اس کے لب پھیلے ہوئے تھے۔ وہ ہنس رہا تھا۔ اس نے اتنی دلکشی سے پہلے کبھی اسے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے پہلی بار غور کیا تھا کہ اس کے لبوں کے عین نیچے ہلکا سا ڈمپل پڑتا تھا جو اس کی داڑھی میں چھپا ہوا تھا۔

"کیا چیز۔"

وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔ اگلے ہی لمحے شہرام نے نرمی سے اس کے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا۔ پریسہ کا پورا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔

"میرا دل ہی آپ کے پاس تھا باقی کسی چیز کی گنجائش ہی نہیں بچتی۔"

وہ مدھم لہجے میں گویا ہوا۔ پریسہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مطلب یہ شال ابھی تک بھائی نے سنبھال کر رکھی تھی۔ ویسے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے سنبھالنے کا۔"

وہ آنکھوں میں شرارت لیے اسے واضح کرتے ہوئے بولی۔

اسی لیے تو ابھی اسے سینے سے لگائے مسکرا رہی تھی۔

وہ اس کے چہرے پہ جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے گھمبیر لہجے میں بولا۔ پریسہ جھجک کر نگاہیں جھکا گئی۔ اس کے چہرے پہ پھیلتی سرخی دیکھ شہرام کے دل میں سکون سا اترتا چلا گیا۔

"یہ شال۔"

وہ بولتے بولتے رکی تھی۔ شہرام نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اچھی طرح جانتا ہوں میں کہ یہ شال آپ کو مجھ پہ کس قدر خوبصورت لگتی تھی تبھی تو مجھے چھپ چھپ کر دیکھتی تھی۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے بیڈ کی جانب بڑھا پریسہ جو کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کے قدموں پہ قدم رکھ رہی تھی سرعت سے اس کی جانب دیکھا۔

"لگتی تھی سے کیا مراد ہے مجھے تو ابھی بھی لگتی ہے۔"

وہ دلکشی سے مسکرا کر اعتراف کرنے والے انداز میں بولی ساتھ ہی اس کے چوڑے شانوں پہ لپٹی بھوری چادر کو درست کیا تھا۔ شہرام نے اس کے کمر کے گرد دونوں بازو حمائل کیے اور اس کے سر سے سر ٹکرایا تھا۔

"اس کا مطلب صاف ہے کہ آپ مجھے دیکھتی تھی رائٹ۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے بنا کسی تردد کے شانے اچکاتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اب جب اگلا انسان خود ہی دعوت نظارہ بنا ہوا تو پھر ہم جیسا بے بس انسان کر بھی کیا سکتا ہے۔"

اس کی بات پہ شہرام نے باقاعدہ مسکراہٹ دبائی۔ اسے پریسہ سے اس قسم کی صاف گوئی کی توقع بلکل نہیں تھی۔

"ویسے میرا نہیں خیال کہ آپ کی محبت کا اس شال سے اس قدر سولڈ کنیکشن ہے۔"

وہ قدرے توقف کے بعد بولا۔ پریسہ نے جتاتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ محض آپ کا خیال ہی ہو سکتا ہے۔اب جب بندہ سیاہ شلوار پہ سیاہ ہی چادر اوڑھے چھت پہ اندھیرے میں بیٹھا برستی بوندوں سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔ سونے پہ سہاگہ انگلیوں میں سیگریٹ بھی دبی ہوئی ہو۔ چلیں اگر ہم ان سب باتوں کو چھوڑ بھی دیں۔اب وہی لڑکا اپنے اوپر لپٹی ہوئی وہی شال اتار کر لڑکی کو اوڑھائے تو وہ لڑکی پاگل ہی ہو گی جو اس کی جانب مائل نہیں ہو گی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے نروٹھے پن سے بولی۔ شہرام اس کے یوں نقشہ کھینچنے پہ کھل کر ہنس دیا۔

"اس سب باتوں سے جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ مطلب اب میں سیگریٹ پی سکتا ہوں اس چیز میں کوئی پابندی نہیں ہے۔"

وہ جیسے اس سے یقین دہانی چاہ رہا تھا۔پریسہ نے کئی لمحے بغور اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں مگر کبھی کبھی۔ میں آپ کو پینے سے منع نہیں کروں گی نو ڈاؤٹ آپ پیتے ہوئے اچھے لگتے ہیں مگر صرف دیکھنے کی حد تک۔"

اس کی گول مول بات پہ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا جو اسے اپنی باتوں میں الجھا رہی تھی۔

"بہت خراب ہوتی جا رہی ہیں آپ۔"

وہ اس کی ٹھوڑی کو اوپر اٹھاتے شریر لب و لہجے میں بولا۔

"حرکتیں خود کی درست نہیں ہے اور موردِ الزام مجھے ٹھہرا رہے ہیں۔ ہنہہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس کی بات پہ شہرام نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا جس کی زبان ابھی اس کی تعریفیں کرتی نہیں تھک رہی تھی مگر اب کیسے وہ اچانک اپنی ہی بات سے پھر گئی تھی۔اسے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے دیکھ شہرام نے اس کی کلائی تھامی تو پریسہ نے اس کی جانب دیکھا۔

"میں غازان کو دیکھ آؤں آپ سو جائیں۔"

وہ دھیمے مسکراتے لہجے میں بولتی کمرے سے باہر نکل گئی۔شہرام نے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے سر بیڈ کراؤن سے ٹکایا تھا۔کیا ان کا رشتہ ابھی بھی بے یقینی کی راہ میں ڈول رہا تھا۔کیا پریسہ اس پہ یقین نہیں کرتی تھی۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا اور کسی نتیجے پہ پہنچتے وہ آرام دہ لباس لیتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔کچھ دیر بعد جب وہ باہر نکلا پریسہ ابھی بھی واپس نہیں لوٹی تھی۔وہ کمرے کی لائٹ بجھاتے تھکے تھکے انداز میں بیڈ پہ چت لیٹ گیا۔اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔وہ پریسہ کا انتظار کرنا چاہتا تھا اس سے سوال کرنا چاہتا تھا۔کئی ثانیے بعد کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ شہرام کی تمام تر حسیں بیدار ہوئی تھی۔وہ دبے پاؤں چلتی بیڈ کے نزدیک آئی اور اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔

میں جانتی ہوں میری وجہ سے آپ کے ذہن میں لاتعداد سوال آرہے ہونگے آپ پریشان ہونگے مگر " مم۔میں کسی کی غلط بات کو سچ نہیں ہونے دے سکتی۔مجھ پہ کوئی الزام لگانے کی وجہ بنے اس سے بہتر یہی ہے "کہ میں وہ وجہ ہی ناپید اکروں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ شہرام کا مضبوط ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے مدھم لہجے میں بولی اور اس کی ہاتھ کے پشت پہ لب رکھتے دوبارہ اس کے سینے پہ رکھتے لیٹ گئی۔اس کی مدھم سانسوں کی آواز پریسہ کی سماعتوں میں اتر رہی تھی۔

"کن سوچوں کو ذہن پہ سوار کیا ہوا ہے آپ نے۔"

اس نے گہرے اندھیرے میں شہرام کو گہرا سانس لیتے کہتے سنا۔پریسہ کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا۔مطلب وہ جاگ رہا تھا اور جو وہ بولی تھی وہ بھی سن چکا تھا۔اس نے اندھیرے میں ہی اس کا چہرہ دیکھنا چاہا لیکن وہ ناکام رہی۔

"آپ سوئے نہیں ابھی تک۔"

وہ حیرت ذدہ سی بولی۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

جواب میں اس کا سرد لہجہ پریسہ کی سماعتوں میں گونجا۔اگلے ہی لمحے وہ نرمی سے اسے اپنے نزدیک کرتے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔پریسہ نے آنکھوں کو موندتے اس کے سینے سے سر ٹکایا۔

"میں نے اس دن پرخہ اور آپ کی باتیں سن لی تھی۔جو جو پرخہ نے میرے متعلق کہا میں نے سب سن لیا۔"

وہ جیسے اپنی غلطی کا اعتراف کر رہی تھی۔شہرام کا شدت سے جی چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ پرخہ اور میری باتیں سنی تھی آپ نے تو اس کا ذکر میرے سے بھی کرنا بنتا تھا آپ کا یا نہیں۔ ٹھیک ہے "
میں آپ سے بات نہیں کر پایا کیونکہ میرے نزدیک یہ بات اتنی اہمیت کی حامل نہیں تھی کہ میں اس کا ذکر
"آپ سے کرتا پھرتا مگر آپ اندر ہی اندر گھلتے نا جانے کیا سوچ رہی ہیں۔

وہ تاسف ذدہ لہجے میں بولا۔ پریسہ کو یکایک شرمندگی نے آن گھیرا۔

وَ" وہ اس کی باتیں ہی ایسی تھی کہ میں غازان کی سوتیلی ماں ہوں۔ یہ سوتیلی سگی کیا ہوتا ہے۔ میں اس چیز کا
فرق سمجھ نہیں پاتی ماں تو ماں ہوتی ہے نا۔ ہم کیوں بچوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ یہ ہماری سوتیلی
ماں ہے سگی نہیں۔ اس کے بعد بچے بھی ہمیں سوتیلی ماں کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیں سگی کبھی نہیں سمجھ
"پاتے مگر شاید وہ ٹھیک ہی کہ رہی ہو گی۔

وہ سنجیدگی سے بولتے بولتے رکی۔ شہرام نے سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

اس لیے میں نے سوچا ہے کہ ہمارے لیے غازان ہی ٹھیک ہے۔ ہم آگے بے بی نہیں لیں گے۔ ہم غازان کو "
"ہی پال پوس کر۔

شٹ اپ پریسہ۔ اتنی بڑی بات آپ اتنی آسانی سے کیسے کہ سکتی ہیں۔ یہ باتیں کہنا آسان ہوتا ہے کرنا نہیں "
سمجھ لگی میری بات۔ کیوں خود کو گنہگار کر رہی ہیں یہ سب بول کر۔ پرخہ نے وہ سب جذباتی پن میں آکر بول
دیا تھا بہت سے گھروں میں باتیں ہو جاتی ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے دل پہ رکھ پہ بیٹھ جائے یا اس بات
کا ہی سوگ منائی جائے۔ اگر انسان ہر بات کو دل پہ لگانا شروع کر دے نا تو یہ جو گھر بستے ہیں نا کبھی نا بس

All Rights Reserved By Novels Lounge

پائے۔شہرام آپ کا بیٹا ہے میں انکاری نہیں ہوں آج وہ میرے سے زیادہ آپ کا ہی بیٹا ہے مگر اپنی اولاد کو محسوس کرنا بھی ایک بات ہوتی ہے۔یہ بات میں گارنٹی سے یقین سے بول سکتا ہوں کہ آپ آج جیسی غازان کے ساتھ ہیں اگلے بیس پچیس سال گزر جانے کے بعد بھی آپ ویسی ہی ہو گی۔آپ میں ذرا بھی فرق نہیں "آئے گا جب میں آپ پہ یقین کر سکتا ہوں تو آپ مجھے ذرا بھی یقین نہیں سونپ سکتی۔

وہ دبے دبے لہجے میں بولا۔انداز میں غصے کی آمیزش واضح تھی۔اسے رہ رہ کر پریسہ کے غصہ آرہا تھا۔

"مجھے آپ پہ یقین ہے مگر اگر کسی نے کبھی بھی میرے متعلق کوئی غلط بات کی تو میں کسے یقین دلاؤں گی۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے دھیمے لہجے میں بولی۔

آپ کو کسی کو یقین دلانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی کیونکہ آپ پہ اٹھی ہر بات کا جواب دینے کیلیے آپ" "کا شوہر اور بیٹا موجود ہے ابھی۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔پریسہ کے لبوں کو قفل لگا تھا۔

ہفتہ ہو گیا ہے ہماری شادی کو اور اس دوران جتنی بار میں نے آپ کے آگے پہل کی آپ نے مجھے دھتکارا" "ہے پریسہ۔

اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔پریسہ کے اس بات نے اس کے حواس گم کر دیے تھے۔وہ کس قدر سکون سے اس قدر سنگدلانہ بات کر گئی تھی۔کیا اس کا دل نہیں کانپا ہو گا یہ سوچتے ہوئے۔

"شہرام میری بات۔"

پریسہ نے بات بگڑتی دیکھ اس کے چہرے کے بگڑتے تاثرات کا اندازہ لگاتے بات سنبھالنی چاہی۔شہرام نے بے رخی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے علیحدہ کیا تھا۔

"پلیز پریسہ۔مجھے مزید کچھ نہیں سننا نا مجھ سے بات کرنے کی ضرورت ہے آپکو فلحال۔آپ کیا مجھ سے دوری اختیار کریں گی میں ہی آپ کی مشکل آسان کر دیتا ہوں لیکن آئندہ اگر آپ نے اس قسم کی کوئی بھی بات کی پریسہ تو آئی سوئیر ابھی تو نے کچھ نہیں کہا مگر اس لمحے ضرور کچھ کہ جاؤں گا۔سونے آئی تھی نا آپ سو جائیں۔"

وہ بگڑے لہجے میں بولتے کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔پریسہ حق دق بیٹھی اس کی پشت تکتی رہ گئی۔کیا یہ بات اس قدر بڑی تھی جو وہ اتنا برا ردعمل دکھا گیا تھا۔پانچ منٹ وہ وہی بیٹھی بیٹھی اپنی انگلیاں مسلتی رہی مگر پھر کسی نتیجے پہ پہنچتے وہ اس کے شانے پہ سر رکھتے اس کے گرد بازو حمائل کر گئی۔شہرام نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا بس خاموشی سے سوتا بن گیا۔

"خان صاحب۔"

اس کا شرارتی لب ولہجہ شہرام کی سماعتوں میں گونجا۔شہرام نے سختی سے لب اپس میں پیوست کر لیے۔اس نے اپنی مٹھیوں کو بھینچتے ان کی حرکت کو روکنا چاہا تھا جو اس لڑکی کی موجودگی میں نہایت مشکل تھا کیونکہ یہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ پریسہ تھی۔وہ چاہ کر بھی اسے نظر انداز نا کر پایا تبھی اگلے ہی لمحے اپنے بال سنوارتے بیڈ

All Rights Reserved By Novels Lounge

کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔پریسہ نے اس کے بازو میں بازو ڈالتے اس کے کندھے سے سر ٹکایا تھا۔شہرام سمجھ ناپایا کیونکہ اس نے فلحال اپنی جانب سے کسی بھی قسم کی ندامت کا اظہار نہیں کیا تھا۔

"کیا چاہتی ہیں اب آپ پریسہ۔مجھے سونا ہے اور آپ مجھے سونے نہیں دے رہی۔"

وہ بے بسی سے گویا ہوا۔پریسہ نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"معافی۔"

وہ کھٹاک سے بولی۔

"مجھے آپ سے معافی منگوا کر کیا ملے گا پریسہ۔میں آپ کو کبھی بھی جھکانا نہیں چاہوں گا۔"

وہ اس کا سر چومتے ہوئے بولا۔یہ لڑکی ہر بار اس کا ضبط آزماتی تھی۔

"لیکن میں نے اپنی معافی کی تو بات ہی نہیں کی میں تو آپ کے معافی مانگنے کی بات کر رہی ہوں۔"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔شہرام اس کی بات پہ ہکا بکا رہ گیا۔

"میں معافی مانگوں آپ سے کس چیز کی بتانا پسند کریں گی۔"

وہ غصے سے بڑبڑایا۔

جو آپ نے مجھے اتنا برا بھلا کہا۔اتنی اتنی باتیں بولی حالانکہ میں نے صرف چھوٹی سی بات کی تھی۔پتہ نہیں"

"آپ مرد اتنی سی بات کو انا کا مسئلہ کیوں بنا لیتے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔ شہرام کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی کیونکہ اب وہ اسے اٹھاتے خود کمفرٹر اوڑھ کر لیٹ چکی تھی۔ شہرام نے گہرا سانس بھرا اور دل ہی دل میں خود کو کوستے اس کے اوپر جھکا تھا۔

"بتائیں کیا حکم ہے میرے لیے ملکہ۔"

وہ اس کی پیشانی پہ لب رکھتے ہوئے بولا۔

"معافی مانگیں مجھ سے آپ۔ ایسی معافی جو میرا دل خوش کر دے۔"

وہ آنکھیں گھماتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔ شہرام نے ٹھنڈی آہ بھری۔

سوری خانم جو میں نے آپ سے بد تمیزی کی۔ آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ پہ غصہ کیا حالانکہ یہ تو آپ کو کرنا" چاہیے تھا آئندہ میں خیال کروں گا کہ غلطی چاہے آپ سے ہو یا میرے سے مگر غصہ کرنے کا اختیار صرف "آپ کو حاصل ہے۔

وہ اس کی آنکھیں چومتے ہوئے محبت سے بولا۔ پریسہ ایک لمحے کیلیے یہ سمجھ نا سکی کہ یہ معذرت تھی یا طنز مگر پھر یہ سوچ کر سر جھٹک گئی کہ جو بھی تھا اس نے معافی تو مانگ لی تھی نا۔

"اوری ایکسیپٹڈ۔"

وہ اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے اتراتے ہوئے بولی تو شہرام نے نرمی سے اس کے سر سے سر ٹکرایا تھا۔ اس کی حرکت پہ پریسہ کی نقرئی ہنسی کمرے کی خاموش فضا میں گونجی تھی۔ شہرام نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی ہنسی کی نظر اتاری تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

****

"گڈ مارننگ پری۔"

پریسہ نے غازان کی آواز سن مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"گڈ مارننگ ناشتے میں کیا لیں گے آج غاز آپ۔"

وہ مصروف سے انداز میں بولی۔یہ بھی اسی کی ضد تھی کہ صبح ناشتہ اس نے پریسہ کے ہاتھ کا ہی کرنا ہوتا تھا۔شائستہ سے ویسے بھی اسے بہت زیادہ چڑ تھی۔اپنی بات کے جواب میں دوسری جانب سے خاموشی سن پریسہ نے حیرت سے رخ موڑتے اس کی جانب دیکھا جو بے دردی سے اپنی نوٹ بک بیگ میں ڈال رہا تھا مگر اتنی مشقت کے بعد بھی وہ نہیں ڈل رہی تھی۔

"لاؤ میں ڈال دیتی ہوں غاز۔"

وہ اس کی جانب ہتھیلی پھیلاتے ہوئے بولی مگر اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کچھ تو تھا جو پریسہ کے ذہن میں کھٹکا تھا۔

"میں خود کر لوں گا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتے اپنے کام میں مصروف رہا۔پریسہ نے ناسمجھی سے اس کے ہاتھ سے نوٹ بک لی اور اسے کندھوں سے تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

"کیا ہوا غاز ایوری تھنگ آلرائٹ۔کیا ڈیڈا کی وجہ سے غصہ ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولی۔ غازان نے جواب دیے بغیر اپنا چہرہ اس کی گرفت سے آذاد کرایا تھا۔

"ڈیڈ تو شروع سے ہی یہی کرتے ہیں۔ میں تو آپ سے ناراض ہوں۔"

وہ ناراضگی کا بھرپور اظہار کر رہا تھا۔ پریسہ نے نرمی سے اسے تھام کر اپنی گود میں بٹھایا اور اس کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔

"کیوں ناراض ہو گیا میرا بے بی مجھ سے اور اگر ہو گیا ہے تو پھر گڈ مارننگ کیوں بولا۔"

وہ اس کا گال چومتے ہوئے بولی۔ غازان نے ناراضگی سے اس کی جانب دیکھتے اپنا گال رگڑا۔

"اب اپنی ناراضگی میں میں آپ کو مارننگ وش نا کرو ایسا تو نہیں ہو گا نا۔"

اس کی بات پہ نہایت خوبصورت مسکراہٹ نے پریسہ کے لبوں کو چھوا تھا۔ وہ نرمی سے اس کا دوسرا گال بھی چوم گئی۔

"چلو ساری باتیں چھوڑتے ہیں مجھے آپ یہ بتائیں کہ ناراضگی کیوں ہیں۔ کیا میری کوئی بات بری لگی ہے۔"

وہ اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے ہوئے بولی۔

"آپ نے کل ڈیڈا کو ان کے بارے میں کیوں نہیں بتایا۔ کل انہوں نے پھر سے مجھے ڈانٹا۔"

وہ منہ پھلا کر بولا۔ پریسہ اس کی بات پہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

غازآپ توکم ازکم پری کو سمجھو۔اگر میں بنا کسی پروف کے ڈیڈا کو بتاتی اور آگے سے آپ کے ڈیڈا مجھے بھی" "جھڑک دیتے پھر کیا آپ کا دل نہیں دکھتا۔

وہ معصومیت سے منہ بناتے ہوئے بولی۔غازان کی پیشانی پہ اس کی بات پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھی۔

"وہ کیوں ڈانٹیں گے آپ کو۔اگر ڈیڈا نے کبھی بھی آپ کو کچھ کہا تو غازان ان سے لڑے گا۔"

وہ سینہ تان کر بولتے اسے ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔پریسہ نے فرط جذبات میں چٹاچٹ اس کے گالوں کو چوم لیا۔

"اچھا مما کیلیے ڈیڈا سے لڑائی۔ایسا کیوں۔"

کیونکہ میں ڈیڈا سے بھی زیادہ مما سے پیار کرتا ہوں۔ڈیڈا میری بات نہیں سنتے مگر آپ نے تو سنے بغیر مجھ پہ "یقین" کرلیا تھا نا تو پھر آپ اچھی ہوئی یا ڈیڈا۔

وہ اس کے گلے کا ہار بنتے ہوئے محبت سے بولا۔پریسہ نے محبت سے اس کے بال سہلائے تھے جواب اس کی پیشانی چوم رہا تھا۔

ایسے نہیں بولتے نا۔ڈیڈا کو تھوڑی علم ہے اس بارے میں جب میں ان سے بات کروں گی تو انہیں خود بخود" علم ہو جائے گا اور پھر وہ شائستہ کو یہاں سے بھیج دیں گے۔

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے مسکرا کر بولی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ غازان کے دل میں شہرام کیلیے کسی بھی قسم کا "کوئی میل ہو۔

"چلو جلدی سے اٹھو میرا بچہ۔میں آپ کا لنچ ریڈی کرتی ہوں۔کیا کھاؤ گے آج آپ۔"

وہ اسے سلیب پہ بٹھاتے ہوئے نرمی سے بولی۔غازان نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"نگٹس۔"

اس کی بات پہ وہ ہنستے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔کچھ دیر بعد اس کا لنچ وغیرہ پیک کر کے بیگ میں ڈالتے وہ کمرے کی جانب بڑھی تھی تاکہ شہرام کو جگا سکے۔

"ارے آپ جاگ گئے۔"

وہ اپنے نم بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے ہوئے مصروف سے انداز میں بولی مگر اگلے ہی لمحے شہرام نے سرعت سے اسے اپنی گرفت میں لیا تھا۔وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا کر رہ گئی۔

"شہرام چھوڑیں کیا کر رہے ہیں۔غازان کے سکول کا وقت ہو رہا ہے اور آپ یہ سب۔"

وہ کسمساتے ہوئے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی مگر اس کے چہرے پہ چھائی معنی خیزی دیکھ پریسہ کے چہرے پہ سرخی پھیلی تھی۔

"اب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے۔"

وہ نظریں چڑاتے ہوئے تنک کر بولی۔

"کیا یہ اب مجھے تفصیل سے بتانا ہو گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔پریسہ نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور پیر پٹخ کر رہ گئی۔

"آپ انتہائی بے شرم ہیں شہرام۔ایسے کون گھورتا ہے بھلا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔ شہرام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اسے وارڈروب سے لگاتے اس کے اطراف میں ہاتھ رکھے تھے۔

"میں دیکھتا ہوں اپنی بیوی کو۔ روک سکتی ہیں کیا۔"

وہ اس کے چہرے پہ جھکا گہرے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔ پریسہ کی پلکیں کپکپاتے سرخ عارض پہ جھک گئی۔

"یہ بات بات پہ شرما کر آپ شاید مجھے قابو کرنا چاہتی ہے۔"

وہ بھنویں اچکاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"پری۔"

اسی دوران اچانک ہی غازان اسے پکارتے کمرے میں داخل ہوا تو وہ سٹپٹا کر اس کا حصار توڑتے پیچھے ہٹی تھی۔

"لو آگیا آپ کا ننھا سکیورٹی گارڈ۔"

وہ سر جھٹک کر بولتے دوبارہ آئینے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ شال لینے کیلیے وارڈروب کی جانب بڑھتا پری اسے ٹوکتے خود وارڈروب کی جانب بڑھی تھی۔

"آج میں آپ کو شال اوڑھاؤں گی۔"

وہ مسکرا کر بولی اور شال لیتے دوبارہ اس کی جانب واپس آئی تھی۔

"یہ میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں خانم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے ایک نگاہ اس کے لمبے قد پہ ڈالی اور بمشکل مسکرا دی۔

"پری آپ ڈیڈا سے کافی چھوٹی ہیں۔"

غازان کو سنجیدگی سے صورتحال کا ملاحظہ کر رہا تھا چونک کر بولا۔ پریسہ کا چہرہ اس کے تبصرے پہ خجالت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ شہرام اس کی بات پہ مسکراہٹ دباتے آنکھیں دکھا کر رہ گیا۔

"جب اپنی اولاد ہی چھوٹے قد کا طعنہ مارے گی تو میں باقیوں سے کیا امید رکھوں گی۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ غازان نے ایک نظر کونے میں رکھے سٹول پہ ڈالی اور اس کی مدد کی خاطر وہ سٹول لاتے اس کے نزدیک رکھا تھا۔ پریسہ کا منہ اس کی حرکت پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

پری آپ اس پہ کھڑی ہو جائیں ایسے اونچا ہونگی تو آپ کی ٹانگیں تھک جائیں گی اور پھر جب آپ کو درد ہو گا"

"تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔

وہ پریشان کن لہجے میں بولتے اسے ساکت کر گیا۔ اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ وہی ازلی معصومیت تھی۔ اسے اب سمجھ آیا کہ وہ جو کچھ دیر قبل اس نے تبصرہ کیا تھا وہ کوئی طنز نہیں بلکہ اس کی پریشانی میں گھل کر کیا گیا تھا۔ وہ جھینپتے اس سٹول پہ کھڑی ہو گئی۔ غازان نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جو اب پوری دلجمعی سے اس کے شانے پہ شال رکھتے اس کی مونچھوں کو سنوار رہی تھی۔

"ہو گیا۔ اب آپ غازان کو سب سے پہلے سکول ڈراپ کر دیں کیونکہ رحمت بابا آج چھٹی پہ ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے واپس نیچے اتری تھی۔ وہ باہر لاؤنج میں آئے تو شائستہ کچن میں آچکی تھی۔ پریسہ نے اسے ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ انہیں بھیجتے وہ واپس کچن کی جانب آئی تھی تاکہ شہرام اور اپنا ناشتہ تیار کر سکے۔

"میم آپ کیوں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب ہو گیا ہے۔"

وہ اسے ناشتہ بناتا دیکھ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے بولی۔ پریسہ نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

ایم سوری مگر میں تم پہ بھروسہ نہیں کر سکتی۔ کیا پتہ تم نے اندر کچھ زہریلی چیز ملائی ہو۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے "نا۔"

وہ طنزیہ لب ولہجے میں بولتی دوبارہ انڈہ پھینٹنے لگی۔ شائستہ نے رعونت ذدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔ ایک لمحے کیلیے اس کا چہرہ سپید پڑا تھا کیونکہ آج وہ سچ میں کچھ ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اسے آج بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کوئی عام لڑکی کو قطعی نہیں تھی بلکہ شہرام خان کی بیوی پریسہ شہرام خان تھی جس کی نگاہ ہر جانب گھومتی تھی۔ وہ خاموشی سے رخ بدل گئی۔ شہرام کا انتظار اسے زیادہ نہیں کرنا پڑا تھا کیونکہ وہ جلد ہی واپس لوٹ آیا تھا۔

"غازان کی طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ خاموش خاموش سا تھا۔"

ناشتے کے درمیان رک کر وہ پریشانی سے گویا ہوا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تو جو باپ اپنی اولاد کے اوپر کسی دوسرے انسان کو فوقیت دے گا اس کی طبیعت خراب ہی ہو گی۔"

وہ کھانے کے دوران اسے جتانا نا بھولی۔ شہرام نے کھانے سے ہاتھ روکتے اس کی جانب دیکھا۔

پریسہ اب آپ غلط بات کر رہی ہیں۔ آپ جانتی ہیں بچوں کو نا جانے کتنی چیزیں ناپسند ہوتی ہیں اب ہم ان" چیزوں کو جان بوجھ کر ان کی زندگی سے بے دخل تو نہیں کر سکتے نا۔ غازان کو ڈھیڑ سال انہوں نے ہی سنبھالا ہے۔ اس گھر کو انہوں نے دیکھا ہے۔ میں نے کبھی ایسا کچھ نہیں دیکھا جس کی بنا پہ میں انہیں گھر سے نکال "دوں۔ وہ کما رہی ہیں یہاں سے میں کسی کے منہ کا نوالا نہیں چھین سکتا۔

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا اور دوبارہ اپنی پلیٹ پہ جھک گیا۔ پریسہ کو غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گئی۔

کیا کبھی آپ نے اس کے پاس بیٹھ کر جاننے کی کوشش کی کہ آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ تو نہیں۔ کیا کبھی آپ" نے اسے اپنا اعتبار سونپا ہے۔ نہیں شہرام۔ آپ نے ہمیشہ اسے غلط گردانا ہے کبھی یہ سوچا کہ بچہ ہے اگر کچھ بول رہا ہے تو کسی بات کی بنا پہ ہی بول رہا ہو گا نا۔ بچے جھوٹ نہیں بولتے شہرام اور یہ تو پھر آپ کی ہی اولاد ہے آپ نے تو کم از کم اسے جھوٹ بولنا نہیں سکھایا ہو گا نا۔ اسے اپنا اعتبار دیں وہ چھوٹا ہے ابھی سے سنبھل جائے "گا لیکن اگر بڑا ہونے تک آپ کا اور اس کا رشتہ یوں ہی رہا تو بدگمانی آنے میں وقت نہیں لگے گا۔

وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولی۔ شہرام نے ذرا سی آنکھ اٹھاتے اس کا چہرہ جانچا جس پہ سرد مہری رقم تھی۔

"آپ میری بیوی ہی ہیں نا پریسہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"میں آپ کی بیوی ضرور ہوں مگر اس سے پہلے میں غازان کی ماں ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔شہرام نے تھکی تھکی س"ی سانس خارج کی تھی۔

سر یہ آپ کی چائے۔"

معاًشائستہ کی آواز پہ اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ دیکھ اس بات پہ یقین کرنا مشکل تھا کہ وہ غازان کو ٹارچر کرتی ہے۔وہ شکریہ کہتے اس سے چائے کا کپ تھام گیا۔شائستہ مسکراتے ہوئے دوبارہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔البتہ شہرام کی پر سوچ نگاہیں ابھی بھی اسی کی پشت پہ جمی تھی۔

How is this possible leena? We can't afford such a huge loss. Presa is not a name but a brand that I have built with these tireless efforts. No, it can't be.

(ایسا کیسے ممکن ہے لینا۔اتنا بڑا نقصان ہم افورڈ نہیں کر سکتے۔پریسہ ایک نام نہیں ایک برینڈ ہے جسے میں نے ان تھک کوششوں سے بنایا ہے۔نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔)

وہ پریشانی کے عالم میں کمرے میں چکر کاٹتی اس سے مخاطب تھی۔بات کرتے کرتے اس کا لہجہ اونچا ہو گیا تھا۔

Ma'am I really don't know. I went on vacation with your permission. After coming back I checked the details of all

All Rights Reserved By Novels Lounge

the clients and Mr. David has canceled all the deals related to us. He probably wants to blacken Presa's name.

میم میں سچ میں نہیں جانتی۔میں توآپ کی اجازت سے چھٹیوں پہ گئی تھی۔واپس آنے کے بعد میں نے تمام) کلائنٹس کی تفصیل دیکھی تو مسٹر ڈیوڈ نے ہمارے سے جڑی تمام ڈیلز کینسل کر دی ہیں۔وہ شاید پریسہ کا نام (ڈوبانا چاہتے ہیں۔

فون کی دوسری جانب سے اس کی آواز گونجی۔پریسہ نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا اور ایک نظر کمرے میں آتے شہرام کو دیکھا تھا جو نا سمجھی سے اس کے چہرے کے اڑے اڑے حواسوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

"اب ٹھیک ہے۔"

اسے فون رکھتا دیکھ شہرام نے نرمی سے استسفار کیا۔

"وہ جو میری بوتیک تھی جرمنی میں۔"

"تھی۔"

شہرام نے الجھ کر تھی پہ زور دیا۔

"لینا نے ابھی بتایا کہ ہماری نومبر تک جو بھی ڈیلز تھی کسی بھی کمپنی کے ساتھ۔انہوں نے کینسل کر دی ہے۔میں اتنے عرصے سے یہاں ہوں صرف اسی بدولت۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تفکر سے بولتی ڈھے جانے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی اور اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گرا گئی۔ شہرام نے اس کے ساتھ جگہ سنبھالتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

"نو ڈاؤٹ اس میں پریشان ہونے والی بات تو ہے مگر جب تک میں آپ کے ساتھ ہوں تو پریشانی کیسی۔"

"مطلب۔"

پریسہ نے سر اٹھاتے خالی خالی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب کہ ہم شروع سے شروع کرتے ہیں۔"

"زروع سے شروع کرنا اتنا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔میں بہت محنت کر کے یہاں تک پہنچی تھی۔"

وہ اذیت سے بولی۔

اب آپ محنت کر کے اس سے اونچائی پہ جائیں گی۔ناامیدی کی راہ پہ نہیں چلنا ہمیں کیونکہ ناامیدی کفر ہے۔"

وہ اس کا سر چومتے ہوئے محبت سے بولا۔پریسہ چاہ کر بھی مسکرا کر نہیں سکی تھی۔

"چلیں اٹھیں۔"

اس نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے اس کے آگے ہتھیلی پھیلائی تھی۔پریسہ نے الجھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اپنا ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی پہ رکھ دیا جسے اس نے مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ حیرت کے مارے بس اتنا ہی بول پائی۔

دراصل کچھ وقت سے ہماری زمین کا تنازعہ چل رہا تھا اور وہ تین چار دن پہلے ہی حل ہوا ہے۔اصل میں وہ" زمین مورے کے آباؤاجداد کی تھی تو ان کی زندگی میں تو انہیں ملی نہیں مگر اب میں نے اس پہ ذرا جدوجہد کی تو اب وہ شکر اللہ کا ہماری ہے تو میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نا ہم اس زمین پہ آپ کی ذاتی بوتیک کھولنے کا آغاز "کریں۔

اس کی بات پہ پریسہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے شہرام آپکو۔وہ آپکی مورے کے نام ہے۔ مم۔میں کیسے۔میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔"

اس نے فوراً ہاتھ کھڑے کر دیے تھے۔

"اب آپ کا خواب صرف آپ کا نہیں بلکہ میرا بھی ہے۔"

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر انہیں اپنے لمس سے مزین کرتے ہوئے بولا۔یہ ایک جملہ ہی اسے یہ باور کرانے کیلیے کافی تھا کہ اسے اس کا خواب اس سے بھی زیادہ عزیز ہے تبھی مدھم سا مسکرا دی تھی۔شہرام نے اسے اپنے ساتھ لیتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔گاڑی کچی سڑک پہ رواں دواں تھی۔پریسہ نے باہر کے مناظر کو دیکھتے ایک گہرا سانس بھرا۔یہاں آنے کے بعد وہ پہلی بار شہرام کے ساتھ باہر نکلی تھی۔

"شہرام۔"

"ہمم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے ذرا سی گردن موڑتے پریسہ کی جانب دیکھا۔

آپ نے مجھے ایبٹ آباد نہیں گھمایا اور اس کے آس پاس جتنے بھی ناردن ایریاز ہیں وہ سب بھی مجھے دیکھنے ہیں۔"

وہ اس کے شانے سے سر ٹکاتے ہوئے بولی۔

"اور کوئی حکم ملکہ۔"

وہ گاڑی کا گئیر بدلتے ہوئے محبت سے بولا۔ پریسہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"اور مجھے آپ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی دوبارہ اس کے شانے سے سر ٹکا گئی۔ اب کی بار شہرام نے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا۔

"اور کوئی حکم خانم۔"

اس کی بات پہ اب کی بار وہ کھل کر ہنس دی تھی۔

"لڑکی کو امپرس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیا جو بار بار ایک ہی بات دہرا رہے ہیں۔"

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"مزے کی بات ساتھ بیٹھی لڑکی جو میری زندگی ہے مجھ سے پہلے ہی بہت امپریس ہے۔"

وہ تفاخر بھرے لہجے میں بولا۔ پریسہ نے جھینپ کر چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں تو شوہر سے ہی امپریس ہوں کسی ایرے غیرے سے تھوڑی۔"

پریسہ نے جیسے اسے یاد دلایا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ہی گاڑی ایک پلاٹ کے سامنے رکی تھی۔ پریسہ نے ستائشی انداز میں پورے پلاٹ کا جائزہ لیا تھا۔ شہرام اب ایک جانب کھڑا دو تین آدمیوں سے محو گفتگو تھا۔

"جگہ تو کافی کھلی ہے۔"

پریسہ نے تبصرہ کیا۔ شہرام نے اس کی بات کی تائید کی تھی۔

آپ اندازہ لگوالیں میں آپ کو آئیڈیا بھیج دوں گا پھر آپ اس کے مطابق جو بھی حساب لگے وہ آپ تمام"

"تفصیلات مجھ تک پہنچا دیجیے گا۔

وہ ان سے مصافحہ کرتے پریسہ کو لیتے دوبارہ گاڑی کی جانب آیا تھا۔ واپسی کا سفر بھی پندرہ منٹ میں گزر گیا تھا۔

"آپ جلد بازی میں تو نہیں کر رہے نا کچھ۔"

وہ اس کے بازو میں بازو ڈالے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی کچھ سوچ کر بولی۔ شہرام نے شانے اچکاتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

لگتا ہے میری مار تم بھول گئے ہو۔ ماں کیا آئی تمہاری تم تو اس کی دم ہی بن گئے ہو۔ تمہارے باپ کو تو ویسے"

"بھی تمہاری کوئی ہوش نہیں ہوتی تھی۔ زیادہ ہی زبان چلنے لگی ہے اب تمہاری۔

"چھوڑو مجھے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

غازان کی نقاہت زدہ آواز پہ پریسہ نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت شہرام کی جانب دیکھا جس کی حالت بھی اس کے جیسے ہی تھی۔

"بتاؤ مجھے اب اس اپنی اس پری کے پیچھے لگ کر مجھے جواب دو گے۔"

وہ غصے سے اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔اندر کا منظر پریسہ کو دہلا کر رکھ گیا۔وہ تیزی سے بھاگنے والے انداز میں اس تک پہنچی اور اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔اگلے ہی لمحے صحن کی فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔

"مم۔میم آپ۔"

وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔غازان سرعت سے اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

کس قدر گھٹیا اور پنچ قسم کی عورت ہو تم۔تمہیں شرم نہیں آتی جس تھالی میں کھاتی ہو اسی میں چھید کرتے" ہوئے۔تمہیں شہرام نے یہاں پناہ دی تاکہ تم ان کی اولاد کا خیال رکھ سکو اسی بہانے وہ تمہاری بھی امداد کر دیا کریں گے مگر تم احسان فراموش نکلی تم انہی کی اولاد کو مارتی رہی ہو وہ بھی ان کی بے خبری کا فائدہ اٹھا کر۔"

وہ ایک اور تھپڑ اس کے گال پہ مارتے غرائی۔شائستہ جو اس کی آمد پہ ایک لمحے کیلیے گھبرائی تھی اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں شہرام کا نام ونشان تک نہیں تھا مطلب شہرام آیا ہی نہیں تھا۔اس کے چہرے پہ سکون کی ایک لہر دوڑ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

احسان فراموش میں نہیں یہ ہے۔اتنا عرصہ میں نے اسے سنبھالا اور اب تمہارے آتے ہی یہ تمہارا ہو گیا۔تم نے سب برباد کیا ہے۔اگر تم نا آتی ہماری زندگی میں تو پرخہ میری شادی کرواتی سر سے اور پھر میں اس حویلی کی مالکن ہوتی مگر تم نے اکر سب تباہ برباد کر دیا۔"

وہ آپ سے تم پہ آتے بدتمیزی پہ اتر آئی۔پریسہ نے تلخی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا اور ایک نظر غازان کی جانب دیکھا جس کا چہرہ انتہائی سرخ پڑ رہا تھا۔

"غاز میری جان۔"

اس نے نرمی سے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا جس کا تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔دروازے پہ ایستادہ شہرام نے تنفر بھری نگاہ شائستہ پہ ڈالی جس کی ایک ایک بات وہ اپنے کانوں سے سن چکا تھا۔

"شہرام یہ دیکھیں غاز کو کیا ہو رہا ہے۔"

وہ پریشانی سے شہرام کو پکارنے لگی۔شائستہ کی نگاہ بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں ہوتے شہرام کی جانب اٹھی تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔اس نے گھبرا کر پریسہ کی جانب دیکھا جو غازان کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔

"پریسہ آپ اسے لے کر کمرے میں جائیں میں آتا ہوں۔"

اس نے اسے سہارہ دے کر کھڑا کیا اور اندر کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تھا۔اس کے جاتے ہی شہرام نے کھردری نگاہوں سے شائستہ کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس۔ سر آپ یہاں۔ وہ مم۔ میں آپ کو فون۔"

"بکواس بند رکھو اپنی واہیات لڑکی۔"

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی دھاڑ اٹھا۔ شائستہ اپنی جگہ پہ اچھل کر رہ گئی۔

تمہیں اس گھر میں پناہ دی میں نے ایک اچھی لڑکی سمجھ کر مگر میں یہ بات کیسے بھول گیا کہ آدھی راتوں کو" سڑکوں پہ پھرنے والی لڑکیاں شریف تو بلکل نہیں ہو سکتی تم نے بھی آج اپنی اوقات دکھا ہی تھی۔ اپنے بیٹے کو نظر انداز کیا اسے جھوٹا کہا کیونکہ تمہیں میں اپنی بہن بنا کر اس گھر میں لایا تھا مگر تم نے آج ساری حدیں پار کر دی۔ اسی لیے ابھی کے ابھی میرے سامنے سے اپنی شکل گم کرو اور دفعہ ہو جاؤ اس گھر سے۔ اگر اگلے دو منٹ بھی تم مجھے یہاں نظر آئی تو جس زبان سے تم جھوٹ بولتی رہی ہو اسے کاٹ کر کتوں کو ڈال دوں گا اور "جن ہاتھوں سے تم میرے بیٹے پہ ہاتھ اٹھاتی رہی ہو میرا بس نہیں چل رہا تمہاری جان لے لوں۔

وہ اس کا منہ اپنی سخت گرفت میں لیتے درشتگی سے بولا۔ اس کی سخت گرفت پہ پریسہ کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگی تھی۔ اس نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا اگلے ہی لمحے شہرام نے بے دردی سے اسے پیچھے کی جانب دھکیلا تو وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سمیت گرتی پڑتی باہر کی جانب بھاگی تھی ورنہ شہرام سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کی جان لے لیتا۔

اگر یہ لڑکی مجھے اس حویلی کے اندر یا باہر آس پاس کہی بھی دکھائی دی تو تم سب کی نوکری جائے گی۔ باہر" "پھینک دو اس احسان فراموش لڑکی کو۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ملازموں کے سر پہ کھڑا ہوتے غرا اٹھا۔ان سب نے تیزی سے اثبات میں سر ہلاتے اس کے حکم کی تعمیل کی تھی۔شہرام نے ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔بیڈ پہ نگاہ پڑتے ہی اس کے لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے تھے جہاں وہ ہلکا سا مسکراتے ناجانے پری سے کونسی باتیں کرنے میں محو تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے بیڈ کی جانب بڑھا اور اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔وہ کھسک کر پری کے نزدیک ہو گیا۔

"غاز۔"

اس نے محبت سے اسے پکارا لیکن وہ منہ پھلاتے چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ گیا۔

"غاز آپ سے ناراض ہے شہرام۔"

پریسہ نے اس کے دل کی بات شہرام کے گوش گزار دی۔

"ہم ابھی اپنے بیٹے کی ناراضگی ختم کر دیتے ہیں۔"

وہ اسے اپنی باہوں میں بھرتے گود میں بٹھاتے ہوئے بولا مگر ابھی بھی اس نے شہرام کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

"ڈیڈا سوری کر رہے ہیں ناغاز۔"

وہ اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے ہوئے بولا مگر اسی لمحے اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ بخار میں پھنک رہا ہے۔

"اسے تو بہت تیز بخار ہے۔"

وہ اس کی پیشانی چھوتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ نہیں بولنے والا آپ چاہے جتنی مرضی کوششیں کرلیں۔"

پریسہ نے اسے ہری جھنڈی دکھائی۔ شہرام نے معصومیت سے غازان کی جانب دیکھا جو نروٹھے انداز میں

پریسہ کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"اور غاز کی مما۔"

"پری شروع سے میرے ساتھ ہیں۔ وہ میری پری ہیں۔"

اب کی بار غازان کی جتاتی ہوئی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔

"مطلب غاز کی مما نے پارٹی چینج کرلی۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا۔ غازان تفاخر سے مسکرادیا۔ شہرام نے نرمی سے اس کے سر پہ بوسہ دیا تھا۔

"آپ کی اطلاع کیلیے عرض ہے خان صاحب کہ میں غاز کی بدولت ہی اس پارٹی میں آئی تھی۔"

وہ غازان کو اس کی گود سے لیتے ہوئے مزے سے بولی۔ شہرام نے تنقیدی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔

کل تو کوئی میری محبت میں گوڈے گوڈے دوبا ہوا تھا اور اب وہ غاز کی محبت میں مجبور ہو کر اس پارٹی میں آیا"

"ہے یہ کیا بات ہوئی۔

اب کی بار غاز نے ناراضگی سے پریسہ کی جانب دیکھا۔ پریسہ نے خشمگین نگاہوں سے شہرام کی جانب دیکھا۔

"ڈونٹ وری میری جان۔ آپ کے ڈیڈا کا میں صرف دل رکھتی ہوں آپ سے میں سچی والا پیار کرتی ہوں۔"

وہ اس کے گالوں کو چومتے ہوئے بولی۔ غاز کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آئی لو یو سو مچ پری۔"

وہ اس کے شانے میں چہرہ چھپاتے ہوئے معصومیت سے بولا۔ پریسہ نے نرمی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"لو یو ٹو میرا بچہ۔ ایسے کرتے ہیں اظہار محبت۔"

وہ اس کے کان میں محبت بھری سرگوشی کرتے آخر میں شہرام کو دیکھتے ہوئے بولی جو اس کی بات پہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

میرے خیال میں ماں بیٹے کے درمیان میری دال نہیں گلنے والی اسی لیے اب مجھے اپنا انتظام خود ہی کرنا ہو گا۔"

وہ ان دونوں کے سر پہ لب رکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پریسہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا مگر اس کی آنکھوں میں معنی خیزی دیکھ اس کے وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا۔ شہرام نے اس حسین منظر کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارا تھا۔

****

"تو کیوں اتنا خوش ہو رہا ہے بھائی۔"

فارس اس وقت ہادی کے گھر میں موجود تھا اور ارتضی بھی اس کے کہے کے مطابق وہی آیا ہوا تھا تبھی اسے مسلسل مسکراتا دیکھ ارتضی نے چڑ کر استفسار کیا۔

"بات ہی خوشی کی ہے تو خوش ہونا تو بنتا ہے نا۔"

وہ دلفریبی سے گویا ہوا۔ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ڈیڈ میرا رشتہ لے کر جا رہے ہیں مریم کے گھر۔"

بالا خر اس نے ان دونوں کے سروں پہ بم پھوڑا تھا۔

"کیااا۔"

بریزہ کی آواز پہ ان تینوں نے بیک وقت مڑتے اس کی جانب دیکھا جو پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔فارس تیزی سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"تم تو ایسے صدمے میں چلی گئی ہو جیسے میں نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔"

فارس تو اس کے رد عمل سے ہی اچھا خاصا چڑ گیا تبھی تنک کر بولا۔اس کی بات پہ بریزہ کے ساتھ ساتھ ہادی اور ارتضیٰ کا بھی ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا۔فارس نے تند نگاہوں سے ان تینوں کو دیکھا جن کو اگلا جھٹکا دینے کی باری آ گئی تھی۔

کیا تمہیں لگتا ہے کہ مریم شادی پہ رضامند ہو جائے گی وہ بھی تمہارے ساتھ۔تم دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

بریزہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔

"لیکن میں نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ رشتہ مریم کیلیے لے کر جانا ہے۔"

اس نے بالا خر دوسری بار ان کی سماعتوں پہ بم پھوڑا۔ان تینوں کے مسکراتے لب اس کی بات پہ سمٹ گئے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کیا مطلب مریم کے گھر مریم کا رشتہ لے نہیں جاؤ گے تو اور کس کا لے کر جاؤ گے۔"

بریزہ حیرت سے بولی۔

"اس کی چھوٹی بہن عائشہ کا۔"

اب کی بار ارتضی اور ہادی کی شکل دیکھنے لائق تھی۔

"ابے بس اتنی تیزی سے تو تو کپڑے بھی نہیں بدلتا جتنی تیزی سے لڑکیاں بدل رہا ہے۔"

ہادی اسے شرم دلانے والے انداز میں بولا۔

"یہی تو فارس کا سویگ ہے میری جان۔"

وہ فرضی کالر جھاڑتے ہوئے مزے سے بولا۔

"بڑے ہی کوئی منحوس پائے گئے ہیں آپ فارس میاں۔"

ارتضی تمسخرانہ لہجے میں بولا۔

"بس کیا کروں کچھ منحوسوں کی سنگت کا اثر ہے۔"

وہ دل جلانے والے انداز میں بولا۔ان دونوں نے اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے آنکھیں گھمائی تھی۔

"خیر ڈیڈ کے ساتھ تم دونوں بھی جا رہے ہو میرا رشتہ لے کر۔تیاری پکڑ و اور میرے ساتھ ہی چلو۔"

وہ ان دونوں کو تاکید کرتے پلیٹ میں سے سموسہ اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس دن بول رہا تھا کہ مریم خود پاس آئے اور آج مریم کی جگہ عائشہ نے لے لی اب عائشہ کی جگہ سعدیہ نا آجائے اس سے پہلے اٹھ رشتہ مانگ آتے ہیں اس خبیث کا۔"

ارتضی اسے کھینچتے ہوئے پلیٹ میں سے دو سموسے اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"بیگم سموسہ تو ایک ہی رہ گیا ہے کوئی بات نہیں میں ایک ہی کھالیتا ہوں تم ویسے بھی میرا سر کھا کھا کر فل ہو گئی ہو گی۔ زیادہ کھانا تمہاری صحت کیلیے اچھا نہیں ہے۔"

وہ اس کا سر تھپتھپا کر اس کا گال چومتے باہر کی جانب بھاگ گیا۔ بریزہ اپنے ہاتھوں میں موجود خالی پلیٹ کو گھورتی رہ گئی۔

"ایک سے بڑھ کر ایک بھوکا شودہ موجود ہے یہاں۔ سب سے بڑا تو وہ ارتضی دو دو سموسے لے گیا۔ کیا تھا ایک لے جاتا میرے حصے میں بھی ایک آجاتا۔"

وہ روہانسے لب ولہجے میں بولی۔

"یہ دونوں اس وقت یہاں۔ سب ٹھیک ہے نا۔"

وہ تینوں ایک دوسرے کی تقلید میں جوں ہی شیخ ہاؤس پہنچے آفتاب نے سوالیہ نگاہیں فارس کی جانب اٹھائی۔

"ڈیڈ یہ بھی ہمارے ساتھ جارہے ہیں۔ میرا رشتہ مانگنا ہے آپ سب نے اور ان دونوں کو ویسے بھی ساری ڈیمانڈز معلوم۔ ہیں۔"

وہ انہیں سمجھانے والے انداز میں بولا۔ آفتاب نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا اور کوٹ اٹھا کر پہننے لگے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم کو اطلاع دے دی نا تم نے کہ ہم ان کے گھر آرہے ہیں"

"جی ڈیڈ ارتضٰی نے دے دی ہے اب دولہا خود اطلاع دیتا تھوڑی اچھا لگتا ہے۔

وہ مصنوعی شرمائے گھبرائے لہجے میں بولا۔

"میرا منہ مت کھلواؤ تم۔"

وہ غصے سے بولے۔فارس نے انکھیں پٹپٹاتے ان کی جانب دیکھا۔

"ڈیڈ مزید کتنا کھلواؤں گا پہلے ہی بہت بڑا ہے۔میرے بچے ڈر جائیں گے آپ کو دیکھ کر۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔آفتاب نے کرخت نگاہوں سے کلثوم کی جانب دیکھا جو اس کی چلتی زبان کو بند کروانے کی خاطر مسلسل اسے انکھیں دکھا رہی تھی۔

"جب تمہارے بچے تم جیسے باپ کو جھیل لیں گے ناتوان کیلیے میں تو بلکل معمولی سی چیز ہونگا۔"

وہ دل جلانے والے لہجے میں بولتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔ارتضٰی اور ہادی کا مسکراتا چہرہ دیکھ اس کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔وہ ان دونوں کو کھینچتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی مریم کے گھر کی جانب رواں دواں تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سب آمنے سامنے صوفے پہ بیٹھے ایک دوسرے کو گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے مگر بات کوئی بھی نہیں کر رہا تھا۔ان کے تاثرات دیکھ فارس کو اندازہ ہوا کہ شاید مریم نے انہیں ان کی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی۔

"کیا ہوا آنٹی گھور کیوں رہی ہیں۔"

فارس کی بات پہ رومانہ گھبرا گئی۔

نہیں نہیں گھور نہیں رہی بس حیرت ہے تھوڑی سی کیونکہ آپ لوگوں نے اپنی آمد کے متعلق نہیں بتایا "تھا۔"

وہ گڑبڑاتے ہوئے وضاحت دینے والے انداز میں بولی۔

"مگر آنٹی میں نے تو مریم کو فون کیا تھا۔"

ارتضی کی بات پہ رومانہ نے الجھن بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اچھا مجھے تو اس نے کچھ نہیں بتایا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"جل گئی ہو گی بیچاری۔"

ہادی کی آواز پہ ان سب کی نگاہیں اب اس کی جانب گھومی تھی۔

"السلام و علیکم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس سے پہلے کہ ہادی اپنی صفائی میں کچھ بولتا سامنے سے آنے والی آواز نسوانی آواز پہ ان سب کی نگاہیں اب ہادی سے ہوتے بائیں جانب گھومی تھی مگر اگلے ہی لمحے ان سب کی آنکھیں تحیر کے مارے آخری حد تک پھیل گئی۔فارس نے مسکراہٹ چھپانے کو چہرہ جھکا لیا۔

"مریم کہاں ہے بہنا۔"

ارتضی کی معصومیت سے لبریز آواز پہ مریم نے دانت پیسے جبکہ ہادی نے اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔

"میں مریم ہی ہو ارتضی۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے اپنی بات پہ ذور دیتے ہوئے بولی۔ارتضی نے آنکھیں ملتے اس کی جانب دیکھا۔

"سوری مگر مریم ایسی ڈریسنگ نہیں کرتی۔"

ہادی نے ایک نظر سرتاپا اس کا جائزہ لیا تھا۔مریم نے ان کمینوں کی بات کو نظرانداز کرتے قدم آگے کی جانب بڑھائے اور کلثوم اور آفتاب سے ملتے رومانہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔اس دوران عائشہ بھی باہر آ گئی۔فارس کے لبوں پہ بڑی ہی خوبصورت مسکراہٹ بکھری تھی جو مریم کو جلا کر راکھ کر گئی۔

"ارے آپ سب اچانک۔فارس بھ۔فارس کیسے ہیں آپ۔"

وہ تیزی سے فارس کی جانب آئی اور اس سے ہاتھ ملایا جسے اس نے بخوشی تھام لیا۔مریم نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا تھا۔

"ڈیڈ اس سے ملیں یہ عائشہ ہے آپ کو بتایا تھا نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اب مسکرا کر عائشہ کا تعارف ان دونوں سے کروا رہا تھا۔

"اور میں مریم ہوں مجھے تو آپ سب جانتے ہی ہیں۔"

مریم سے مزید برداشت نا ہوا تو جتانے والے انداز میں بولی۔فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"تم سے کسی نے بات کی کیا مریم۔"

فارس کی غیر متوقع بات پہ اس کے مسکراتے لب فوراً سے پہلے سمٹے تھے۔وہ خاموشی سے رومانہ کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

"مریم تم اندر چلی جاؤ وہ کیا ہے نا تمہارا یہاں کوئی کام نہیں ہے۔"

ارتضی پچکارتے ہوئے بولا۔مریم جو صوفے پہ ہتھی پہ ہاتھ رکھے نا جانے کن سوچوں میں غلطاں تھی اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

یہاں میرا ہی تو کام ہے۔میرے خیال میں تمہیں عائشہ کا کہنا چاہیے تھا وہ چھوٹی بھی ہے اور اس کا یہاں کوئی" "کام بھی نہیں ہے۔رشتہ تو میرا ہونا ہے نا۔

وہ اس کی تصحیح کرتے ہوئے بولی۔

"تم سے کس نے کہا کہ ہم تمہارے رشتے کیلیے آئے ہیں۔"

فارس ہنستے ہوئے بولا۔مریم نے چور نگاہوں سے عائشہ کی جانب دیکھا جو چہرہ جھکائے مسکراہٹ دبا رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنی بکواس بند رکھو اور سیدھی طرح میرا رشتہ مانگو۔ اس چنڈالن کا رشتہ میں تمہارے ساتھ بلکل نہیں "

"ہونے دوں گی لگی سمجھ۔

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ کلثوم اور افتاب اس کے چلانے پہ گھبرا گئے۔

"چلانے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی مریم۔"

میں تمہارا منہ بھی توڑ دوں گی اور پھر تمہارے ان دونمونے دوستوں سے کہ کرا سے میوزم میں بھی "

"رکھوا دوں گی۔ اسی لیے خاموشی سے رشتہ مانگو میرا۔

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے میری سمجھ سے باہر ہے۔"

آفتاب ان سب کی لڑائی میں پڑتے تند لہجے میں بولے اور ساتھ ہی گھورتی نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"انکل بہت پوزیسو ہے آپکی ہونے والی بہو۔ وہ کیا ہے نا آپ کے بیٹے کی محبت میں پور پور ڈوبی ہوئی ہے۔"

ارتضی نے انہیں تسلی نہیں چاہی۔

پوزیسونس کو گولی مارو میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ میرے اس جاہل سپوت کی نا گھر میں عزت ہے اور نا ہی "

باہر۔

"وہ اپنا سر پیٹتے ہوئے بولے۔ اس لڑکے نے انہیں ہر جگہ ذلیل کروا کر رکھ دیا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

انکل میری بات سنیں۔یہ جو آپ کا بیٹا ہے ناانتہائی شوخا کمینہ لچا لوفر ہے۔مجھے نیچا دکھانے کی خاطر اپنی بہن کے ساتھ یہ حرکتیں۔

"استغفر اللہ استغفر اللہ۔"

فارس کانوں کو ہاتھ لگاتے اونچی اونچی بڑبڑایا۔

مجھے اب کیا کرنا ہے۔تمہارے ساتھ کہی جانے سے بہتر ہے میں گھر میں بند ہو کر بیٹھ جاؤں کم از کم "شرمندگی تو نہیں ہو گی مجھے۔

آفتاب اسے مسلسل مسکراتا دیکھ غصیلے لہجے میں بولے۔

اسے گولی ماریں انکل میں بتاتی ہوں آپ نے کیا کرنا ہے۔آپ کو میرا رشتہ مانگنے کی بلکل ضرورت نہیں " ہے۔میں پہلے ہی راضی ہوں اس رشتے پہ آپ کا بیٹا تو شروع سے ہی مجھ پہ فدا ہے۔مزید کسی چیز کی گنجائش "نہیں بچتی۔اب بس آپ شادی کی تیاریاں کریں بس بات ختم۔

وہ بنا سانس روکے بولتی گہرا سانس بھر اٹھی۔

"جی اچھا۔بیٹا کیا کم تھا جو بہو بھی ایسی نصیب میں لکھی گئی ہے۔"

وہ کلثوم کے کان میں جھکتے بڑبڑائے۔

کیا کہ سکتے ہیں اس نے اپنے جیسی ہی پسند کی ہے۔بیٹا بھی ایسا بہو بھی ویسی اب بس مصلحے پہ بیٹھ کر ایک ہی " دعا مانگنا باقی رہ گیا ہے کہ اولاد ان کے جیسی نا ہو۔

"وہ نہایت عاجز دکھائی دے رہی تھی۔

فارس نے ایک سپاٹ نگاہ مریم پہ ڈالی جواب نہایت سکون سے بیٹھی مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تم اٹھو اور باہر چلو میرے ساتھ ذرا۔"

فارس نے اپنی جگہ سے اٹھتے سختی سے اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ بے نیازی سے شانے اچکاتے اس کی تقلید میں باہر کی جانب چلی گئی۔

"کیا ہے۔"

وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے بولی۔

"مجھ سے پوچھ رہی ہو تم کہ کیا ہے۔ مجھے بتاؤ تم کہ اندر جو تم نے کیا وہ کیا تھا۔"

وہ اس کے پر سکون انداز پہ چڑ کر گویا ہوا۔

"وہ کچھ نہیں بس میں نے تمہارے انداز میں تمہیں جواب دینا چاہا تھا ڈیٹس اٹ۔"

وہ دل جلانے والے انداز میں بولی۔ فارس نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں مریم بی بی۔"

وہ اس کا بازو اپنے مضبوط شکنجے میں لیتے درشتی سے بولا۔ مریم نے نرمی سے اس کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کرایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ابھی بھی نامحرم ہوں میں تمہارے لیے شاید اسی لیے چھوؤں تو مت۔جو بھرم اتنے سالوں سے رکھا ہوا ہے"

"اسے برقرار رکھو فارس۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے شیریں انداز میں بولتی اسے سلگا کر راکھ کر گئی۔وہ جو اپنی بات بولتے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی کچھ سوچ کر وہی تھمی اور مڑ کر اس کی جانب آئی۔

اور ایک اور بات۔تمہارے انداز میں تمہیں جواب دینے کے پیچھے جو بات تھی وہ یہ ہے کہ تم نے سوچا ہو گا"

کہ میں مریم کی جگہ اس کی چھوٹی بہن کا رشتہ مانگ لیتا ہوں اس کے بعد میں روتی بلکتی تمہاری منت کروں گی

تمہارے قدموں میں گر جاؤں گی رائٹ بٹ آئی ایم سوری ٹو سے ڈیٹ میں مریم ہوں کوئی عام لڑکی نہیں جو

"کسی کے قدموں میں گر کر گڑ گڑائے۔سو یور مشن فیل۔

وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی اور اپنے شانے پہ سمٹا ڈوپٹہ اتارتے اس کے شانے پہ رکھا۔

"واٹس یور پرابلم مریم۔"

وہ سختی سے بولا۔

رشتہ ہو گیا۔تمہارے ماں باپ کے سامنے بھرم رکھ لیا اب اس فارمیلیٹی کا مقصد۔اس لیے اس دوپٹے کو"

"اب تم سنبھالو کیونکہ میں تو بدلنے والوں میں سے نہیں۔

وہ بائیں آنکھ دبا کر بولتی تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔فارس نے اس کی پشت کو تکتے سختی سے ڈوپٹہ مٹھی میں بھینچ لیا۔ورنہ شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ اسکا منہ توڑ دے۔اس کے بعد ان کی واپسی تک فارس نے ایک

All Rights Reserved By Novels Lounge

نظر بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا البتہ مریم اب پر سکون تھی کیونکہ شادی کی ڈیٹ انہوں نے مہینے بعد کی رکھی تھی۔اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا کیونکہ فارس کو زچ کرنے کا مزہ بلکل الگ ہی تھا۔

****

"آج پرخہ آ رہی ہے۔"

شہرام کی آواز پہ اس کے سینے سے لگی پریسہ نے چہرہ اٹھاتے اس کی جانب دیکھا۔بے چینی اس کے چہرے سے صاف چھلکی تھی۔

"پرخہ وہ کیوں میرا مطلب تھا کہ آپ سے ملنے۔"

وہ گڑبڑا کر باقاعدہ تصیح کرا ٹھی۔شہرام ٹیک چھوڑتے سیدھا ہو بیٹھا اور لیپ ٹاپ بند کرتے ایک جانب رکھا تھا۔

"کیا ہوا گھبرا کیوں گئی۔"

وہ نرمی سے گویا ہوا۔پریسہ نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔وہ شاید آپ کے اور میرے رشتے سے ناخوش ہے۔"

وہ انگلیاں مڑورتے ہوئے اضطرابی کیفیت میں گویا ہوئی۔شہرام نے ہولے سے اسے ساتھ لگاتے اس کا سر چوما اور اسے لیتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔پریسہ نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا بس خاموشی سے اس کے

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہمقدم تھی۔ویسے بھی اس کے قدموں پہ قدم رکھ کر چلنے کی خواہش تو کافی پرانی تھی جو آج حقیقت کا روپ دھاڑ چکی تھی۔

"ہمارے لیے یہ بلکل بھی میٹر نہیں کرنا چاہیے کہ کون ہمارے رشتے سے خوش ہے اور کون نہیں۔ضروری یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے کتنا خوش ہیں۔نکاح کا بندھن ہم دونوں کے درمیان بندھا ہوا ہے زندگی ہمیں ساتھ گزارنی ہے باقی سب چیزیں تو وقتی ہیں اور ویسے بھی جب تک میں آپ کے ساتھ ہوں اس چہرے پہ پریشانی نہیں آنی چاہیے یا یوں کہوں کہ اس چہرے پہ پریشانی جچتی ہی نہیں ہے۔یہ چہرہ تو بس مسکرانے کیلیے بنا ہے۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا۔ساتھ ہی اس کی پیشانی پہ اپنا نرم گرم لمس چھوڑا تھا۔پریسہ نے آنکھیں موندتے اس لمس کی حدت کو اندر تک محسوس کیا تھا۔

"جو چہرہ اب آپ کو صرف مسکرانے لائق لگتا ہے نا اسے رلایا بھی سب سے زیادہ آپ نے ہی ہے۔کم از کم میرے سامنے یہ فلمی ڈائیلا گز مت جھاڑیں۔"

وہ ٹھیک ٹھاک بگڑی تھی۔

"امارے خیال میں میاں بیوی کیلیے الگ کمرے اسی لیے بنائے جاتے ہیں تاکہ وہ گھر میں کہی بھی شروع نا ہو جائیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اپنے عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ پریسہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی تھی۔ شہرام نے ذرا سا رخ موڑتے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو اس کے اچھے خاصے موڈ میں خلل ڈال چکا تھا۔

"لالہ۔"

پرخہ تیزی سے اس کے سینے سے لگی تو شہرام نے بنا کسی تردد کے اس کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔اس سے ملتے پرخہ جھجکتے ہوئے پریسہ کے گلے سے لگی تھی۔ پریسہ نے بے یقینی کی کیفیت میں شہرام کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ نوفیل کو لیتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"کیسی ہو۔"

پریسہ نے ہچکچاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے معاف کر دیں بھا جائی۔ وہ اس دن بس میں جذباتی ہو گئی تھی۔ پہلے ہی اس گھر میں سب نے بہت کچھ دیکھا ہے بس میں ڈر گئی تھی اسی لیے وہ سب کچھ بول گئی۔ آپ امارے کو معاف۔"

"کیا ہو گیا ہے پرخہ۔ پلیز معافی مانگ کر تم مجھے شرمندہ مت کرو۔"

وہ اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو کھولتے نرمی سے بولی۔ پرخہ نے جواباً مسکرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"مورے کے جانے کے بعد ایسا لگتا تھا کہ امارا امانکہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ ایک لڑکی جو باتیں ماں بہن سے کر لیتی ہے وہ باپ بھائی سے تو نہیں نا کرتی۔ لالہ سے میں کوئی بھی بات کرنے سے ہچکچاتی تھی مگر اب آپ کو دیکھ کر امارے کو لگ رہا ہے کہ امارا امانکہ پھر سے آباد ہو گیا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نم لہجے میں بولتی اسے بھی تکلیف سے دوچار کر گئی۔پریسہ نے اسے پچکارتے اپنے گلے سے لگایا تھا۔

"بھاجائی یہ دیکھیں یہ تو کسی کے قابو ہی نہیں آرہی۔"

اسی دوران عقب سے آتی لالہ رخ کی آواز کو سامنے کھڑی پریسہ کو دیکھتے بریک لگی تھی۔پریسہ نے ایک نظر اس پیاری سی لڑکی کو دیکھتے پرخہ کی جانب سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔

"یہ اماری نند کم بہن زیادہ ہے لالہ رخ نام ہے اس کا۔"

اس کے تعارف پہ پریسہ مسکرادی تھی۔

آپ تو بہت پیاری ہیں ماشااللہ۔دیکھا اس چڑیل پشمینہ سے زیادہ یہ والی بھاجائی زیادہ جچ رہی ہیں لالہ کے "ساتھ۔"

اس کی فرفر چلتی زبان پہ پرخہ نے خجل ہوتے پریسہ کی جانب دیکھا تو وہ کھل کر ہنس دی معاً اس کی نگاہ خود کو گھورتی اس چھوٹی سی بچی کی جانب اٹھی جو بالوں کی دو پونیاں بنائے ماتھے پہ بل ڈالے اس کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہیلو۔"

پریسہ نے اس کے نزدیک دوزانوں بیٹھتے اس کے آگے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

"السلام وعلیکم۔"

اس کے جواب پہ پریسہ کا چہرہ خفت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔پرخہ نے باقاعدہ نوری کو آنکھیں دکھائی۔

"نوری۔"

وہ اسے جھڑکنے والے انداز میں بولی۔

"مورے آپ نے ہی تو کہا تھا کہ جب کوئی آپ کو ہیلو کہے تو جواب میں اسے سلام کرنا ہے۔"

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولی۔پریسہ نے مشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"بہت پیاری بیٹی ہے تمہاری۔"

پریسہ اس کے گالوں کو چھوتے ہوئے بولی۔نوری جو پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی اس کی آنکھیں اپنی تعریف پہ چمک اٹھی۔

"ہے نا پیاری لگتی ہوں نا میں آپ کو۔"

وہ کھلکھلاتے ہوئے بولی۔معاً کچھ سوچتے اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑی تھی۔پریسہ نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"بس غاز کو ہی زہر لگتی ہوں میں۔"

وہ منہ بگاڑتے ہوئے بولی۔پریسہ نے اس کے تاثرات دیکھتے ہنسی دبائی۔

"اب میں آگئی ہوں نا میں غاز کو بتادوں گی کہ نوری سے پیارا کوئی نہیں ہے۔"

وہ اس کا گال چھوتے ہوئے بولی اور انہیں لیتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

"پری آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھے سینڈوچ بنا کر دیں گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

غازان جو نا جانے کب سے اسے ان سب کے ساتھ مصروف دیکھ رہا تھا چڑ کر بولا۔اس کا بار بار نوری کو پیار کرنا غازان کو نہایت ناگوار گزرا تھا۔وہ اس کی مما تھی تو پھر نوری کیوں ان سے پیار لے رہی تھی۔

"میں ابھی بنا دیتی ہوں میری جان۔"

وہ نوری کو گود سے اتارتے اس سے پہلے اٹھتی شہرام نے اس کی کلائی تھام کر دوبارہ ساتھ بٹھایا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی۔غازا بھی مہمان آئے ہیں نا پری آپ کو بعد میں بنا دیں گی۔"

وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔نوری ایک بار پھر اس کی گود میں چڑھ چکی تھی۔غازنے سرد نگاہوں سے نوری کو دیکھا اور پیر پٹختے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"زہرام تھوڑی دیر کی بات تھی۔آپ بھی نا۔اسے خود سے بدگمان کر کے ہی چھوڑیں گے۔"

وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔شہرام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر وہ اس وقت تک جا چکی تھی۔نوری بھی اس کے پیچھے بھاگی۔

"آپ امارے لیے بھی بناؤ گی۔"

وہ اس کا ڈوپٹہ کھینچتے ہوئے بولی تو پریسہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔اتنی دیر میں غازان بھی کچن میں آ چکا تھا لیکن اسے ایک بار پھر پریسہ کے ساتھ جڑا دیکھ وہ چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچ گیا۔

"آپ بیٹھو یہاں میں ابھی آئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کچن سے باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی غازان تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچا اور اس کی کلائی کو جھٹکا دیا تھا۔

"میری پری سے دور رہو ورنہ میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گا۔"

وہ غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھتے سپاٹ لب و لہجے میں بولا۔

"وہ اماری بھی ممانی ہے غاز۔"

وہ ناک منہ چڑھا کر بولی۔غازان نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر جان بوجھ کر دبایا تو اس کے لبوں سے ایک چیخ بر آمد ہوئی۔

جب میں تمہاری مما کے ساتھ نہیں چپکتا تو تم بھی مت چپکو۔ سمجھ لگی میری بات۔وہ صرف میری پری ہے"

"میری مما ہے جاؤ اب یہاں سے۔

وہ اسے دھکا دیتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں سی پھوٹ رہی تھی۔نوری نے انکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اس کی جانب دیکھا اور ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

"ارے کیا ہوا نوری۔"

پریسہ نے اسے تھام کر کھڑا کیا تو اس نے روتے ہوئے شہرام کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"غاز آپ نے مارا ہے اسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

اس نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا مگر پریسہ کی جانب نہیں دیکھا تھا۔اس نے نرمی سے نوری کو پچکارتے باہر بھیجا اور خود غصے سے غازان کی جانب بڑھی تھی۔

"وہ اپ سے چھوٹی ہے غاز۔آپ یہ کس طرح پیش آرہے ہو اس کے ساتھ۔کیوں غصہ کرتے ہو اس پہ۔اب تو مار ہی دیا۔یہ انتہائی غلط حرکت ہے۔آپ کے ڈیڈا ٹھیک کہتے ہیں مطلب کہ میں آپ کو سر پہ چڑھا رہی ہوں اس طرح تو میں آپ سے ماراض ہو جاؤں گی۔"

وہ اس پہ ٹھیک ٹھاک غصہ ہو رہی تھی۔

"مگر وہ آپ کے ساتھ چپک رہی تھی۔آپ میری مما ہے اس کی نہیں۔"

وہ شکوہ کناں لہجے میں بولا۔پریسہ کے سامنے اب وجہ آئی تھی۔

"میرے ساتھ اگر وہ چپکے گی تو میں اس کی مما تھوڑی نا بن جاؤں گی میری جان۔وہ بس مجھ سے پیار کر رہی تھی اور آپ ہی کہتے ہو نا کہ آپ کی مما سے سب پیار کریں۔اگر اس طرح آپ اپنی پھپھو سے پیار کرو تو وہ کیا آپ کی مما بن جائے گی نہیں نا تو پھر۔آئندہ سے ایسا کچھ نہیں کرنا آپ نے ورنہ پری آپ سے سچ مچ ناراض ہو جائے گی۔"

وہ مصنوعی ناراضگی جتاتے ہوئے بولی۔غازان سرعت سے اس کے سینے سے لگا تھا۔

"آئی ایم سوری پری۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے منمنایا۔پریسہ نے نرمی سے اس کی پیشانی چومی تھی۔اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ غازان اپنی چیزوں کو لے کر کس قدر پوزیسو ہے۔اس کے دل میں ڈھیروں وسوسے آئے تھے جسے وہ سرعت سے جھٹک گئی تھی۔اس کے بعد پرخہ وغیرہ کے جانے تک غازان ایک بار بھی ان کے سامنے نہیں آیا تھا البتہ شہرام کا سرد انداز وہ صاف محسوس کر رہی تھی۔اس نے بارہا اسے بلانے کی کوشش کی تھی مگر وہ تھا کہ ٹھیک ٹھاک اسے نظرانداز کر رہا تھا۔ابھی بھی ناجانے وہ کہاں گیا ہوا تھا اس کا کوئی اتا پتا ہی نہیں تھا۔پریسہ نے ایکدم کسی نتیجے پہ پہنچتے الماری کھولی اور اس میں سے شہرام کے پسندیدہ رنگ ایش گرے رنگ کا فراک نکالا تھا۔یہ بھی عفیفہ کی ہی بدولت ممکن ہوا تھا جس نے ناجانے کب یہ لباس اس کے بیگ میں ڈال دیا تھا۔اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا اور تیزی سے اپنا لباس دیکھتے واش روم گھس گئی۔فریش ہوتے ہی اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کرتے بالوں کو سٹریٹ کر کے کھلا چھوڑا تھا۔اب وہ گلے میں نیکلس پہن رہی تھی کہ اس کا لاک بے دردی سے اس کے بالوں میں الجھ گیا۔

اففف اسے بھی ابھی ہی پھنسنا تھا۔

وہ جھنجھلاتے ہوئے کوفت کا شکار تھی تبھی کھینچتے ہوئے اس لاکٹ کو نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔اسی دوران اپنے ہاتھوں پہ کسی کا لمس محسوس کرتے وہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

"میں نکال دیتا ہوں۔"

وہ اس کے بالوں کو سمیٹ کر ایک شانے پہ رکھتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ تو مجھ سے ناراض تھے۔"

وہ خود کو کہنے سے روک نا پائی۔ شہرام نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے آئینے میں اس کا عکس دیکھا۔ یہ رنگ شروع سے ہی اس کا پسندیدہ تھا یا کمزوری بھی کہا جا سکتا تھا۔

اب ناراضگی کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں سامنے کھڑی اپنی سجی سنوری بیوی کو نظر انداز کر دوں۔ بیوی بھی وہ" جو سر تا پا عشق ہے۔

وہ آئینے میں اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے بولا۔ پریسہ کے چہرے پہ حیا کے تمام رنگ بکھرے تھے۔

"یہ کس قسم کی ناراضگی ہوئی بھلا۔"

وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے بولی ورنہ اس کی نگاہیں اسے ٹھیک ٹھاک پریشان کر رہی تھی۔

"میری ناراضگی کو چھوڑیں ابھی فلحال اپنی فکر کریں آپ۔"

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔ پریسہ کے چہرے پہ سرخی نمودار ہوئی۔ وہ خاموشی سے رخ بدل گئی۔

"اچھی لگ رہی ہیں۔"

وہ مدھم لہجے میں بولا۔ پریسہ اس کی تعریف پہ چہرہ جھکاتے دلکشی سے مسکرا دی۔

"صرف اچھی۔"

وہ سرعت سے اپنی مسکراہٹ روکتی مشکوک لہجے میں بولی۔ شہرام نے ہولے سے شانے اچکا دیے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ذرا تفصیل سے تعریف کریں میں ایک لائن کی تعریف پہ خوش ہونے والی نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ "
"میں زیادہ تعریف ڈیزرو کرتی ہوں۔

وہ اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سنوارتے ہوئے بولی۔ شہرام نے گہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

میں لفاظی سے کھیلنے کا عادی نہیں ہوں عمل پہ زیادہ ءقی رکھتا ہوں۔ کہتی ہیں تو آپ کو یہ باور کرا دوں کہ "
"آپ کس قدر حسین لگ رہی ہیں۔

وہ اس کے گرد حصار باندھتے دلکش لب و لہجے میں بولتے اسے سن کر گیا۔

"نہیں شکریہ میں اتنی تعریف ہی ہضم کر لیتی ہوں۔"

وہ گڑ بڑاتے ہوئے بولی۔

"مگر میں تو اب تعریفوں کے پل باندھنا چاہتا ہوں۔"

وہ اس کے سر سے سر ٹکراتے ہوئے شریر لب و لہجے میں بولا۔ پریسہ نے مسکراہٹ دبائی تھی اور شرماتے ہوئے اس کے سینے میں سر دھڑ دیا۔ شہرام نے شدت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا اور اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب رکھے تھے۔

"ناراضگی ختم مطلب۔"

وہ اس کے دل کے مقام پہ سر رکھتی دھڑکتے دل سمیت بولی۔

"جب ناراضگی تھی ہی نہیں تو ختم کیسے ہو گی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ ساتھ ہی اس کے کان میں جھولتے آویزے کو چھوا تھا۔

"مطلب ناراضگی تھی ہی نہیں۔ پھر میں نے اتنی تیاری کس لیے کی۔"

وہ ہونقوں کی طرح بولی۔ شہرام نے نفی میں سر ہلایا۔

"تاکہ میں آپ کو یہ بتا سکوں کہ آج آپ کس قدر حسین لگ رہی ہیں۔"

وہ اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔ پریسہ کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے۔ شہرام نے آسودگی سے اسے سینے میں بھینچ لیا۔ پریسہ بھی اس کے حصار میں پر سکون ہوتے آنکھیں موند گئی۔

****

"تم لوگوں نے میرے جانے کے بعد یہ سب کر لیا اور مجھے خبر بھی نہیں ہونے دی۔"

وہ اس وقت کمرے میں بیٹھی شہرام کے لیپ ٹاپ سے ہی ان سب سے باتیں کر رہی تھی جب صدام نے فارس کی شادی کا ٹکرا لگایا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی پریسہ تو بھڑک ہی اٹھی تھی کیونکہ وہ ہی صرف اتنی دور تھی۔ باقی سب تو ساتھ ساتھ ہی رہتے تھے۔

"ابھی تک تو نا کچھ کیا اور نا کچھ ہوا پتیسہ۔ بس شادی کی ڈیٹ ہی فکس ہوئی ہے۔"

فارس کی معصومیت بھری آواز پہ پریسہ نے تنک کر اس کی جانب دیکھا البتہ مریم سب کے سامنے اس کی بیہودہ گفتگو پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"شادی ہے کب۔اب یہ مت کہنا کہ اگلے ہفتے ہیں۔"

وہ چڑ کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔آئینے کے سامنے کھڑے شہرام نے اس کی حرکت پہ مسکراہٹ دبائی تھی۔

ہاں نا صحیح پہچانا ہے۔کتنا جانتی ہو تم ہمیں۔اسی ہفتے ہی شادی ہے کل ملا کر پانچ دن بچے ہیں ہماری شادی "میں۔"

فارس آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا۔

"دفعہ ہو جاؤ تم سب مر جاؤ میں اب تمہاری شادی میں بھی نہیں آؤں گی۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولتی اس سے پہلے کہ لیپ ٹاپ بند کرتی شہرام نے سرعت سے لیپ ٹاپ تھاما تھا۔

تم لوگوں کو سب سے پہلے شادی کی اطلاع میری بیوی کو دینی چاہیے تھی۔اب وہ تم لوگوں کی شادی میں" "نہیں آئے گی۔

شہرام سنجیدگی سے گویا ہوا۔پریسہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے شادی پہ تو میں جاؤں گی آخر کو فارس کی شادی ہے۔"

وہ گردن اکڑا کر بولی۔شہرام نے بھنویں سکیڑ کر اس کی جانب دیکھا تو وہ تلملا کر رہ گئی۔

پریسہ فارس نے تو باقاعدہ کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی شادی پہ پریسہ کو نہیں بلانا۔"عفیفہ جوزیمل کو کیلا کھلانے" میں مصروف تھی آگ لگانے والے انداز میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

توبہ استغفر اللہ آج اندازہ ہو گیا ہے مجھے تمہاری انہی حرکتوں کی بدولت تم نند بھابھی ایک ساتھ ایک گھر "میں نہیں رہ پائی۔"

اس نے مزے سے ڈبل آگ لگائی تھی۔ عفیفہ کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی جبکہ ان سب کو آپس میں یوں ہنسی مذاق کرتا دیکھ وہ افسردگی سے لیپ ٹاپ بند کر گئی۔ شہرام کو ابھی جانے کا وہ بول نہیں سکتی تھی کیونکہ اسے فرم میں کچھ ضروری کام تھا۔ جانتی تھی شادی والے روز ہی پہنچے گی وہ۔

"کیا ہوا۔"

شہرام نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ شہرام اس کا سر تھپتھپاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پریسہ نے بھی جی کڑا کر اس کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے۔ اسے الوداع کر کے وہ ان باتوں سے ذہن جھٹکتے خود کو کچن کے کاموں میں الجھا گئی تاکہ ان کی یاد نا آسکے۔ آج اسے یہاں آئے پورا مہینہ ہو گیا تھا۔ غازان سکول سے لوٹا تو اسے کھانا وغیرہ کھلا کر سلاتے وہ خود فریش ہونے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ انہی مصروفیات میں وقت کیسے بیتا اسے کچھ خبر نہیں ہوئی تھی۔ شام میں جب شہرام گھر واپس لوٹا تو وہ فون پہ کسی کے ساتھ محو گفتگو تھا اور پریسہ پرسکون سی بیٹھی موبائل پہ کوئی شو دیکھ رہی تھی۔ غازان زمین پہ بیٹھا پینٹنگ کرنے میں محو تھا۔

"پریسہ۔"

شہرام کی آواز پہ وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ارے آپ کب آئے۔"

وہ موبائل بند کر کے صوفے پہ رکھتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔"

وہ اس کے ہاتھ میں موجود انویلپ دیکھتے ناسمجھی سے بولی۔

"آپ کیلیے گفٹ۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے بولا۔پریسہ کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئی۔

"کیسا گفٹ۔"

وہ ناسمجھی سے بولی۔شہرام نے وہ انویلپ اس کی جانب بڑھایا تو اس نے ناسمجھی سے انویلپ کھولتے جوں ہی اندر دیکھا اس کی آنکھوں میں الجھن اتر آئی۔اگلے ہی لمحے ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔

"ٹکٹ کراچی کی۔"

وہ ہنستے ہوئے پر جوشی سے بولی۔شہرام نے آسودگی سے مسکراتے اس کی جانب دیکھا جس کا چہرہ صبح سے کس قدر اترا ہوا تھا اور اب کیسے وہ کھلکھلا رہی تھی۔

"آپ کی کہاں ہے یہ تو بس دو ہیں۔"

وہ کاغذات الٹ پلٹ کرتے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ابھی صرف آپ اور غاز جا رہے ہیں۔"

اس نے بالآخر پریسہ کی سماعتوں پہ بم پھوڑا۔پریسہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کیوں نہیں۔میں آپ کے بغیر نہیں جاؤں گی بلکل بھی۔"

وہ ٹکٹس اس کے ہاتھ میں تھماتی سنجیدگی سے بولی۔

پریسہ میں مہندی کی رات کو وہاں پہنچ جاؤں گا نا۔آپ ابھی وہاں جائیں۔میں یہ تو نہیں بول رہا کہ میں نہیں" آؤں گا۔ابھی میرا جانا ممکن نہیں ہے۔آپ صبح کی فلائٹ سے لاہور روانہ ہو جائیں گی میں بھی آپ کے پیچھے "پیچھے اپنا کام نپٹا کر جلد ہی آ جاؤں گا۔

وہ اس کا گال سہلاتے سمجھانے والے انداز میں بولا ساتھ ہی اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کرایا تھا۔

"مگر میں اکیلے۔"

"کچھ بھی نہیں ہو گا واپسی آپ کی میرے ساتھ ہی ہو گی۔"

وہ اس کی کنپٹی چومتے ہوئے محبت سے بولا۔اکیلے جانے کی بات پہ ہی اس کا دل بے تحاشہ اداس ہو گیا تھا۔

چلیں اٹھیں پیکنگ کرتے ہیں۔غاز جائیں فریش ہو جائیں آپ۔آپ مما کے ساتھ کراچی جا رہے ہیں" "فارس چاچو کی شادی پہ۔

NovelsLounge.com

شہرام کی بات پہ اس کی بھی آنکھیں چمک اٹھی تبھی اپنے تمام تر کام ترک کرتے تیزی سے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔پریسہ اس کی جلد بازی پہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔

"میرے خیال میں مجھے چار دنوں کا معاوضہ آج ہی لے لینا چاہیے۔"

شہرام کی بات پہ وہ جو غازان کی جانب دیکھ رہی تھی سرعت سے اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

"ابھی بھی یہ دوری۔اب تو آپ نے چار دن مجھ سے دور ہی رہنا ہے۔"

وہ صوفے سے پشت ٹکاتے بھاری لہجے میں بولا۔

"تو یہ دوری آپ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔"

وہ چڑ کر بولی۔

"صرف آپ کی خوشنودی کی خاطر۔"

اس کی اگلی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی پریسہ اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔شہرام نے نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگاتے اپنے ساتھ کا یقین بخشا تھا۔

****

مہندی کی تیاریاں ذور و شور سے جاری تھی جس کی بدولت ڈانس وغیرہ کی تیاریاں وہ لوگ ہمیشہ کی طرح صدام کے گھر ہی کر رہے تھے۔ان سب نے فارس کی شادی پہ کپل ڈانس کرنے کا سوچا تھا جس کی ججمنٹ بھی دی لیجنڈ فارس ہی کر رہا تھا۔مریم تیاریوں میں مصروف ہونے کی بدولت آج وہاں نہیں آپائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ارے بس کرو۔یار بریزہ ڈانس کرنا آتا بھی ہے یا یوں ہی کھڑی بس جھول رہی ہوں۔"

فارس اسے مسلسل ایک ہی سٹیپ لیتے دیکھ تنگ کر بولا۔

"تم اپنی بکواس بند رکھو میرے سر پہ ڈی ایس پی لگنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔"

وہ بھی جواب میں پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔فارس نے تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ساتھ بیٹھی عناب کی پلیٹ میں سے سیب پکڑا اور دانتوں سے کترنا شروع کر دیا۔

"تم تو یہاں بس کھانے ہی آئی ہو۔"

وہ اس کے مسلسل کھانے پہ تبصرہ کرتے ہوئے بولا۔

"اب تم نظر مت لگا دینا۔اپنے کام پہ دھیان دو۔"

وہ اسے جھڑکتے ہوئے دوبارہ کانوں میں ہینڈ فری ٹھونس گئی۔

"مما اپھو کب آئیں گی۔"

زیمل کی آواز پہ عفیفہ جو اس کا گال صاف کر رہی تھی چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

شادی پہ آئیں گی نا میری جان۔کیوں پریشان ہو رہی ہو۔پھپھا جان کو کوئی کام ہے نا۔بس اسی وجہ سے اپھو" "نہیں آ پائی جلدی۔

وہ اسے پچکارتے ہوئے بولی۔زیمل نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔عفیفہ نے بے بسی سے صدام کی جانب دیکھا جس نے اسے تسلی دیتے زیمل کو گود میں بھرا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہم ابھی اپھو کو فون کر لیتے ہیں کیوں۔"

وہ اس کو گالوں کو چومتے محبت سے بولا ساتھ ہی پریسہ کو فون ملایا تھا۔دوسری جانب بیل جا رہی تھی مگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

"السلام و علیکم۔"

معاًعاشر کی آواز پہ صدام نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو اس کے نزدیک ہی صوفے پہ جگہ سنبھال چکا تھا۔

"کیسی رہی میٹنگ تمہاری۔"

فارس نے ذرا سی گردن ترچھی کرتے اس سے پوچھا۔

"بہت زبردست۔ان شااللہ امید ہے کہ یہ پراجیکٹ ہمیں ہی ملے گا۔"

وہ پر عزم لہجے میں گویا ہوا۔

"خیر یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

اس نے ایک نظر ہادی اور ارتضی کی جانب دیکھا جو کچھ تھکے تھکے دکھائی دے رہے تھے۔

"شادی اس کی ہے اور نچوا یہ ہمیں ایسے رہا ہے جیسے اس کی شادی پہ ہم نے بطور ناچنے والی آنا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں بیک وقت دانت کچکچاتے ہوئے بولے تو وہ کھل کر ہنس دیا۔صدام نے اس کی آنکھوں میں چھپی اداسی سے نگاہیں چڑائی تھی۔وہ مسکراتا تو تھا مگر اس نے اسے دل سے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔وہ اسے موبائل میں مصروف دیکھ سر جھٹک گیا۔

"اپھو۔"

زیمل کی سرگوشی نما آواز پہ موبائل میں مصروف عاشر کے دل کی دھڑکن ایک لمحے کیلیے رکی تھی مگر پھر وہ نارمل ہوتے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔بھلا وہ یہاں کیسے آسکتی تھی۔

"بابا اپھو وہ دیکھیں۔"

وہ کھلکھلا کر بولتی ایکدم صدام کی گود سے نکلی تھی۔اع کی بات پہ بیک وقت سب کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھی تھی جہاں وہ مسکراتے ہوئے انہی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ان سب کی آنکھیں تحیر کے عالم میں پھیل گئی البتہ عاشر کے چہرے سے مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔وہ بنا پلک جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا جواب صدام کے سینے سے لگی تھی۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔شہرام نہیں آیا۔"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولا۔

میں بلکل ٹھیک اور وہ اب شادی پہ ہی آئیں گے۔غاز اور میری تو انہوں نے کل ہی ایمرجنسی ٹکٹس بک "کروادی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔غازتو آتے ساتھ ہی فارس کی جانب بڑھ گیا تھا جیسے اسے کسی اور سے کوئی غرض ہی نا ہو۔عفیفہ سے ملنے کے بعد اب وہ بریزہ اور عناب سے مل رہی تھی۔

'دیکھ لو تمہارے شوہر نے تمہیں ابھی سے تنہا بھیجنا شروع کر دیا ہے۔تین چار بچے ہونگے تو کہے گا اپنا بوریا بستر باندھوتے کلے ہی ٹر جاؤ۔اسی لیے سنبھال کر رکھو اسے کس کے سہارے چھوڑ کر آئی ہو ویسے۔یہ نا ہو کہ ایک دن آنے والی تمہارے ہاتھوں میں پتیسہ تھما کر تمہارا شوہر لے جائے۔"

فارس اسے زچ کرنے کی خاطر ہنستے ہوئے بولا۔

اس نے خشمگین نگاہوں سے فارس کی جانب دیکھا۔

"تم اپنی کالی زبان بند رکھو۔یہ بند رہے گی تو ان شاءاللہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔"

وہ چڑ کر بولی۔اس کی نگاہ ایکدم عاشر پہ آ کر ٹھہری تھی۔وہ مسکرا کر اس کی جانب بڑھی۔اب بات کا آغاز بھی تو کرنا تھا۔

"کیسے ہو۔"

وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولی۔

"کیسا لگ رہا ہوں۔خیر بہت اچھا ہوں۔"

وہ اس کی بات کو مذاق کا رخ دیتے ہوئے بولا۔وہ خوش تھی اور اس کی خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"وہ تو میں جانتی ہوں۔"

وہ بھی جواباً ہنستے ہوئے بولی۔عفیفہ نے ایک خاموش نگاہ صدام پہ ڈالی تھی۔پریسہ نے مسکرا کر زیمل کو گود میں بھرا۔

"اچھو کا بے بی کیسا ہے۔"

وہ اس کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے بولی۔غازان نے سرد نگاہوں سے زیمل کی جانب دیکھا جو پریسہ کی گود میں موجود تھی مگر وہ پریسہ کی ناراضگی کی وجہ سے اسے کچھ کہ نہیں سکتا تھا تبھی منہ بنا کر رہ گیا۔اگر وہ اسے کچھ بولتا تو لازماً پری اس سے ناراض ہو جاتی جو اس کیلیے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں تھا۔

"میں ماما ڈیڈا سے مل لوں۔آؤ غاز۔"

اس نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تو وہ تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا تھا۔اس کے وہاں سے جانے کے بعد کچھ لمحے لاؤنج میں خاموشی چھائی رہی۔

"میں فریش ہو جاتا ہوں۔"

عاشر کی آواز نے اس معنی خیز خاموشی کو توڑا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔

****

"خوش ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ نے پریسہ کی جانب دیکھتے سوال کیا جو اس کی بات پہ دھیما سا مسکرا دی تھی۔آج مریم بھی کام وغیرہ نپٹا کر وہی آگئی تھی اور اب وہ پانچوں ایک کمرے میں بیٹھی محوِ گفتگو تھی جب عفیفہ نے اس سے سوال کیا۔ویسے بھی اگلے دن فارس کی مہندی تھی تو ان سب نے ایک ساتھ ہی تیار ہونے کا سوچا تھا۔

"کیا ابھی بھی یہ بتانا ضروری ہے۔"

اس کی بات پہ عفیفہ مدھم سا ہنس دی تھی۔

"ضوری تو نہیں ہے بس ہم تمہارے منہ سے سننا چاہتے تھے۔"

مریم شانے اچکاتے ہوئے بولی۔پریسہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

میرے پاس اپنی خوشی بیاں کرنے کو الفاظ نہیں ہیں ہاں اس بات سے تم لوگ اندازہ لگا سکتے ہو کہ جو چہرہ" "کبھی ایک ہلکی پھلکی مسکراہٹ کیلیے بھی ترستا تھا اب وہ بلاوجہ ہی مسکراتا ہے۔

وہ گہرے لہجے میں بولی۔ان سب نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔

میں ابھی بھی اپنی زندگی کے ان گزرے سالوں کو یاد کروں نا تو میری روح تک کانپ جاتی ہے کہ کس دل" کے ساتھ میں نے وہ وقت بیتایا ہے۔کبھی کبھی تو اتنا من چاہتا تھا کہ خود کو مار ڈالوں کم از کم روز روز کی اذیت تو نہیں ہو گی نا۔رونا بلکنا ٹوٹ کر نکھرنا چیخنا چلانا سب کچھ ترک کر دیا تھا میں نے حالانکہ میرے دل کی کیفیت یہی ہوتی تھی۔ناجانے کتنا ضبط کتنا صبر کیا ہے میں نے۔اپنی زندگی سے ہار مان لی سب کچھ ختم کر لیا تھا مگر

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام کے ملتے ہی مجھے اندازہ ہوا کہ وہ تو بس میرا ایک امتحان تھا جس میں کہی نا کہی میں سرخرو ہوئی ہو یا نہیں

یہ بات کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

کہتے ہیں نا اللہ ہمیں ہماری سب سے پسندیدہ چیز کیلیے آزماتا ہے۔اس ذات نے مجھے بھی شہرام کی جدائی دے

کر آزمایا اور میں شاید اس آزمائش میں پورا اتری تھی تبھی میری زندگی میں ایک تحفے کی صورت میں اسے

واپس بھیج دیا گیا۔وہ میرے لیے وہ قیمتی تحفہ ہے جسے قیامت تک مجھے اپنے دل میں سنبھال کر رکھنا ہے۔"

اس کا ایک ایک لفظ محبت میں ڈوبا ہوا تھا۔ان سب نے دل ہی دل میں باقاعدہ ماشااللہ کہاں تھا۔

"چلو میں اب غاز کو دیکھ لوں اس کے سونے کا وقت ہو گیا ہے۔"

وہ چپل پیڑوں میں اڑستے ان سب کو تاکید کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"ہماری پری تو اب وہ پری لگتی ہی نہیں جو شادی سے پہلے تھی۔"

مریم عناب کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولی۔

تم بھی وہ مریم نہیں لگو گی جو شادی سے پہلے لگتی ہو۔"

بریزہ اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولی جواباً وہ تلملا کر رہ گئی۔

"مریم کبھی نہیں بدلے گی۔یہ بات ذہن نشین کر لو تم سب۔

وہ گردن اکڑا کر جتانے والے انداز میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم ہی ہم سب میں سب سے زیادہ بدلے گی تم بھی میری بات ذہن نشین کر لو کیونکہ تمہیں بدلنے والا" "کوئی عام انسان نہیں بلکہ فارس شیخ ہو گا۔

عفیفہ کی بات پہ مریم نے تنک کر اس کی جانب دیکھا اور سختی سے مٹھیاں بھینچتے کروٹ بدل گئی۔ان سے بات کرنا ہی بیکار تھا کیونکہ ان لوگوں کے منہ پہ وہی بات ہوتی تھی جسے ماننا کم از کم مریم کیلیے کوئی پہاڑ سر کرنے کے برابر تھا۔

"غاز چلیں اٹھیں سونا ہے ناب آپ کو۔"

"پری ابھی میں نانوں کے پاس ہوں مجھے ابھی نہیں سونا۔ہم ابھی مووی دیکھ رہے ہیں۔"

اس کی بات پہ پری نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نو بے بی اٹھیں چلیں جلدی سے۔ڈیڈ آپ اس کی عادتیں بگاڑ رہے ہیں۔"

وہ اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے بولی۔عادل اس کی بات پہ ہنس دیے۔عافیہ نے محبت بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جس میں انہیں ممتا کا الگ روپ ہی دکھا تھا۔

"پری شہرام سے رابطہ ہوا آپ کا۔کل تو شادی ہے کب تک آجائے گا۔"

عادل نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

ڈیڈا فون تو کیا تھا میں نے مگر انہوں نے فون ہی نہیں اٹھایا ہو سکتا ہے وہ مصروف ہوں میں ابھی پھر سے" "ٹرائے کرتی ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نرمی سے بولتی غازان کو لیتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"پری ڈیڈا نہیں آئیں گے کیا۔"

وہ جب سونے کیلیے لیٹے تو غازان کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی۔ دل تو پریسہ کا بھی اداس تھا کیونکہ شادی میں ایک ہی دن باقی تھا مگر وہ ابھی تک وہاں نہیں پہنچا تھا۔

"آجائیں گے میری جان۔ آپ سو جاؤ۔"

وہ اپنی تمام تر توجہ اس کی جانب مبذول کراتے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولی۔

"پری آپ کو پتہ ہے میں نے اس دن سکول میں ایک لڑکے کو مارا تھا۔"

اس کی بات پہ پریسہ کے ہاتھوں کی حرکت تھمی تھی۔ اس نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایسا کیوں غاز۔ آپ نے کسی پہ ہاتھ اٹھایا ویری بیڈ اور آپ آج مجھے بتا رہے ہیں۔"

وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولی۔ اس کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر محسوس کر غازان نے سرعت سے اس کے گلے میں بازو حمائل کیے تھے۔

"مگر اس کی غلطی تھی۔ وہ بول رہا تھا کہ آپ میری سٹیپ مدر ہیں۔"

اس کی بات پہ پریسہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔

"پھر آپ نے کیا کہا اسے۔"

وہ شاید اس سے جواب جاننا چاہ رہی تھی کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

میں نے پھر اسے مارا اور کہا کہ سٹیپ مدر کچھ نہیں ہوا مدر تو مدر ہوتی ہیں نا اور آپ تو میری پیاری پری ہے جو"
میری ہر وش کو پورا کرتی ہیں مجھ سے پیار کرتی ہیں مجھے سلاتی ہے جگاتی ہے اور یہ کہ غازان آپ سے بہت
"محبت کرتا ہے۔

وہ آنکھیں میچتے ہوئے اسے اپنے خیالات سے روشناس کرا رہا تھا۔پریسہ کے دل میں اس کی باتیں پھوار کی
صورت میں برسی تھی مگر وہ فلحال ہنس کر اسے مزید بڑھاوا نہیں دینا چاہتی تھی۔

"ویری بیڈ غاز آپ اسے پیار سے بھی کہہ سکتے تھے۔"

اوری پری مگر آئندہ کبھی کسی نے آپ کے بارے میں کوئی بھی غلط بات کی تو آئی ول شوٹ ہم۔پیار تو بہت"
"دور کی بات ہے۔

وہ اپنے لہجے میں سرد مہری سموئے بولا۔پریسہ اس کی بات پہ دم سادھ گئی۔اس کے خطرناک ارادوں کا سن
اسے جھرجھری سی آئی تھی۔اس کے ارادے پریسہ کو بلکل ٹھیک نہیں معلوم ہوئے تھے۔

"خیر آپ سو جاؤ باقی باتیں ہم بعد میں کریں گے۔"

وہ اسے تھپکی دیتے ہوئے بولی۔اب کی بار وہ بھی پر سکون ہوتے آنکھیں موند گیا۔پریسہ کی پر سوچ نگاہیں اسی
کے چہرے پہ جمی تھی۔

****

"فارس آج تمہاری مہندی ہے تم یہاں بیٹھ کر کھانے سے لطف اندوز ہو رہے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

پریسہ اسے فرائز کیچپ میں ڈبو ڈبو کر کھاتا دیکھ تنگ کر بولی۔ایک صبح سے وہ سب گھن چکر بنے ہوئے تھے اور جس کی شادی تھی وہ سکون سے آرام فرما تھا۔

کیا کروایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے جیل میں بند ہونے والا ہوں اس سے پہلے زندگی اچھے سے کھل کر آزادی" "سے گزار لوں بس اسی پہ عمل پیرا ہوں۔

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

"اور اس جیل میں بند ہونے کا تمہیں ہی شوق چڑھا ہوا تھا۔"

عناب نے اسے باور کرانا ضروری سمجھا۔

"اچھا اب اتنی عمر ہو گئی ہے میری ابھی بھی یہ شوق پیدا نہیں کروں گا بچے کیسے پیدا کروں گا۔"

اس کی بیہودہ بات پہ وہ سب کی سب کان کی لوؤں تک سرخ پڑ گئیں۔

"میں ابھی مریم کو بتاتی ہوں کہ یہ جو فارس ہے یہ تمہیں صرف بچے پیدا کرنے کیلیے لے کر جا رہا ہے۔"

اوہو فساد مت ڈلواؤ پھپھو بن کر۔بچے تو میں اپنے مام ڈیڈ کیلیے پیدا کروں گا مریم اور میں تو موج میں زندگی" گزاریں گے وہ کیا ہے نا مریم آئے گی تو گھر میں رونق آئے گی۔جب رونق آئے گی تو سال بعد مزید رونق آئے گی۔اگلے سال رونق میں اضافہ کر دوں گا میں مزید بس پھر کیا ہو گا میرے مام ڈیڈ کی توجہ میری جانب "سے ہٹ کر ان کی جانب ہو جائے گی اور فارس اس دن ہو جائے گا صحیح معنوں میں آزاد۔

اس نے مزے سے دونوں ٹانگیں میز پہ رکھتے تمام تفصیل ان کے گوش گزار دی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"فارس یو آڑ جسٹ امپوسیبل۔"

پریسہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر بولتی اپنی پیشانی مسلتے آگے کی جانب بڑھ گئی۔

"تمہاری کوئی کل سیدھی نہیں ہے فارس۔"

بریزہ پیر پٹختے ہوئے عناب کو لیتے وہاں سے چلی گئی۔ فارس نے ان تینوں کی پشت کو تکتے شانے اچکائے۔

"خوش باش دلہا ان سب سے ہضم ہی نہیں ہو رہا۔ جلتے ہیں سب تجھ سے فارس۔"

وہ سر جھٹک کر بولتے دوبارہ چپس کی جانب متوجہ ہو گیا کیونکہ فلحال اس سے زیادہ ضروری چیز اس کیلیے کوئی نہیں تھی۔

"بریزہ ذرا یہاں آنا۔"

وہ جو عناب سے باتوں میں مصروف کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی ہادی کی پکار پہ اسے کمرے میں جانے کا کہتی آگے کی جانب بڑھ گئی۔

"کیا ہوا۔"

وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔

"تمہارا شوہر ہی ہوں نا میں۔"

ہاں تو میں نے کب انکار کیا ہے۔ چاہے رو کر یا ہنس کر مگر یہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ ماہد ولت میرے شوہر ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔

"بس زبان سو گز لمبی ہے تمہاری۔شوہر کی عزت کرنی نا آئی تمہیں ویسے بریزہ۔"

وہ مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"یہ بتانے کیلیے بلایا تھا مجھے کیا۔مجھے لگا کوئی اچھی خبر ہوگی مگر یہاں تو وہی گھسی پٹی باتیں جسے سن سن کر میرے کان پک گئے ہیں۔"

وہ سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی معاً اس کی نگاہ سامنے دیوار کی جانب اٹھی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"ہادی چھپچھ۔چھپکلی۔"

وہ حلق تر کرکے بولتی اس کے ساتھ چپک گئی۔ہادی نے کھینچ کر اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"تم اسی چھپکلی کے لائق ہو۔میرے جیسے شوہر تو قسمت والوں کو ملا کرتے ہیں تم جیسی ناشکری کومل کر میں نے اپنی وقعت کھو دی ہے۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے تن فن کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔بریزہ کا منہ اس کی بات پہ صدماتی کیفیت میں کھلا کا کھلا رہ گیا۔عناب کی پکار پہ وہ سر جھٹکتے وہ کمرے کی جانب بڑھی جہاں تمام لڑکیاں مجمع لگائے بیٹھی تھی اور مہندی لگانے والی بیچارگی سے مریم کی جانب دیکھ رہی تھی جس نے مہندی لگوانے کے معاملے میں تنگ کرکے رکھ دیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے مریم۔شادی ہے تمہاری مہندی کیوں نہیں لگوا رہی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم کو اپنی بات پہ ڈٹا دیکھ ان سب کو شدید تاؤ آرہا تھا مگر وہ تھی کہ سننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"یار سب کر لیا مگر یہ نہیں مجھے مہندی کی خوشبو سے چڑ ہے میں نہیں برداشت کر سکتی۔"

وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولتی خاموشی سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"مہندی لگواؤں میں ہنہہ۔ بعد میں چاہے اس کی مہک سے جان نکل جائے۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی آگے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"مریم۔"

فارس کی آواز پہ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر کھولا اور نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"تم مہندی کیوں نہیں لگوا رہی۔"

"کیونکہ مجھے اس کی مہک سے الرجی ہے۔ ویسے بھی کچھ خاص پسند نہیں ہے۔"

وہ اس کی بات کو کسی کھاتے میں نالاتے ہوئے بولی۔ فارس نے ٹانگیں زمین پہ رکھتے اس کی جانب قدم بڑھائے۔

"تمہاری پسند ناپسند کے بارے میں پوچھ کون رہا ہے۔"

وہ اس کے عین سامنے آتے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب۔"

وہ اس کی بات پہ ہونق ذدہ رہ گئی۔ اب مہندی کے معاملے میں بھی وہ اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مطلب یہ کہ مجھے مہندی پسند ہے اور آج سے ابھی سے تمہیں اپنی نہیں بلکہ میری پسند کا خیال رکھنا ہے اسی "

" لیے خاموشی سے واپس کمرے میں جاؤ اور بھر بھر کر مہندی لگاؤ کیونکہ مجھے مہندی بہت پسند ہے۔

اس کی بات پہ مریم نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا کو فاتحانہ نگاہیں اسی کی آنکھوں میں گاڑھے کھڑا تھا۔اسے تاؤ تو بہت آیا مگر فلحال وہ کچھ بھی کہ کر بات کو مزید طوالت نہیں بخشنا چاہتی تھی۔

"تمہاری بات مان رہی ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں تمہارے ہر حکم کی غلام بن جاؤں گی۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے جتانے والے انداز میں بولی۔فارس نے اس کی اسی انگلی کو اپنی گرفت میں لیتے اپنی جانب کھینچا۔

"تو تمہیں غلام بننے کا بول بھی کون رہا ہے۔تم تو ملکہ ہوں وہ بھی اس دل کی۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اپنے دل کے مقام پہ رکھتے دلفریبی سے بولا۔مریم نے گھبرا کر اس کے گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کرایا اور تیزی سے کمرے کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

"رومانس کر رہا تھا کیا۔"

ارتضی نے عقب سے آتے اس کے شانے پہ ہاتھ جماتے مزے سے استسفار کیا تو فارس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیوں تو مجھے بتا کر کرتا ہے کیا۔"

NovelsLounge.com

اس کے سوال پہ ارتضی کے لبوں کی مسکراہٹ فوراً سے پہلے سمٹی البتہ ہادی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ مریم ہانپتے ہوئے جوں ہی کمرے میں داخل ہوئی سب نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"میں مہندی لگواؤں گی۔"

وہ مسکراتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔

"بہت جلدی نہیں خیال آگیا تمہیں۔"

بریزہ کے طنز کو اس نے بمشکل ہضم کیا تھا۔ وہ اور عناب تو پہلے ہی لگوا چکی تھی۔ عفیفہ لگوا رہی تھی اور پریسہ کا تو سرے سے ہی کوئی اتا پتہ نہیں تھا وہ تو یہاں آکر بھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہی ہے۔ صبح بھی غازان کو ہلکی سی خراش آئی تھی جس کی بدولت اس نے پورا گھر سر پہ اٹھا لیا تھا اور اس وقت سے اب تک اس کے پاس سے ناجانے کتنے چکر لگا چکی تھی۔ عفیفہ کے فارغ ہوتے ہی مریم نے اس کی جگہ سنبھالتے مہندی والی کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی۔

وقت کی کمی کے باعث بیوٹش کو گھر ہی بلا لیا تھا۔ مہندی کے حساب سے ان سب نے ایک جیسے کام دار شرٹ کے ساتھ غرارے سلوائے تھے۔

"میں پری کو دیکھتی ہوں ناجانے کہاں رہ گئی ہے۔"

مونگیا رنگ کے گرارے میں ملبوس نک سک سی تیار عفیفہ ان سب کو تاکید کرتی وہاں سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پری تم۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

"کیا ہوا پری۔"

وہ اس کا چہرہ اپنے مقابل کرتے ہوئے نا سمجھی سے بولی۔

شہرام فون ہی نہیں اٹھا رہے۔ پتہ نہیں کیوں۔ آج تین دن ہو گئے ہیں میری ان سے ایک بار بھی بات نہیں ہوئی۔"

وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ عفیفہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا بات ہی پریشانی والی تھی۔

انہوں نے کہا تھا نا کہ وہ آجائیں گے تم پریشان مت ہو میری جان اور دیکھو تم نے مہندی بھی نہیں لگوائی اب "شہرام بھائی دیکھیں گے تو انہیں کتنا برا فیل ہو گا۔

وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"میرا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا عفیفہ۔ میرا بس واپس جانے کا دل چاہ رہا ہے۔"

وہ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے بولی۔ اتنی تیاری کے باوجود اس لا چہرہ انتہائی اترا ہوا تھا۔ عناب اور بریزہ کو کمرے میں آتا دیکھ پریسہ نے سرعت سے اپنی آنکھیں صاف کی تھی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا پری۔ چہرہ کیوں اترا ہوا ہے۔"

"پتہ نہیں عجیب سی تھکاوٹ ہے بس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اپنے ہاتھوں کو مسلتے تھکے تھکے انداز میں بولی۔ عناب نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"بریزہ بھلا پری کی شادی کو کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔"

عناب کی پرسوچ آواز پہ بریزہ نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"میرے خیال میں ڈھائی ماہ۔"

وہ بغیر چونکے بولی۔ عفیفہ نے مسکراہٹ دباتے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم دونوں سیم فیز سے گزر رہے ہیں پری۔"

عناب نے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا۔

"کیا مطلب۔"

وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھے بغیر ناسمجھی سے بولی۔

"مطلب یہ کے چھوٹے خان یا خانم آنے کی تیاریوں میں لگتے ہیں۔"

وہ جو ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی شعور کی منزل طے کرتے ہی ایک جھٹکے سے ان سب کے درمیان سے اٹھی تھی۔

بکواس بند رکھو تم سب اپنی۔ کم از کم ان ٹیپیکل آنٹیوں کی طرح تو مت بنو جو شادی کے دو ماہ بعد ہی بچوں کی "رٹ لگا دہتی ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔ان کی بات پہ کہی نا کہی اس کا دل دھڑک اٹھا تھا مگر وہ ان سب پہ باور نہیں کرانا چاہتی تھی۔

"دیکھ لینا کیونکہ میرے ساتھ بھی یہی ایشو تھا۔ایسی ہی تھکاوٹ چڑچڑا پن۔ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہی ہو۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔پریسہ نے مدھم سا مسکراتے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ لو مٹھائی۔"

مریم کی آواز پہ ان سب نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا جو ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ اور شیشے کی پلیٹ لیے کھڑی تھی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے اور تم مریم کچھ لحاظ کرو دلہن ہو تم۔"

پریسہ اسے انکھیں دکھاتے ہوئے بولی جو اس کی بات کو سرے سے ہوا میں اڑا گئی تھی۔

آؤ بیٹھو فٹافٹ اس میں مرچیں بھر لیں اور میری بات سنو لڑکیوں کیلیے الگ پلیٹ اور لڑکیوں کیلیے الگ سمجھ گئی نا۔"

وہ جلدی جلدی میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔عناب اور بریزہ نے بھی اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"کون کہ سکتا ہے کہ یہ دلہن ہے۔"

عفیفہ ہنستے ہوئے بولی۔اب کی بار پریسہ کی ہنسی بھی اس کے ساتھ شامل تھی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

رات کے سائے چاروں اطراف میں اپنے پر پھیلانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ایک نہایت کشادہ گراؤنڈ میں مہندی کرنے کو ترجیح دی گئی تھی۔مہندی کے لحاظ سے مختلف امتزاج کی تھیم نہایت خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔چاروں اطراف میں پھولوں کی بہار آئی ہوئی تھی اور ان کی مہک سے کونا کونا مہک رہا تھا۔سامنے ہی نہایت خوبصورت مختلف طرز کا جھولار کھا گیا تھا جسے ایک نظر دیکھنے میں سائیکل کا گمان ہو رہا تھا۔اس جھولے کو گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔جھولے کے آگے ایک رنگولی سی بنی ہوئی تھی جس پہ مختلف رنگوں کی ڈھولکیاں اور کشنز وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔پورا گراؤنڈ ہلکے رنگ کے برقی قمقموں سے مہک رہا تھا۔

یہ سارا انتظام ارتضی اور ہادی نے مل کر کروایا تھا اسی لیے اس چیز کا سارا کریڈٹ انہی کو جاتا تھا۔

"اب لگ رہا ہے نافارس کی شادی ہے تبھی تو یہ سائیکل نما جھولار کھوایا گیا ہے۔"

بریزہ اس کے بیٹھ کر موبائل عناب کو تھماتی ہنستے ہوئے بولی۔عناب نے ہر طرح کے پوز میں اس کی تصویریں کھینچ ڈالی تھی۔

"تم تیار ہو نا عناب۔"

پریسہ نے سٹیج کے نزدیک آتے اس سے پوچھا جواب میں وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

آہستہ آہستہ مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی جنہیں آفتاب اور کلثوم ہی ریسیو کر رہے تھے۔کچھ ہی دیر بعد پورا گراؤنڈ کھچاکھچ مہمانوں سے بھر چکا تھا۔بس نہیں آیا تھا تو شہرام۔پریسہ نے پریشانی سے کوئی سو بار اس کا نمبر ملالیا تھا مگر اب کو کچھ دیر تک بیل جا رہی تھی وہ بھی جانا بند ہو چکی تھی۔

"پری وئیر از ڈیڈا۔"

غاز کی آواز پہ پریسہ نے رخ موڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

"بس آرہے ہیں غاز میری بات ہوئی ہے ان سے۔"

وہ اسے جھوٹی تسلی دیتے ہوئے بولی۔وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے بھاگ گیا۔عناب کی آواز پہ وہ سر جھٹکتی اس کی جانب بڑھی جو شاید مریم کی انٹری کرناچاہ رہے تھے۔

"لڑکے والے تو آئے ہی نہیں ابھی تک۔ہم لڑکی کی انٹری کیسے کر سکتے ہیں۔"

عفیفہ نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔ان سب کے چہروں سے اب اضطراب جھلک رہا تھا۔

میری گندی اولاد جانتی ہوں کوئی کارنامہ ہی سرانجام دے رہی ہو گی کیونکہ کسی اچھی چیز کی امید تو مجھے اس سے ہے نہیں۔اگر اس نے میرے کولیگز کے سامنے میری ناک کٹوائی تو میں اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

وہ بظاہر مسکراتے کلثوم کے کان میں جھکتے بڑبڑائے جنہوں نے مسکینیت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"ہم مریم کو لے آتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

عناب کچھ سوچ کر بولی۔ان سب نے اس کی تائید کی تھی۔کچھ لمحوں کی توقف کے بعد مریم ان سب کی تقلید میں چلتی سٹیج تک آئی تھی پیلے رنگ کے پیروں کو چھوتے فراک میں ملبوس ڈوپٹہ سر پہ سیٹ کیا ہوا تھا۔ ہلکے پھلکے میک اپ میں پھولوں کے زیورات پہنے پہ اب جھولے پہ بیٹھی ہلکا ہلکا جھول رہی تھی۔سب مہمانوں نے حیرت سے اسے جھولا جھولتے دیکھا تھا۔

"کہاں رہ گیا ہے آپکا سپوت۔"

آفتاب کے غصے کا گراف بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

"مے ووئی ہیو یور اٹینشن پلیز۔"

مائیک سے گونجنے والی آواز پہ ان سب کو بیک وقت نگاہیں گھمانے پہ مجبور کیا تھا۔ان سب نے چونک کر خارجی دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے ایکدم سے بے تحاشہ دھواں اٹھا تھا۔

"یہ کیا کرنے والے ہیں۔"

گاڑیوں اور بائیکس کے علاوہ یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ضرور اس فارس کی کوئی کارستانی ہو گی۔

مریم ہاتھ جھلاتے ہوئے بولی۔اگلے ہی لمحے ابرار الحق کے گانے کی کانوں کو چیرتی آواز ماحول میں گونجی تھی۔

آجانی بے جا سائیکل تے

آجانی بے جا سائیکل تے

آجانی بے جا سائیکل تے

All Rights Reserved By Novels Lounge

آجانی بے جا سائیکل تے

دل میرا بولے کری کری تو دل دی جانی اے۔

جانے دنیا ساری میں پیاسہ تو پانی اے۔

نی ذرا لک نوں ہلا تھوڑا کم کے وکھا۔

ان سب نے بغور دھوئیں میں سے ابھرتے عکس کو دیکھا اگلے ہی لمحے ان سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی

کیونکہ وہ کوئی اور نہیں فارس تھا جو سائیکل کو چلاتے مزے سے گنگناتے آگے کی جانب آرہا تھا۔آفتاب نے

کٹیلی نگاہوں سے کلثوم کی جانب دیکھا تھا۔

اسے سائیکل کے علاوہ کچھ نہیں ملا تھا جو یہ سائیکل اٹھالایا۔

انہوں نے سائیکل کی جانب اشارہ کیا جو گیندے کے پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔اس کے اطراف میں ہادی

اور ارتضی موجود اس پہ پھول لٹا رہے تھے۔صدام ان سب کی ویڈیو بنانے میں محو تھا۔مریم نے روہانسی

نگاہوں سے ان سب کی جانب دیکھا۔

"کرلیا اس نے شادی کا بیڑا غرق۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔اب وہ پورے گراؤنڈ کا چکر کاٹ رہا تھا۔

"تالیاں بجاؤ سیٹیاں مارو فارس شیخ کی شادی ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ بلند آواز میں ہانک رہا تھا۔ آفتاب اس کی آواز پہ پہلو بدل کر رہ گئے۔ اگلے ہی لمحے اس کی سائیکل سٹیج کے عین سامنے رکی تھی۔ مریم نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ فارس نے اس کی جانب ہتھیلی پھیلائی تھی۔

"مریم ہاتھ دو اسے۔"

رومانہ اسے غصے سے گھورتی ہوئی بولی تو اس نے جلے کٹے انداز میں اس کے ہاتھ پہ اپنا مہندی سے سجا ہاتھ تھمایا تھا

فارس نے ایک جھٹکے میں اسے نیچے کھینچ لیا۔ گانے کی آواز ایک بار پھر زور و شور سے گونجی تھی۔

او بال بال میں بچ گیا راتی خواب چے میرا ویاں سی۔

یاروں تو انوں کی دساں میری ووٹی کالی سیاہ سی۔

وہ مریم کو گھماتے ہوئے مزے سے بولا۔ مریم کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ البتہ باقی سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اچھا خاصہ میرا رنگ ہے۔ بھاڑ میں جاؤ تم۔"

وہ اس کے بازو میں چٹکی بھرتے ہوئے بولی۔

"تمہارے ساتھ تو اصل میں شادی ہو رہی ہے وہ تو خواب والی شادی تھی۔"

وہ مزے سے بولتے اسے ایک بار پھر سے گھمانے لگا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ایس توپہلے کہ میرا کوئی خواب سچا ہو جاوے۔

آجانی بے جا سائیکل تے

آجانی بے جا سائیکل تے

آجانی بے جا سائیکل تے

آجانی بے جا سائیکل تے

وہ اسے لیتے سائیکل کی جانب بڑھا.

بھائی میں پیچھے بیٹھ رہی ہوں۔ ذبردست سا فوٹو شوٹ کرنا۔ایک بھی تصویر خراب نہیں آنی چاہیے۔ ویسے تو"

"میں خوبصورت ہی ہو نو ڈاؤٹ مگر تصویریں مزید حسین آنی چاہیے۔

وہ فارس کے پیچھے بیٹھتے تنبیہی لب و لہجے میں بولی۔ فارس نے اس کی بات پہ ذور و شور سے تائید کی تھی۔

"مریم۔"

رومانہ نے غصے سے اسے آنکھیں دکھائی کیونکہ سب مہمان حیرت سے دلہن بنی مریم کو دیکھ رہے تھے جو کس طرح حکم صادر کر رہی تھی۔

"ماما پلیز میری پہلی اور آخری شادی ہے۔ کسی چیز پہ میں کومپرومائز نہیں کر سکتی۔ کیوں ساسوں مام۔"

وہ ان کے غصے کو ہوا میں اڑاتی اپنی بات میں کلثوم کو بھی شامل کرتے ہوئے بولی تو وہ میسنی سی ہنسی ہنس دی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس نے اسے اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔اس کے بعد اس نے کھل کر فارس کے ساتھ اچھا خاصہ فوٹو شوٹ کروایا تھا۔سارے مہمان دلچسپی سے اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔اب وہ مریم کے ساتھ پورے گراؤنڈ کا اسی سائیکل پہ چکر لگا رہا تھا۔تقریباً پانچ منٹ اسے اچھا خاصا گھمانے کے بعد اس نے سائیکل سٹیج کے سامنے روکی تھی۔

"تمہیں یہ سائیکل ہی ملی تھی انٹری کرنے کیلیے۔ناک کٹوا کر رکھ دی میری۔"

آفتاب اس کے نزدیک آتے غصے سے بولے۔فارس نے مسکرا کر بھنویں اچکائی۔

اگر میں کچھ یونیک نا کرتا تو فارس شیخ کیسے کہلاتا۔ٹینشن نا لیں ٹرینڈ چلایا ہے میں نے۔اب اگلے دو سال تک"

"جس کی بھی شادی ہو گی انٹری سائیکل پہ ہی ہو گی۔

وہ ان کا گال چوم کر بولتے انہیں اچھا خاصہ سلگا کر رکھ گیا۔اس کے بعد سٹیج پہ چڑھتے ہی اس نے مریم کا ہاتھ تھامتے اسے اوپر چڑھنے میں مدد کی تھی۔

"تم نے جو میری بے عزتی کروائی ہے نا آج۔"

مریم اس کی جانب جھکتے سر گوشی کرنے والے انداز میں بولی۔

"اچھا آج سے پہلے تمہاری کوئی عزت بھی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس معصومیت سے انکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولا تو وہ خود پہ ضبط کرتے آنکھیں میچ گئی۔اس لڑکے سے بات کرنا مطلب اپنی ہی بے عزتی کروانے کے برابر تھا۔اس کے بعد وقت کا خیال کرتے کلثوم نے آگے بڑھ کر رسم کا آغاز کیا تھا۔ بڑے بزرگ رسم کر کے فارغ ہوئے تو اب ینگ جنریشن کی باری تھی۔

"پریسہ آجاؤ رسم کرو ہم سب میں سب سے پہلے تمہارا ہی حق بنتا ہے۔"

عناب کی آواز پہ وہ بمشکل مسکراتے سٹیج تک آئی اور اس کی سب سے چھوٹی انگلی میں مہندی لگانے کے بعد اسے سرعت سے تھام لیا۔فارس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"میری بیوی ساتھ ہی بیٹھی ہے پریسہ۔ایسی حرکتیں سب کے سامنے نہیں کرتے۔"

وہ دانت نکوستے ہوئے بولا۔

شٹ اپ فارس۔یہ رسم ہے اسی لیے نکالو دس ہزار۔

وہ گردن اکڑا کر بولی۔فارس اس کی حرکت پہ بھونچکارہ گیا۔

"یہ کیا ہے بھئی۔"

وہ ہونقوں کی طرح بولا۔

اسے رسم کہتے ہیں اور ویسے بھی ہم سالیاں ہیں تمہاری پیسے دینا تو تمہارا اب فرض ہے چلو شاباش جلدی سے "نکالو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چلو بھئی اٹھو فقیرنی مت بنو۔اتنا ہی پیسے ٹھگنے کا شوق ہو رہا ہے تو اپنے شوہر کو ٹھگو میری جان بخشی کرو۔"

وہ اپنی انگلی اس کی گرفت سے آزاد کرانے کیلیے بھرپور مزاحمت کر رہا تھا۔شہرام کے ذکر پہ اس کی آنکھوں میں ناچاہتے ہوئے بھی اداسی سمٹ آئی۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی مخصوص کلون کی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔

ایسے کئی دس ہزار میں ان پہ وارنے میں ایک لمحہ نالگاؤں اور تم میری بیوی کو ایسے ناموں سے پکار رہے ہو"

فارس شیخ۔"

اس کی گھمبیر مگر سرد آواز پہ پریسہ نے بے یقینی کی کیفیت میں جھٹکے سے سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھا جو گہری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں ناجانے کتنے دیے روشن ہوئے تھے۔سب نے باقاعدہ زبردست سی ہوٹنگ کی تھی۔

"دیکھو شادی میری ہے محفل تم نہیں لوٹ سکتے شہرام میاں۔"

فارس تو جیسے اچھا خاصہ برا منا گیا تھا۔شہرام نے کھردری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔رسم سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ دونوں جوں ہی سٹیج سے اترے باقی سب نے بھی رسم کی تھی۔سٹیج خالی ہوتے ہی ارتضی اور ہادی نے باقاعدہ آستینیں چڑھائی اور فارس پہ پل پڑے۔

"کیا ہو گیا ہے میں ایک لڑکا ہوں۔لڑکی نہیں۔"

وہ ان دونوں کو خطرناک تیوروں سے اپنی جانب بڑھتا دیکھ ڈرنے کی ناکام ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

بکواس بند کر۔آج تیری مہندی ہے نا۔اسی لیے مہندی تو تجھے لگوانی ہی پڑنی ہے پھر چاہے ہنس کر یا رو کر یہ تو "تیرے پہ ہی منحصر ہے میری جان۔

انہوں نے دونوں ہاتھ ابٹن سے بھرتے اس کی جانب قدم بڑھائے تھے۔فارس نے وہاں سے فرار ہونا چاہا مگر اس وقت تک وہ دونوں اسے اپنے شکنجے میں لے چکے تھے۔

"یہ لیڈیز اور جینٹس کی مٹھائیاں الگ الگ یہ کیا سین ہے ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔"

ارتضی نے مشکوک نگاہوں سے عناب کی جانب دیکھا جو مزے سے پلیٹ اس کے اگے کیے کھڑی تھی۔

"آب فارس کی شادی میں سب مختلف ہے تو یہ بھی سہی۔"

وہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔ارتضی نے اس کے کہنے پہ ایک گلاب جامن پلیٹ میں سے اٹھایا اور اسے منہ میں ڈالا تھا۔اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں باہر کو ابلنے والی ہو گئی۔اس نے سلگتی نگاہوں سے عناب کی جانب دیکھا جو ہنسی روکنے کی چکر میں لال ٹماٹر بنی ہوئی تھی۔اس نے غصے کے عالم میں دو گلاب جامن اس میں سے اٹھائے اور تن فن کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اس سے پہلے کہ وہ مڑتی ہادی نے بھی اسی پلیٹ میں سے ایک گلاب جامن اٹھایا اور سٹیج کی جانب بڑھا تھا۔عناب نے چونک کر پلیٹ کی جانب دیکھا جس میں صرف ایک ہی گلاب جامن باقی تھا۔اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔مریم نے اشاروں میں اس کی جانب دیکھتے مٹھائی کی متعلق استسفار کیا کیونکہ ابھی تک فارس نے ایک بھی نہیں کھائی تھی۔عناب نے بیچارگی سے خالی پلیٹ اس کے سامنے لہرائی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی اور ارتضی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو کوئی اشارہ کیا اور گلاب جامن جان بوجھ کر فارس کے سامنے لہرایا تھا۔

"ارے شادی میری ہے اور تم سب اکیلے اکیلے مٹھائی کھا رہے ہو۔"

وہ ان دونوں کے ہاتھ سے گلاب جامن جھپٹتے ہوئے بولا۔ مریم دل ہی دل میں اس کی حرکت پہ ہنس دی۔ اسی دوران فارس کی نگاہ مریم کی جانب اٹھی جو اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔

"ارے پریشان کیوں ہوتی ہو پیاری میں ہوں نا۔ میں تمہیں بھی ساتھ کھلاؤں گا۔"

اب کی بار مریم سچ مچ بوکھلا گئی۔

"نن۔ نہیں نہیں بھوک نہیں ہے مزید طلب نہیں ہے میٹھا کھانے کک۔"

وہ ہڑبڑاتے ہوئے بولی۔

"نہیں آج کھائے گے تو ہم دونوں ساتھ ہی۔ کیوں مام آپ ہی بولتی ہیں نا جھوٹا کھانے سے پیار بڑھتا ہے۔"

وہ اپنی گفتگو میں کلثوم کو بھی گھسیٹ لایا تھا جنہوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ مریم نے مدد طلب نگاہوں سے عناب اور بریزہ کی جانب دیکھا تھا۔

"مریم آؤ تمہیں کھانا کھلا دیں ہم۔"

عناب اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

اسے بھوک نہیں ہے عناب۔بس یہ کھانا ہے اس نے۔اب تو اس کی ساس نے بھی بول دیا ہے۔ چلو شاباش" "منہ کھولو۔

وہ گلاب جامن کا پیس اس کے لبوں کے نزدیک لایا تو مریم نے حلق تر کرتے اس کی جانب دیکھا۔اگلے ہی لمحے مریم نے گہرا سانس بھرتے جوں ہی منہ کھولا فارس نے پورا گلاب جامن اپنے منہ میں ڈال لیا۔

"چلو کیا یاد کرو گی میں ہی کھالیتا ہوں۔"

وہ مزے سے کھاتے ہوئے بولا۔مریم نے خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو گلاب جامن نگل چکا تھا۔اس نے ماتھے پہ ننھے منھے پسینے کے قطرے صاف کیے۔

جب کھانے کی ہمت نا ہو تو کھلانے کی جرأت بھی نہیں کرنی چاہیے۔پہلی دفعہ ہے اس لیے معاف کر رہا" "ہوں آئندہ ہوا تو حساب برابر کروں گا۔

اس کے دھمکی آمیز لہجے پہ مریم نے بمشکل مسکراتے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں مرچوں کی بدولت پانی سمت آیا تھا۔وہ عناب اور بریزہ کی سنگت میں احتیاط سے چلتی نیچے ہی صوفوں پہ آگئی تھی۔

"ڈیڈا آپ اتنی لیٹ کیوں آئے۔"

غازاس کے ساتھ ہی جڑ کر بیٹھا اس سے استفسار کر رہا تھا۔"کچھ کام تھا ناڈیڈا کو اس لیے دیر ہو گئی۔آپ نے "مس کیا مجھے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت سے بولا ساتھ ہی ایک نگاہ دور کھڑی پریسہ پہ ڈالی جو سب سے ناجانے کونسے رازو نیاز کرنے میں مصروف تھی۔

میں نے تو کیا مگر پری نے زیادہ کیا۔اب آپ کو پری کی فکر کرنی چاہیے۔میں تو سٹرونگ ہوں روتا نہیں ہوں" "مگر پری رونے لگ جاتی ہیں اور پری کو روتے ہوئے میں نہیں دیکھ سکتا۔

اس کے صاف گو لہجے پہ جہاں سب بڑوں نے مسکراہٹ دبائی وہی وہ کچھ خجل سا ہو گیا۔اسے سب کے سامنے غازان سے اس جواب کی توقع نہیں تھی۔ان سب نے محسوس کیا تھا کہ پریسہ جو پہلے مرجھائی مرجھائی پھر رہی تھی اس کی آمد سے اس کے چہرے پہ اب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔شہرام نے اس کی تلاش میں نگاہیں گھمائی تو وہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی سٹپٹا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔شہرام نے تاسف سے اس کی جانب دیکھا جو اس کی غیر موجودگی میں ہلکان ہوئی تھی اور اب اسے ٹھیک ٹھاک نظرانداز کر رہی تھی۔اس کی آمد پہ اس کی آنکھوں میں جلتی جوت شہرام کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔وہ اسے گھر جا کر منانے کا سوچتے گہرا سانس بھر گیا اور اپنی توجہ صدام کی جانب مبزول کرا گیا جو اسی سے مخاطب تھا۔اس کی ناراضگی سے دل میں ایک عجیب سی گھٹن سی ہو رہی تھی کیونکہ اس کی طبیعت خرابی کا وہ عفیفہ سے پہلے ہی جان چکا تھا اس وقت سے ایک اضطراب نے اسے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

****

"یہ بھی سو گیا مگر ابھی تک وہ نہیں آئی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سنجیدگی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھتا اس سے پہلے ہی کمرے کا دروازہ چرڑ کی آواز سے کھلا تھا۔ شہرام نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے پریسہ اندر ہی آ رہی تھی۔ مہندی سے فارغ ہوتے ہوتے ہی انہیں رات کے دو بج گئے تھے۔ پریسہ نے ذرا سی نگاہ اٹھاتے شہرام کی جانب دیکھا جو بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا۔ وہ خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔ شہرام نے اپنی پیشانی مسلتے اس کے نزدیک ہی قدم بڑھائے تھے۔

"میرے پاس مت آیئے گا۔"

وہ چیخ کر بولی۔ شہرام نے ڈریسنگ سے پشت ٹکاتے گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے اپنے ائیر رنگ اتارتے جیولری بوکس میں ڈالے اور وہاں سے ہٹ گئی۔

"ناراض ہیں۔"

"ہاں ہوں ناراض میں آپ کیونکہ آپ کی نگاہوں میں میری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ آپ ہمیشہ میرے ساتھ ایسا کرتے ہیں مجھے اگنور کرتے ہیں آپ۔ مجھے یہاں اکیلا بھیج کر آپ اپنی ذمہداری سے فارغ ہو چکے ہیں کیا۔ کیا میں آپ کی کچھ نہیں لگتی یا آپ مجھے کچھ سمجھتے ہی نہیں ہے۔ میری ذات اتنی بھی بے وقعت نہیں ہے کہ اپ مجھے نظر انداز کریں۔ نا فون اٹھاتے ہیں نا کرتے ہیں۔"

وہ تو جیسے اس کے سوال پہ پھٹ پری تھی۔ شہرام نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا وہ تو جیسے بھری پڑی تھی مگر سب سے زیادہ صدمہ اسے اگنور کرنے والی بات پہ ہوا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اگنور وہ بھی میں پریسہ۔"

وہ صدماتی کیفیت میں گویا ہوا۔

نام بھی مت لیں میرا آپ۔ابھی بھی کیا کر رہے ہیں منہ اٹھا کر مجھے دیکھ رہے ہیں ایک بار بھی تعریف کی "

"میری آپ نے۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔

"پری اتنا غصہ کس بات پہ ہے۔"

وہ اب کی بار نہایت سنجیدہ تھا۔پریسہ تو اس کی بے نیازی پہ عش عش کر اٹھی۔

مطلب ابھی تک یہ ہی نہیں معلوم آپ کو جناب۔میرا فون کیوں نہیں اٹھایا آپ نے۔تین دن شہرام پچھلے "

"تین دن سے میں پریشان ہوں۔

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"میں کسی ضروری کام۔"

"کیا میرے سے زیادہ ضروری تھا کچھ۔"

وہ اس کی بات درمیان میں ہی اچکتے تڑخ کر بولی۔شہرام نے نرمی سے اس کے شانوں کو تھاما اور اسے اپنے

حصار میں لیا۔

"کیا میرے لیے آپ سے ضروری کچھ ہو سکتا ہے خانم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کی پیشانی پہ لب مس کرتے ہوئے بولا۔

"میں نے آپ کی وجہ سے مہندی بھی نہیں لگوائی۔"

اسے شہرام کی ایک اور خطا یاد آئی۔

"کیوں نہیں لگوائی۔"

وہ ذرا سا الجھ کر بولا۔ان ساری باتوں کا نچوڑ وہ اب تک نہیں سمجھ پایا تھا۔پریسہ نے گہرا سانس بھرا۔

"اب یہ بھی مجھے ہی بتانا پڑے گا۔"

وہ ایکدم بگڑی۔شہرام نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ساری محبتیں آپ کو سب کے سامنے یاد آتی ہیں بس۔"

اس کے ذہن میں فارس کے سامنے شہرام کی کہی گئی بات گھومی تھی تو سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

"کہتی ہیں تو اکیلے میں زیادہ محبتوں سے روشناس کراؤں گا۔"

وہ مسکراہٹ دباتے اس کی اجازت طلب کر رہا تھا۔

"اب اس بات کا جواب میں اپنے منہ سے دیتی اچھی۔"

اس کی تیزی سے چلتی زبان کو شہرام کی گہری نگاہوں نے روکا تھا۔اس نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا اور بمشکل مسکراتے حلق تر کر گئی اور اسے نظر انداز کرتے اپنا سادہ سا لباس لیتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔اس

All Rights Reserved By Novels Lounge

سب کاموں سے فراغت حاصل کرتے وہ لوشن لیتے جوں ہی بیڈ کی جانب بڑھی شہرام نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔اسے خواہمخواہ شرمندگی ہوئی تھی کہ اس کی بدولت وہ مہندی نہیں لگوا پائی۔

"چلیں ہم مہندی لگوانے چلتے ہیں۔"

اس کی بات پہ پریسہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"وقت دیکھا ہے آپ نے۔رات کے ساڑھے تین بج رہے ہیں۔اس پہر کون مجھے مہندی لگانے بیٹھا ہو گا۔"

وہ سر جھٹک کر دوبارہ لوشن لگانے میں مصروف ہو گئی۔شہرام کو بھی اپنی کہی گئی بات کا اندازہ ہوا تو وہ شرمندہ سا ہو گیا۔اب پریسہ اسے کیا بتاتی مہندی کا الزام اس کے سر ڈالنا تو محض ایک بہانہ تھا اس کا دل ہی نہیں تھا مہندی لگانے کا معاً کچھ سوچتے اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

"میں ابھی آئی۔"

وہ اسے تاکید کرتے تیزی سے نیچے کی جانب بھاگی تھی۔نیچے سے مہندی لیتے وہ اسی تیزی سے اوپر کمرے میں آئی تو وہ اس کا ہی محو انتظار تھا۔وہ آلتی پالتی مارتے اس کے نزدیک بیٹھی اور اس کی جانب مہندی بڑھائی تھی۔

"آپ لگائیں مجھے مہندی۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔شہرام نے الجھن آمیز نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پریسہ میں کیسے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاتھوں سے اور کیسے چلیں پکڑیں اور جلدی سے چاہے تھوڑی سی ہی سہی ویسے بھی میرے سر میں بہت درد ہے مجھے اس کے بعد سونا بھی ہے۔"

وہ اس کی جانب اپنی شفاف ہتھیلی پھیلاتے ہوئے بولی۔

"یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا اور کوئی حکم کریں۔"

وہ اس کی ہتھیلی پہ لب رکھتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے خفگی سے اس کی جانب دیکھا۔ شہرام نے نفی میں سر ہلاتے مارے باندھے ہی اس کے کہے کے مطابق دو تین ٹیڑھے میڑھے نقش و نگار اس کے ہاتھوں پہ بنائے تھے۔

"کیا حال کر لیا ہے اپنے ہاتھوں کا۔ بول بھی رہا تھا میں۔"

وہ غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میرے لیے یہ دنیا کی سب سے بیسٹ مہندی ہے۔ تھینکیو سو مچ۔"

وہ اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ شہرام نے ہولے سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔

"سر کیوں درد ہے آپکا اور عفیفہ بتا رہی تھی کہ آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک۔"

وہ اسے خود سے الگ کرتے اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا۔ پریسہ کے زہن میں عناب کی بات گھومی تو اس کے چہرے پہ سرخی چھا گئی۔

"اب میں نے ایسی کوئی بات تو کی نہیں جس پہ شرمایا جائے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام ہولے سے ہنستے ہوئے بولا تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"نہیں وہ بس ایسے ہی ہلکی پھلکی خراب تھی اب آپ کو دیکھ کر ٹھیک ہو گئی۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔ شہرام نے نرمی سے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"ایم سوری میں بس کسی کام میں مصروف تھا اسی لیے فون نہیں اٹھا پایا مگر آئندہ میں خیال رکھوں گا۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے مدھم لہجے میں اس سے معذرت کر رہا تھا۔

"میں تو اس بات کو بھول گئی۔"

گر میں چاہ کر بھی نہیں بھول پا رہا۔ مجھے یہ بات کی ناقابل برداشت ہے کہ میں آپ کو اگنور کر رہا" ہوں۔ ناجانے آپ نے سوچ بھی کیسے لی۔ جس انسان کو پانے کی خاطر میں اتنی اذیتوں سے گزرا ہوں اسے اگنور کم از کم میں نہیں کر سکتا۔ میرے لیے آپ کا میری زندگی میں آنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ اس "صورت کو دیکھنے کیلیے آنکھیں ترسی ہے میری۔

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نرمی سے گویا ہوا۔ پریسہ نے اس کی بات پہ ہولے سے پلکیں جھپکائی تھی۔

شہرام نے اس کی دونوں آنکھوں کو دھیرے سے چھوا تو وہ آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

شیخ ہاؤس کا مین گیٹ چوپٹ کھلا ہوا تھا۔ باہر مانور ش لگا ہوا تھا کیونکہ باہر فارس کی سہرہ بندی کی رسم جاری تھی۔ڈھول کی تھاپ پہ بھنگڑے ڈالے جارہے تھے جس میں سب سے آگے ہادی اورارتضی ہی تھے۔انہوں نے کسی بھی طرح کر کرا کے صدام کو بھی اندر شامل کر لیا تھا مگر شہرام کو لاکھ بار کہنے کے باوجود وہ نہیں آیا تھا۔ بریزہ اور عناب کو اس نے ہمیشہ بہن کی نظر سے ہی دیکھا تھا تبھی ارتضی اور ہادی نے اس کے بہنوئی ہونے کی حیثیت سے سہرہ باندھنے کی رسم پوری کی تھی۔

"سرمہ ڈلوائی کی رسم۔"

"اب یہ کیا مام۔بس کر دیں سرمہ ڈال کر تو میں میلہ فلم میں جو ٹھا کر ہے نا وہ لگوں گا اور پھر مریم مجھے دیکھ کر بھاگ جائے گی۔"

وہ جھرجھری لیتے ہوئے بولا۔کلثوم اس کی بکواس پہ سر پیٹ کر رہ گئی۔

"دولہے ہو تم اسی لیے آج کے دن کم از کم چپی اختیار رکھو۔یہ رسم ویسے بھی بھابھیاں کرتی ہیں اب تم خود ہی دیکھ لو اس رشتے سے کس کو آگے کرنا ہے۔"

انہوں نے اپنی جانب سے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

"شہرام صرف تیری بدولت میں پتیسہ کو بھابھی بنا رہا ہوں ورنہ کسی زمانے میں میری محبت تھی یہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مصنوعی آنکھیں پونچھتے ہوئے بولا۔شہرام نے خونخوار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا البتہ پریسہ ہنسی دبا گئی۔اس نے ساتھ ہی عفیفہ کو بھی بلا لیا تھا۔ان دونوں نے جوں ہی سرمہ ڈلوائی کی رسم کرتے اس کے سامنے ہتھیلی پھیلائی تو وہ بھونچکا رہ گیا۔

"چلو فارس جلدی سے نیگ دو بھابھیوں کو تاکہ ہم بارات لے کر جا سکیں۔"

آفتاب سنجیدگی سے بولے۔

"ڈیڈ مجھے نہیں پتہ تھا کہ جب شادی ہوتی ہے تو انسان کو کنگلا بھی ہونا پڑتا ہے۔"

وہ احتجاجاً بولا اور ان دونوں کے ہاتھوں پہ بیس بیس ہزار رکھے تھے۔

دیکھ لو تمہاری شادی کی تڑپ نے تم سے وہ وہ کچھ کروایا ہے جو ہم میں سے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں" "تھا۔خاص کر یہ پیسے نکلوانا وہ بھی تم جیسے ندیدے سے کہاں آسان ہے۔

پریسہ دل جلانے والے لہجے میں بولتی واپس شہرام کی جانب آئی تھی۔آفتاب کے کہنے پہ وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں کی جانب بڑھے تھے۔فارس کے اشارے پہ تین سے چار گاڑیاں تیزی سے کشادہ روڈ کی جانب بڑھی تھی جن میں ڈھول والوں کی بھی ایک گاڑی تھی۔بیچ راہ میں پہنچتے ہی گاڑی کا اوپری حصہ کھولتے اپنا سر باہر نکالا تھا۔

"اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

صدام فون پہ کسی کے ساتھ مصروف تاسف سے بولا جواب پوری دلجمعی سے بھنگڑے ڈال رہا تھا۔آس پاس سے گزرتی گاڑیوں میں موجود لوگوں نے حیرت سے اس عجیب وغریب دلہے کو دیکھا تھا جس کا اپنا ہی دھمال جاری تھا۔

"کیا ہو گیا لوگوں۔پریشان مت ہو پاگل نہیں ہوں۔آج میری شادی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں کو لبوں کے قریب کرتے اونچی آواز میں بولا۔آس پاس کی گزرتی گاڑیوں کے لوگ کھلکھلا کر ہنس دیے۔

"اس سے سیکھو کہ دکھوں پہ خوش کیسے ہوا جاتا ہے۔"

ارتضی نے بھی اس کی حرکتوں پہ جل کر ہانک لگائی تو فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"میرے بھائی جس طرح کچھ داغ اچھے ہوتے ہیں ویسے ہی کچھ دکھ بھی بہت اچھے ہوتے ہیں۔"

وہ ہنس کر اسے جتانے والے لہجے میں بولا۔ان کی گاڑیوں کی بدولت بہت سی گاڑیوں کو گزرنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔شہرام نے اس کی حرکتیں رکتی نا دیکھ غصے میں گاڑی ہال کی جانب دوڑائی تھی۔پہلے ہی ان سب نے اچھا خاصہ وقت کا ضیاع کر دیا تھا اسی لیے ہال پہنچتے ہی ان دونوں کے نکاح کرنے کو ترجیح دی گئی تھی۔

"پری غاز کو چھوڑو تم اسے میں دیکھ لیتی ہوں تم اسے پکڑو اور کھاؤ۔"

عفیفہ نے اس کے ہاتھ میں سیلڈ کی پلیٹ تھمائی تو وہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"عفیفہ ابھی بلکل بھی دل نہیں ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولتے دوبارہ غاز کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔

"شٹ اپ پری۔ صبح سے تم یہی بول۔"

"عفیفہ۔"

عقب سے آنے والی بھاری آواز پہ اس نے چونکتے پشت پہ دیکھا جہاں شہرام کھڑا اسی سے مخاطب تھا۔ وہ اسے اس کے پاس دیکھ سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور مسکرا کر آگے کی جانب بڑھ گئی۔ شہرام نے صوفے پہ اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالی تھی۔

"پریسہ۔"

شہرام کی آواز پہ وہ خیالوں کی دنیا سے چونکتے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"آپ کب آئے۔"

وہ حیرت سے بولی۔ شہرام نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر اس نرمی سے اس کا ماتھا چھو کر چیک کیا تو وہ گرم ہو رہا تھا۔

"آپ کو تو بخار ہے پریسہ۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔ صبح سے وہ بھی اسے کچھ نا کچھ کھلانے کے لاکھ جتن کر چکا تھا مگر وہ تھی کہ سننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"چلیں جلدی سے تھوڑا سا سیلڈ کھالیں اینڈ ناؤ نو مور ایکسکیوزز۔"

"شہرام میں یہ نہیں کھاسکتی مجھے اسکی سمیل بہت عجیب لگ رہی ہے۔"

اس کی وضاحت پہ اب کی بار ساتھ بیٹھی ایک بوڑھی سی عورت نے زیرک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ایسی حالت میں بیٹا ایسا ہوتا ہے۔"

وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے بولی تو پریسہ کے ساتھ ساتھ شہرام نے بھی ٹھٹھک کر ان کی جانب دیکھا۔

"کیسی حالت۔"

پریسہ نے ناسمجھی سے بولتے ایک نظر شہرام کی جانب دیکھا۔

نئی نئی شادی لگ رہی ہے دونوں کی اور شروع شروع میں پریگنینسی کی ہو سکتی ہے۔پریگننٹ ہونا آپ اسی "

"لیے ایسا ہو رہا ہے۔ڈاکٹرز سے سپلیمنٹس لو گی تو کچھ افاقہ ہو گا۔

وہ اپنا ہی بول رہی تھی جبکہ شہرام کی گرفت میں پریسہ کا ہاتھ آہستہ آہستہ سرد پڑتا جا رہا تھا۔اس نے لہو

چھلکاتے چہرے سمیت شہرام کی جانب دیکھا جس کا چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"آر یو شیور ڈیٹ شی از پریگننٹ۔"

شہرام نے سنجیدگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"آنٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

اس نے بات کو رفع دفع کرنا چاہا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"جی بیٹا ایسی حالت میں شروع شروع میں ایسا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں نہیں میں یقین سے کہ سکتی ہوں کہ یہ پریگنینٹ ہے۔ بائے داوے آئی ایم آڈاکٹر۔ لگتا ہے آپ کی وائف شرما گئی ہے۔ آپ ان کا ٹریٹمنٹ کروا لیجیے گا۔"

وہ مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کروا رہی تھی اور پریسہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہی گم ہو جائے۔ وہ اپنی بات بولتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ۔ آپ اتنا کھل کر ان کے ساتھ ایسی باتیں۔"

"کیسی باتیں پریسہ۔"

وہ الجھ کر بولا ساتھ ہی چمچ اس کی جانب بڑھایا تھا جسے اب کی بار اس نے خاموشی سے کھالیا تھا۔

"مطلب یہی پریگنینسی۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔ شہرام نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"اس میں آکورڈ فیل کرنے والی تو کوئی بات ہی نہیں ہے میری جان۔ زندگی میں کبھی نا کبھی کہی نا کہی ایک عورت تو اس فیز سے گزرتی ہی ہے۔ اگر ایسا کچھ ہے تو ہم ڈاکٹر سے ٹریٹمنٹ لے لیتے ہیں۔"

وہ اسے ساتھ لگاتے نرمی سے بولا۔ پریسہ تو اسکی سادگی پہ عش عش کر اٹھی۔ اس نے ایک نظر سٹیج کی جانب دیکھا جہاں مریم آچکی تھی۔ ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں اس کے حساب سے ہی جیولری پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دونوں ساتھ میں کتنے حسین لگ رہے ہیں نا۔"

پریسہ شہرام کی جانب دیکھتے ہنستے ہوئے بولی۔

"بالآخر آخر میں ہی سہی اس کی فریاد سنی جو گئی روپ بھی اسی لحاظ سے چڑھا ہے۔"

شہرام بھی جواباً ہنستے ہوئے بولا۔وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھتے سٹیج کی جانب بڑھے تھے۔اسی طرح تھوڑی دیر بعد دودھ پلائی کی رسم سے فراغت حاصل کرتے ہی رخصتی کا شور بلند ہوا تھا۔اس سے قبل کہ سب لڑکیاں آتی مریم کو سہارہ دے کر اٹھاتی فارس نے انہیں سٹیج سے نیچے رہنے کا ہی اشارہ کیا تھا۔

جب تک تمہاری دوست تھی اس وقت تک تمہارے ساتھ تھی اب یہ میری بیوی ہے اس لیے میں چاہتا"

"ہوں کہ یہ ذمہداری اب سے میں نبھاؤں۔

وہ جتانے والے لہجے میں بولا۔مریم نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جو دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت اس کی ہی جانب دیکھتے اس کی سمت اپنی ہتھیلی پھیلا رہا تھا۔مریم نے جھجکتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اس کی ہتھیلی پہ رکھ دیا۔فارس نے بنا وقت کا ضیاع کیے اسے ایکدم باہوں میں بھر لیا تھا۔سب کی آنکھیں اس کی بے شرمی پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"فارس کمینے انسان اتارو مجھے سب دیکھ رہے ہیں۔"

مریم اس کی حرکت پہ شرم سے سرخ پڑتے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

"یہ اتنا مچل کیوں رہی ہو۔تمہارے خوابوں کے شہزادے سے تمہاری ڈیمانڈز کچھ اسی طرح کی تھی نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ چڑانے والے لہجے میں بولا۔مریم نے روہانسی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس ڈھیٹ انسان سے اور کیا توقع کی جاسکتی تھی۔

"اس واہیات انسان سے اس قسم کی ہی توقع کی جاسکتی تھی۔"

ارتضی اپنے منہ میں رس گلہ ڈالتے ہوئے مصروف سے لہجے میں بولا۔

"فارس تمہاری بیوی کہی نہیں بھاگی جارہی اتار واسے نیچے۔"

آفتاب کا کرخت لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تو اس نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔

"آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کی سنوں گا۔عام دنوں میں کبھی نہیں سنی آج تو پھر میری شادی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے مزے سے بولا۔

"توبہ توبہ کیسے دن آگئے ہیں ہمارے شوہر تو ہم سے دس قدم کی دوڑی پہ چلتے تھے رخصتی کے وقت۔"

ہجوم میں سے کسی عورت کی آواز گونجی تھی۔

آنٹی آپ کیوں جل رہی ہیں۔آپ کے شوہر کو آپ سے سمیل آتی ہو گی اسی لیے اتنا فاصلہ اختیار رکھتا ہو گا"

"ویسے کہتی ہیں تو آپ کو بھی اٹھالوں۔

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا تو وہ باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ توبہ کر اٹھی۔

"ویسے بیوی کس کی ہے یہ۔"

اس نے بھنویں اچکا کر سب کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ظاہر سی بات ہے تمہاری۔ میں تو ایسے ہی ایک بات کر رہی تھی۔"

وہ چڑ کر بولی۔ فارس نے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا۔

مت کیا کریں نا دل برا ہوتا ہے ویسے بھی بیوی میری ہے تو مرضی بھی میری ہی ہوئی نا۔ آپ اپنے بیٹے کو"

"دیکھیں وہ لڑکیاں تاڑ رہا ہے یہ نا ہو کل وہ بھی لڑکی کو باہوں میں اٹھا کر آپ کو الوداع بول رہا ہو۔

وہ انہیں اچھا خاصہ زچ کرتے تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ مریم اس کی حرکتوں پہ اچھا خاصہ آگ بگولہ ہو چکی تھی۔ فارس نے اسے لا کر بائیک کے پاس اتارا تو اس نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا۔ شل"

وہ مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بیٹھو جلدی سے۔"

وہ مزے سے بولا۔ مریم بدک کر اس سے فاصلہ اختیار کر گئی۔

"تمہارا دماغ درست ہے یا نہیں فارس۔ میں بائیک پہ کیسے۔ تمہارا حلیہ تو ٹھیک میں پورا ابھری پڑی ہوں۔"

وہ بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے بولی۔

"جلدی بیٹھو میرا وہ ہٹلر باپ باہر آ گیا نا بس پھر کہانی کا دی اینڈ یہی ہو جائے گا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ مریم نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا اور اپنا لہنگا سمیٹ کر مارے باندھے ہی بائیک پہ بیٹھ گئی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"دیکھو بائیک آہستہ چلانا یہ نا ہو تم مجھے یہاں سے رخصت کرتے کرتے اس دنیا سے ہی رخصت کردو۔"

وہ تنبیہی لب و لہجے میں بولی اور سختی سے اس کے شانے کو تھام گئی۔فارس نے فرنٹ مرر سے ایک نظر اس کے گھبرائے چہرے کو دیکھا اور بائیک کو ایک کک لگائی تھی۔

کس کے پکڑو مجھے۔جیسے اپنی پسندیدہ چیز کو پکڑتی ہو ویسے بھی اس فہرست میں سب سے اوپر اب میں ہی

"آنے والا ہوں۔

وہ تفاخر بھرے لہجے میں بولا۔

"یہ مونگ اور مسور کی دال۔"

وہ تمسخر سے ہنستے ہوئے بولی۔فارس نے ایک جھٹکے سے کک لگائی تھی جس کی بدولت وہ چیخ مارتے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے سختی سے اسے تھام گئی۔فارس نے مسکراتے ہوئے بائیک اگے کی جانب بڑھائی تھی۔

"فارس فارس۔"

آفتاب کی آواز پہ توجہ دیے بغیر وہ تیزی سے بائیک بھگا لے گیا۔

"اس لڑکے نے میری جان عذاب میں ڈال دی ہے۔میں کیا کروں اس کا۔"

وہ تھکے تھکے انداز میں پیشانی مسلتے ہوئے بولے۔

"یہ تو انکل آپ کو پیدا کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی کی آواز پہ آفتاب نے اسے زبردست قسم کی گھوری سے نوازا۔

جیسے تم لوگوں کے باپ تم لوگوں کو پیدا کرنے سے پہلے سوچنا بھول گئے تھے ویسے میں بھی بھول گیا اسی"

" لیے ہماری زندگی میں تم جیسے عذاب نازل ہو گئے۔

وہ فارس کا سارا غصہ اس پہ نکالتے ہوئے بولے۔

"واہ انکل ہیوی والی۔آئی ایم سوپراوڈ آف یو۔"

ارتضی زبردست قسم کا قہقہہ لگاتے ان کے شانے کے گرد بازو حمائل کر گیا۔

"وہ لائن تمہارے لیے بھی تھی۔"

ان کی بات پہ ارتضی کے لبوں سے جیسے کسی نے مسکراہٹ نوچ لی تھی۔اس نے خجل ہوتے ہادی کی جانب دیکھا جواب اس کی درگت بنتے دیکھ مزے سے ہنس رہا تھا۔

"انکل میں نکلتا ہوں پریسہ کو لے کر ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔"

شہرام عادل کو آگاہ کرتے اسے اپنے ساتھ لیتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی پریسہ نے آنکھیں موندتے اس کے شانے پہ سر رکھا تھا۔شہرام نے اس کے بالوں کو اکٹھا کرتے کیچر ڈھنگ سے لگایا تاکہ اس کے چہرے پہ بال نا آئے۔اس دوران اس کے وجود میں ہلکی ہلکی حرارت محسوس کرتے وہ لب بھینچ گیا۔چند ساعتوں بعد ان کی گاڑی دھول اڑاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پورا راستہ تم مجھے ہوا میں اڑاتے رہے ہو۔"

وہ اس کے شانے پہ مکہ جڑتے تنک کر بولی۔ فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ سر پیچھے گراتے ہنستا چلا گیا۔

"کیا ہے کیوں ہنس رہے ہو۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"اپنی شکل دیکھو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ تمہاری شادی نہیں ہوئی بلکہ کسی نے منہ پہ چپیڑیں مار کر گھر سے باہر نکالا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ مریم اس کی بات پہ کڑھ کر رہ گئی۔

"اب یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو۔"

وہ اطراف میں نگاہیں گھماتے ہوئے بولی۔ کیسی جنگل نما چیز تھی۔ اسے معلوم ہوتا کہ فارس ایسا کچھ کرنے والا تھا تو کبھی اس کی بائیک پہ سوار نا ہوتی۔

"شادی کو انجوائے کرنے۔"

وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے بولا اور اسے لیتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ کچھ دوری پہ جا کر اس نے اس کی آنکھوں پہ پٹی باندھی تو مریم نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ نا سمجھی سے بولی۔

"پیار کرنے لگا ہوں۔"

وہ شریر لب و لہجے میں بولتے اسے خائف کر گیا۔

کر ہی نا لو تم مجھ سے محبت۔ جانتی ہوں تم نے یہ جو رشتہ ہمارے درمیان باندھا ہے ناضد میں ہی باندھا

ہے۔"

وہ چڑ کر بولی۔ فارس نے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

"مریم ہمارے درمیان جو رشتہ قائم ہے ناوہ محبت سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور وہ دوستی کا ہے۔"

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔ مریم اس کی بات پہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔ کچھ دوری پہ جا کر اس نے قدموں کو بریک لگی تھی۔ فارس نے سہولت سے اس کی آنکھوں میں بندھی پٹی کو کھولا تھا۔ مریم نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تو سامنے کا منظر اس کو ساکت کرنے کو کافی تھا۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سمیت بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا جو جتاتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ تم نے کیا۔ کیا سچ میں۔ وہ بھی میرے لیے۔"

وہ ہونقوں کی طرح اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے بولی جہاں ایک جانب خیمہ لگایا گیا تھا۔ اس کے باہر ہی لکڑیوں کو اکٹھا کر کے آگ جلائی ہوئی تھی۔ مریم کی تو باچھیں کھل گئی۔

"سوچا تو کسی اور کیلیے ہوا تھا مگر بدقسمتی سے شادی تم سے ہو گئی تو زبردستی تمہیں یہاں لانا پڑا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مصنوعی افسردگی سے بولتے اسے دانت کچکچانے پہ مجبور کر گیا۔

"کچھ کھانے وغیرہ کا بھی انتظام کیا ہے یا بس یہ سجاوٹ ہی کروائی ہے۔"

وہ جلتی لکڑیوں کے نزدیک ہی پتھر پہ بیٹھتے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے بولی۔ فارس نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور اسے ہلکا سا دھکا دیتے اس کے نزدیک ہی جگہ بنائی تھی۔

"یہ سارا انتظام میں نے کیا ہے اب اندر کھانا رکھا ہے وہ تم ڈال کر لاؤ۔"

وہ شانے اچکاتے مزے سے بولا۔ مریم نے بھنویں اچکا کر اس کی جانب دیکھا۔

تمہارا دماغ درست ہے میں ابھی ابھی رخصت ہو کر یہاں آئی ہوں ایک رات کی دلہن ہوں اور تم مجھے کام "کرنے کا بول رہے ہو۔"

وہ صدماتی کیفیت میں اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

تو اس میں کیا ہے۔ میں بھی تو ایک رات کا دلہا ہوں۔ دیکھو میں نے تمہاری اس خواہش کو پورا کیا ہے نا یہ" سارا انتظام کروایا ہے حالانکہ اس پہ میرا بہت پیسہ لگا ہے

"اس لیے اب اپنی فضول باتوں کو یہی ترک کرو اور اٹھ کر کام پہ لگو۔

وہ نرمی سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔ مریم اس کی بات پہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔ ایسی حرکتوں کی توقع اس فارس نامی مخلوق سے ہی کی جاسکتی تھی۔

"کون اپنی بیوی سے ایسے کام کرواتا ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے سنانے والے انداز میں بڑبڑائی۔

"کون سے کیا مراد ہے سامنے ہی تو بیٹھا ہے فارس شیخ۔"

وہ ڈھیٹوں کی طرح دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔ مریم پیر پٹختے ہوئے خیمے کی جانب بڑھ گئی۔ اندر اس کے کہے کے مطابق دو تین قسم کے کھانے موجود تھے۔ مچھلی دیکھ ویسے ہی مریم کی بھوک چمک اٹھی۔ تقریباً اگلے آدھے گھنٹے بعد کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کرتے مریم نے تشکرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کھانا سچ میں بہت لذیذ تھا۔"

مریم مسکراتے ہوئے بولی۔ فارس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے زبردست قسم کی انگڑائی لی تھی۔ کون کہہ سکتا تھا کہ ان کی شادی ابھی ابھی ہوئی تھی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں گھر چلنا چاہیے کیوں۔"

مریم اس کے موبائل میں وقت دیکھتے سنجیدگی سے بولی۔ فارس نے نفی میں سر ہلاتے کھینچ کر دوبارہ اسے اپنے نزدیک بٹھاتے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

"اتنا پیسہ میں نے یہاں کھانا کھانے کیلیے نہیں لگایا تھا۔ تھوڑی دیر مزید ٹھہرتے ہیں پھر چلیں گے۔ اب تک تو آفتاب صاحب بھی جل جل کر سو چکے ہونگے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ مریم نے تاسف سے اس ڈھیٹ کی جانب دیکھتے اس کے شانے سے سر ٹکا لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"تم میری جانب متوجہ کب ہوئے فارس۔"

خاموش فضا میں مریم کی مدھم آواز اس کی سماعتوں می گونجی۔فارس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اس کا مہندی والا ہاتھ تھاما تھا۔

"جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے سچائی سے بولا۔مریم نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"پہلی بار مطلب یونی کا پہلا دن رائٹ۔ویسے میں تمہیں اچھی کیوں لگی تھی۔"

وہ ہولے سے ہنستے ہوئے بولی۔

تم مجھے اچھی بلکل نہیں لگی تھی بس تمہیں دیکھ کر یہ خیال آیا تھا کہ یہ لڑکی میرے پہلو میں میری بیوی کی"

"حیثیت سے اچھی لگے گی۔

وہ سکون سے بولتے مریم کا سکون سرے سے غارت کر گیا۔

"آ"اس کا مطلب وہی ہوا۔

وہ دانت پیستے ہوئے ناک منہ چڑھا کر بولی جس نے بات کو ٹھیک ٹھاک گھما کر رکھ دیا تھا۔

" بلکل بھی نہیں۔میں نے بس یہ سوچا تھا کہ اس لڑکی کو بلکل بدل کر رکھ دینا ہے۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔مریم نے پہلی بار اسے اس قدر سنجیدہ دیکھا تھا۔

"جن سے محبت کی جاتی ہے ناوہ پھر چاہے ان میں لاکھ برائیاں ہی کیوں نا ہو جی جان سے قبول ہوتے ہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اسے ناجانے کیا جتانا چاہ رہی تھی۔ فارس نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔

"اسی لیے تو بول رہا ہوں کہ مجھے تم سے محبت تھی ہی نہیں مجھے تم سے محبت جانتی ہو کب ہو گی جب تم خود کو میرے مطابق ڈھالو گی۔"

وہ اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھاتے ہوئے مزے سے بولا ساتھ ہی اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑا تھا۔ مریم بدک کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔

"یہ کس قسم کی محبت ہوئی بھلا۔"

وہ اپنا گال رگڑتے نخوت سے بولی۔

"شدت پسندی والی میری جان۔ میں خود سے منسلک چیزوں پہ کسی کی بھی نگاہ برداشت نہیں کرتا اور تمہارے معاملے میں ایسا ہی ہوں میں۔"

اس کا لہجہ ناجانے کیوں سرد ہوا تھا۔ مریم سمجھ نا پائی تبھی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ چوڑیوں کی آواز خاموش ماحول میں گونجی تھی۔ فارس کی توجہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کی جانب مبذول ہوئی۔

"مجھے گھر جانا ہے اٹھو۔"

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ فارس شانے اچکاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایز یو وش بے بی۔ مگر تمہاری ایسے ناراضگی جتانے سے میں اپنی رائے بدلوں گا نہیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ جانتی تھی کہ اب وہ جان بوجھ کر اسے زچ کر رہا ہے تبھی تلملاتے ہوئے خود ہی اپنا لہنگا اٹھاتے بائیک کی جانب بڑھ گئی۔

"تم جیسے امیر انسان سے مجھے ایسی امید تو نہیں تھی کہ گاڑی کے بجائے بائیک پہ دلہن کو رخصت کرو گے۔"

وہ اس کے پیچھے بائیک پہ بیٹھتی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔اس کی بات نے اسے اچھا خاصہ زچ کر کے رکھ دیا تھا تبھی جان بوجھ کر اپنا غصہ اس پہ نکال رہی تھی۔

جان جہاں بیگم صاحبہ اگلی بار سے آپ کو نت نئی گاڑیوں کی سیر کرواؤں گا جانتا ہوں کہ اس سب کے باوجود "آپ جیسی ناشکری نے خوش تو ہونا نہیں لیکن پھر بھی اور کوئی حکم ہمارے لیے۔

وہ مودب لہجے میں بولتے اسے مسکراہٹ دبانے پہ مجبور کر گیا۔فارس نے فرنٹ مرر سے اسے مسکراتے دیکھا تو اس کے لبوں پہ خود بخود مسکراہٹ در آئی تھی۔

"کھل کر ہنس لو۔نہیں بیں پھٹتی تمہاری۔"

اس کی بات پہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ کھل کر ہنس دی تھی۔

"تھینکیو سو مچ۔"

وہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے محبت سے بولی۔فارس کے لبوں کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکرا دی تھی۔مریم کو یہ بات اچھے سے از بر تھی کہ ابھی اس نے جو کچھ بھی کہا ہے اسے تنگ کرنے کی خاطر ہی کہا ہے کیونکہ فارس کا کام ہی مریم کو تنگ کرنا تھا وہ جانتی تھی کہ ساری زندگی اس نے یوں ہی بیتانی تھی۔

http://www.novelslounge.com
All Rights Reserved By Novels Lounge

****

اسی طرح مزید تین دن مصروفیت کے نذر ہوئے تھے۔فارس کے ولیمے کی تقریب بھی بڑے پیمانے پہ کی گئی تھی۔اپنے کام کی بدولت شہرام اور پریسہ ولیمے کی تقریب ہوتے ہی ایبٹ آباد کیلیے نکل گئے تھے کیونکہ شہرام کو کسی ضروری پروجیکٹ کی بدولت وہاں پہنچنا ضروری تھی تبھی وہ لوگ واپس آ گئے تھے۔

"آج غاز کی پیرنٹس ٹیچر میٹنگ ہیں۔"

اس نے لیپ ٹاپ میں گھسے شہرام کو مخاطب کیا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"آپ بول رہی تھی کہ آپ جائیں گی یا پھر میں۔"

"نہیں میں چلی جاؤں گی آپ بس جاتے ہوئے مجھے وہاں چھوڑتے جایئے گا۔"

وہ مسکراتے لہجے میں بولی مگر شہرام کو اس کی طبیعت کچھ خاص ٹھیک نہیں معلوم ہوئی تھی۔وہ اپنے تمام ترکام ترک کرتے اس تک پہنچا اور اس کا ہاتھ تھام کر رخ اپنی جانب کیا تھا مگر اسے چھوتے ہی شہرام کو اندازہ ہوا تھا کہ وہ تو بخار میں پھنک رہی ہے۔

"پریسہ اتنا تیز بخار اور آپ نے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔"

وہ اس کی حرکتوں پہ شدید نالاں تھا۔اس نے اپنی پیشانی مسلتے اس کی جانب دیکھا۔

"موسمی بخار۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ موسمی بخار نہیں ہے فارس کی مہندی سے آپ کو بخار ہے اور آج اس بات کو ہفتہ بیت چکا ہے مجھے آپ کی بات کو سننا ہی نہیں چاہیے تھا اسی دن اپنی مرضی کرتا تو آج یہ سب نا دیکھنا پڑ رہا ہوتا۔"

وہ سرد مہری سے بولتے اپنے موبائل لینے کیلیے جھکا اور کسی کو کال ملائی تھی۔

"ہاں مجھے پہنچنے میں تاخیر ہو جائے گی تم انہیں وزٹ کرواؤ میں کچھ دیر میں پہنچ جاؤں گا۔"

وہ سنجیدگی سے کسی کو حکم دے رہا تھا۔ پریسہ نے ڈھیلے ڈھالے انداز میں اس کی جانب دیکھا۔ ایکدم ناجانے طبیعت بری طرح مچلی تھی تبھی وہ تیزی سے واشروم کی جانب بڑھی۔ شہرام نے تشویش کے عالم میں اس کی جانب دیکھا جو اب واش بیسن پہ جھکی ہوئی تھی۔ شہرام نے نرمی سے اس کے بالوں کو پیچھے کرتے اس کا چہرہ صاف کیا جس کی صحت جیسے اس گزرے ہفتے میں ہی نچڑ کر رہ گئی تھی۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہیں۔"

وہ اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولا تو وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔ شہرام نے اسے اچھے سے چادر اوڑھائی اور اسے لیتے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے تھے۔ اس کا ارادہ غازان کو سکول سے لے کر ہسپتال جانے کا تھا۔ آدھے راستے سے ہی غازان کو لیتے وہ لوگ قریبی ہسپتال کی جانب بڑھے تھے۔ صد شکر تھا کہ ڈاکٹر سے شہرام کی جان پہچان تھی تبھی انہوں نے بغیر کسی تاخیر کیلیے چیک اپ شروع کر دیا تھا۔

"شی از یور وائف رائٹ۔"

"میرے ساتھ موجود ہیں تو وائف ہی ہونگی نا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ڈاکٹر کے جواب پہ سرد مہری سے گویا ہوا۔ڈاکٹر اپنے سوال پہ شرمندہ سی ہو گئی۔اب وہ فائل پہ جھکی ہوئی تھی۔

"سو مسٹر شہرام آئی ہیو آ گڈ نیوز فور یو۔"

ڈاکٹر کی بات پہ پریسہ نے حلق تر کرتے شہرام کی جانب دیکھا البتہ اس کا چہرہ ابھی بھی سپاٹ تھا۔غازان موبائل میں گیم کھیلنے میں محو تھا تبھی اس کا دھیان اس جانب نہیں گیا تھا۔

"یور وائف از تھری ویکس پریگنینٹ۔اور یہ جان کر بھی آپ کو بے حد خوشی ہو گی کہ آپ کے ٹوئنز ہیں۔"

ان کی مسکراتی آواز پہ پریسہ جو آنکھیں میچے بیٹھی تھی پٹ سے آنکھیں کھولتے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"اس خبر کیلیے بے حد شکریہ مگر ان کی طبیعت۔"

اس میں کوئی بری بات نہیں ہے مسٹر شہرام۔ابھی شروع شروع ہے اور بخار تو بے حد عام بات ہے۔ہو جاتا ہے۔آہستہ آہستہ خود ہی سنبھل جائے گی۔بس کیئر کی ضرورت ہے وہ میں جانتی ہوں آپ کر ہی لیں گے۔"

وہ مسکرا کر بولتی ان کی جانب فائل بڑھا گئی۔اس دوران پریسہ نے ایک بار بھی شہرام کی جانب نہیں دیکھا تھا۔شہرام ان سے الوداعی کلمات کہتے اسے اپنے حصار میں لیتے گاڑی کی جانب قدم بڑھائے تھے۔پریسہ نے اس کی خاموشی کو شدت سے محسوس کیا تھا۔

"شہرام۔"

اس نے خود میں ہمت مجتمع کرتے اسے مخاطب کیا۔شہرام نے سوالیہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ اس خبر سے خوش نہیں ہے کیا۔"

اس کے غیر متوقع سوال پہ شہرام ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

اس خبر پہ کون خوش نہیں ہوتا پریسہ اور محبوب عورت سے اولاد ملنا تو ویسے بھی بہت خوش قسمتی کی بات

ہے۔"

وہ نرم گرم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے محبت سے بولا۔

"مگر آپ نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا نا۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔

"اچھا آپ چاہ رہی تھی کہ جیسے ہی ڈاکٹر نے بتایا میں وہی کوئی ردعمل ظاہر کرتا۔"

اس کے ہنس کر بولنے پہ وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

"اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔"

وہ نروٹھے لہجے میں بولتی ونڈ سکرین کے پار دیکھنے لگی۔اس کے بعد گھر پہنچنے تک ان دونوں کے درمیان بلکل

خاموشی حائل رہی تھی۔وہ جو غصے میں کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی شہرام نے سرعت سے اس کا ہاتھ

تھامتے روکا۔پریسہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"غازجاؤ آپ روم میں فریش ہو جاؤ۔"

وہ غازان کے بال سنوارتے ہوئے نرمی سے بولا وہ جی ڈیڈا کہتے کمرے میں بھاگ گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"ہاں جی اب بولیں کیا بول رہی تھی آپ۔"

وہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے بولا۔

"کچھ بھی تو نہیں۔"

وہ اس کے اتنے فرصت سے دیکھنے پہ گھبرا کر بولی۔

بہت شکریہ مجھے اتنی بڑی خوشی دینے کیلیے۔آپ سے مل کر میری ٹوٹی بکھری ذات مکمل ہوئی ہے مگر اب"

"جب آپ کے وجود میں پنپتا وہ احساس جب اس دنیا میں آئے گا اس دن میری دنیا مکمل ہو جائے گی۔

وہ اس کی پیشانی کو اپنے لمس سے مہکاتے الفت بھرے لہجے میں بولا۔پریسہ نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ نے مجھے ڈبل خوشی دی ہے نا تو اس کے بدلے میں آپ کو بھی ڈبل خوشی ملنا حق ہے۔"

وہ اس کی آنکھوں کو چھوتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔پریسہ نے اس کے سینے سے سر اٹھاتے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیسا گفٹ۔"

وہ حیرت سے بولی۔

پہلا یہ کہ ہم کل ہی یہاں سے جا رہے ہیں آپ کی خواہش کے مطابق نادرن ایریاز اور دوسرا کہ آپ کی"

"بوتیک کا کام شروع ہو گیا ہے۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"کیا سچ میں مگر غازان۔"

وہ ایکدم خوشی سے بولی مگر پھر غازان کا سوچتے ہی پریشان ہو گئی۔

"وہ چند دن اپنی اپھو کے پاس ٹھہر لے گا۔"

"مگر وہ ہمارے ساتھ بھی تو جا سکتا ہے۔"

وہ اس کی بات درمیان میں کاٹتے ہوئے بولی۔

"پہلے ہی اس کی پڑھائی کا بہت حرج ہوا ہے پریسہ میں نہیں چاہتا کہ مزید حرج ہو۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے سنجیدگی سے بولا۔ پریسہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

خیر میں ابھی فرم جا رہا ہوں کچھ کام نپٹانے ہیں اور میری ایک بات کان کھول کر سن لیں پریسہ میری غیر موجودگی میں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اوکے۔ تھوڑا ریسٹ کر لیجیے گا رات کا کھانا میں جب لوٹوں "گا تو ساتھ میں کھائیں گے۔

وہ سخت لہجے میں اسے تنبیہہ کر رہا تھا۔ پریسہ نے مارے باندھے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ اگر وہ بحث کرتی تو ضرور اس کا موڈ خراب ہو جاتا۔ شہرام نے اس کے بالوں پہ لب رکھتے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ اس کے جاتے ہی پریسہ نے مسکرا کر ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا۔ شکرانے کے نفل پڑھنے کا سوچ کر وہ فریش

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہونے کی خاطر اپنا آرام دہ لباس لیتے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی توقف کے بعد جب وہ ہلکی پھلکی ہوتے باہر نکلی کمرے میں موجود شہرام کو دیکھ حیرت زدہ رہ گئی۔

"آپ گئے نہیں اب تک۔"

وہ اپنے نم بالوں کو سلجھاتے ہوئے بولی۔

"یہاں بیٹھیں۔"

اس نے نرمی سے اسے بیڈ پہ بٹھایا اور ٹرے اس کے سامنے رکھی جس میں فروٹس اور دودھ کا بڑا سا گلاس رکھا ہوا تھا۔

"میرا تو سٹرونگ سی کافی پینے کو دل تھا۔"

وہ منہ بسور کر بولی۔

نووے۔ چند دن کیلیے اسے بلکل بھول جائیں۔ یہ دودھ کا گلاس فنس کرنا ہے اور یہ فروٹس بھی۔ غازان آپ" "کے پاس ہی آجائے گا ہوم ورک کرکے۔ اپنا خیال رکھیے گا۔

وہ اسے تاکید کرتے ء عجلت میں باہر کی جانب بڑھا۔ پریسہ نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو تکا اور سیب کا ایک پیس پکڑتے منہ میں ڈالا تھا معاً کچھ سوچتے اس نے عافیہ کو فون ملایا تھا۔ اس کے لب بدستور کسی بات پہ مسکرا رہے تھے۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

"کہاں جارہے ہو تم۔"

آفتاب نے اسے سیٹی کی دھن بجاتے باہر جاتا دیکھ سنجیدگی سے استسفار کیا۔

ڈیڈ آپ کیا آج کل چوبیس گھنٹے گھر بیٹھ کر میری چوکیداری کرتے رہتے ہیں۔ کیا دوسری بیوی نے گھر سے "

"باہر نکال دیا ہے۔

وہ ہنس کر بولتے ان کے نزدیک آیا۔ آفتاب تلملا کر رہ گئے۔ جانتے تھے کہ وہ آفس کے متعلق بات کر رہا

ہے۔

"کاش تم نے بھی اسے دوسری بیوی سمجھا ہوتا تو آج یوں ویلے ناکارے نا گھوم رہے ہوتے۔"

وہ سرد لہجے میں بولے۔

"نا نا سوری میری بیوی برا مان جائے گی۔ کیوں مریم۔"

اس نے کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ کی ساتھ ہی مریم کو ہانک لگائی تو وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

اچھا اب میری بات سنو۔ شادی میں تو تم نے مجھے شرمندہ کروا ہی دیا ہے میرے دوست نے تمہاری دعوت "

رکھی ہے میں نے تمہیں کل بھی بتایا تھا رات میں تمہیں وقت پہ وہاں پہنچ جانا ہے۔ اسی لیے ابھی سے تیاری

"پکڑو۔

وہ تحکم بھرے لہجے میں بولے۔ فارس نے ان کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا یا تھا۔

"چلو مریم کمرے میں چلیں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ایک بار پھر اس سے مخاطب تھا جو کلثوم کے ساتھ ناجانے کیا سلیکٹ کر رہی تھی۔

"بیوی کو اپنے سے باندھ کیوں نہیں لیتے تم۔"

کلثوم نے خشمگین نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتے استفسار کیا۔

"نائس آئیڈیا مام۔ جلدی ہی عمل کروں گا۔"

وہ ان کا گال چومتے مریم کا ہاتھ تھامتے زینوں کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے میں آتے ہی اس نے مریم کا ہاتھ چھوڑا تو وہ سر جھٹکتے وارڈروب کی جانب بڑھ گئی۔ اس میں سے ایک سیاہ رنگ کی جینز کے ساتھ شرٹ نکالتے اس نے جوں ہی بیڈ پہ رکھی فارس نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔ وہ وہی لباس زیب تن کر کے بھی باہر نکل آئی مگر فارس کی سرد نگاہیں ہنوز اسی پہ جمی تھی۔ مریم نے اسے سرے سے نظرانداز کرتے بال جھٹکے۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔"

وہ اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے وہ جانتی ہی نا ہو۔ اس کی جعلی معصومیت پہ وہ سلگ کر رہ گیا۔

"یہ کیا پہنا ہے تم نے مریم۔"

اس نے سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔

"کپڑے ہیں فارس اور ویسے بھی پارٹی ویئر ہیں۔ ڈنر کے لحاظ سے کافی سوٹیبل ہے۔"

وہ شانے اچکاتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مریم فارگاڈسیک میرے لیے شرمندگی کا باعث مت بنو۔"

"ڈونٹ وری فارس برینڈ کا ہے یہ ڈریس تمہیں بلکل بھی شرمندگی نہیں ہوگی۔

اگر وہ فارس تھا تو سامنے بھی مریم تھی۔ہارماننا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔فارس نے خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور وارڈروب سے ایک نہایت خوبصورت کرتا نکالتے اس کی جانب بڑھایا۔

"تم یہ پہنو گی تو میرے ساتھ گھر سے باہر نکلو گی ورنہ نہیں میری بات کان کھول کر سن لو مریم۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے باور کرانے والے انداز میں بولا اور سوٹ غصے میں بیڈ پہ پھینکا تھا۔

"واٹس یور پروبلم فارس۔ابھی کل ہی تم نے کہا تھا کہ میں یہ پہن سکتی ہوں۔"

وہ الجھ کر بولی۔

بلکل میں نے کہا تھا بٹ صرف میرے سامنے۔یوں سرعام سب کے سامنے تمہیں اس قسم کے لباس میں"

"مجھے اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف کرواتے شرمندگی ہوگی یم یم۔

وہ غصے سے بولتے بولتے ناجانے کیا سوچتے ایکدم ڈھیلا پڑا تبھی نرمی سے گویا ہوا۔مریم نے گہرا سانس بھرا۔اس نے جھپٹنے والے انداز میں بیڈ سے کرتا اٹھایا اور کچھ ساعتوں بعد ہی چینج کر کے باہر آئی تو فارس کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"دیکھا اب لگ رہی ہو نا فارس کی یم یم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ عقب سے ہی اسے اپنے حصار میں لیتے آئینے میں دونوں کا عکس دیکھتے گھمبیر لہجے میں بولا ساتھ ہی اس کے گال پہ لب رکھے تھے۔وہ اس کی گرفت میں مچل کر رہ گئی۔

"اپنا منہ بند رکھو ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔فارس کا قہقہہ کمرے کی فضا میں گونجا تو وہ مزید تلملا کر رہ گئی۔

"اچھا یار اب پہن ہی لیا ہے تو منہ بگاڑنے کا تک۔"

وہ اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولا۔مریم نے تیز نگاہ اس پہ ڈالی تھی جو اسے مزید چڑانے کا کام سرانجام دے رہا تھا۔اس نے غصے سے قدم وارڈروب کی جانب بڑھائے اور وہاں سے سٹریٹنر نکالتے اس کے ہاتھوں میں تھمایا تھا۔

"یہ کونسا عجوبہ ہے اب۔"

وہ اسے الٹ پلٹ کرتے ہوئے بولا۔

"جو بھی ہے تم سے کم ہی ہے۔"

وہ تیز لہجے میں بولی۔فارس نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"میرے بال سٹریٹ کرو اگر مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو۔"

وہ اپنے گالوں پہ بلش آن لگاتے ہوئے مصروف سے لہجے میں بولی۔فارس نے ایک نظر سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا۔

یہ تم کس کے ولیمے پہ جا رہی ہو جو اتنا سج دھج رہی ہو۔

وہ اس کی تیاریوں پہ ایک نظر ڈالتے حیرت سے بولا۔

"تمہارے ولیمے پہ۔"

جواباً وہ سرد لہجے میں بولی مگر میک اپ کرنا ابھی بھی ترک نہیں کیا تھا۔

"مطلب مجھے دوسری تیسری اور چوتھی شادی کی اجازت ہے۔"

وہ ایکدم خوشی سے تالی مارتے ہوئے بولا۔ مریم اس کی باچھیں دیکھتی رہ گئی۔

"تمہیں شادی کرنے کا کچھ زیادہ ہی شوق نہیں ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر اس کی جانب رخ کرتے ہوئے بولی۔

شادی کا شوق کس کو نہیں ہوتا میری جان۔ ایک یہی کام تو فارس پورے دل سے کرتا ہے کیونکہ شوق کا"

"کوئی مول نہیں ہے۔

"اور مجھے جنازے پڑھنے کا بہت شوق ہے فارس۔"

وہ تلملا کر بولی۔ فارس نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا۔

"تمہاری طرح تمہارے شوق بھی انتہائی فضول ہے یم یم۔"

وہ ہاتھ جھلاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گیا جہاں سے میکس اندر آرہا تھا۔ مریم اس کی پشت کو گھورتی رہ گئی جواب اسے گود میں بھرے اس کی جانب ہی آرہا تھا۔ وہ سر جھٹکتے دوبارہ آئینے کے سامنے رخ پھیر کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

کھڑی ہوگئی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ دونوں اپنی تیاری مکمل کرتے جوں ہی نیچے لاؤنج میں پہنچے آفتاب صاحب غصے سے بھرے اسی کے منتظر تھے۔

"مجھے لگا اگلی صدی میں ہی تم نیچے اترو گے۔"

وہ تنک کر بولے۔ فارس نے انہیں دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی تھی۔

"ڈیڈ میری بیوی ہی نہیں آنے دے رہی تھی اب آپ کی بیوی کی طرح میری بیوی مجھے کمرے سے باہر نہیں نکالتی نا۔"

وہ مظلومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے انہیں زچ کرتے ہوئے بولا۔

"میری بیوی کی اتنی جرأت نہیں کہ وہ مجھے کمرے سے نکال سکے۔"

وہ تفاخر بھرے لہجے میں بولے۔ مقصد اسے جتانا تھا۔

"چوبیس گھنٹے لاؤنج میں تو آپ ایسے بیٹھے رہتے ہیں جیسے آپ کی بیوی آپ کو کمرے میں گھسنے نہیں دیتی۔"

وہ دل جلانے والے لہجے میں بولتے انہیں سلگا کر راکھ کر گیا۔

"یہ میری اولاد نہیں ہو سکتی۔ میں نے اپنی زندگی میں گناہ کیے ہونگے مگر اتنے سنگین کبھی نہیں کیے ہونگے جو یہ میرے نصیب میں لکھ دیا جاتا۔"

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گراتے تھکے تھکے لہجے میں بولے۔

"چلیں اب آپ ہماری واپسی تک ذرا پچھتایئے ہم ڈنر اٹینڈ کر کے آتے ہیں چلیں بے بی۔"

وہ مریم کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے اس کا ہاتھ چومتا ہوا بولا۔ مریم اس کی حرکت پہ بدک کر اس سے دور ہوئی تھی۔

سارے مجھ سے یوں دور بھاگتے ہیں جیسے میں آدم خور ہوں۔ ٹھیک کہتے ہیں یہ دنیا معصوموں کیلیے نہیں ہے۔"

وہ اپنے مصنوعی آنسو پونچھتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اب کی بار ان تینوں نے صدماتی کیفیت میں اس شیطان صفت معصوم انسان کو دیکھا تھا۔

****

"آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر جا رہی ہیں۔"

شہرام اسے پریسہ کے ساتھ پرخہ کے پاس چھوڑنے آیا تھا۔ جب سے غازان کو معلوم ہوا تھا کہ وہ اسے یہاں چھوڑ کر کہی جا رہے ہیں اس وقت سے اس کا موڈ سخت آف تھا یہاں تک کہ اس نے کسی سے بھی بات کرنا چھوڑی ہوئی تھی۔ ابھی بھی وہ شکوہ کناں نگاہوں سے پریسہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں غاز۔ ہم جلدی واپس آجائیں گے نا۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتی اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولی مگر وہ ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔ پریسہ نے بے بسی سے شہرام کی جانب دیکھا۔

"غاز میرا نہیں خیال کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

شہرام کی سرد آواز پہ اس نے خاموشی سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ مجھ سے پیار ہی نہیں کرتے۔"

وہ غصے سے بولتے بھاگنے والے انداز میں اندر کی جانب بڑھ گیا۔پریسہ نے بے بسی سے شہرام کی جانب دیکھا۔

آپ کو اس کے ساتھ ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔وہ پہلے ہی اداس تھا آپ نے اس کا موڈ مزید خراب "

"کر دیا ہے۔

پریسہ سرزنشی لہجے میں بولی۔

اور وہ جو فضول کی ضد لگا رہا تھا۔پریسہ میں آپ کو وارن کر رہا ہوں آپ اس کی ضدیں پوری کر کے مصیبت "

"میں پڑ جائے گی۔

وہ سخت لہجے میں بولا۔

چھوٹا سا بچہ کیا کر لے گا شہرام۔آپ کا رویہ جو اس کے ساتھ ہے بچے اس عمر میں باغی ہو جائیں تو پھر اس کا "

"خمیازہ آپ کو ہی ساری زندگی بھرنا پڑے گا۔

وہ بھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے اسے آئینہ دکھانا چاہ رہی تھی۔شہرام نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے فقط بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا تھا۔

"میں اس سے بات کرتی ہوں۔وہ نرمی سے مان جائے گا۔"

وہ سنجیدگی سے بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی وہ جھولے پہ بیٹھا جھولا جھولنے میں مصروف تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"غاز۔"

پریسہ نے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے نرمی سے اسے مخاطب کیا۔وہ منہ پھلائے چہرہ دوسری جانب کیے بیٹھا تھا۔

"پری آپ کو ساتھ ضرور لے جاتی مگر آپ کی پڑھائی بھی تو ضروری ہے نا۔پڑھو گے نہیں تو بڑے کیسے بنو گے اور بڑے نہیں بنو گے تو پری کو ڈفینڈ کیسے کرو گے۔"

وہ اس کا چومتے ہوئے بولی۔غازان نے اس کے کندھے سے سر ٹکایا تھا۔

"آپ نوری سے بلکل نہیں جھگڑو گے اوکے۔وہ آپ کی کزن ہے اس سے پیار سے بات کیا کرو چھوٹی ہے وہ آپ سے مجھے آپ کی کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے اوکے۔"

وہ محبت سے اسے سمجھا رہی تھی۔اسی دوران شہرام نے احتیاط سے اسے پریسہ کی گود سے لیتے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔وہ ناراضگی سے رخ پھیر گیا۔

"مطلب ڈیڈا سے پکی ناراضگی ہے میرے بیٹے کی۔"

وہ اس کی ناک دباتے ہوئے بولا۔اس نے ذور وشور سے اثبات میں سر ہلایا تھا معاً کچھ یاد آتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔اس نے سرعت سے رخ ان دونوں کی جانب موڑا۔

"نوری بول رہی تھی کہ میری بھی بے بی سسٹر آئے گی اب۔"

وہ چمکتی نگاہوں سمیت بولا۔پریسہ نے ہونق پن سے شہرام کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بلکل آئے گی بشر طیکہ آپ بڑے بھائی بن کر ان کا خیال رکھو گے۔"

شہرام اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا۔

"وہ میری سسٹر ہو گی تو میں اس کا خود سے بھی ذیادہ خیال رکھوں گا۔"

وہ پر عزم لہجے میں بولتے انہیں مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"مگر آپ نوری کا تو نہیں رکھتے وہ بھی تو آپ کی سسٹر ہے۔"

پریسہ کا ناراض لہجہ غازان کی سماعتوں میں گونجا تو اس کے چہرے پہ ناگواری چھا گئی۔

"شی از ناٹ مائی سسٹر۔ آئی ڈونٹ لائک ہر۔ میں اپنی سسٹر کو بھی اس کے پاس نہیں جانے دوں گا۔"

وہ اپنے لہجے میں تلخی سموئے بولا۔ پریسہ اور شہرام نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ اس کے دل میں نوری کیلیے اتنی ناراضگی کس وجہ سے ہے۔ شہرام ان سب باتوں کو ذہن سے جھٹکتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

آپ پریشان نہیں ہونا پری میں بلکل بھی پریشان نہیں کروں گا کسی کو بھی اور پڑھائی بھی کروں گا۔ آئی" پرامس۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتے مسکراتے لہجے میں بولا۔ پریسہ نے جھک کر اس کے دونوں ہاتھوں کو چوما۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ وہاں سب سے ملتے ہنزہ کیلیے روانہ ہوئے تھے۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ پریسہ جو گاڑی میں موجود اس کی چیزوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی تھی اس کی نگاہ بے دھیانی میں سیاہ پین کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

جانب اٹھی تھی۔چہرے پہ اگلے ہی لمحے ایک تاریک سایہ لہرایا۔ماضی کے تلخ واقعات ذہن کے پردوں پہ فوری اجاگر ہوئے تھے۔شہرام بھی اس کی نگاہیں محسوس کر چکا تھا تبھی گلہ کھنکھار گیا۔

"پریسہ۔"

اس نے دھیمے سے اسے پکارا مگر جواب ندارد۔وہ مکمل طور پہ ماضی کے پنوں میں الجھی ہوئی تھی۔اس نے ایک دو بار مزید اسے بلایا مگر اس کی تمام تر توجہ اس پین کی جانب ہی تھی۔شہرام کے چہرے کے عضلات تن گئے۔

"پریسہ میرا نہیں خیال کہ جب میں آپ کے پاس ہوں تو آپ کی توجہ کا مرکز کچھ اور ہونا چاہیے۔آئندہ مجھے نظر انداز مت کیجیے گا۔"

وہ بمشکل اپنے لہجے پہ قابو پاتے ہوئے بولا۔

"جتنی نظراندازی میں نے سہی ہے نا اس کے آگے یہ کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ سادہ سے لہجے میں بولی مگر اس کے الفاظ شہرام کے دل میں کسی چابک کی مانند لگے تھے۔

"یہ بات آپ شادی کے بعد سے نا جانے کتنی بار دہرا چکی ہیں۔ماضی کو بھول جائیں اب حال اور آنے والے کل میں بہت کچھ رکھا ہے۔"

وہ گاڑی کا گئیر بدلتے نرمی سے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بار بار دہراؤں گی میں کیونکہ میں پرانی باتیں چاہ کر بھی بھلا نہیں سکتی یا یوں کہوں کہ میں اپنے ماضی کو بھولنا ہی نہیں چاہتی کیونکہ جب جب میں اپنے ماضی کے ساتھ اپنے حال کا موازنہ کرتی ہوں مجھے اتنی ہی بار شکر ادا کرنے کی نئی وجہ مل جاتی ہے کیونکہ اس حال میں آپ ہیں۔"

وہ عجیب سے لہجے میں بولتے آخر میں ہنسی تھی۔ شہرام کا وجود ایکدم سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ سکتے کی کیفیت میں اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ کیا تھی یہ لڑکی جو بار بار اپنے عمل سے اپنی باتوں سے اسے ششدرہ کر دیا کرتی تھی۔ وہ کیا اس سے سچی محبت کرتا سامنے بیٹھا وجود ہی اس کیلیے پاگل تھا مگر ایک بات جو اس گزرے عرصے میں اس پہ آشکار ہوئی تھی کہ پریسہ کی چار سال کی محبت کے اوپر اس کی سولہ سالہ محبت کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ وہ لڑکی اس حد تک اس کی دیوانی تھی۔ شہرام نے اس کی بات کا کوئی جواب دیے بغیر نہایت نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"میرا وجود کیا میری روح تک آپ سے منسلک ہے اور جن سے روحیں وابستہ ہوتی ہیں نا خانم ان سے چاہے جتنے مرضی جتن کر لو دامن نہیں چھڑائے جاتے۔"

وہ اس کے ماتھے کو اپنے لمس سے مزین کرتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے۔ مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب اس کے جھمکے سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ وہ ہنوز مسکراتے اس کے شانے سے سر ٹکا گئی۔ اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے کان پہ اسے صاف محسوس ہو رہا تھا۔ دل میں میٹھی سی گدگدی سی ہو رہی تھی۔

****

"یہ تم آفس کس خوشی میں نہیں جا رہے۔"

وہ جو سکون سے بیٹھا موبائل میں گیم کھیلنے میں محو تھا کمرے میں داخل ہوتے ارتضیٰ ہادی اور صدام کو دیکھ ہڑبڑا کر رہ گیا۔

"تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو میرے کمرے میں۔ میرا مطلب ہے کہ کب آئے۔"

وہ صدماتی کیفیت میں گویا ہوا۔

"ہم تو ابھی آئے ہیں مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم شادی کے بعد بیوی کے پلو سے لٹک جاؤ گے۔"

صدام اس پہ طنز کے تیر نچھاور کرتے ہوئے بولا۔

"ایک اچھے اور بہترین شوہر کی نشانی ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ہاں میں ہاں ملائے۔"

وہ ان سب کو تاکید کرنے والے انداز میں بولا۔

"پکا زن مرید ہے۔"

ہادی تمسخرانہ لہجے میں بولا۔

"تیرے سے ہی تو کلاس لی تھی میں نے بھول گیا۔"

وہ تکیہ اس کی جانب اچھالتے دل جلانے والے انداز میں بولا۔

"خیر تم لوگ کسی خاص مقصد سے یہاں آئے ہو کیا۔"

وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سرسری سا بناتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

NovelsLounge.com

"کیا تو ہمیں ڈھکے چھپے لفظوں میں یہاں سے جانے کا بول رہا ہے۔"

ارتضیٰ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔ فارس نے آنکھیں ٹپٹپاتے دانت نکوسے۔

"مطلب میری باتیں بھی اب سب کو سمجھ آنے لگی ہیں۔"

وہ سکون سے بولتے ان سب کو پہلو بدلنے پہ مجبور کر گیا۔

"ان سب کو یہاں میں نے بلایا ہے۔"

عین اسی لمحے اندر آتی مریم کے ساتھ بریزہ عناب اور عفیفہ کو دیکھ اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ وہ جو اچھا بھلا ایک رومینٹک سی مووی کا خیال ذہن میں لیے بیٹھا تھا مریم نے وہ تباہ و برباد کر دیا تھا۔ وہ دانت پیستے ہوئے بظاہر مسکرا دیا حالانکہ دل اندر سے جل رہا تھا۔

"اوہ واؤ تم سب کو یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے مجھے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ان سب نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"وہ تو دکھ رہا ہے فارس۔"

مریم سلگتے لہجے میں بولتی اسے مزید پیچ و تاب کھانے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے جواب میں مریم کو ایسے دیکھا جیسے کچا چبا جائے گا۔

"اب تم میں سے کوئی بھونکے گا بھی یا یہاں میری زندگی برباد کرنے آئے ہو۔"

وہ ان سب کو ہنوز خاموش دیکھ تلملاتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہاں دراصل میں نے انہیں بتادیا ہے کہ تمہارا ہم سب کو شادی کی زبردست سی ٹریٹ دینے کو بہت دل "
ہے۔بس پھر میں نے ابھی صرف بتایا تھا اور دیکھو یہ سب آ بھی گئے۔یقین نہیں نا ہو رہا تھا کہ فارس ایسا بول
" بھی سکتا ہے کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔

فارس نے پھیلی آنکھوں سمیت اس جھوٹی فراڈن عورت کو دیکھا جو کہنے کو تو اس کی بیوی بن چکی تھی مگر
حرکتیں ابھی بھی دشمن اول جیسی تھی۔اب وہ مزے سے چیونگم چباتے اس کے نزدیک ہی بیڈ پہ بیٹھ چکی
تھی۔

کچھ تو میری جیب کا خیال کرو۔ابھی تو شادی پہ اتنا خرچہ ہوا ہے۔

"وہ خرچہ کیا تونے کیا ہے۔"

ارتضیٰ کے جواب پہ وہ مسکینیت سے ہنس دیا۔

"ویسے میں نے آج تک صرف سنا تھا کہ دنیا میں خبیث بہت ب-ڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔"

اس کا اشارہ جس جانب تھا وہ سب بخوبی سمجھ گئے تھے۔

"تو نے صرف سنا تھا اور ہم تو تجھے اتنے سالوں سے بھگتتے آ رہے ہیں۔"

ہادی دانت نکوستے ہوئے بولا۔فارس ضبط سے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

فارس پلیز بس کر جاؤ۔اب کھلا بھی دو۔اوکے زیادہ نا سہی ہم گھر میں ہی پزا آرڈر کر لیتے ہیں۔وقت بھی گزر "
" جائے گا اور تمہاری طرف سے ٹریٹ بھی ہو جائے گی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

عفیفہ اس کی کنجوسی پہ کڑھ کر بولی۔فارس نے چند ساعتیں بغور اس کی جانب دیکھا اور پھر اپنا دل پوری طرح کھولتے ان سب کی پسند کے مطابق چیزیں آرڈر کی تھی۔

"عاشر نہیں آیا۔اسے بھی ساتھ لے آتے۔"

فارس ایکدم چونک کر بولا۔

"اس نے خود کو کافی حد تک کام میں ہی مصروف کر لیا ہے۔کہنے کو تو وہ ہمارے ساتھ رہتا ہے مگر وہ ہمارے ساتھ ہو کر بھی وہاں نہیں ہوتا۔"

صدام جو زیمل کو سینے پہ لٹائے صوفے پہ بٹھایا تھا افسردگی سے گویا ہوا۔وہ سب ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے۔

"مگر پریسہ کا نکاح وہ شہرام سے کروانے میں سب سے آگے پیش پیش تھا۔"

وہ ہادی الجھن آمیز لہجے میں بولا۔

"کسی انسان سے دستبردار ہونا اتنا آسان نہیں ہوتا وہ بھی اس سے جس سے اپ کا نکاح ہونے والا ہو۔"

ارتضی نے اسے جتایا تو اس بار وہ خاموشی اختیار کر گیا۔مریم جو اپنا لیپ ٹاپ لینے کمرے میں آئی تھی ان سب کو باتوں میں مصروف دیکھ دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"وہ سب وہاں عاشر کو سوچ رہے ہیں اور مجھے تو یہاں پریسہ کے بارے میں سوچ سوچ کر خوشی ہو رہی ہے۔وہ بھی ایک نہیں بلکہ دو دو اگر بیٹی ہوئی تو ایک تو لازمی فارس اس گھر میں لے آئے گا۔"

مریم شانے اچکاتے ہوئے بولی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"اس گھر میں مطلب۔"

"مطلب کہ ہمارے بیٹے کے ساتھ۔اگر ہو تو۔"

وہ ان سب کی کم عقلی پہ ماتم کرتے ہوئے بولی۔ان سب نے پھیلی آنکھوں سمیت اس کی جانب دیکھا جو کیسے بے شرموں کی طرح لگی ہوئی تھی۔تقریباً رات کے آٹھ بجے وہ سب فارس کے دھکے دے کر نکالنے پہ گھر سے باہر نکلے تھے۔ان کے جاتے ہی اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا تھا کیونکہ اب وہ مریم کی کلاس لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"فارس یہاں آؤ تم۔"

آفتاب کی آواز پہ اس کے کچن کی جانب بڑھتے قدموں کو بریک لگی۔اس نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔

"جی ڈیڈ۔"

"تمہاری یہ تابعداری مجھ سے ہضم نہیں ہوتی فارس میاں۔"

ان کے کرخت لہجے پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی گڑ بڑا گیا۔ان کی اونچی آواز پہ کچن میں مصروف کلثوم اور مریم بھی باہر نکل آئے تھے۔مریم نے افسوس کرنے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا ڈھیٹوں کا بھی سردار تھا۔کچھ حرکتوں میں وہ شیطان کو بھی کافی پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

"میں نے کچھ دن پہلے تمہیں ڈنر کیلیے بھیجا تھا اپنے دوست کے ہاں تم وہاں پہنچے ہی نہیں۔کہاں تھے تم۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ان کے سخت لہجے پہ فارس نے بے ساختہ اپنا سر کھجایا اور چور نگاہیں اطراف میں گھمانے لگا معاً اس کی نگاہ مریم کی جانب اٹھی جو خشمگین نگاہوں سے اسے ہی گھورتے انہیں جواب دینے کا اشارہ کر رہی تھی۔

تم کچھ مت بولنا ڈیڈ تمہیں کچھ نہیں کہے گے بس مجھے تھوڑی سی گالیاں پڑے گی پھر سب کچھ معمول پہ" "آ جائے گا۔

وہ اس کے کان میں سر گوشی کرنے والے انداز میں بول رہا تھا مریم اس کے سکون کو دیکھ حیران رہ گئی۔

"جواب دو اب۔ خاموش کیوں ہو۔"

وہ ایک بار پھر غصے سے بولے۔

ڈیڈ میم کا دل نہیں تھا وہاں جانے کو۔ نئی نئی شادی ہے نا نت نئے لوگوں میں جانے سے گھبراتی ہے۔ بیچ" راستے میں مجھے بول رہی تھی کہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے میں نہیں جانا چاہتی اور آپ کے مطابق میں تو زن مریدی میں سب سے اونچی مسند پہ براجمان ہوں اپنی بیوی کی بات کو کیسے ترک کر دیتا اسی لیے ہم پھر کسی "اچھے سے ریسٹورینٹ میں کھانا کھانے کے بعد ساحل پہ چلے گئے۔

وہ سنجیدگی سے یہ جھوٹ ان کی سماعتوں میں اتار رہا تھا اور مریم کی حالت تو گویا ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"ڈیڈ یہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یم یم تم کیوں گھبرا رہی ہو میں ہوں نا۔ میں تمہارے حصے کی ساری ڈانٹ بھی خود سن لوں گا مگر تم پہ ایک آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

وہ اسے پچکارتے ہوئے بولتے ذہر سے بھی انتہائی برا لگا تھا۔ آفتاب مریم پہ بات آتی دیکھ خاموشی اختیار کر گئے۔

"جانتا ہوں کہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے مگر اب اس مصیبت کو تمہیں بھی ہمارے ساتھ تاعمر جھیلنا ہے۔"

وہ براہراست مریم سے افسوس کر رہے تھے اور مریم چہرہ جھکائے خود پہ ضبط کر رہی تھی۔ کلثوم اور آفتاب ایک تاسف ذدہ نگاہ اس پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

تم کس قدر جھوٹے انسان ہو فارس۔ تمہارا نام تو بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کروانا چاہیے کہ فارس نامی "ایک جھوٹی بلا اس دنیا میں پائی جاتی ہے۔"

وہ اس کے شانے پہ مکے مارتی جلتے لہجے میں بولی۔ فارس نے مزے سے بھنویں اچکاتے مسکراتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ باتیں کر کے وہ اتنی جلدی ان کے گھنٹے بھر کے لیکچر سے بچ جائے گا۔

دیکھا کتنے اچھے سے جان گئی ہو تم مجھے۔ میں بھی یہی سوچتا ہوں مگر تم میری کامیابی سے جلومت کیونکہ اب "میں اپنے ساتھ ساتھ تمہارا نام بھی اس میں چھپواؤں گا کہ پہلے ایک فارس نامی جھوٹا ہوا کرتا تھا پھر یم یم اس کی

All Rights Reserved By Novels Lounge

زندگی میں آئی اور وہ بھی جھوٹوں کی فہرست میں شامل ہو گئی اور پھر اس کے بعد ان دونوں نے مل کر چھوٹے چھوٹے جھوٹے پیدا کیے۔"

وہ مزے سے سیب ہوا میں اچھالتے اس سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا اور مریم ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"پتہ ہے کیا تم نے بات کرنا دنیا کا فضول ترین کام ہے۔"

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے ملک شیک بنانے میں مصروف ہو گئی۔

"بات کرنا فضول ہے نا محبت تو بہت دل سے کرتی ہو آؤ پھر وہ کرتے ہیں۔"

وہ اسے اپنے حصار میں لیتے اس کے شانے سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔ مریم نے ترچھی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا جواب اس کا ہاتھ تھامتے اس کے کام میں اچھا خاصہ خلل ڈال چکا تھا۔

"فارس یہ واہیات۔"

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

اس سے پہلے کہ مریم غصے سے اسے دور جھٹکتی اپنے عقب سے آنے والی کڑکدار آواز پہ مریم نے فق پڑتے۔ چہرے سمیت کسمسا کر اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہا مگر فارس اس کے گرد گرفت مضبوط کر گیا۔

"ڈیڈ آپ بھی نا۔"

فارس انہیں زچ کرنے والے انداز میں بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ واہیات حرکتیں اپنے کمرے میں بند ہو کر بھی کی جا سکتی ہیں۔"

وہ غصے سے دھاڑ اٹھے۔فارس نے پر سکون انداز میں ان کی جانب دیکھا جن کا چہرہ لال انار بنا ہوا تھا۔

ڈیڈ اگر کچھ دیکھ ہی لیا تھا آپ نے تو اپنے کمرے میں چلے جاتے خوامخواہ شرمندہ کرنے کی کوشش کی وہ بھی"

"مجھے جس کا آپ کو معلوم ہے شرم سے کوئی لینا دینا نہیں۔

وہ افسوس کرنے والے انداز میں بولا۔آفتاب نے ایک کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالی اور کچن کی شیلف پہ رکھی اپنی چابی اٹھائی تھی۔

"ویسے ڈیڈ آپ کچن میں کیا کر رہے تھے۔"

وہ جو ان کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا انہیں تنگ کرنے کی خاطر شریر لب و لہجے میں بولا۔آفتاب کے چہرے پہ یکلخت سرخی چھائی۔اگلے ہی لمحے وہ اسے بغیر کوئی جواب دیے تن فن کرتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔فارس نے ہنستے ہوئے دوبارہ اپنا رخ مریم کی جانب کیا مگر وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے غصے سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"تمہارے ڈیڈ ہے وہ شاید۔"

"میں نے کب انکار کیا ہے ماننے سے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"خیر آ جاؤ کمرے میں آج ہم مووی دیکھیں گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ملک شیک والا گلاس اٹھاتے بائیں آنکھ دباتے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ مریم بھی کچھ دیر بعد جوں ہی کمرے میں پہنچی وہ لیپ ٹاپ پہ شاید مووی ہی لگا رہا تھا۔ اس نے خاموشی سے اس کے ساتھ جگہ سنبھالی تھی۔ فارس جو پوری دلجمعی سے مووی دیکھنے میں محو تھا مریم نے سلگتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"بیوٹیفل۔"

وہ ہیروئن کو دیکھتے اسے سراہے بغیر نا رہ سکا۔

یہ ایک منٹ مجھے تم ایسے کپڑے پہننے نہیں دیتے اور اس نے پہنے ہوئے ہیں تو تم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا کر رہے ہو۔

وہ اس کا چہرہ تھام کر رخ اپنی جانب کرتے ہوئے مشکوک لہجے میں بولی۔

یار تم میری بیوی ہو اور وہ ہیروئن ہے۔ تمہیں دیکھ کر آنکھیں تو میں ٹھنڈی کر نہیں سکتا کیونکہ تم نے ہمیشہ" "میری نگاہوں کے سامنے رہنا ہے مگر اسے دیکھ کر تو کر سکتا ہوں نا۔

"لاحولہ ولا قوۃ۔ استغفر اللہ۔"

وہ اس کی بکواس پہ باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بڑبڑائی۔

"یہی چیز تم نے اس وقت پڑھی ہوتی نا جب تم ایسے لباس پہنتی تھی تو آج تک تمہیں عقل آچکی ہوتی۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولا۔ مریم کوفت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

کیسا لباس فارس تم تو ایسے بولتے ہو جیسے میں کوئی بے پردگی والا لباس پہنتی ہوں۔ ویسے بھی حیا آپ کی نظر "میں ہونی چاہیے۔ تم مجھے بار بار پردہ کرنے کا بولتے ہو۔"

وہ جتانے والے لہجے میں بولی۔

میں نے تمہیں پردہ کرنے کا کہا ہی نہیں۔ میں نے صرف تمہارے لباس پہ تنقید کی ہے اگر میں اتنا ہی تنگ" نظر ہوتا تو شادی کے اگلے روز ہی تمہیں عبایا تھما کر کہتا کہ آج کے بعد مجھے اس کے بغیر تم نظر نا آؤ۔ ایک مرد کو اپنی عورت کی حفاظت کا زمہ سونپا گیا ہے اور میں بس تمہاری وہی حفاظت دل و جان سے کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے اتنے سال میرے ساتھ گزارے ہیں۔ میں نے تمہارے لباس پہ تمہیں ٹوکا ضرور ہے مگر تم پہ کچھ مسلط نہیں کیا مریم کیونکہ میں تم پہ کوئی حق ہی نہیں رکھتا تھا مگر اب نا میں صرف حق رکھتا ہوں بلکہ چاہوں گو زبردستی تم پہ کچھ بھی مسلط کر سکتا ہوں اور تمہارے پاس میری بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوگا اسی لیے غلط بیانی سے کام مت لو اور مووی کو مووی کی طرح انجوائے کرو نا۔ ان فضول لڑائیوں کیلیے پوری زندگی "پڑی ہے۔ ابھی مجھے ان لمحات کو محسوس کرنے دو۔

وہ اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے نرمی سے بولا۔ مریم جو یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہی تھی اس نے بغیر کوئی بات کو طوالت بخشے خاموشی سے اس کے شانے سے سر ٹکا لیا۔ فارس نے اسے مزید خود میں بھینچ لیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

فارس میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری زندگی میں بھی ایسا وقت آئے گا کہ ہم دونوں ساتھ ہونگے اور "یوں اس رشتے میں بندھ جائیں گے۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"مگر میں نے تو شروع سے سوچا ہوا تھا۔"

اس کی۔شرارت بھری آواز پہ مریم نے گھورتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"مطلب تمہاری شروع سے ہی مجھ پہ گندی نظر تھی۔"

گندی نہیں عزت والی نظر تھی تبھی تو دل میں یہ تہیہ کیا تھا کہ اپنی ہمسفر کے طور پہ اسے ہی اپنی زندگی میں" شامل کروں گا اور دیکھو میں نے کر دکھایا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میں اپنے قول و فعل کا کس قدر پکا "ہوں۔

وہ اس کے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھتے ہوئے محبت سے بولا۔مریم نے اس کی بات پہ تائیدی انداز میں سر ہلایا تھا۔فارس نے نرمی سے اس کے بالوں پہ اپنے لمس کا احساس جگایا تھا۔

****

انہیں سوات آئے دوسرا دن تھا۔وادی ہنزہ سے ہو کر وہ لوگ سیدھا سوات آئے تھے۔سال کے آخری مہینے ہونے کی بدولت ہر جگہ اچھی خاصی سردی پڑ رہی تھی۔ابھی بھی پریسہ ہوٹل کے کمرے کے گلاس ڈور کے پاس ہیٹر لگائے ہاتھ سیکنے میں مصروف تھی۔ساتھ ساتھ فون پہ غازان سے بھی باتوں کا سلسلہ شروع ہوا

تھا۔شہرام کسی کام کی بدولت روم سے باہر تھا۔کچھ دیر بعد جب اس کی واپسی ہوئی تو وہ ہنوز غازان سے ہی باتوں میں مصروف تھی۔وہ غصے سے تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچا اور اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا تھا۔پریسہ نے اس اچانک ہوئی افتاد پہ گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا۔موبائل کیوں لیا مجھ سے۔"

وہ حیرت سے بولی۔

"پریسہ یہاں آپ اور میں ہم دونوں کچھ وقت ساتھ بیتانے آئے ہیں تو ضروری نہیں کہ ہم وہ ہی گزارے۔"

وہ دانت پہ دانت جماتے جتانے والے لہجے میں بولا۔

شہرام آپ گھر میں بھی میرے ساتھ ہی ہوتے تھے یہاں بھی میرے ساتھ ہیں آپ کا تو ویسے ہی جی نہیں

"بڑھتا میرے ساتھ وقت گزار کر۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔شہرام نے اس کی بات پہ کوئی بھی جواب دیے بغیر فون کان سے لگایا تھا۔

"غازان آپ کے سونے کا وقت ہو رہا ہے فون رکھیں اور سو جائیں۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔اس کے لہجے میں جلنے کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

"ڈیڈا ون سیکنڈ پہلے آپ فون سپیکر پہ کریں۔"

وہ ایکدم کچھ سوچ کر بولا۔شہرام نے خاموشی سے فون سپیکر پہ ڈالا تھا۔

"پری یو نو ڈیڈا از جیلس۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ ہنستے ہوئے بولا۔اس کی بات پہ پریسہ کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھاالبتہ شہرام کے چہرے پہ سرخی چھاگئی۔

"یس آئی نو غازہ۔"

وہ شرارت سے شہرام کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"اوکے آئی لو یو پری مما۔"

اس نے محبت سے بولتے سپیکر کان کے نزدیک لاتے اسے ایک کس کی تھی۔پریسہ کے لبوں پہ نہایت خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آئی لو یو ٹو میرا بچہ۔"

اس نے جواباًوہی عمل دہرایا۔شہرام نے جلتی نگاہ اس پہ ڈالی تو وہ چہرہ نیچے جھکائے مسکراہٹ دبا گئی۔شہرام نے کھٹاک سے فون بند کیا تھا۔

"اتنے محبت کے مظاہرے آپ نے کبھی میرے لیے تو نہیں دکھائے۔"

وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔پریسہ نے فقط بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا۔

"جب دکھائے تھے اس وقت تو آپ نے دھتکار دیا تھا۔"

وہ ایک بار پھر اسے تنگ کرنے کی خاطر بولی۔شہرام نے خاموشی سے اپنی پیشانی مسلی۔

"ماضی کو درمیان میں گھسیٹنا کب چھوڑیں گی۔"

وہ سخت لہجے میں بولا۔

"اب میں درمیان میں نہیں لائی۔ بات کا آغاز آپ نے کیا ہے میں نے تو بس جواب دیا ہے۔"

وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی۔ شہرام نے ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالی اور بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔

میرے منہ سے نکلے ہر لفظ میں ذکر صرف آپ کا ہے پھر بھی آپ مجھ سے محبت کی بات کرتے ہیں۔اب"

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں چوبیس گھنٹے بیٹھ کر آپ کے نام کی مالا جپو تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وہ اس کے نزدیک ہی کھڑی ہوتے سادہ سے لہجے میں بول رہی تھی بھلا اس کی ناراضگی بھی کہاں برداشت تھی۔ شہرام نے کلائی سے گھڑی اتارتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی اور ہنستے ہوئے اس کی کلائی تھامتے اپنے نزدیک بٹھایا تھا۔ پریسہ جو منہ پھلائے اس کی جانب دیکھ رہی تھی اس کی ہنسی دیکھ مبہوت رہ گئی۔

مجھے آپ کی باتوں سے آپ کی خوشیوں سے آپ کے دھوپ چھاؤں کے مزاجوں سے آپ کی سرد مہری" سے آپ کی مدھم سی مسکراہٹ سے آپ کی آنکھوں سے آپ کی اس شال سے اور اب آپ کی ہنسی سے "عشق ہے۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ایک جذب کے عالم میں بول رہی تھی۔ شہرام نے نرمی سے اسکی آنکھوں کو چھوا۔

سب جانتا ہوں میں۔ یہ پہلی بار ہے جب آپ نے ان سب چیزوں کا اظہار لفظوں کی صورت میں کیا ہے"

"ورنہ اس سے پہلے میں یہ آپ کی آنکھوں سے پرکھتا آیا ہوں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ گھمبیر لہجے میں بولتے اسے چہرہ جھکانے پہ مجبور کر گیا۔کچھ دیر بعد شہرام اپنے ہاتھوں سے دونوں کیلیے کافی بنا کر لایا تھا۔اس نے اس کے نزدیک آتے مگ اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

"آپ کو اس دنیا میں سب سے زیادہ کیا اچھا لگتا ہے۔کیا خواہش ہے کسے چاہتی ہیں آپ۔"

اس کے غیر متوقع سوال پہ پریسہ نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔ایک سادہ سا سوال ہے۔"

وہ کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا۔

"سوچ رہی ہوں کہ ایک انسان وہ سوال کیسے کر سکتا ہے جس کا جواب سرے سے ہی وہ خود ہو۔"

وہ مدھم سا ہنستے ہوئے بولی۔شہرام کے مسکراتے لب سکڑے تھے۔اس نے بغیر کوئی جواب دیے نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔کچھ دیر خاموشی کی نذر ہو گئی۔

"چلیں اٹھیں باہر گھوم کر آتے ہیں۔"

پریسہ نے حیرت سے گھڑی کی جانب دیکھا۔

"اس وقت۔"

"اس وقت کیا ہے۔آپ کیلیے وقت میٹر نہیں کرنا چاہیے لازم ہے تو یہ کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا۔ پریسہ بھی شال اچھے سے اپنے گرد لپیٹتے اس کے ہمقدم ہوئی تھی۔ باہر سڑک پہ نکلتے ہی لوگوں کو اچھا خاصا ہجوم تھا۔ سیاح اچھی تعداد میں سیر کو نکلے ہوئے تھے اور شاپنگ میں مصروف تھے۔

"بیوٹیفل۔"

وہ دونوں باتوں میں مصروف چہل قدمی کرتے ہوئے اپنے ہی دھیان میں آگے کی جانب بڑھ رہے تھے کہ قریب سے ہونے والے تبصرے پہ شہرام کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ اس نے لہو رنگ نگاہوں سے ایک جانب کھڑے لڑکے کے ٹولوں کو دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ غصے میں انکی جانب بڑھتا پریسہ نے سرعت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"شہرام پلیز چھوڑیں۔"

"کس نے بولا ہے یہ۔"

وہ پریسہ کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کراتے ان کے نزدیک آیا اور سرد لہجے میں بولا۔ ان سب نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت اپنے ساتھی کی جانب اشارہ کیا تھا۔ اگلے ہی لمحے شہرام کے پڑنے والے مکے سے اس کا جبڑا ہل کر رہ گیا۔ پریسہ نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"شہرام پلیز رکیں۔ شہرام۔"

وہ اسے رکتے نا دیکھ غصے سے چلائی۔ اس کے چلانے پہ شہرام نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بیوی ہیں یہ میری۔اپنی عزت پہ کوئی بات برداشت نہیں کرتا میں شکر کرو بچ گئے ورنہ شاید جان سے جاتے۔"

وہ درشتگی سے پھنکارا اور سر جھٹکتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گیا۔

"حیرت ہے اتنی سی بات ہے اتنا زیادہ رد عمل دکھانے کی کیا ضرورت تھی نظر انداز بھی۔"

"تو آپ کے خیال میں وہ میری بیوی پہ تبصرہ کر رہا تھا اور میں بے غیرتوں کی طرح آگے چل پڑتا۔"

وہ پتھریلے لہجے میں بولتے پریسہ کو خائف کر گیا۔

مجھے لگا تھا کہ غاز کے ہو جانے کے بعد آپ کچھ سنبھل گئے ہونگے بدل گئے ہونگے غصہ پہ بھی کنڑول "کر لیتے ہونگے مگر آپ میں تو ریت کے ذرے برابر بھی فرق نہیں آیا۔اب مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آپ کی فطرت کی ایسی ہے۔عادتیں تو چھوٹ بھی جائے فطرت کبھی نہیں بدلتی۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

"اگر بات آپ کے متعلق ہو گی تو ہاں میں کبھی نہیں بدلوں گا۔میری بات کان کھول کر سن لیں۔"

وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کرانے والے انداز میں بولا۔اسے شہرام کی بات سن اس دن کی غازان کی بات یاد آئی تھی۔

آپ دونوں باپ بیٹا تو مجھے لے کر واضح جنونی ہو رہے ہیں۔وہ اس دن لڑکے کو پیٹ کر آگیا اور آج آپ نے "بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے بولی۔

"اچھی بات ہے کوئی آپ کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔"

وہ جواب میں ایسے بولا جیسے غازان کی حرکت سے اسے کوئی فرق ہی نا پڑا ہو۔ پریسہ لب بھینچ کر خاموشی سے اس کے قدموں کے ساتھ قدم ملانے لگی۔ یہ ناراضگی کا واضح اظہار تھا۔ کچھ دیر بعد اپنے شانے پہ کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس کر وہ نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"پریسہ ہم یہاں ایک دوسرے کے ساتھ وقت بیتانے آئے ہیں میری جان۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک بار پھر باور کرانے والے انداز میں بولا۔ پریسہ اس کی بات پہ ہولے سے مسکرا دی تھی۔ شہرام نے ہولے سے اس کی پیشانی چومی۔

"ہم باہر روڈ پہ ہیں شہرام۔"

اس نے یاد دہانی کروائی۔

"اور آپ میری بیوی۔ روڈ غیر ہے تو کیا آپ تو میری اپنی ہے نا۔"

اس کی بات پہ نا چاہتے ہوئے بھی پریسہ کھل کر ہنس دی تھی۔ شہرام نے دل ہی دل میں اس کی ہنسی کی نظر اتاری تھی۔

****

"تم تیار نہیں ہوئی اب تک۔ ہادی کے نا جانے کتنے فون آ چکے ہیں مجھے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ تقریبا آدھے گھنٹے سے تیار گھوم رہا تھا مگر مریم تھی کہ اس کی تیاریاں ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ آج ہادی اور بریزہ کے بیٹے کی پہلی سالگرہ تھی جسے انہوں نے گھر میں منانے کو ترجیح دی تھی۔

"ہاں بس ہو گئی تیار۔"

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔ فارس کے منہ سے اس کے بالوں کو دیکھتے بے ساختہ ماشااللہ نکلا۔

"کیا ہوا اچھی لگ رہی ہوں نا۔"

وہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب پلٹی۔

میں تو تمہارے بالوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اس کی بات پہ وہ دھیما سا ہنس دی۔ اسے اتنا تو معلوم تھا کہ فارس کو"

"اس کے بال بہت پسند ہیں۔

"خیر کیسی لگ رہی ہوں۔ کبھی خود بھی تعریف کے چند کلمات منہ سے نکال لیا کرو۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔ اس کی بات پہ فارس نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا۔

"ہمم یہ کلر اچھا لگ رہا ہے تم پہ۔"

وہ جائزہ لیتی نگاہوں سے اسے دیکھتے نرمی سے بولا۔

"بس کلر ہی۔"

مریم کو اپنی ساری تیاری ماند پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ آج اس قدر دل لگا کر تیار ہوئی تھی کہ آج تو ضرور وہ اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"زیادہ جھوٹ بولنا صحت کیلیے مضر ہے مریم۔"

وہ اسے احساس دلاتے ہوئے بولا۔

وہسے دنیا جہاں کے جھوٹ تم سے بلوالو مگر جب میرے لیے چند ایک کلمات کہنے کی باری آتی ہے تو تمہیں "

"تمہاری صحت یاد آجاتی ہے۔

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"یار تو تمہیں کوئی تعریف کی ضرورت ہے تم تو میری جان ہو۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔مریم پہ چہرے پہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کی حرکت پہ سرخی پھیلی تھی۔فارس نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے مجھے امید نہیں تھی کہ تم بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ شرماتی ہو گی۔"

اس کے تبصرے پہ مریم کے لبوں سے جیسے مسکراہٹ کسی نے نوچ لی تھی۔

"نہیں تو تمہارے خیال میں کیا میں بے شرم ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے کاٹ دار لہجے میں بولی۔

"یہ فقط خیال نہیں ہے تم ٹھیک ٹھاک بے شرم ہو مریم۔"

وہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے اسے اچھا خاصہ زچ کر گیا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

ویسے تمہیں میں نے کہا تھا نا کہ تم ضرور بدلو گی اور تمہیں میں ہی بدلوں گا اس کا نتیجہ آج تمہارے سامنے "

ہے۔"

اس کا اشارہ جس جانب تھا وہ بخوبی سمجھ گیا تھا۔ مریم نے اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے باہر کی

جانب قدم بڑھائے تھے۔

دنیا کی ویلی نکمی اولاد میری ہی قسمت میں لکھی گئی ہے جسے بیٹھ کر کھانے مو ویز دیکھنے بیوی کے پلو سے لٹکنے "

کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔"

وہ جو سیٹی کی دھن بجاتے زینے اتر رہا تھا۔ آفتاب کی بات پہ نا چاہتے ہوئے بھی پلٹا تھا۔

"ڈیڈ میرا خود کا اپنے بارے میں یہی خیال ہے۔"

وہ بلند بانگ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ کلثوم نے مسکراہٹ چھپانے کی خاطر خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

تمہاری اولاد تمہارے جیسی ہی ہو گی تمہیں خوار کرے گی نا جب وہ۔ اس دن میرے جلتے دل کو سکون میسر "

آئے گا۔ اس دن تمہیں ماں باپ کی اہمیت کا بھی اندازہ ہو گا۔"

وہ گرجدار لہجے میں بولے مگر لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔ فارس ایک بار پھر کھل کر ہنس دیا۔

"ڈیڈ اب آپ باتوں باتوں میں مجھے دادا بنانے کی خواہش کا اظہار تو مت کریں۔"

وہ ہنسی کے دوران بولا۔

"بس میری دعا ہے کہ تمہاری اولاد بہت جلد پیدا ہو۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ سر جھٹکتے ہوئے ناگواری سے بولے۔فارس نے چونک کران کی جانب دیکھااور ایک نگاہ مریم پہ ڈالی جو اسے التجائی نگاہوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کررہی تھی۔

"اب میں نو مہینے کی بجائے نو منٹ میں اولاد پیدا کرنے سے رہا۔"

اس کی بیہودہ اور غیر متوقع بات پہ مریم کا شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے البتہ آفتاب نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے بے شرم انسان۔باپ سے کیسی گفتگو کرنی ہے اس کا تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے۔"

وہ درشت لہجے میں بولے۔فارس مزے سے شانے اچکا کر مریم کو ساتھ لیتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"ویسے میں کیا سوچ رہا ہوں کہ اب مجھے اپنی اولاد پیدا کرکے دیکھ ہی لینی چاہیے۔"

وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا۔مریم نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

"فارس۔"

وہ تنبیہی لہجے میں بولی۔

تو اور کیا یار ابھی اس کا نام ونشان ہی نہیں اور دعائیں اس کے ساتھ لاکھوں لوگوں کی ہے۔بہت قسمت والی"

"ہے میری اولاد اور تو اور سب اپنے بچوں کی پریشانی چھوڑ میری اولاد کیلیے پریشان ہو رہے ہیں۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ مزے سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ کس قدر پر سکون انسان تھا وہ جسے کسی کی بات کی کوئی فکر ہی لاحق نہیں ہوتی تھی۔ ہنسی تو اس کے لبوں سے جدا ہی نہیں ہوتی تھی۔ مریم نے دل ہی دل میں اس کی ہنسی برقرار رہنے کی دعا کی تھی۔

"ویری فنی۔"

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولی۔

"تمہیں تو شکر کرنا چاہیے میری بدولت تمہاری اولاد کو بھی پروٹوکول مل جائے گا۔"

وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا۔ مریم نے بے بسی سے اس کی جانب دیکھا تو وہ ہنوز اسے گھورنے میں مصروف تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔"

وہ اس کا منہ دوسری جانب کرتے ہوئے بولی۔ لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔

اتنے سال تمہارے ساتھ گزارنے کے باوجود میں نے کبھی تمہیں آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ اب تو کم از کم "

"مت روکو۔ بیوی ہو میری۔ حق رکھتا ہوں تم پہ۔

وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بھاری لہجے میں بولا۔ اس کی بات نے مریم کو اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور کیا تھا۔

"کمرے میں جب میں تعریف کرنے کا بول رہی تھی اس وقت تو دیکھا نہیں گیا۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

"یہ تعریف وغیرہ مجھ سے نہیں ہوتی۔ تم مجھ سے منسلک ہو مطلب مجھے جی جان سے پیاری ہو میرے لیے تم

سے زیادہ حسین کوئی نہیں۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے محبت سے اس کا سر چومتے ہوئے بولا۔ مریم نے آسودہ سی مسکراہٹ سمیت

اس کے شانے پہ سر رکھا تھا۔

"کہنے کو تو فارس اور مریم دو الگ دنیا کے باسی ہیں مگر ہمیشہ ساتھ میں ہی مکمل لگتے ہیں۔ فارس اگر دل ہے تو

مریم اس کی دھڑکن۔"

اس کی مترنم آواز پہ فارس دل کھول کر ہنس دیا تھا۔

اس دوران ان کا سفر بھی کٹ چکا تھا۔ اندر پہنچتے ہی انہیں اندازہ ہوا تھا کہ وہ لوگ سب سے لیٹ پہنچے تھے۔

"ٹھیک ہے مانتے ہیں نیولی میرڈ کپل ہے مگر کہیں آتے جاتے اپنے رومانس کو لگام ڈال دیا کرو۔"

بریزہ انہیں آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔

"رومانس کو چھوڑو میری بیوی تیار ہی وقت پہ نہیں ہوتی اور جب تک یہ تیار نہیں ہوتی میں تو اس کے نزدیک

بھی نہیں جاتا۔ بنا میک اپ کے دیکھنے کیلیے جگڑا چاہیے یار۔"

اس کی بات پہ جہاں سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے وہی مریم دانت کچکچا کر رہ گئی جو گاڑی میں اتنا رومینٹک ہو رہا

تھا اور یہاں اس کی برائیاں ہی نہیں ختم ہو رہی تھی۔ وہ اس شخص کو ہی سمجھنے سے قاصر تھی۔

"بریزہ۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

ہادی کی آواز پہ وہ ان سب کو لیتے میز کی جانب بڑھی تج جہاں سب پہلے سے ہی موجود تھے۔

"یقین ہی نہیں ہوتا کہ ہائیضم پورے سال کا ہو گیا ہے۔"

وہ اس کا گول مٹول گال چومتے ہوئے بولی۔

"بہت شکریہ میرے وجود کو مکمل کرنے کیلیے۔"

ہادی اس کے کان میں جھکتے دھیمے سے بولا۔ بریزہ نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور دھیمے سے نفی میں سر ہلایا۔

بریزہ نے ہادی کو نہیں بلکہ ہادی نے بریزہ کو مکمل کیا ہے کیونکہ ہادی کے ملنے سے قبل بریزہ کا کوئی وجود نہیں تھا۔"

وہ نم لہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ہادی نے نرمی سے اسے ساتھ لگایا تھا۔

"تمہاری بیٹی بلکل تم پہ گئی ہے عفیفہ۔توبہ ہے بہت لڑتی ہے۔"

عناب زیمل کو دیکھتے ہوئے بولی جو سب کو ڈانٹ رہی تھی۔

تو شیر اور شیرنی کی اولاد بھی تو ان کے جیسی ہی ہو گی۔

صدام نے اس کی بات پہ ٹکڑا لگایا تو وہ کھل کر ہنس دی۔

"آپ دونوں کی کہانی کا جوڑ بھی قدرت کا ہی کرشمہ ہے ویسے۔"

مریم نے تبصرہ کیا۔صدام شانے اچکا کر رہ گیا۔عفیفہ نے مسکراتی نگاہوں سے صدام کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"عفیفہ کی کہانی صدام کے بغیر نامکمل تھی اور ویسے بھی شیرنی کے ساتھ تو شیر ہی جچتا ہے نا۔"

عفیفہ دھیمے لہجے میں بولتی ان سب کو ہوٹنگ کرنے پہ مجبور کر گئی۔ صدام نے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے اس کی بات کو کسی اعزاز کے مانند قبول کیا تھا۔

مجھے لگتا ہے کہ ارتضی نے بہت جلد دوسری شادی رچا لینی ہے جو گھور گھور کر دوسری لڑکیوں کو تاڑتا رہتا ہے۔"

فارس ارتضی کی نگاہیں دوسری جانب محسوس کر اسے چڑانے والے انداز میں بولا۔

"بکواس نا کیا کر۔ زیمل اچھل رہی ہے گر نا جائے اسی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔"

وہ تند نگاہوں سے اسے دیکھتے تنک کر بولا۔

"ارتضی کو عناب اور عناب کو ارتضی مل گیا اس کے بعد مجھے کسی چیز کی تمنا نہیں ہے۔"

وہ عناب کی آنکھوں میں دیکھتے اسے واضح کرنے والے انداز میں بولا تو وہ جھینپ کر مسکا دی۔ ارتضی جانتا تھا کہ وہ باتوں کو جلد ہی سر پہ حاوی کر لیتی ہے تبھی اسے باور کرانا لازمی تھا۔ عناب کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ دیکھ اس کا دل ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ اب وہ سب ہنسی خوشی ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔ مسکراہٹوں نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

****

کچھ سال بعد۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

باہر بارش زوروں سے گرج رہی تھی۔آسمان پہ کالی گھٹاؤں نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔ایسے موسم میں وہ جھولے پہ بیٹھا باہر برسنے والی بوندوں کو دیکھ رہا تھا۔بارش ویسے بھی اسے بے حد پسند تھی معاً اس کی توجہ ایکدم کسی غیر معمولی شور کی آواز پہ دوسری جانب مبذول ہوئی تھی۔اس نے چونک کر بائیں دیکھا۔پلر کے پیچھے دکھائی دینے والے منظر نے اس کے چہرے پہ ناگواری سی پھیلا دی۔

"سیدھی ہو کر بیٹھو۔"

وہ اپنی ناک پہ پھسلتا چشمہ درست کرتے غصے سے بولی۔غازان کے قدم خود بخود اس کی جانب بڑھے تھے۔

"سبق کیوں نہیں یاد کیا۔"

وہ ہولے سے سٹک اس کے ننھے سے ہاتھ پہ مارتے ہوئے بولی۔جواباً اس کے گلہ پھاڑ پھاڑ کر رونے پہ وہ بوکھلا گئی۔

"اب رو کیوں رہی ہو۔"

ہائیضم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"تیتر نے مالا۔"

(ٹیچر نے مارا)

وہ ناک سکوڑتے ہوئے بولی۔

"ہنی تپ کر جاؤ ورنہ لالہ دانتے گے۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

(ہنی چپ کر جاؤورنہ لالہ ڈانٹیں گے۔)

انیہ اسے اپنے ساتھ لگا کر چپ کرواتے ہوئے بولی۔

"سے میں نے جھوٹ موٹ کر ڈرامہ کرنے کو کہا تھا مگر یہ تو سچ میں رونے لگ گئ۔"

نوری اپنا سر پیٹتے ہوئے بولی۔اگر کہی سے وہ جن ٹپک جاتا تو لازما اس کی شامت پکی تھی۔وہ بھلا کہاں اسے سکون سے جینے دے سکتا تھا۔

"ہنی بے بی کیوں رو رہی ہو۔"

زیمل اسے پچکارتے ہوئے بولی جوابا اس نے بری طرح ناک منہ بسورا تھا۔دور کھڑے غازان نے سیاہ آنکھوں میں ناگواری لیے اس کی جانب دیکھا۔پری کی بدولت وہ اسے کچھ کہ بھی نہیں سکتا تھا ورنہ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ سامنے لڑکی کا منہ توڑ دے جو اس کی بہنوں کو رلاتی تھی۔اس نے ایک نظر تمام بچوں پہ ڈالی تھی۔ان کی فیملی عادل کے گھر آئی ہوئی تھی کیونکہ بہت جلد شہرام اور پریسہ عمرے کیلیے روانہ ہونے والے تھے جس کی وجہ سے بچوں نے اپنے نانانانی کے پاس ہی ٹھہرنا تھا۔زیمل اور صارم اسے ابھی نھی خاموش کرانے کی تگ ودو میں تھے البتہ اسے ڈانٹ ڈپٹ رہی تھی ہنیہ کے مقابلے میں انیہ کافی بہادر تھی۔شکل و صورت بلکل ایک جیسی تھی یہاں تک کہ سب سے پہچاننا بھی بے تحاشہ مشکل ہو جاتا تھا ان کی پہچان ایک کے چہرے پہ کرختگی دیکھ جبکہ دوسرے کے چہرے پہ معصومیت دیکھ کر ہوتا تھا۔ہنیہ انیہ کے مقابلے میں ذرا

All Rights Reserved By Novels Lounge

کمزور بھی تھی جس کی بدولت اسے ابھی سے ایستھما سا پرابلم تھا۔اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھی مگر اسے ہنوز روتا دیکھ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے نزدیک پہنچا۔

"کیا ہوا ہنی۔"

غازان کی آواز پہ وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی اور درد سے اپنی بازو سہلائی تھی۔

"لالہ نوری نے مایا۔"

(لالہ نوری نے مارا۔)

اس نے روتے ہوئے ساتھ ہی ہاتھ دکھایا جہاں پہ ایک سرخ رنگ کا نشان بھی موجود تھا۔غازان نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ اس کی جانب بڑھتا زیمل سرعت سے اس کے نزدیک آئی تھی۔

"غازان ہم سب کھیل رہے تھے نوری کی کوئی غلطی نہیں ہے۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔غازان نے اسے پیچھے دھکیلا اور خوف سے سفید پڑتی نوری کی جانب بڑھا۔صارم تو اس سے ڈر کر عناب کے پاس بھاگ گیا۔ہائیضم ایک کونے میں کھڑا صورتحال جانچنے کی کوشش میں تھا۔

"کیوں مارا اسے۔"

وہ اس کا بازو مروڑتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

نہیں مارا تو نہیں مارا ذیادہ رعب جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر فرض کریں مار بھی لیا ہے تو اس میں "
کیا مضائقہ ہے چھوٹی ہے میرے سے وہ۔ میرے پہ بھی تو حکم چلاتے ہیں آپ بڑے ہونے کی وجہ سے میں
"نہیں چلا سکتی کیا۔

وہ اس کی بات پہ تڑخ کر بولی۔ غازان نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم میرے سامنے زبان کس تک سے چلا رہی ہو۔"

وہ سرد لہجے میں بولا۔

"غاج۔"

اپنے عقب سے آنے والی آواز پہ اس نے چونک کر پیچھے دیکھا جہاں ارحاء کھڑی اپنی موٹی موٹی آنکھوں کو معصومیت سے ٹپٹپا رہی تھی۔

"نوئی نے کج نئ کیا۔ ہنی کو جیکشن میں نے لدایا تا۔"

(نوری نے کچھ نہیں کیا۔ ہنی کو انجیکشن میں نے لگایا تھا۔)

اس کی بات پہ جہاں غازان نے صدماتی کیفیت میں اس چھوٹی سی آفت کو دیکھا وہی نوری دانت پیس کر رہ گئی۔

"اتنی بکواس سوری مطلب ڈانٹ سنوانے کے بعد تمہیں خیال آگیا کہ سچ بھی بولنا تھا پہلے نہیں بول سکتی تھی۔"

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی البتہ غازان ناراضگی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آت تو دانت ای تو پانی تی۔ آت نے ڈوٹر جو نہیں تیلا۔"

(آپ کو ڈانٹ ہی تو پڑوانی تھی۔ آپ نے ڈاکٹر جو نہیں کھیلا۔)

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ان سب نے صدماتی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا۔

"فارس چاچو۔"

غازان کی آواز پہ کچھ ہی دیر میں وہ لاؤنج میں جمع تھے۔

"کیا ہوا کیوں چلا رہے ہو بھائی۔"

وہ مونگ پھلی چباتے ہوئے بولا۔ سب اس کی بے نیازی پہ عش عش کر اٹھے جواب ارحا کے ہاتھ سے سوئی لے رہا تھا۔

"کام ہو گیا میرے بچے کا۔"

اس کی بات پہ سب کی آنکھیں بے یقینی کی کیفیت میں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"چاچو بیٹی ضرور لانی تھی مگر اپنے جیسی نہیں لانی تھی۔"

غازان تلملاتے ہوئے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

مجھے تو اپنے جیسی ہی چاہیے تھی اسی لیے تو مریم کو ایک نظر بھی خود سے دور نہیں ہونے دیا تھا میں نے وہ" سوتی تھی تو میں ہوتا تھا جاگتی تھی تو میں ہوتا تھا ہنستی تھی تو میں روتی تھی تو میں۔ حتی کہ ہر چیز میں میں ہی "تھا۔اب بھلا ایسی محبت بھی کسی نے کی ہو گی بھلا۔ میرا نام تو سرخیوں میں ہونا چاہیے۔

فارس مریم کی جانب دیکھتے جتانے والے انداز میں بولا جو گھورتی نگاہوں سے فارس کی کاربن کاپی کو دیکھ رہی تھی جس کی انکھوں میں فارس کی ہی طرح ہمہ وقت شرارت چھلکتی رہتی تھی۔

شہرام کسی کام کی بدولت گھر موجود نہیں تھا البتہ پریسہ وہی کھڑی ہنیہ کو ساتھ لگائے تھپتھپا رہی تھی جس کا رونا ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔

"اُف ہنیہ۔ سٹاپ اٹ۔"

پریسہ کی سخت آواز پہ اس کی ہچکی بندھی تھی۔

"پری آپ ہنی کو کیوں ڈانٹ رہی ہیں۔"

غازان کو اس کا یوں ہنیہ کو ڈانٹنا بلکل پسند نہیں آیا تھا۔

"لالہ تھوتی تھوتی باتوں پہ تون لوتا ہے۔"

(لالہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ کون روتا ہے۔)

انیہ کو بھی اس کا یوں بلاوجہ رونا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا تبھی غصے سے بولی۔ پریسہ نے محبت سے اسے ساتھ لگایا تھا۔ روتی ہوئی ہنیہ کی نگاہ جوں ہی اندر آتے شہرام کی جانب اٹھی وہ فوراً اس کی جانب بھاگی تھی۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"بابا۔"

اس کی آواز سن شہرام نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور باہیں اس کی جانب پھیلائی تھی اگلے ہی لمحے وہ اس میں آسمائی۔

"رو کیوں رہا ہے میرا بچہ۔"

وہ اس کے گالوں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان دیکھ پریشانی سے بولا۔ پریسہ اس کی ڈرامے بازیوں پہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"مما نے دانتا۔"

وہ ناک منہ چڑھاتے ہوئے بولی۔ شہرام نے ایک نظر پریسہ کی تلاش میں گھمائی اور گہرا سانس بھرتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا اور اسی طرح انیہ کا سر چوما تھا۔ یہ اس کا معمول تھا۔ اول تو کبھی وہ بھولتا نہیں تھا مگر اگر وہ کبھی بھول بھی جاتا وہ دونوں خود ہی اسے یاد دلانے پہنچ جایا کرتی تھی۔

"شہرام تیار ہونا۔"

ارتضی کی بات پہ اس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور ہولے سے اثبات میں سر ہلاتے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

"ہنیہ کو کیوں ڈانٹا آپ نے پریسہ۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"پلیز اب آپ اپنی باتیں مت شروع کر دیجیے گا۔ وہ میری بھی اولاد ہے میں بھی کچھ بول سکتی ہوں اسے۔"

وہ جلے کٹے لہجے میں بولی۔

"ویسے کوئی یہاں آکر مجھے بھول گیا ہے بلکل نظر انداز کر کے رکھ دیا ہے مجھے۔"

شہرام کے شکوہ کناں لہجے پہ پریسہ نے مشکوک نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"آپ کی بیٹیاں ہیں نا آپ کے پاس جو میری کمی بھی پوری کر دیتی ہیں تو پھر کیا مسئلہ ہے۔"

وہ چڑ کر بولی۔ شہرام کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ اپنی ہی بیٹیوں سے جل رہی تھی۔

"وہ تو میرے جگر کا ٹکرا ہے۔"

اس کے لہجے میں ان دونوں کیلیے محبت ہی محبت تھی۔

مگر آپ تو میرا دل ہے نا اگر یہ ہی نہیں دھڑکے گا تو پھر میرا وجود کس کام کا۔ آپ کی کمی تو آپ کی ہی ہے"

"آپ کی کمی کوئی پوری نہیں کر سکتا نا آج اور نا ہی کل۔

وہ نرمی سے اس کی پیشانی چومتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولا۔ پریسہ دھیمے سے ہنس دی تھی۔

"ارتضی مجھے کچھ یاد دلا رہا تھا۔ ہو جائے پھر۔"

وہ اس کی جانب اپنی ہتھیلی پھیلاتے ہوئے بولا۔ پریسہ نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد اس کی ہتھیلی پہ ہنستے ہوئے

اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

عاشر نے ایک نگاہ باہر صحن پہ چلتے مناظر پہ ڈالی اور دلگرفتی سے ہنس دیا۔کچھ سوچتے اس نے کسی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔جب وہ سب اپنی زندگی میں پر سکون تھے تو اس کا بھی آگے بڑھ جانا ہی بہتر تھا۔دو تین بار بیل جانے کے بعد دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا۔

"لالہ رخ۔"

اس نے گہرا سانس بھرتے اسے پکارا۔رخ نے آنکھیں موندی تھی۔

"جی۔"

اس کی مدھم آواز پہ عاشر نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری تھی۔

میں جانتا ہوں کہ کسی سراب پہ پیچھے بھاگتے میں نے آپ کا اور اپنا بہت سا وقت ضائع کر دیا ہے مگر اب میں" تم پہ بھروسہ کر سکتا ہوں کہ آگے زندگی میں کبھی نا کبھی میں ایسا ضرور کہوں گا کہ رخ کے بغیر عاشر کی زندگی "ادھوری ہے۔

اس کی بات پہ لالہ رخ نے اذیت سے آنکھوں کو میچا تھا البتہ لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے بنا کوئی وقت ضائع کیے کال کاٹ دی۔زندگی بہت آگے بڑھ چکی تھی اور اس گزرے عرصے میں بہت کچھ بدل چکا تھا سب سے بڑھ کر تو عاشر کا نکاح لالہ رخ سے ہو چکا تھا۔نکاح کیلیے بھی وہ عافیہ کے کہنے پہ رضامند ہوا تھا مگر رخصتی کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی وہ کسی بھی صورت میں اس کی حق تلفی نہیں کر سکتا تھا مگر اب وہ سب کو خوشحال دیکھ وہ سوچ چکا تھا کہ ان دونوں کے رشتے کو وہ ایک موقع

All Rights Reserved By Novels Lounge

ضرور دے گا کیونکہ اس سارے عرصے میں اس نے اس لڑکی کو بہت صابر پایا تھا۔اس نے ایک نگاہ پھر باہر ڈالی اور ہلکا پھلکا ہوتے ان میں شامل ہو گیا جہاں پریسہ اور شہرام کے درمیان فٹ بال میچ جاری تھا۔

"جیتنے کیلیے تیار ہیں آپ۔"

وہ فٹ بال ہوا میں اچھالتے کرتے ہوئے بولا۔

"اونہو۔آج میں ہارنے کیلیے دل و جان سے تیار ہوں کیونکہ جسے میں نے جیتنا تھا اسے میں جیت چکی۔"

وہ اس کے ہاتھوں سے بال لیتے ہوئے مسکراتے لہجے میں بولی۔شہرام نے ستائیشی انداز میں بھنویں اچکائی تھی۔اگلے ہی لمحے فارس کے سیٹی بجانے پہ گیم شروع ہوا تھا۔دونوں اطراف سے کہیں سے پری تو کہیں سے شہرام کی آوازیں گونج رہی تھی۔آدھے سے زیادہ گیم گزر جانے کے بعد بھی میچ میں دلچسپی برقرار تھی مگر شہرام کا سکور ابھی بھی پریسہ سے زیادہ تھا۔

میں نے کہا تھا ناآپ کی مات پریسہ کے ہاتھوں کی ہو گی۔دیکھیں آج آپ ہار گئے اور میں نے آپ کو جیت "لیا۔"

وہ جو بال کو لیتے باسکٹ کی جانب بھاگ رہی تھی ایکدم لڑکھڑا کر بری طرح زمین بوس ہوئی۔شہرام نے تیزی سے زمین پہ گری بال اٹھاتے باسکٹ میں ڈالی تھی۔اگلے ہی لمحے پورے لان میں شہرام نام کی گونج واضح تھی کیونکہ وہ یہ جیت چکا تھا۔اس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ پریسہ کے لبوں پہ خودبخود مسکراہٹ در آئی۔شہرام نے نرمی سے اسے تھامتے کھڑا کیا اور اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

All Rights Reserved By Novels Lounge

"آپ کیوں مسکرا رہی ہیں۔"

وہ اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ دیکھ حیرت سے بولا۔

"کیونکہ آپ مسکرا رہے ہیں۔"

اس کی بات پہ شہرام اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔اس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا اور ایک بار پھر اسے ساتھ لگایا تھا۔

"ایم سوری میں آپ کو ہرانا نہیں چاہتا تھا۔"

مجھے تو اپنی ہار پہ بھی اتنا سکون ملا ہے کیونکہ آپ نے جیتنے کے بعد مجھے گلے جو لگایا ہے میری ساری پریشانی تو "وہی ختم ہو گئی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔انیہ اور ہنیہ کو اپنی جانب بھاگ کر آتا دیکھ وہ دوزانوں زمین پہ بیٹھا اور دونوں کو سینے میں بھینچ لیا۔

"پری یو ٹرائیڈ یور بیسٹ۔آئی ایم پراؤڈ آف یو اینڈ آئی لو یو۔"

"آئی لو یو سو مچ۔"

غازان کی آواز پہ پریسہ نے نم آنکھوں سمیت اس کی پیشانی چومی تھی۔غازان اس کیلیے شاید سب سے قیمتی تھا۔شاید نہیں یقیناً اسے غاز سے بے تحاشہ محبت تھی۔شہرام کے لبوں پہ ایک آسودہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

****

All Rights Reserved By Novels Lounge

وہ دونوں اس وقت حرم کے فرش پہ بیٹھے تھے۔ان دونوں کی نگاہیں خانہ کعبہ پہ جمی ہوئی تھی۔وہ دونوں ابھی بھی طواف سے فراغت حاصل کرتے بیٹھے تھے۔

"مجھے نفل ادا کرنے ہیں۔"

اس نے سنجیدگی سے بولتے نفل کی نیت باندھی تھی۔دو رکعت پڑھنے کے بعد اس نے ہاتھ دعا مانگنے کیلیے فضا میں بلند کیے تھے۔شہرام آب زم زم لیے اس کے نزدیک ہی آرہا تھا۔پریسہ نے دھندلی ہوتی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا اور ہولے سے پلکیں جھپکائی تھی۔اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹتے اس کے گالوں پہ بہہ گئے۔شہرام نے بغیر اس سے کوئی سوال کیے گلاس اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے یک ٹک اسے دیکھتے کپکپاتے ہاتھوں سے تھام لیا۔اس کے ذہن میں شہرام کو دیکھ ایک آیت گونجی تھی۔

ترجمہ:اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

"کیوں رو رہی ہیں پریسہ۔یہاں آنا تو آپ کی سب سے بڑی خواہش تھی نا۔"

وہ اس کا چہرہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

یہاں آپ کے ساتھ آنا میری سب سے بڑی خواہش تھی اور دیکھیں آج وہ قبول ہو گئی۔مجھے یقین نہیں آتا" کہ آج آپ صرف میرے ہیں اور میں صرف آپکی۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ زندگی ایک خواب کی مانند ہے ابھی آنکھ کھولوں گی تو سب ختم ہو جائے گا۔میں نے بہت دعائیں کی ہیں یوں سجدے میں جا کر گڑگڑا کر

All Rights Reserved By Novels Lounge

اور دیکھیں اللہ نے مجھے نوازدیا۔میں نے اللہ سے کہا تھا کہ اگر مجھے آپ ملے تو میں آپ کے ساتھ اس مقام پہ سجدہ ضرور کروں گی۔اس نے میری دعاؤں پہ کن فرمادیا شہرام۔میں جیت گئی۔میں نے اپنی منزل پالی۔"

وہ اس کے گھٹنے پہ سر رکھے ہچکیوں سے رو دی تھی۔شہرام نے ہولے سے اپنا ہاتھ اس کے سر پہ رکھا۔اس کا وجود ابھی بھی ہچکولے کھا رہا تھا۔

"جس ذات نے ہمیں ملایا ہے ہمیں اس بھی تو ملنا تھا نا۔"

شہرام کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔پریسہ نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تو شہرام نے اس کی آنکھوں کو پونچھا تھا۔اب وہ دونوں خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔شہرام اس کا ہاتھ تھامتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کو آج آپ کا صبر یہاں لے آیا ہے۔"

وہ عقیدت سے اس کے دونوں ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔

"صرف میرا نہیں آپ ہمیں ہمارا صبر یہاں لے آیا ہے۔صبر اللہ پہ یقین کی آخری حد ہے۔"

وہ نم لہجے میں بولتے بولتے ہنس دی۔

"بے شک وہ پاک ذات ہی محبت ہے اور محبت کو پسند کرتی ہے۔"

شہرام کے لہجے میں ایک غرور تھا۔وہ اب چہرہ جھکائے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کرنے میں مصروف تھی۔اس کے قدموں پہ قدم رکھتے وہ دلکشی سے مسکرا رہی تھی۔شہرام نے ذرا سا رکتے اس کا ہاتھ تھاما

All Rights Reserved By Novels Lounge

تھا۔چلتے چلتے وہ دونوں حرم پاک میں بیٹھے لوگوں کے درمیان میں سے گزر رہے تھے۔پریسہ نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے اس کی جانب دیکھا تھااس کی آنکھوں میں بس محبت ہی محبت تھی۔

کسی نے نہیں سوچا ہوگا کہ شہرام اور پریسہ کی کہانی کا اختتام اس قدر خوبصورت اور مکمل ہوگا۔کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ پریسہ کو شہرام اور شہرام اور پریسہ ان کے صبر کے بدلے میں عطا کر دیے جائیں گے۔

پریسہ کی مترنم آواز پہ شہرام نے چلتے چلتے ذرا سا رخ موڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور اس کے ہاتھ کو "مضبوطی سے تھام لیا کبھی نا چھوڑنے کیلیے۔

ہاں جو کسی نے نا سوچا ہو وہی سب کرنے پہ تو وہ ذات قاصر ہے۔بس اس کے کن کہنے کی دیر ہے۔وہ ذات جب نوازنے پہ آتی ہے تو ناممکن کو بھی ممکن میں بدل دیتی ہے۔اب اس کے دل میں بھی مزید کسی شے کی تمنا باقی نہیں رہی تھی۔

وہ اس کے شانے سے سر ٹکائے اس کے ہاتھ میں مقید اپنا ہاتھ دیکھتے دل ہی دل میں سوچتی آسمان کی جانب دیکھتے نم نگاہوں سمیت تشکر سے مسکرادی۔

****

ختم شد!

All Rights Reserved By Novels Lounge